

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 29

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تقریباً نصف قرن
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

العطاء النبوی في الفتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقات مآدہ پرستیل چودہویں صدی کا غفرم نشان
فقہی انسائیکلو پیڈیا

جلد ۲۹

امام احمد رضا بریلوی مدظلہ العالی

۱۳۳۰ — ۱۳۴۲
۱۹۱۱ — ۱۹۲۵



رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈرون لوہاری دروازہ، لاہور پاکستان (۵۳۰۰۰)

۶۶۵۴۱۳

فون ۶۶۵۴۰۲

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹
تصنیف	اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شیخوپورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا قادری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ اشاعت
ترجمہ عربی و فارسی عبارت	حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ
پیش لفظ	" " " " " " " " " " " "
تبویب جدید	" " " " " " " " " " " "
ترتیب فہرست	" " " " " " " " " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا حافظ محمد شہزاد ہاشمی ، مولانا غلام حسنی
کتابت	محمد شریف گل ، کریم ال کلاں (گوجرانوالہ)
پیٹنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری صدر مدرس و انچارج شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
صفحات	۷۵۲
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۹ھ / اگست ۲۰۰۵ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
مطبع	
قیمت	



ملنے کے پتے

- رضا فاؤنڈیشن ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
- ۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲
- مکتبہ اہل سنت ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز ، گنج بخش روڈ ، لاہور
- شبیر برادرز ، ۳۰ فی اردو بازار ، لاہور

اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۱۲	فہرست مفصل
۳۹	فہرست ضمنی مسائل
۴۷	عروض و قوافی
۵۹	علم و تعلیم
۶۵	زبان و بیان
۶۹	وعظ و تبلیغ
۷۳	علم الحیوان
۷۵	تشریح ابدان
۷۹	علم حروف و ریاضی
۸۳	حقوق العباد
۸۵	لغت
۸۷	غراب
۸۹	احبار
۹۱	عقائد و کلام و دینیات

فہرست رسائل

۱۱۹	○ قواعد القہار
۲۸۷	○ تلج الصدور
۳۰۳	○ التحبیر

- ⊙ اعتقاد الاحباب ٢ ٢ ٩
- ⊙ سماح القهاس ٢ ١ ١
- ⊙ خالص الاعتقاد ٢ ٣ ٣
- ⊙ انبياء المصطفى ٢ ٨ ٥
- ⊙ اراحة العيب ٥ ١ ١
- ⊙ انوار الانتباه ٥ ٢ ٩
- ⊙ اسماء اربعين ٥ ٤ ١
- ⊙ امور عشرون ٦ ١ ٢
- ⊙ شرح المطالب ٦ ٥ ٥



پیش لفظ

الحمد لله ! اعلم حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزانہ علیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے قضاویوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوة العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم قساری ہزاروی علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مرصفاً فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا اتحادہ انتہائی کامیابی اور برقی رفتار کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی میار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں :

- | | | |
|-----|--|-----------|
| (۱) | الدولة المکیة بالمادة الغیبیة | (۳۱ ۲ ۲۳) |
| | مع فیوضات المکیة لمحِب الدولة المکیة | (۳۱ ۳ ۲۶) |
| (۲) | انباء الحق ان کلامہ المصون بتیان کل شئ | (۳۱ ۳ ۲۶) |
| | مع التعليقات حاسم المفتی علی السید البوی | (۳۱ ۳ ۲۸) |
| (۳) | کفل الفقیہ العام فی احکام قرطاس الدراهم | (۳۱ ۳ ۲۴) |
| (۴) | صیقل الربیع عن احکام صجاورة الحرمین | (۳۱ ۳ ۰۵) |
| (۵) | هادی الاضیحة بالشاة الهندیة | (۳۱ ۲ ۱۴) |

- (۶) الصافیۃ الموجیۃ لحکم جلود الاضحیۃ (۴۰۳۰۱ھ)
(۷) الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۴۰۳۲۳ھ)

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطاویۃ النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی تحریر و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت اڈاز میں اشاعت ہے۔ فستادی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں انتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل شائع ہونے والی اٹھائیس جلدوں کے مشمولات کی تفصیل سنین اشاعت، کتب و ابواب، مجموعی صفحات، تعداد سوالات و جوابات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

نمبر جلد	عنوانات	سجلہ جوابات	رسائل شامل	سنین اشاعت
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ — مارچ ۱۹۹۰ء ۸۳۸
۲	"	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ — نومبر ۱۹۹۱ء ۷۱۰
۳	"	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ — فروری ۱۹۹۲ء ۷۵۶
۴	"	۱۲۵	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ — جنوری ۱۹۹۳ء ۷۶۰
۵	کتاب الصلوۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ — ستمبر ۱۹۹۳ء ۶۹۲
۶	"	۲۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ — اگست ۱۹۹۳ء ۷۳۶
۷	"	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ — دسمبر ۱۹۹۳ء ۷۲۰
۸	"	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ — جون ۱۹۹۵ء ۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ — اپریل ۱۹۹۶ء ۹۴۶
۱۰	کتاب الزکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ — اگست ۱۹۹۶ء ۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ — مئی ۱۹۹۷ء ۷۳۶
۱۲	کتاب النکاح، کتاب الطلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ — نومبر ۱۹۹۷ء ۶۵۶
۱۳	کتاب الطلاق، کتاب الایمان			
	کتاب الحدود و التفسیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ — مارچ ۱۹۹۸ء ۶۸۸
۱۴	کتاب السیر	۳۲۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ — ستمبر ۱۹۹۸ء ۷۱۲

۱۵	۸۱	۱۵	کتاب السیر	محرم الحرام ۱۴۲۰ — اپریل ۱۹۹۹	۷۳۲
۱۶	۳۳۲	۳	کتاب الشریک، کتاب الوقت	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ — ستمبر ۱۹۹۹	۶۳۲
۱۷	۱۵۳	۲	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الکفا	ذیقعدہ ۱۴۲۰ — فروری ۲۰۰۰	۷۱۶
۱۸	۱۵۲	۲	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاۃ والعداوی	ربیع الثانی ۱۴۲۱ — جولائی ۲۰۰۰	۷۲۰
۱۹			کتاب الوکالہ، کتاب الاقرارۃ		
			کتاب الصلح، کتاب المضاربہ		
			کتاب الامانات، کتاب العاقبہ		
			کتاب الہیہ، کتاب الاجارہ		
۲۰	۲۹۶	۳	کتاب الاکراذ، کتاب الحجر	ذیقعدہ ۱۴۲۱ — فروری ۲۰۰۱	۶۹۲
			کتاب الغصب، کتاب الشفعہ		
			کتاب القسم، کتاب الزارعہ		
	۲۳۴	۳	کتاب السید الذبائح، کتاب الاضحیہ	صفر المظفر ۱۴۲۲ — مئی ۲۰۰۱	۶۳۲
۲۱	۲۹۱	۹	کتاب المنطقہ والاباحۃ	ربیع الاول ۱۴۲۳ — مئی ۲۰۰۲	۶۷۶
۲۲	۲۳۱	۶	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ — اگست ۲۰۰۲		۶۹۲
۲۳	۴۰۹	۷	ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۲		۷۷۸
۲۴	۲۸۴	۹	ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۳		۷۲۰
۲۵			کتاب المذایات، کتاب الاشریہ		
			کتاب الرہن، کتاب القسم		
	۱۸۳	۳	کتاب الرصایا	رجب المرجب ۱۴۲۴ — ستمبر ۲۰۰۳	۶۵۸
۲۶	۳۲۵	۸	کتاب الفرائض، کتاب الشی حد اول	محرم الحرام ۱۴۲۵ — مارچ ۲۰۰۴	۶۱۶
۲۷	۳۵	۱۰	کتاب الشی حد دوم	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ — اگست ۲۰۰۴	۶۸۴
۲۸	۲۲	۶	کتاب الشی حد سوم	ذیقعدہ ۱۴۲۵ — جنوری ۲۰۰۵	۶۸۴

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی تھی جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ وضا فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب

ملاحظہ رکھا گیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی چار مطبوعہ جلدوں (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محلی نظر تھی، چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن المسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارة و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا تھا کہ جیسویں جلد کے بعد والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ قدیم کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، نیز اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب اعظمی و است برکاتہم العالیہ کی گرانقدر تحقیق اثیق کو بھی ہم نے پیش نظر رکھا اور اس سے بھرپور راہنمائی حاصل کی۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الاضیغہ کے بعد کتاب المحظوظ والاباحہ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ جیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضیغہ پر ہوا تھا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل محظوظ و اباحہ کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ کتاب المحظوظ والاباحہ (جو چار جلدوں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ پر مشتمل ہے) کی تکمیل کے بعد ابواب ہدایت، اثرب، رہن، قسم، وصایا اور فرائض پر مشتمل پچیسویں، چھبیسویں جلد منقذہ شہود پر آئی۔ باقی بچے مسائل کلامیہ و دیگر متفرق عنوانات پر مشتمل مباحث و فتاویٰ اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم کی جلد نہم و دوازدہم میں غیر مرتب و غیر مترتب طور پر مندرج ہیں ان کی ترتیب و تبویب اگرچہ آسان کام نہ تھا مگر رب العالمین عز و جل کی توفیق، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کی نظر عنایت، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے روحانی نصرت و کرامت سے راقم حقیر نے یہ گمانی بھی جوہر کر لی اور کتاب المحظوظ والاباحہ کی طرح ان بکھرے ہوئے متون کو ابواب کی لڑی میں پرو کر مربوط و منضبط کر دیا ہے و اللہ الحمد۔

اس سلسلہ میں ہم نے مندرجہ ذیل امور کو بطور خاص ملاحظہ رکھا:

- (ا) ان تمام مسائل کلامیہ و متفرقہ کو کتاب الشی کا مرکزی عنوان دے کر مختلف ابواب پر تقسیم کر دیا ہے۔
- (ب) تبویب میں سوال و استفسار کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ جوابات میں مذکورہ مباحث کا۔
- (ج) ایک ہی استفسار میں مختلف ابواب سے متعلق سوالات مذکور ہونے کی صورت میں ہر سوال کو مستثنیٰ کے نام سمیت متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (د) مذکورہ بالا دونوں جلدوں (نہم و دوازدہم قدیم) میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (ه) رسائل کی ابتداء اور انتہاء کو متناظر کیا ہے۔

(۵) کتاب الشقی کے ابواب سے متعلق المحضرت کے بعض رسائل جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی موزوں و مناسب جگہ پر شامل کر دیا ہے۔

(۶) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب چونکہ سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہذا مسائل کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے مرتب کرنا پڑی۔

(۷) کتاب الشقی میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مکمل و مفصل فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

انتیسویں جلد

یہ جلد ۲۱۵ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۵۲۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے، البتہ رسالہ خالص الاعتقاد کی بعض عبارات کا ترجمہ حضرت مولانا حسین صاحب کیلئے جبکہ تبویب ابواب اللہ پر اور علی الصدر لایمان القدر کی اکثر عبارات کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے رشحات قلم کا اثر ہے۔ رسالہ قواعد القیاس کا ترجمہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد القیم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کا تحریر کردہ ہے۔ اور رسالہ اعتقاد الاحباب کی تزیین و ترتیب اور اور توضیح و تشریح خلیل العلما حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری البرکاتی علیہ الرحمہ نے فرمائی ہے۔

پیش نظر جلد (کتاب الشقی حصہ چہارم) بنیادی طور پر مسائل کلامیہ و اعتقادیہ پر مشتمل ہے جو فتاویٰ رضویہ قدیم جلد نہم و دوازدہم میں متفرق طور پر مذکور ہیں ہم نے ان کو یکجا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد میں عروض و قوافی، علم و تعلیم، زبان و بیان، علم الحیوان، علم حروف و ریاضی، وعظ و تبلیغ، حقوق العباد، تشریح ابدان، خواب، لغت اور اجارہ کے بارے میں سوالوں کے جوابات بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ متعدد عنوانات سے متعلق مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل گیارہ رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں،

(۱) قواعد القہار علی المجسمۃ الفجار المعروف بضرر قہاری (۱۳۱۸ھ)

آیات متشابہات پر آیاتوں کے اعتراضات کا مندرجہ جواب

- (۲) انہاجۃ العیب بسیف الغیب
علم غیب کے موضوع پر مدلل رسالہ
- (۳) خالص الاعتقاد مع تمہید رماح القہار علی کفر الکفار (۱۳۲۸ھ)
مسئلہ علم غیب کا مدلل بیان
- (۴) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (۱۳۱۸ھ)
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا ثبوت
- (۵) انوار الانتباه فی حل نداء یارسول اللہ (۱۳۰۴ھ)
یا رسول اللہ کہنے کے جواز پر زور دار دلائل
- (۶) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ)
ایمان ابو طالب کے بارے میں مفصل بحث
- (۷) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والاول والاصحاب (۱۲۹۸ھ)
اہل سنت و جماعت کے دلائل عقائد حقہ کا بیان
- (۸) التخییر بباب التذہیر (۱۳۰۵ھ)
مسئلہ تہذیب پر سیر حاصل بحث
- (۹) تلجہ الصمد لایمان القدر (۱۳۲۵ھ)
مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان
- (۱۰) اسماع الاسربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (۱۳۰۵ھ)

(۱۱) امور عشرین در عقائد سننیین
سنن اور غیر سنن میں امتیاز کرنے والے سنن امور کا بیان

ضروری بات

گو مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کو ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا مگر یہ اس سر ایا کرامت و جود باجود کا فیضان ہے کہ ان کے فرزند بزرگوار ہند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی مدظلہ العالی جو علوم دینیہ و عصریہ کے مستند فاضل

اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی علمی و تجزیاتی وسعت و فراست کے وارث و امین ہیں، نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کی ترویج و ترقی کے لئے شب و روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جدید کی اشاعت و طباعت میں بھی بدستور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقوش جلیلہ پر گامزن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے شروع کردہ تمام تعلیمی، تصنیفی، تدریسی، تبلیغی اور اشاعتی منصوبے حسب معمول جاری و ساری ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ دعاؤں سے نوازتے رہیے تاکہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مشن کو ان کے جسمانی و روحانی نائبین بحسن و خوبی ترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا کردار سرانجام دیتے رہیں، فقط۔



حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور و شیخوپورہ، پاکستان

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
اگست ۲۰۰۵ء

فہرست مضامین مفصل

عروض و قوافی

کنز الایقہ نامی کتاب پر فن شاعری میں
 ہمارت رکھنے والے ایک شخص کے چند
 اعتراضات اور مصنف کنز الایقہ کی طرف سے
 ان کے جوابات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا اعلیٰ
 تحقیقی اور فنی تبصرہ۔
 پہلا اعتراض اور اس کا جواب۔
 دوسرا اعتراض اور اس کا جواب۔
 اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں
 حد تو اتار پر ہیں۔
 تائید کسے لے کچھ اشعار۔
 تیسرا اعتراض اور اس کا جواب۔
 جمع کے قوافی میں مغرد کا لحاظ نہ رکھا جائیگا

مستحق ضرور ہے لازم نہیں۔ ۴۹
 چند اشعار مزیدہ۔ ۴۹
 چوتھا اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰
 پانچواں اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰
 تقریس کسے کہتے ہیں۔ ۵۰
 چھٹا ساتواں آٹھواں نواں اور دہواں اعتراض
 اور ان کے جوابات۔ ۵۱
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب۔ ۵۲
 اعتراض اول پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض دوم پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض سوم پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض چارم پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض پنجم پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض ششم پر تبصرہ۔ ۵۲

- ۵۵ اعتراض مفہم پر تبصرہ۔
 ۵۵ اعتراض ہشتم پر تبصرہ۔
 ۵۵ اعتراض نهم پر تبصرہ۔
 ۵۶ اعتراض دہم پر تبصرہ۔
 ۶۱ گونا، کرینا اور کر دینا میں فرق اور اس
 کی مثالیں۔
 ۶۲ علم و تعلیم
 ۶۲ پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اور
 اس کا مفصل جواب۔
 ۶۲ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق
 حق و باطل اور نفع و ضرر پر ہمیں علم فرمادیا۔
 ۶۲ مسائل کو حیا کے پرانے میں بیان کرنا چاہئے
 ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں
 ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم
 سے ترہین تک بدل جاتی ہے۔
 ۶۲ صحیح مقابل فرضی کا مطلب۔
 ۶۲ مآخذ اور مفہام الحجۃ میں زیادہ است و
 الحاقات ہیں۔
 ۶۲ بہشتی زیور اخلاط و خلالت و بطالت و
 جہالت کا مجموعہ ہے۔
 ۶۲ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ کی علامہ کو
 تصدیق نہیں کرنی چاہئے۔
 ۶۲ تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ

- ۵۵ عنہ کی طرف بلغہ قال و عند نسبت
 ۵۵ کئے جاتے ہیں، مکتبہ ظاہر الروایہ کے مسئلے
 ۵۵ ہیں اور ان تک سانیہ متصلہ موجود، ہر مسئلہ
 ۵۶ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں۔
 ۶۱ صاحب در مختار کی سند۔
 ۶۲ صاحب بحر کی سند۔
 ۶۲ رقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث
 ۶۲ کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب۔

زبان و بیان

- ۵۹ نئے غلاف رضامندی و بلا رضامندی
 میں فرق ہے۔
 ۶۵ وقت کے بارے میں در مختار اور ہدایہ کی
 عبارت کا مطلب۔
 ۶۶ اس شعر کا مطلب۔
 ۶۶ میری تعمیر میں منہر ہے ایک صورت فراہمی کی
 ۶۶ ہیولی برق فرم کا ہے خون گرم دہقان کا
 ۶۶ تین اشعار کے مطلب کے بارے میں ایک
 سوال کا جواب۔
 ۶۶ لفظ محمد کے عدد ۱۹۲ اور خدا
 کے عدد ۶۰۵ ہیں۔
 ۶۸ رسل کرام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور
 امت کی سیر من الرسل الی اللہ ہے۔
 ۶۸ جے وساطت رسل اللہ تعالیٰ تک ساقی
 محال ہے۔

- ۶۸۔ تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔
 ۶۸۔ برتس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے۔
 ۶۸۔ برتس بمعنی بارش ہے۔
 ۶۸۔ ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔
 ۶۸۔ کے غلط استدلال کا ردِ تبلیغ۔
 ۸۰۔ ردِ افض کی بنائے مذہب ادیان بے مریا
 ۶۸۔ و پا ور ہوا ہے۔
 ۶۸۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اختیار سے
 ۶۸۔ مطابقت کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے
 عدد اسماء کفار سے کہ اسماء میں مسرت
 و سبب ہے۔

وعظ و تبلیغ

- ۶۸۔ واقعہ کے لئے شرط اول مسلمان ہونا، شرط
 دوم سُختی ہونا، شرط سوم عالم ہونا اور
 شرط چارم خاسق نہ ہونا۔
 ۸۰۔ ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔
 ۸۱۔ حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام
 حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبیر
 و شبیر و جبر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔
 ۸۱۔ آیات عذاب و اسماء اشراہ اور آیات
 مدح و اسماء اختیار کے عدد میں مطابقت
 کی سات مثالیں۔

علم الحيوان

- ۶۳۔ گناہ اور کل جانور چرند پرند کس کی اولاد ہیں
 ۶۳۔ تشريح ابدان
 ۸۱۔ کیا کسی شخص کے دُور ہو سکے ہیں۔
 ۸۱۔ قلب کیا ہے۔
 ۸۱۔ نمرہ تحت نفی مفید علم و استفراق
 ہوتا ہے۔
 ۸۱۔ رُوح انسانی متجردی نہیں۔

علم حروف و ریاضی

- ۶۹۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بد فعل
 کرے پھر اس کے خاوند سے معافی
 طلب کرے تو اس کے معاف کرنے سے
 معاف ہو جائے گا یا اس پر توبہ لازم ہے
 اور اگر فقط توبہ کر لے تو کیا یہ گناہ معاف
 ہو جائے گا۔
 ۶۹۔ تکمیل مجذور کے بارے میں خواب و زیر
 خان قادری کے ایک سوال کا جواب۔
 ۸۳۔ ایک آیت کریمہ کے عدد سے ایک رافضی

لغت

شکیل اور عقیل کا معنی کیا ہے۔

خواب

خواب کیا چیز ہے۔

خواب چار قسم ہے۔

پہلا حدیثِ نفس۔

دوسرا القارِ شیطان۔

تیسرا القارِ فرشتہ۔

چوتھا القارِ الہی۔

احبارہ

جو شخص کسی کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ

اس کو چوری طرح ادا نہ کرے یعنی قاصر

ہے تو اس کو کیا سمجھنا چاہئے۔

عقائد و کلام و دینیات

آٹھ سوالات پر مشتمل استغفار کا جواب

علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لئے خاص

ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انبیاء

کو معلوم ہوتا ہے وریات دین سے ہے۔

آیات و احادیث سے تائید۔

زندگیوں کا ناچ حرام ہے۔ ادبیاء کرام کے

غرسوں پر بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلانی ہے

خانہ کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے

عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی۔

امانت میں خیانت اور غدر و بد عہدی جائز

نہیں۔

کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ

کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔

غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے

تو اس کو لے لینا مباح ہے۔

عورت کی خواہش مرد سے بہت زیادہ ہے

مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے

کٹے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت

مقرر نہیں ہے۔

تقویۃ الایمان ایک گراہی اور بے دینی

کی کتاب ہے۔

دہائی کون ہیں، ان کی اصل کہاں سے نکل

اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

ترو و شریف کی حقیقت کیا ہے

خواجہ حسن نظامی دہلوی کی کتاب محرم نامہ

کے بارے میں سوال کا جواب۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل

و مناقب۔

صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں

ادبیاء اللہ کے بارے میں چھ سوالات پر

مشتمل ایک استغفار کا جواب۔

۱۰۳

- روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے۔ ۱۰۳
- موت روح کے قائل ہندو ہیں۔ ۱۰۲
- میت اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور ان کی آواز کو سنا ہے۔ ۱۰۳
- اولیاء اللہ کے تصرفات اور فیض رسانی کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت۔ ۱۰۳
- حیات شہداء و اولیاء کا ثبوت قرآن مجید حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب فوازیں۔ ۱۰۵
- عبارات علامہ سے تائید۔ ۱۰۵
- قرآن مجید میں جب سب کچھ موجود ہے تو پھر اماموں کا اختلاف کس بنا پر ہے۔ ۱۰۶
- قلم ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انک میں سکوت حکمت پر مبنی تھا۔ ۱۰۸
- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں چھ سوالات پر مشتمل استفتاء کا جواب۔ ۱۰۹
- سیدہ مریم کے روضہ نزار کے ساتھ نکاح ان کے نبی ہونے کا شرعی مظہر میں کوئی ثبوت نہیں۔ ۱۰۹
- چار نبیوں کو ابھی تک موت کا حق نہیں ہوا۔ ۱۰۹
- حیات انبیاء کے منکر گراہ بدیہی ہیں۔ ۱۰۹
- تمام اخبار بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔ ۱۰۳
- حاشا زکوٰۃ رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ و السلام معزول ہوں گے۔ ۱۱۰
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۱
- فسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۱۱
- مسلم الثبوت کی ایک عبارت کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۱۲
- مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں۔ ۱۱۲
- ایک محل محل سوال پر تبلیہ حدیث لولاٹ کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔ ۱۱۳
- اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بنایا۔ ۱۱۳
- اللہ تعالیٰ کو عرش پر بٹھانے کے بارے میں ایک غلط فتویٰ کا رد۔ ۱۱۶
- اللہ تعالیٰ مکان و مکان سے پاک ہے۔ ۱۰۹
- عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ ۱۱۶
- استواء علی العرش پر گفتگو۔ ۱۱۶
- آیات تشابہات کے بارے میں اہلسنت کے دو مسلک ہیں۔ ۱۱۷
- ابن تیمیہ کو مادی اور مجرد عن المادہ کے درمیان فرق معلوم نہیں۔ ۱۱۷

○ رسالہ قواعد الفجاس علی

المجسمۃ الفجاس (قرآن مجید کی آیات مشابہات پر آریہ کے اعتراضات کا تحقیقی جواب)

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہل سنت و جماعت کے پندرہ عقیدے۔

آیات مشابہات کے یاب میں اہل سنت و جماعت کا اعتقاد۔

ہدایت و ضلالت کا بڑا اشارہ قرآن مجید کی آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور متشابہات۔

استواء علی العرش کے معنی میں چار تفسیریں وجود تاویل۔

قرآن مجید میں استواء سات جگہ آیا ہے، ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔

آیت کریمہ الرحمن علی العرش استوی آیات مشابہات میں سے ہے۔

ترتیب کتب سے تائید مسئلہ مذکورہ۔

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفسیر حرام ہے۔

وہابیہ مجسمہ کی بے دینی۔

اکثر مسائل میں اہل سنت و متناقض فرقوں کے وسط میں رہتے ہیں۔

جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے

اور کہیں نہیں ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

فعل تحریر ضلالت تعمیر اور نجدی بقیر۔

ضرب قہاری

نجدی گمراہ کی چند سطری تحریریں جو جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔

مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف چھ تپانچے تپہ تپانچہ۔

مصنف علیہ الرحمہ کی طرف ۲۵۰ ضربیں۔

ضرب اول جو ۳۳ ضربوں پر مشتمل ہے۔

دوسرا تپانچہ۔

تیسرا تپانچہ۔

اصلی تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجسمی گمراہی کا سرور ہو جائے۔

جو اجسام پر روا ہے اللہ تعالیٰ پر روا نہیں۔

مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکانوں میں موجود ہونا محال ہے۔

واجب ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو کسی مخلوق کو ازلی ماننا باجماع مسلمین کفر ہے۔

مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم۔

اگر مجسمہ کو مکانی فرض کیا جائے تو وہ حال سے خالی نہ ہوگا کہ جبر و قہر کی بے برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اعدیہ دونوں باطل ہیں۔

۱۳۹

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۰

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۱

۱۴۱

۱۴۴

۱۵۰

۱۵۰

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۵

۱۵۵

۱۱۹

۱۱۹

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۴

۱۲۶

۱۲۸

۱۲۸

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۴

۱۶۰	مقدار سے مفر نہیں۔	۱۵۴	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔
۱۶۰	مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔	۱۵۴	مقدار متناہی کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔
۱۶۰	مقدار متناہی کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔	۱۵۴	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔
۱۶۰	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔	۱۵۴	جہات فرق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک
۱۶۰	جہات فرق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک	۱۵۴	کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔
۱۶۰	کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔	۱۵۴	ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔
۱۶۱	ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔	۱۵۴	ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔
۱۶۱	ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔	۱۵۴	ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔
۱۶۱	ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔	۱۵۴	ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔
۱۶۱	ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔	۱۵۴	ہر جسم و جسمانی محتاج۔
۱۶۱	ہر جسم و جسمانی محتاج۔	۱۵۴	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔
۱۶۱	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔	۱۵۴	عرش زمین سے غایت بعد پر ہے۔
۱۶۱	عرش زمین سے غایت بعد پر ہے۔	۱۵۴	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔
۱۶۱	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔	۱۵۴	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔
۱۶۱	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔	۱۵۴	جہات نفس اکثر ہیں یا محدود و اکثر۔
۱۶۱	جہات نفس اکثر ہیں یا محدود و اکثر۔	۱۵۴	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی
۱۶۱	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی	۱۵۴	ثابت ہے۔
۱۶۱	ثابت ہے۔	۱۵۴	اللہ تعالیٰ کے لئے مکہ و جہت کے اثبات
۱۶۱	اللہ تعالیٰ کے لئے مکہ و جہت کے اثبات	۱۵۴	پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔
۱۶۱	پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	۱۵۴	

۱۶۰	شرح مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو	۱۵۴	مقدار سے مفر نہیں۔
۱۶۰	مقدار سے مفر نہیں۔	۱۵۴	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔
۱۶۰	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔	۱۵۴	مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔
۱۶۰	مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔	۱۵۴	مقدار متناہی کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔
۱۶۰	مقدار متناہی کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔	۱۵۴	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔
۱۶۰	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔	۱۵۴	جہات فرق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک
۱۶۰	جہات فرق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک	۱۵۴	کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔
۱۶۰	کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔	۱۵۴	ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔
۱۶۰	ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔	۱۵۴	ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔
۱۶۰	ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔	۱۵۴	ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔
۱۶۰	ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔	۱۵۴	ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔
۱۶۰	ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔	۱۵۴	ہر جسم و جسمانی محتاج۔
۱۶۰	ہر جسم و جسمانی محتاج۔	۱۵۴	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔
۱۶۰	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔	۱۵۴	عرش زمین سے غایت بعد پر ہے۔
۱۶۰	عرش زمین سے غایت بعد پر ہے۔	۱۵۴	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔
۱۶۰	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔	۱۵۴	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔
۱۶۰	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔	۱۵۴	جہات نفس اکثر ہیں یا محدود و اکثر۔
۱۶۰	جہات نفس اکثر ہیں یا محدود و اکثر۔	۱۵۴	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی
۱۶۰	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی	۱۵۴	ثابت ہے۔
۱۶۰	ثابت ہے۔	۱۵۴	اللہ تعالیٰ کے لئے مکہ و جہت کے اثبات
۱۶۰	اللہ تعالیٰ کے لئے مکہ و جہت کے اثبات	۱۵۴	پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔
۱۶۰	پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	۱۵۴	

۱۹۵	۱۸۰	تجسنا تپانچہ
۲۰۰	۱۸۰	عرش کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ بالائے تمام اجسام ہے۔
	۱۸۰	تخریب فیصلہ
	۱۸۸	سے اتواں تپانچہ
۲۰۱	۱۸۹	مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے
۲۰۲	۱۸۹	عرش کا مکانی الہی ہونا ثابت نہیں۔
	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے
۲۰۳	۱۸۹	فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی
	۱۸۹	مانعت ثابت نہیں۔
۲۰۴	۱۸۹	قیح لذاتہ و صحیح بغیرہ حسن لذاتہ و حسن بغیرہ
۲۰۴	۱۹۰	سبب حجت اور خود ثبت احکام ہیں۔
۲۰۴	۱۹۰	مقام فضائل میں صفات بالا جامع مقبول
	۱۹۰	ہیں۔
۲۰۴	۱۹۰	عجول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک
	۱۹۰	مقبول ہے اور عجول الحال میں بھی بعض اکابر
	۱۹۰	کا مذہب مقبول ہے۔
۲۰۵	۱۹۰	جہالت میں جہالت حال کو تسلیم نہیں۔
۲۰۵	۱۹۰	عجول پایہ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ
	۱۹۰	پایہ اعتبار سے۔
۲۰۵	۱۹۳	مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا۔
	۱۹۳	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام
۲۱۱	۱۹۴	مقلد تھے۔
	۱۹۴	تعلید واجب شرعی ہے اور زائد رسالت سے
۲۱۲		

شروع ہوئی۔ ۴

۱۹۵

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۴

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۵

۲۰۵

۲۱۱

۲۱۲

- تہذا وجہ کے بارے میں ایک فارسی
منظم سوال و جواب۔
- ۲۱۲ میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور
خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا
کہاں سے ثابت ہے۔
- ۲۱۳ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں
بھی چار اصول ہیں۔
- ۲۱۴ فتویٰ اجماع اقویٰ الاولیٰ ہے۔
- ۲۱۵ سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد
پر اتفاق اقویٰ الاولیٰ ہے۔
- ۲۱۶ بارہ مغفار کے بارے میں پانچ سوالات پر
مستمل استفتاء کا مفصل جواب۔
- ۲۱۷ منکر میلاد شریف و تقبیل اہل ایمان کے بچے نماز
پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
- ۲۱۸ ترکیب کبیرہ کو کافر کھنے والا خارجی اور نری
کلہ گوتی کو کافی جاننے والا یحیری ہے۔
- ۲۱۹ اہل سنت کا مذہب۔
- ۲۲۰ زید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا
ہے مگر کوس کا نہیں۔ اس کے بچے نماز پڑھنا
درست ہے یا نہیں۔
- ۲۲۱ غنیۃ الطالبین سرکار غوث کی تصنیف نہیں ہے
نیز اس میں الحاق بھی کر دیا گیا ہے۔
- ۲۲۲ کتاب مذکور میں تمام حنفیہ کو نہیں بلکہ بعض
کو گمراہ کہا گیا ہے۔
- ۲۲۳ بعض عقل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوتا
ہے تو قرآن انہیں معنی حسن پر محمول کریں گے اور
جب کسی مردود سے صادر ہوتا ہے تو انہیں
معنی کج پر محمول کریں گے۔
- ۲۲۴ لا مہدی الا عیسیٰ حدیث صحیح نہیں۔
- ۲۲۵ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے
میں حدیثیں حد تو اتنی تک پہنچی ہیں۔
- ۲۲۶ صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی
فرضیت کا بیان۔
- ۲۲۷ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے اجتہادی خطا ہوئی۔
- ۲۲۸ ہر صحابی کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کہا جاتا تھا۔
- ۲۲۹ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔
- ۲۳۰ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نبی کے
برابر ماننا کفر خالص ہے۔
- ۲۳۱ ایک اقرائی منکر غیر حکایت۔
- ۲۳۲ انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا
صدیق اکبر پھر فاروق اعظم ہیں رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔
- ۲۳۳ مذہبی تقریبات کے لئے تعیین یوم کا انکار
آجکل وہابیہ کا شعار ہے۔
- ۲۳۴ میلاد شریف کرانے اور اس میں قیام کرنے
کے سستی و باجی کی پہچان نہیں ہو سکتی کیونکہ

- ۲۲۹ اکثر موقع پر وہابی بھی ایسا کر لیتے ہیں۔
 ۲۳۰ جب سیدکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود رحمت میں تو آپ پر رحمت بھیجنے کا کیا فائدہ ہے۔
 حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال کو دیکھتے ہیں۔
 ۲۳۱ اجیار کرام سے امام الاجیار پر ایمان لانے کا وہہ لینے میں حکمت کیا تھی۔
 ۲۳۰ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں تاہم تفضل صحیح ہے۔
 ۲۳۲ وہایت مطلقہ افضل ہے یا نبوت خاصہ۔
 ۲۳۲ نبوت مطلقہ بر دل غیر نبی کی ولایت سے بزاروں در ہے افضل ہے۔
 ۲۳۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیا کرام تھے۔
 ۲۳۳ افضل الصحابہ کون ہے۔
 ۲۳۴ علم غیب سے متعلق ایک آیت کریمہ کے بارے میں سوال کا جواب۔
 ۲۳۵ التحفیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔
 ۲۳۵ فضائل اعمال میں ضعافت بالا جماع مقبول ہیں۔
 ۲۳۵ قحشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
 ۲۳۵ تعزیر بنانے والے کو کافر قیام و مولود کو بدعت سیر اور ماضی اعراس بزرگان
- ۲۲۹ کو فعل لغو کہنے والا شخص سنی حنفی ہے یا نہیں۔
 ۲۳۶ دیوبندی اور غیر مقلد میں سے زیادہ فضیلت پر کون ہے۔
 ۲۳۶ جو شخص مزارات اولیا کو تودہ خاک کئے قبر راویا سے استہزاء و استغاضہ کا منکر ہو، یا رسول اللہ کئے کو شرک قرار دے، طعام فاحشہ و نیاز کو حرام سمجھے اور رسالتا ب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں۔
 ۲۳۶ مولوی قاسم دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے۔
 ۲۳۶ کتب و بابہ سے چند گستاخانہ کفریہ عبارت باحوال۔
 ۲۳۸ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت۔
 ۲۳۵ دیوبند کے سور و پے انعام کے مقابلے میں دو سور و پے انعام کا اعلان۔
 ۲۳۶ میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآن مجید سے۔
 ۲۳۶ تحریر بر سال شمس المسائین در بارہ مجلس مبارک و قیام۔
 ۲۳۸

- ۲۶۳۔ لالچی کھنڈے والے کی مذمت و خلافت کا بیان۔
- ۲۶۴۔ ایک مذہب پر قائم رہنا ضروری ہے اور جو ایک مذہب پر قائم نہیں رہتا وہ دوسرے یا غیر مقلد ہے۔
- ۲۶۵۔ محبس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
- ۲۶۶۔ شمار سفیت کا لحاظ ضرور موقوفہ ہے۔
- ۲۶۷۔ مرتبہ کے چپے ناز کیسی۔
- ۲۶۸۔ ایمان بالغیب کے بارے میں ایک طویل استغفار۔
- ۲۶۹۔ جب لعنت الہی اترتی ہے تو دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔
- ۲۷۰۔ علم کے اسباب تین ہیں۔
- ۲۷۱۔ سائنس والے حد ہاتھوں میں خود مختلف ہیں۔
- ۲۷۲۔ اقلیدس کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۳۔ ارثا طیقی کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۴۔ جرد مقابلہ کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۵۔ قیام میلاد شریف کا ثبوت اور منکرین کا رد۔
- ۲۷۶۔ قبر میں سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کسی نہیں مرتی۔
- ۲۷۷۔ حسینؑ کی عین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلفاء اربعہ سے افضل قرار دینے والے شخص کے غلط استدلال کا رد مبینح۔
- ۲۷۸۔ یہ عقیدہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ
- ۲۵۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شیطان تمثیل نہیں کر سکتا، یا نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بگ اپنے آپ کو الزا ظاہر کر سکتا ہے۔
- ۲۵۲۔ آثار ہزار عالم سے کیا مراد ہے۔
- ۲۵۳۔ بتدینا قیامت جو ہم کیا ارواح معدوم کر دی گئی تھیں۔
- ۲۵۴۔ روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی۔
- ۲۵۵۔ بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلانفہ ہے۔
- ۲۵۶۔ ایمانی کی تعریف اور کامل ایمان۔
- ۲۵۷۔ ورود تاج پرہنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع بلا سمجھنا۔
- ۲۵۸۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میلاد میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔
- ۲۵۹۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بار ہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔
- ۲۶۰۔ چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں استفسار۔
- ۲۶۱۔ خبر الہی مثل علم الہی ہے ان میں سے کسی کا خلافت ممکن نہیں مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا۔
- ۲۶۲۔ مولانا وجل کے وعدہ و وعید کسی میں مختلف ممکن نہیں۔
- ۲۶۳۔ صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں

- ۲۸۸ فردادی اور کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی۔
- ۲۸۹ خالق ہونا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے یہ اختیار
۲۹۰ نہ اس نے کسی کو دیا نہ اس کا کوئی اختیار
۲۹۱ پاسکتا ہے۔
- ۲۹۱ انسان سے باز پرس کیوں ہوتی ہے۔
- ۲۹۱ انسان میں قصہ دارادہ و اختیار کا ہونا ایسا
۲۹۱ واضح و بدیہی امر ہے جس کا انکار نہیں کر سکتا
۲۹۱ مگر محض۔
- ۲۹۱ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پھر میں ضرور
۲۹۱ فرق ہے۔
- ۲۹۱ قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اشخاص کو
۲۹۱ زیادہ ہدایت نہ کرو، ہاں یہ ضرور فرمایا ہے
۲۹۱ کہ ہدایت و ضلالت سب اس کے ارادے
۲۹۲ سے ہے۔
- ۲۹۲ کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی
۲۹۴ حقیقت کو جاننا لازم نہیں ہوتا۔
- ۲۹۴ عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ انسان نہ تو پھر
۲۹۴ کی طرح مجبور محض ہے نہ ہی خود مختار بلکہ
۲۹۹ ان دونوں کے درمیان میں ایک حالت ہے۔
- ۳۰۰ تنہا و جزا کیوں۔
- ۳۰۲ یہود و مغضوب علیہم ہیں۔
- ۳۰۲ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں۔
- ۳۰۲ مجوسی دو خالق مانتے ہیں یزدان اور
۳۰۲ احرمن۔
- ۲۸۷ تعالیٰ علیہ وسلم میں اہلسنت کا نہیں بلکہ ردائے
۲۸۷ کا ہے۔
- ۲۸۱ مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے
۲۸۱ جاتی ہے۔
- ۲۸۲ زیارت قبور سنت ہے۔
- ۲۸۲ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ
۲۸۲ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین، مشرق و
۲۸۲ مغرب، عرش و فرش، ماتحت الثریٰ اور
۲۸۲ جملہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے ذریعے
۲۸۲ ذریعے کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔
- ۲۸۲ اذان میں نام اقدس سن کر انگلیں چومنا
۲۸۳ مستحب ہے۔
- ۲۸۳ بلا وجہ شرعی عذر ترک جماعت گناہ ہے
۲۸۳ اور اس کا عادی غاسق گمراہ ہے۔
- ۲۸۵ تقدیر سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۲۸۵ روحیں ازل سے پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم
۲۸۵ وہ ہزار برس پہلے نہیں۔
- رسالہ تلجہ الصدق لایمانی
انقدہ (مسئلہ قضا و قدر کا روشن
بیان)
- ۲۸۷ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بندہ کچھ
۲۸۷ بھی نہیں کر سکتا تو پھر بندے سے مواخذہ اور
۲۸۸ باز پرس کیوں ہوگی۔
- ۲۸۸ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر، کتابیں اتار کر
ہر بات کا حسن و قبح بتا کر اپنی نعمت تمام

۴۱	دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔	○ رسالہ التَّجِیْرِ بَابُ التَّدْبِیْرِ
۴۱۳	استعمالِ دوا سفت ہے۔	(مسئلہ تدبیر پر سیر حاصل بحث)
۴۱۳	تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں۔	تدبیر کو مستحسن جاننے والے کو کافر کہنا کیسا ہے
۴۱۴	حلال معاش کی طلب تلاش کی فضیلتیں۔	اور کافر کہنے والے پر کیا گناہ و تعزیر ہے۔
۴۱۸	ترک کسب سے ممانعت۔	فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ
۴۱۸	تلاشِ حلال، فکرِ معاش اور تعاطی اسباب	جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔
۴۱۸	ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الہی ہے	تدبیر زہار معطل نہیں۔
۴۱۸	آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔	دنیا عالم اسباب ہے جس میں مسببات کو
۴۱۹	تدبیر تقدیر سے باہر نہیں بلکہ وہ خود ایک تقدیر ہے	اسباب کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔
۴۱۹	آدمی کا بھرتن تدبیر میں منہمک ہو جانا	سنت الہیہ جاری ہوتی کہ سبب کے بعد
۴۲۱	ممنوع و مذموم ہے۔	مسبب پیدا ہوتا ہے۔
۴۲۵	مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں۔	تقدیر کو بھول کر تدبیر پر چھوٹنا کفار کی خصلت
۴۲۵	مسلمان کو کافر کہنے والے پر توہر اور تجرہ	ہے۔
۴۲۵	نکاح لازم ہے۔	تدبیر کو محض حبث و مطرود اور فضول و
۴۲۵	روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر	مردود بنانا گمراہ یا مجنون کا کام ہے۔
۴۲۵	بہ اعتقادی و بد عمل سے ناپاک ہو کر مستحق	حضرتِ مرسلین صل اللہ تعالیٰ علیہم وسلم
۴۲۹	عذاب ہو جاتی ہے۔	سے بڑھ کر کوئی متوکل نہیں اور نہ ہی ان سے
۴۲۸	فرض کے لئے امکانِ مشرط نہیں۔	زیادہ کسی کا تقدیر پر ایمان ہے۔
۴۲۸	جنت و دوزخ میں مناظرہ۔	انبیاء و مرسلین ہمیشہ تدبیر فرماتے۔ اس کی
۴۲۹	ایک بے اصل جھوٹی حکایت۔	راہیں بتاتے اور خود کسبِ حلال میں سعی
۴۲۹	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال	فرما کر رزقِ طیب کھاتے تھے۔
۴۳۲	کا جواب۔	آیاتِ قرآنیہ سے مسئلہ کی تائید۔
۴۳۲	تمام انبیاء و ملائکہ معصوم ہیں۔	احادیثِ مبارکہ سے تائید۔
۴۳۱	دور سے سُشنا اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ	تدبیر کو مطلقاً محلِ ماننے کی قباحیتیں۔
۴۳۲	کی عطا سے اس کے محبوبوں کی شان ہے	تدبیر کی بہت سی صورتیں مندوب و مستنون ہیں

۳۳۹	ذات وصفت باری تعالیٰ	۳۳۲	مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے۔
۳۴۵	عقیدہ ثانیہ (دوسرا عقیدہ)	۳۳۲	طوافِ تطہیری صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔
۳۴۵	سب سے اعلیٰ و سب سے اونچے		انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب
۳۵۱	عقیدہ ثالثہ (تیسرا عقیدہ)	۳۳۲	دعائیں مقبول ہیں۔
۳۵۱	صدر نشینان بزمِ عز و جاہ	۳۳۲	مزاراتِ اولیاء پر تاضری سنتِ رسولِ سنتِ صحابہ
۳۵۲	عقیدہ رابعہ (چوتھا عقیدہ)	۳۳۲	غیب کا معنی
۳۵۲	اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین	۳۳۲	انبیاء کے لئے علمِ غیب کا ثبوت
۳۵۲	عقیدہ خامسہ (پانچواں عقیدہ)	۳۳۲	نبی کا معنی
۳۹۳	اصحابِ سید المرسلین و اہل بیت کرام	۳۳۲	آئمہ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی
۳۹۳	تبیین ضروری	۳۳۵	میں روایت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں
۳۹۳	اصحابِ کرام کا ذکر جب بھی ہو خیر کے ساتھ	۳۳۵	آئمہ اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں
۳۹۳	ہی ہونا فرض ہے۔		اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ کی خطا
۳۹۳	عقیدہ سادسہ (چھٹا عقیدہ)		خطا اجتہاد کی تھی۔
۳۹۳	عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم		اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔
۳۹۳	عقیدہ سابعہ (ساتواں عقیدہ)	۳۳۵	خطا اجتہاد کی دو قسم پر ہے، مقرر و منکر
۳۹۳	مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۹	مشاجرات صحابہ کرام میں مداخلت حرام
۳۸۰	عقیدہ ثامنہ (آٹھواں عقیدہ)		حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
۳۸۰	آئمت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		جو خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
۳۸۲	عقیدہ ناسعہ (نواں عقیدہ)		سپر و فرمائی اس سے مقصود مسلح و
۳۸۲	ضروریات دین	۳۳۹	بندگی جنگ تھا۔
۳۸۵	قائدہ جلیلہ		○ رسالہ اعتقاد الاجاب فی الجہیل
	مائی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں:		والمصطفیٰ والاول والاصحاب
	ضروریات دین، ضروریات مذہب		(اہلسنت و جماعت کے دس سچے معتقدات)
۳۸۵	اہل سنت، شائبات محکمہ، ظنیات	۳۳۹	کار و شن بیان
	محکمہ	۳۳۹	عقیدہ اولیٰ (پہلا عقیدہ)

۳۸۶	عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)	۳۸۶	معنی علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم غیب
۳۸۶	شرعیّت و طریقت +	۳۸۶	کا اطلاق حضرت عزت عزوجل کے ساتھ
	نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ		خاص ہے کہ اس سے عرفی علم بالذات
	والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ		قبلا در ہے۔
۳۹۰	وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔	۳۹۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
	عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ		ماکان وایکون کے تمام غیب منکشف
۳۹۱	ہے یا نہیں۔	۳۹۱	فرمادے گئے۔
۳۹۱	عوام مومنین کی تشریح۔	۳۹۱	ملا علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ۔
۳۹۲	تعلیم فرض قطعی ہے۔	۳۹۲	○ موما۳ القہار علی کفر الکفار
۳۹۳	فقہ کونہ ماننے والا شیطان ہے۔	۳۹۳	(تہذیب خالص الاعتقاد)
۳۹۳	فقہ کونہ ماننے کی قباحتیں۔	۳۹۳	رسالہ خالص الاعتقاد کی وجہ تصنیف
۳۹۳	آئین بالجہر نمازیں درست نہیں۔	۳۹۳	اور تفصیل پس منظر۔
	تعلیم کبھی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھے		کفر پارٹی کی دو تدبیریں۔
۳۹۳	سے ہوتی ہے۔	۳۹۳	تدبیر اول معارضہ بالمثل
	رانا سنگھم آریہ کے افتراء و جہالت ناقصی		مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، ضروریات
۳۹۵	و بے ایمانی پر مبنی ایک سوال کا جواب۔	۳۹۵	دین، ضروریات عقائد اہل سنت،
۳۹۶	صاحب کشاف معجزی ہے۔	۳۹۶	علمائے اہل سنت میں مختلف فید۔
	مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے		مسائل علم غیب کے اقسام و احکام۔
	بارے میں آریہ کے اعتراضات اور ان کے		و تابیہ کی متکاریاں
۳۹۶	جوابات کی تفصیل۔	۳۹۶	غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی
	رانا سنگھم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا		چوری اور سرزدوری۔
	روئے جواب جانب نصاریٰ کرتے ہوئے		منور علی رامپوری کی بکث چراغی۔
۴۰۲	سوال مذکور کا جواب باسلوب دیگر۔	۴۰۲	منور علی رامپوری کی کتب بیونت۔
	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے		سند میل جہانوی۔
۴۰۲	علم غیب عطائی کا ثبوت۔	۴۰۲	دوسری تدبیر۔

نامہ اول از حضرت سید حسینی حیدر میاں	۴۲۹
مارہروی بنام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہا	۴۳۰
نامہ دوم۔	۴۳۰
○ رسالہ خالص الاعتقاد	۴۳۱
(مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب	۴۳۲
جو ایک سو بیس دلائل پر مشتمل ہے)	۴۳۳
مراسلہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید	۴۳۴
حسین حیدر میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۳۵
امراول	۴۳۶
حقائق کی افرا پڑا زبیاں	۴۳۷
امر دوم	۴۳۸
بندہ دی کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور	۴۳۹
آیات نفی کی مراد۔	۴۴۰
کون سا علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاص ہے۔	۴۴۱
اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب غیر محیط کا	۴۴۲
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات کو عطا	۴۴۳
ہونا قطعاً حق ہے۔	۴۴۴
ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس	۴۴۵
شی کا علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر	۴۴۶
ممکن ہے۔	۴۴۷
حوالہ جات۔	۴۴۸
وہابیہ پر غصیوں کی ترقیاں	۴۴۹
امر سوم	۴۵۰
ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علم	۴۵۱
کی تصریحات۔	۴۵۲
علم کا ذاتی و عطائی کی طرف انقسام تقسیمی اور	۴۵۳
محیط و غیر محیط کی طرف تقسیم پر یہی ہے۔	۴۵۴
اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل	۴۵۵
صرف علم ذاتی و علم محیط ہے۔	۴۵۶
حوالہ جات و تصریحات ائمہ کرام	۴۵۷
آیت کریمہ لا اعلم الغیب کی تہن	۴۵۸
نفیس تفسیری۔	۴۵۹
امر چہارم	۴۶۰
علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل	۴۶۱
تمام مخلوق کے علوم کو علوم الہیہ سے وہ نسبت	۴۶۲
بھی نہیں جو کوڑا کر کوڑا سمندروں سے ایک	۴۶۳
ذر اسی بوند کے کوڑا دی جھ کو ہے۔	۴۶۴
یتنا ہی کو تباہی سے نسبت ضرور ہے۔	۴۶۵
جو کچھ دو حدود کے اندر ہر سب کتابی ہے	۴۶۶
بالفعل غیر کتابی کا علم تفصیل عنہدق کو	۴۶۷
مل ہی نہیں سکتا۔	۴۶۸
علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے	۴۶۹
بارے میں وہابیہ کے عقائد۔	۴۷۰
امر پنجم	۴۷۱
علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء	۴۷۲
مجموعہ ماکان و مایکون کا علم، علوم مصطفیٰ صلی اللہ	۴۷۳
تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر کی ایک لہر ہے۔	۴۷۴
علم ماکان و مایکون سے متعلق ائمہ و علماء	۴۷۵
کے حوالہ جات۔	۴۷۶
ولی فرد تمام نشاۃ عصری حیوانی پرستول	۴۷۷

۴۵۸	○ رسالہ انبیاء المصطفیٰ بحال	ہوتا ہے۔
۴۵۹	سورہ اخفیٰ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا بیان)	آیت کریمہ و علیہ ادم الاسماء کلہا کے متعلق حضرت سید عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ کا قول۔
۴۶۰	اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔	اشہد و قسم کے ہوتے ہیں۔
۴۶۱	علم عظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت کا بیان۔	قسم اول، اشہد قولی کہ زبان سے ایک بک کر ہے۔
۴۶۲	آیات قرآنی	قسم دوم، اشہد فعلی کہ زبان سے چپ ہے اور خجاست سے باز نہ آتے۔
۴۶۳	اہل سنت کے مذہب میں شی ہر موجود کو کہتے ہیں۔	دبا بیہ اشہد قولی و اشہد فعلی دونوں ہیں۔
۴۶۴	علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوح محفوظ کو محیط ہے۔	سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ارشادات۔
۴۶۵	توح محفوظ میں کیا کیا حکما ہے۔	جعفر و حامد امیر المؤمنین سیہ تا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
۴۶۶	تکرہ چیز نفی میں مفید محوم ہوتا ہے۔	زمین و در فطریں طائفہ چوں سفرہ الیست۔
۴۶۷	تفہی کل ایسا عام ہے جو کسی خاص پر کر مستعمل ہی نہیں ہوتا۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں نبیوں کا علم حاصل تھا۔
۴۶۸	عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے۔	نبیہ جلیل
۴۶۹	فصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔	تمام علماء، اولیاء، مصابہ اور انبیاء
۴۷۰	تخصیص متراخی نسخ ہے۔	و مایوں کی تکفیر کا نشانہ۔
۴۷۱	اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔	آمام احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء اولیاء
۴۷۲	تخصیص عقل عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی۔	اتمہ اور مصابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ہوا ہے۔
۴۷۳	شرق و غرب، سما و ارض، عرش و فرش کا کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔	

- ۵۰۳ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹانے کے لئے جتنے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان سب کا جواب۔
- ۵۰۴ اپنے خاتمے کا حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ مانا صریح کفر ہے۔
- ۵۰۵ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔
- ۵۰۶ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے اور عیب لگانے والے کا حکم۔
- ۵۰۷ جس نے کہا فلاں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے اس نے آپ کو عیب لگایا۔
- ۵۰۸ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کی ایک جسرود کتاب "مالی الجیب بعلوم الغیب" کا تعارف۔
- ۵۰۹ زسالہ انرا حۃ العیب بیف (الغیب) علم غیب کے مسئلہ پر مدلل تحریر اور اوٹام و بایرہ کا رد و طبع (تحریر اور اوٹام و بایرہ کا رد و طبع)
- ۵۱۰ مدرسہ دیوبند سے ارسال کردہ ایک سوال۔
- ۵۱۱ جواب از مصنف علیہ الرحمہ
- ۵۱۲ تشبیہات و بایرہ کا دفتیر۔
- ۵۱۳ قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرمایا۔
- ۵۱۴ غیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹانے کے لئے جتنے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان سب کا جواب۔
- ۵۱۵ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار و احادیث سے استدلال محض غلط ہے۔
- ۵۱۶ برآین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔
- ۵۱۷ حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل رب و لا بکم" سے دبا بیرہ کے استدلال کا جواب۔
- ۵۱۸ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر ایک اعتراض کا شیخ محقق کی طرف سے جواب۔
- ۵۱۹ احادیث مبارکہ
- ۵۲۰ سب امت تمام اعمال سمیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کی گئی۔
- ۵۲۱ اقوال ائمہ کرام
- ۵۲۲ علم الہی اور علم حسی میں فرق۔
- ۵۲۳ تصور میں حصر
- ۵۲۴ علم باعتبار انتشار و دو قسم کا ہے، ذاتی و عطفاتی۔
- ۵۲۵ علم باعتبار متعلق دو قسم کا ہے، علم مطلق و مطلق علم۔
- ۵۲۶ علم ذاتی و علم مطلق بلاشبہ اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں۔
- ۵۲۷ تصور میں حصر کو دعائے مخالفت سے اصف

- ۵۱۲ جمیع ممالک و مایکون کا علم عطا ہوا۔
- ۵۱۸ باب تشبیہ و استیساہ۔
- ۵۱۸ آیات قطعہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث
- ۵۱۹ تشبیہ ثانیہ کا رد۔
- ۵۱۳ مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو۔
- ۵۱۹ تشبیہ ثالثہ کا رد۔
- ۵۱۳ قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل قائم کرے
- ۵۱۹ دیوبندی کا حدیث میں صریح افتراء
- ۵۱۳ اس پر چار باتیں ملحوظ رکھنا لازم ہیں۔
- ۵۱۹ اعلیٰ اُمت بارگاہ رسالت میں پیش
- ۵۱۳ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔
- ۵۱۹ ہوتے ہیں۔
- ۵۱۳ نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو
- ۵۱۳ مستلزم نہیں۔
- ۵۱۹ حیات و وفات اُمت کے لئے بہتر ہیں۔
- ۵۱۳ میدان محشر کا منظر اور حضور شافع عشر علیہ الصلوٰۃ
- ۵۱۳ پیش ہوتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء کرام علیہم
- ۵۱۵ والسلام کی کرم نوازیں۔
- ۵۱۵ غائدہ
- ۵۲۰ تشبیہ اولیٰ کا رد
- ۵۱۵ امام ابن سیرین کی وفات سے سارے زمین
- ۵۱۵ برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
- ۵۲۲ ۷۷ء۔
- ۵۲۲ تشبیہ رابعہ کا رد۔
- ۵۱۵ ابن سیرین کا وصال ۹ شوال سنہ ۱۱۷ء کو ہے
- ۵۱۵ جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول
- ۵۱۵ سنہ ۱۶۲ء کو ہوئی۔
- ۵۲۲ و بابہ کو اوروں کے فضائل سے اتنی عداوت
- ۵۲۲ تشبیہ رابعہ کا رد۔
- ۵۱۵ نہیں جتنی فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
- ۵۱۶ علیہ وسلم سے ہے۔
- ۵۱۶ لطیفہ طیبہ
- ۵۲۹ گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف
- ۵۱۶ کو حسین بن منصور حلاج کا ہم عصر سمجھ بیٹھے۔
- ۵۱۶ امام ابو یوسف کی وفات سنہ ۱۸۲ء میں ہوئی۔
- ۵۱۶ سلطان اور نگریب عالمگیر کی ایک حکایت سنہ ۱۷۷۰ء
- ۵۲۹ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت و
- ۵۱۶ حقیقت دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے
- ۵۱۶ احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت

- ۵۲۹ | اولیاء کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل
۵۲۹ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ۵۲۵
۵۳۰ سب مسلمان قبروں سے کفن میں اٹھیں گے ۵۲۵
۵۳۱ اولیاء اللہ کو دوزخ سے مشکل کے واسطے
پکارنا کیسا ہے۔ ۵۲۵
۵۳۲ "یا رسول اللہ" پکارنا اور یہ اعتقاد رکھنا
کہ آپ بذات خود سینے میں کیسا ہے۔ ۵۲۵
۵۳۲ حیات عینے علیہ السلام کے بارے میں ایک
سوال کا جواب۔ ۵۲۴
۵۳۳ میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا
امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صحابہ میں
تھا یا نہیں۔ ۵۲۴
۵۳۳ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شفیقا اللہ کا
وکیلہ جائز ہے۔ ۵۲۸
○ رسالہ افوار الانبیاء کا ختم
حل منشاء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ)
کے جواز پر دلائل ۵۲۹
۵۵۰ یا رسول اللہ کتابا مستحبہ جائز ہے۔ ۵۵۰
۵۵۰ احادیث اہل ادعیاء ثورہ سے اس کا ثبوت ۵۵۰
۵۵۳ اقوال ائمہ اور فتاویٰ علماء سے ثبوت۔ ۵۵۳
۵۵۳ تیمی شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ قینوں
تبع تابعی تھے۔ ۵۵۳
۵۵۶ سیدنا غوث اعظم کی تعلیمات بسلسلہ ہذا۔ ۵۵۶
اولیاء کرام کو نہ اکر نے کا طریقہ متواتر ہو
خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- باطن پر ہوتے ہیں۔
حقیقت باطن پر احکام کی مثالیں
ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم
چور کو قتل کرنے کا حکم۔
مختصر اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت
دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔
امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "خصائص بری"
کی جہات سے تائید مزید۔
عامر انبیاء کو صرف ظاہر شریعت، حضرت خضر
کو صرف باطن پر جبکہ امام الانبیاء کو دونوں پر
عمل کا اذن ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
قیام ذکر و لدت سید الانام علیہ وعلیٰ ذویہ
افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن
علیٰ سہ اعلام و عادت مجاہدین کرام و خلیفہ
و ہادیہ لناس۔
مزارات پر جا کر مرادیں مانگنے سے منع کرنے
والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب
حتفی کی تعریف
محفل میلاد شریف میں قیام کرنا مستحسن ہے
اور یہ قیام چاروں مذاہب کے علماء و عام
اہل اسلام کرتے ہیں۔
اتمعیل و بلوی و تقویۃ الایمان کے ماننے والا
یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا و ہادی

۵۵۸	اس سلسلہ میں چند واقعات	۵۵۸	شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری
۵۶۱	علامہ جامی و شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف سے اس مسئلہ کا اثبات	۵۶۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۵۶۲	یا شیخ عبدالقادر و نادعلی و دیگر وظائف کے ذریعہ ثبوت	۵۶۲	شفاعت کے ثبوت میں چند آیات قرآنیہ
۵۶۳	و تابعیہ کے قول پر صحابہ سے ملے کر شاہ ولی اللہ تک سب مشرک ٹھہرتے ہیں	۵۶۳	پہلی آیت
۵۶۴	انتہیات کے بعد نہ اریا رسول اللہ کا اثبات	۵۶۴	دوسری آیت
۵۶۵	و تابعیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس کے اندر شرک لازم آتا ہے	۵۶۵	تیسری آیت
۵۶۶	انتہیات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے مکرر کی خدمت میں سلام عرض کرے	۵۶۶	چوتھی آیت
۵۶۷	اقبال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں	۵۶۷	پانچویں آیت
۵۶۸	○ رسالہ اسحاق الامام بعین فی شفاعۃ سیدنا المحبوبین (شفاعت کے بارے میں چالیس احادیث مقدسہ)	۵۶۸	آحادیث کثیرہ
۵۶۹	ہزار ہا محدثین احادیث شفاعت کے راوی ہیں حدیث کی ہرگز نہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنعات ان سے بالامال اہلسنت کا ہر قنفص، یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دہقان جنال بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی	۵۶۹	عصاات مشرک ہونا کی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں
۵۷۰	۵۷۰	۵۷۰	بارگاہ النبی میں جو جاہت ہمارے آقا کی ہے کسی اور کی نہیں
۵۷۱	۵۷۱	۵۷۱	منتخب شفاعت کبریٰ اسی سسرکار کا خاصہ ہے
۵۷۲	۵۷۲	۵۷۲	حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرماتے گئے اور ہر مرتبہ بے شمار بندگان خدا کو نہات بخشیں گے
۵۷۳	۵۷۳	۵۷۳	معتقد علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور جو شش جوام تک کم پہنچی ہیں
۵۷۴	۵۷۴	۵۷۴	حدیث ۲۵۱
۵۷۵	۵۷۵	۵۷۵	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

- شفاعت گناہوں میں آلودہ سخت خطا کاروں کے لئے ہوگی۔
- حدیث ۱۲: ہانکین کے لئے شفاعت
- حدیث ۱۳: اہل کبار کیلئے شفاعت
- حدیث ۱۴: اہل ذنوب کیلئے شفاعت
- حدیث ۱۵: زمین کے پتھروں، پتھروں اور ڈھیلوں کی تعداد سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت۔
- حدیث ۱۶: ہر سچے کلمہ گو کے لئے شفاعت
- حدیث ۱۷: ہر اس شخص کے لئے شفاعت جس کا خاتمہ عدم شرک پر ہوا۔
- حدیث ۱۸: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنم کا دوروازہ کھلوا کر ہر سچے کلمہ گو کو وہاں سے نکال دیتے ہیں۔
- حدیث ۱۹: رب فرمائے گا اے محبوب! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں۔
- آر وہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔
- حدیث ۲۰: فرمان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہیں ملا۔
- حدیث ۲۱: ہر نبی کو ایک خاص مقبول دعا عطا ہوئی جو انھوں نے دنیا میں استعمال
- کر لی مگر امام الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ دعا آخرت کے لئے اٹھارہ کئی جس کے ذریعہ وہ اپنی ساری امت کو بخشواتیں گے۔
- حدیث ۲۲: تمام مخلوق الہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیاز مند ہو گئی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔
- حدیث ۲۳: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے شفاعت چھپا رکھی کسی اور کو نہ دی
- حدیث ۲۴: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن انبیاء کے پیشوا اور خطیب ہوں گے۔
- حدیث ۲۵: جو شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا وہ شفاعت کا اہل نہیں۔
- شب قدر میں تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں۔ ایک خط کا جواب جو وہ مولوی صاحبان کے درمیان اختلاف رائے کے بارے میں مولوی سید احمد نے لکھا۔
- تعلیم سادات کی اہمیت۔
- لوگ اپنے نسب پر ایمان ہوتے ہیں۔
- حاجے والسی پرا احمد آباد میں قیام کا واقعہ۔
- ایک راجپوتی عالم کی تصنیف پر تقریر لکھنے کا واقعہ۔
- عوام کو ضروری باتوں کا علم سکھانا ہی فرض ہے

- ۶۰۲ ترمیمات سابقہ متر وک کی دو قسمیں۔ ۵۹۱ حوام مرتبہ سے اونچے ہرگز دائیں۔
- ۶۰۳ قسم اول ۵۹۱ مولانا عرم علی چشتی علیہ الرحمہ رضائی انجمن
- ۶۰۵ قسم دوم ۵۹۱ نعمانیہ لاہور کا دسٹل سوالات پر مشتمل خط
- ۶۰۷ عرض اخیر ۵۹۱ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جواب۔
- ۶۰۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمدوقی دینی امور ۵۹۱ اہل حق سے لغزش واقع ہو اس کا احوال
- ۶۰۹ میں مشغولیت۔ ۵۹۲ واجب ہے۔
- ۶۱۰ مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے ۵۹۲ وآلہ اجداد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی حسنین و
- درمیان گفتگو۔ ۵۹۲ محب رسول مولانا عبد القادر صاحب قدس
- ۶۱۱ رسالہ امور عشرین در امتیاز عقائد ۵۹۵ سرہاکی جلالت شان۔
- ۶۱۲ سنین (مستی اور غیرستی میں امتیاز ۵۹۶ مصنف علیہ الرحمہ کی کسیر نفسی۔
- کرنیوالے میں امور) ۶۱۳ تسنن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی
- ۶۱۴ (علاقہ ریاست جے پور (راجستان) سے ۵۹۶ تہذیب و تصانیف کا بیان۔
- ارسال کردہ حافظ محمد عثمان کے خط کا جواب ۵۹۶ انجمن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے ۱۳۳۲
- جس میں جناب مولوی احمد علی شاہ صاحب ۵۹۶ ایک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال
- ۶۱۵ کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ سے استفسار ۵۹۶ کئے تھے۔
- ۶۱۶ کیا گیا تھا) ۵۹۶ خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی
- ۶۱۷ نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام ۵۹۶ ضرور ضرورت ہے مگر اس کے لئے تین
- ۶۱۸ مصنف علیہ الرحمہ۔ ۵۹۶ چیزوں کی سخت حاجت ہے (۱) علماء
- ۶۱۹ نامہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حافظ محمد عثمان ۵۹۶ کا اتفاق (۲) تحمل مشق قدر بالطاق
- ۶۲۰ صاحب۔ ۵۹۶ (۳) امرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔
- ۶۲۱ امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا ۵۹۶ حدیث کا ارشاد کہ وہ زمانہ آنے والا ہے
- ۶۲۲ مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری۔ ۵۹۹ کہ دین کا کام بھی بے روپیہ پیسے کے
- ۶۲۳ مصنف علیہ الرحمہ کے امور مقررہ کی تصدیق ۵۹۹ نہ چلے گا۔
- ۶۲۴ از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب۔ ۵۹۹ اشاعت علم دین کے اہم طریقے۔
- ۶۲۵ تصدیق تحریر از مصنف علیہ الرحمہ۔ ۶۰۲ فہرست عقائد حنفیہ میں کچھ ترمیمات۔

- ۶۲۹ بیان کرنا حرام۔
۶۲۹ مسلمان ملانگہ بالا جماعت تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں۔
۶۲۹ تو یہی رسول کفر ہے۔
۶۲۹ قرآنی کلمات پر مشتمل گناہ خط کے بارے میں سوال کا جواب۔
۶۳۰ اردواج مومنین کا اپنے اپنے مکان میں گئے کا ثبوت۔
۶۳۰ تو سوالات پر مشتمل ایک استفتاء کا جواب ۶۳۲
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان روحانی معراج کے بارے میں ہے۔
۶۳۲ معراج جسمانی کی تفصیل
۶۳۳ رات میں معراج ہونے کی حکمت
۶۳۵ انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام سب بکایت حقیقی زندہ ہیں۔
۶۳۶ چار نبی بے عروسی موت اب تک زندہ ہیں
۶۳۷ تحقیقی سادات پر مذہب سے مامون ہونے کی امید والی ہے۔
۶۳۸ حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت ناز سے محفوظ ہے۔
۶۳۸ اسی نوعیت کے ایک اور سوال کا جواب ۶۳۹
۶۴۱ بدشگونئی جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ کا فریبیت نہیں ہو سکتا۔
۶۴۲ کافر کو مجاز واذون بیعت و خلیفہ بنانا
- شیخ احمد نامی خادم روضۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایک وصیت پر مشتمل اشتہار کے بارے میں استفتاء۔
۶۱۸ عالم و جاہل کے گناہ میں فرق۔
۶۱۹ صاحبزادہ والا قدر حضرت مولانا سید محمد میاں مارہروی کے ایک خط کا جواب جس میں گزرا لافرو نامی کتاب کی تصحیح و اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔
۶۲۰ ایک امام مسجد کے بارے میں سوال جو کھانے کی اشیاء پر اس لئے فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حصہ زمین پر گر گیا تو بے ادبی ہوگی اور فاتحہ دینے والے کو اس پر گناہ ہوگا۔
۶۲۵ نیکی و بدی تو لٹنے والی میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلڑا اگر بھاری ہے تو اوپر اٹھے گا اور بدیوں کا پلڑا نیچے بیٹھے گا۔
۶۲۶ حضرت منصور، یازید، بسطامی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی ما اعظم شأنی اور قم یا ذی کی تحقیق۔
۶۲۷ حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سونے کی دی گئی۔
۶۲۸ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی کشتی ترانے والی کرامت۔
۶۲۹ یہ روایت غلط و باطل ہے کہ غوث اعظم نے عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا اور اس کو

- کفر ہے۔ ۶۴۲
- مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔ ۶۴۳
- دور و شریف میں علیؑ ابراہیم و علیؑ الی ابراہیم لانے کی وجہ۔ ۶۴۴
- جن مضمون پر قرآن پاک دلالت کہے وہ یہ لہجہ قرآنی ہے۔ ۶۴۵
- مشابہات میں قیاس کرنا مصلحت ہے۔ ۶۴۶
- آل کے اندر اصحاب بھی شامل ہیں۔ ۶۴۷
- درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت ختم ہونے کی وجہ۔ ۶۴۸
- نوشہ بشداء قدس بشرذ کی تشریح اور وہم کا صحیح علاج۔ ۶۴۹
- عبادت کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۵۰
- خیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر ہے اور سجدہ نیت حرام و کبیرہ ہے۔ ۶۵۱
- قرآن مجید میں کل طیبہ کے دونوں جہیز موجود ہیں۔ ۶۵۲
- مختصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافع عشر ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے۔ ۶۵۳
- رسالہ شجر المطالب فی صیحت ابی طالب (ایمان ابی طالب کے بارے میں مفصل و مدلل بحث) ۶۵۴
- فصل اولیٰ، آیات قرآنیہ جن سے ابی طالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت۔ ۶۵۵
- فصل دوم، احادیث صریحہ جن سے ابی طالب کا عدم اسلام ثابت۔ ۶۵۶
- فصل سوم، اقوال ائمہ کرام و علمائے اہل علم جن سے کفر ابی طالب ثابت۔ ۶۵۷
- فصل چہارم، علماء کی تصریحیں کہ دربارہ ابی طالب قول تکفیر ہی حق و صحیح ہے۔ ۶۵۸
- فصل پنجم، علماء کی تصریحیں کہ کفر ابی طالب پر اجماع اہل سنت ہے۔ ۶۵۹
- فصل ششم، علماء کی تصریحیں کہ اسلام ابی طالب ماننا رد و افض کا مذہب ہے۔ ۶۶۰
- فصل ہفتم، شبہات مخالفین کا رد۔ ۶۶۱
- تشبیہ اولیٰ، کفالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۶۶۲
- تشبیہ دوم، نصرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے پانچ جواب۔ ۶۶۳
- تشبیہ سوم، محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عدم اسلام ابی طالب کی صحتیں۔ ۶۶۴
- تشبیہ چہارم، نصرت شریف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۶۶۵
- تشبیہ پنجم، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار فرمانا۔ ۶۶۶
- تشبیہ ششم، حکایت جامع الانمول اور جواب میں اُن اہل بیت کا ذکر جنہوں نے کفر ابی طالب کی تصریحیں کیں۔ ۶۶۷
- تشبیہ ہفتم، عبادت شرح سفر السعادۃ تشبیہ ہشتم، وصیت نامہ امراء اس کے

۴۱۴	تین جواب۔	۴۱۴	علامہ کے نام جن سے کفرانی طالب کی تصریح
۴۱۵	سنگہ نہم؛ روایت مغازی ابن اسحاق	۴۱۵	اس رسالہ میں منقول ہوئی۔
۴۱۸	اور اس کے سات جواب۔	۴۱۸	فصل دہم: اُن ایک سو تیس کتب تفسیر عقائد
۴۲۵	فصل ہشتم، کفرانی طالب و ابولہب کافری	۴۲۵	وغیرہ کے نام جن کی سنیدیں اس رسالہ میں منقول
۴۲۸	اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کا حرام ہونا	۴۲۸	ہوئیں۔
۴۲۸	فصل نہم، اُن اسی صحابہ و تابعین و ائمہ و	۴۲۸	تذیلی و کتابیں جن اس رسالہ میں مدد ملی گئی

۲۰۰	عقائد و کلام (ضمیمہ)	۲۰۰	جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ
۶۸	تھے و ساطتِ رسل اللہ تعالیٰ تک رسائی	۶۸	لغت (ضمیمہ)
۶۸	محال ہے۔	۶۸	کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس
۶۸	تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔	۶۸	کی مثالیں۔
۶۸	علمِ حروف و ریاضی (ضمیمہ)	۶۸	برس کو عربی میں حوّل کتے ہیں کہ تحویل
۶۸	لفظ محمد کے عدد ۹۲ اور خدا	۶۸	سے شعر ہے۔
۶۸	کے عدد ۶۰۵ ہیں۔	۶۸	برس بمعنی بارش ہے۔
۶۸	اقلیدس کا ایک مسئلہ	۶۸	مقام و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت
۶۸	ارثماطیتی کا ایک مسئلہ	۶۸	مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔
۶۸		۶۸	

فہرست ضمنی مسائل

فضائل سید المرسلین

ہر رسول کی رسالت بارشیں رحمت ہے۔
اللہ تعالیٰ نے تمام جہاں حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی
زوال پذیر نہیں ہو سکتی ہمیشہ مترقی ہیں۔

درود تاج پرٹھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو داخل جہان سمجھنا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رُوح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان
میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔ ۵۰۶
۶۸۔ حیدرآباد منظر اور حضور شافع عشر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازیں۔ ۵۱۳
۱۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور
روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے خصائص
میں ہے۔ ۵۲۲

۲۰۱۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت و
حقیقت دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے
احکام کسی شریعت ظاہر پر اور کسی حقیقت باطنہ
پر ہوتے ہیں۔

۲۵۸۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبیلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت
۳۹۰۔ دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔ ۵۳۶

۲۳۵ امام اعظم مزاران علماء میں داخل ہیں۔
 ۵۷۵ بولی فرد تمام نشاۃ منصری جسمانی پرستی ہوتا ہے
 ۵۸۷ تعلیم سادات کی اہمیت۔
 ۵۷۵ والہاجہ اعظم حضرت مولانا فتی علی حنفی و
 محبوب رسول مولانا عبد القادر صاحب قدس
 ۵۹۵ سرہا کی جلالت شان۔
 ۵۸۰ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی
 کشتی ترانے والی کرامت۔
 ۵۲۹ سرسین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیائے فضل ہیں
 حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے
 ۶۳۸ کی امید واثق ہے۔
 ۶۳۸ حضرت قاضی ورائلی تمام ذریت ہمارے معزز
 ۹۸ درود شریف میں علیٰ ابراہیم وعلی
 ۹۸ الی ابراہیم لانے کی وجہ۔
 ۶۴۳ نماز و امامت
 شرح مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو
 ۱۶۰ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔
 ۱۹۳ مسئلہ غیر مقلدوں کے پچھے نماز پڑھنا۔
 ۲۲۹ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً انظر ۱۲ رکعت
 ۲۳۳ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔
 ۲۰۵ منکر میلاد شریف و تقبیل ابہامین کے بچے
 ۲۱۹ نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
 ۲۶۴ تہجد کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا
 ہے مگر کرے گا نہیں، اس کے پچھے نماز پڑھنا

بارگاہ الہی میں وجاہت ہمارے آقا کی
 ہے کسی اور کی نہیں۔
 منتخب شفاعت کبریٰ اسی سزا کار کا
 خاصہ ہے۔
 وارو غہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب!
 آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب تام
 کو نہ چھوڑا۔

فضائل و مناقب

سیدنا عروبن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل و
 مناقب۔
 ۹۸ صہ سب کے سب اہل بیرونہ الت ہیں۔
 ۹۸ حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور
 ۱۰۵ خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نواز ہیں۔
 صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعلیم کی
 فرضیت کا بیان۔
 انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر
 محمد فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 ۲۲۹ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے
 ۲۳۳ افضل الصحابہ کون ہے۔
 ۲۳۳ صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں لالچی
 بچنے والے کی مذمت و خطرات کا بیان۔
 اہم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی
 ۳۰۵ میں رویت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں۔

۱۲۲	۲۲۱	درست ہے یا نہیں۔
	۲۶۷	قرآن مجید میں استواء عسات جگہ آیا ہے،
		ساتوں جگہ آفریش زمین و آسمان کے ساتھ
۱۲۶	۲۸۳	اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔
	۳۹۳	آیت کریمہ الرحمن علی العرش استوی
۱۲۸	۵۶۶	آیات تشابہات میں سے ہے۔
		آیات تشابہات میں اہل سنت کے حرف
۱۷۰	۵۶۶	دو طریق ہیں۔
		پندرہ قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں
۲۵۹	۵۶۶	استفسار۔
		آیت کریمہ لا اعلیٰ الغیب کا تین
۳۵۰		تفسیر تفسیریں۔
		آیت کریمہ وعلیٰ آدمہ الاسماء کلہا
	۲۰۵	کے متعلق حضرت سید عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ
۴۶۲	۲۸۲	کا قول۔
		قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج
۵۱۲		نزل اجل فرمایا۔
	۶۰	قرآن میں کلمہ طیبہ کے دونوں حبس
۶۵۳	۱۱۶	موجود ہیں۔
		فوائد حدیثیہ
	۱۱۷	ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں۔
		استواء علی العرش پر گفتگو۔
		آیات تشابہات کے بارے میں اہلسنت
	۱۱۷	کے دو مسلک ہیں۔
		حدیث و ضلالت کا بڑا اختصار قرآن مجید کی
		آیات کا دو قسم ہونا ہے، حکمت اور
	۱۲۲	تشابہات۔
	۳	استواء علی العرش کے معنی میں چار تفسیریں

- ۱۶۶۔ حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی محدثانہ بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل۔ ۵۲۲
- ۱۶۹۔ مصائب معشر کی ہولناکی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں۔ ۵۴۴
- ۱۹۰۔ مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوش حوام تک کم پہنچی ہیں۔ ۵۴۶
- فوائد فقہیہ**
- ۱۹۰۔ حنفی کی تعریف ۵۴۲
- ۶۴۰۔ عبادت کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۴۰
- فوائد اصولیہ**
- ۱۱۰۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُقی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۰
- ۲۲۶۔ فسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۱۰
- ۲۳۵۔ ارادے پر موقوف ہے۔ ۱۵۴
- ۱۵۴۔ ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے۔ ۱۵۴
- ۲۳۵۔ جمالت عین جمالت حال کو مستلزم نہیں۔ ۱۹۰
- ۳۱۱۔ مجہول پایۂ احتجاج سے سا قلم ہے نہ کہ پایۂ اعتبار سے۔ ۱۹۰
- ۲۱۳۔ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں بھی چار اصول ہیں۔ ۲۱۳
- ۱۶۶۔ تفسیر کا غنہ محمد بنی قبول نہیں کرتے۔ متواترات صرف محدود سے چند ہیں۔ صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ و حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں۔ مقام فضائل میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں۔
- تجہول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض ائمہ کا مذہب مقبول ہے۔
- ۲۲۶۔ "لامہدی الا عیسیٰ" حدیث صحیح نہیں۔ ۲۲۶
- حضرت امام مہدی اور حضرت یحییٰ کے بارے میں حدیثیہ تواتر تک پہنچی ہیں۔ انجیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔ فضائل اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں۔ دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔ برائیں قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔ حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل جب و لا یکم" سے دباہیر کے استدلال کا جواب۔ ۲۸۹

۶۱	کھٹے جدا ہند کی حاجت نہیں۔	۲۱۵	فقہ میں اجماع اقوی الاولیٰ ہے۔
	اسماء الرجال	۲۱۵	سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ
۱۶۶	تاجی لمبیدہ لیس ہے۔	۲۱۵	عقائد پر اتفاق اقوی الاولیٰ ہے۔
۱۶۶	درآج پر جرح و تعدیل	۲۸۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔
۱۶۶	ابوالہیثم سے درآج کی روایت ضعیف ہے	۲۸۸	تخصیص متراخی نسخ ہے۔
	بیعت و خلافت	۲۸۸	اختیار کا نسخ ناممکن ہے۔
۶۴۲	کافر بیعت نہیں ہو سکتا۔	۲۸۸	تخصیص عقل عام کو قطعیت سے نازل
۶۴۲	کافر کو مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ بنانا	۲۸۹	نہیں کرتی۔
۶۴۲	کفر ہے۔	۵۱۳	تقوم آیات قطعیہ قرآنہ کی مخالفت میں اخبار
	تقلید	۵۱۳	احادیث استناد محض غلط ہے۔
۱۹۴	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے	۵۱۳	آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث
	تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت	۵۱۳	مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو۔
۱۹۵	سے شروع ہوئی۔	۶۲۳	نقی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطا سیدہ کو
۳۹۲	تقلید فرض قطعی ہے۔	۶۲۳	مستلزم نہیں۔
۳۹۳	فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔	۶۲۳	جب مضموی پر قرآن پاک دلالت کرے وہ
۳۹۳	فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں۔	۶۲۳	بدلول قرآنی ہے۔
	تاریخ و تذکرہ	۶۲۳	مشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے۔
۶۲	صاحب در مختار کی سند		افتاء و رسم المفتی
۶۲	صاحب بحر کی سند		جاہل کے کئے ہوئے مسئلہ کی علماء کو تصدیق
	امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ	۶۱	نہیں کرتی چاہئے۔
	عزہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و		تمام مسائل کو صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ
			عزہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت
			کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے
			ہیں اور ان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ

- عمر و عثمان ہیں۔
- حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبر و شبیر و بشیر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔
- مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی میں آزاد خیال نہیں۔
- کشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
- صاحب کشف معزلی ہے۔
- جفر و جامعہ امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
- امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تین برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
- ابن سیرین کا وصال ۹ شوال سنہ ۲۵۵ھ کو ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول سنہ ۲۴۱ھ کو ہوئی۔
- گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف کو حسین بن منصور راجع کا ہمعصر سمجھ بیٹھے۔
- امام ابو یوسف کی وفات سنہ ۱۸۲ھ میں ہوئی
- سلطانی اور نگزیر عالمگیر کی ایک حکایت میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا
- امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صواب میں تھا یا نہیں۔
- تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں تیغ تاملی تھے۔
- ۵۵۳
- ۸۰ اولیاء کرام کو نہا کرنے کا طریقہ متواتر چر خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- اس سلسلہ میں چند واقعات۔ ۵۵۶
- ۸۱ صحیح سے واپسی پر احسہ آباد میں قیام کا واقعہ۔ ۵۸۹
- ۱۱۲ ایک درامپوری عالم کی تصنیف پر تقریباً ۲۳۵ لکھنے کا واقعہ۔ ۵۹۰
- ۳۹۶ سن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی قیاد و تصانیف کا بیان۔ ۵۹۶
- ۴۶۶ انجمن نہانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے سنہ ۱۲۲۷ھ تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال کئے تھے۔ ۵۹۶
- ۶۰۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمد وقتی دینی امور میں مشغولیت۔ ۶۰۸
- ۵۱۵ مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے درمیان گفتگو۔ ۶۱۰
- ۵۱۶ حضرت منصور، یازید بطلانی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی صاعظم شانی اور قسم باذوق کی تحقیق۔ ۶۲۶
- ۵۱۷ حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو شولی کرنا دی گئی۔ ۶۲۸
- ۵۴۷ چار نبی بے عسدر و ضی موت اب تک زندہ ہیں۔ ۶۳۷

حدود و تعزیم

زبانے خلاف رضامندی و بے رضامندی میں فرق ہے۔

فلسفہ و سائنس

روح انسانی متجزی نہیں۔

مکان کا مکین کو محیط ہوتا لازم۔

اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو

حال سے خالی نہ ہوگا کہ جو لای تجزی کے

برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اور یہ

دونوں باطل ہیں۔

جو مکانی ہو اور جو لای تجزی کے برابر نہ ہو

اسے مقدار سے مفر نہیں۔

مقدار غیر قتنا ہی بالفعل باطل ہے۔

مقدار قتنا ہی کے افراد قتنا ہی ہیں۔

مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے

ہر مقدار قتنا ہی قابل زیادت ہے۔

جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں

ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے

ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے۔

ہر قابل اشارہ حسیہ متمیز ہے۔

ہر متمیز جسم یا جسمانی ہے۔

ہر جسم و جسمانی محتاج

مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔

جہات نفس اکند ہیں یا حدود اکند۔ ۱۵۸

آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک الافلاک

کہتے ہیں۔ ۱۶۰

وجود آسمان پر دلائل اور فلاسفہ کا رد۔ ۲۰۰

بدن کے ساتھ حدوث نفس خیالی باطل

فلاسفہ ہے۔ ۲۵۳

سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں ۲۷۰

قناہی کو قناہی سے نسبت ضرور ہے۔ ۳۵۰

جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب قناہی ہے ۳۵۱

وقت

وقت کے بارے میں درمختار اہل ہدایہ کی

جہات کا مطلب۔ ۶۶

منطق

توہین اور ول میں کون سی نسبت ہے۔ ۶۲۳

خط و اباحت

مسائل کو حیا کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے ۶۰

دندنیوں کا ناچ حرام ہے۔ اولیا کرام کے

مُرسوں پر بے قیود جابلوں نے یہ معصیت

پھیلانی ہے۔ ۹۲

خلوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے ۱۵۸

خورت اسے جہاں سے منع نہیں کر سکتی۔ ۹۳

آمانت میں خیانت اور قدر و بد ہمدی

۴۸۸	۹۳	تفطیل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستقل ہی نہیں ہوتا۔	جائز نہیں۔
۴۸۸	۹۳	عام افادۂ استفراق میں قطعی ہوتا ہے۔	کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔
۵۱۸	۹۳	باب تشبیہ واسع ہے۔	غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے تو اس کو لے لینا مباح ہے۔
	۹۴	طہیبت	تکلف کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔
۲۳۲	۹۴	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔	قبس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
	۲۶۶		استعمال دوا مستحب ہے۔
	۳۱۳	رد پر مذہب مال و مناظرہ	آدمی کا ہمد تن تدبیر میں نہ تک ہو جب نامنوع و مذموم ہے۔
۱۴۰	۳۲۱	تجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چوہ جالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔	تہمت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔
	۵۱۳	مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لہنے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے چھپا نچے۔	قیام ذکر و عبادت سید الانام علیہ و علی ذریعہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلا شبہ مستحب و محسن علامتہ اعظم و عادت مجہین کرام و خیف و یاسیر نام۔
۱۴۰	۵۴۰	اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ کا ولیغیر جائز ہے۔
۱۵۹	۵۴۸	رد جہالات مخالفت	عوام مرتبے سے اونچے ہرگز نہ اڑیں۔
۱۶۲	۵۹۱	وہابیہ پر غصہ کی ترغیبات	بدشگونہ جائز نہیں اور ہندو ذرا طریقہ۔
۲۲۳	۶۴۱	وہابیہ کا عجیب اور نہاں کہ جو حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رد میں دلیل ہے اس کو الٹی دلیل لکھی ٹھہراتے ہیں۔	
۵۲۹			بلاغت
			نکرہ تحت نفی مفید عموم و استفراق ہوتا ہے۔

کتاب الشقی (حصہ چہارم)

عروض وقوافی

مسئلہ از سہارن پور ضلع ایڈر مسئلہ جناب چودھری مولوی عبدالحیہ خان صاحب

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ موبد ملت ظاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب
ادام اللہ تعالیٰ خلال اشادہ علی راس الطالبین ، پس از آداب مجر و نیاز و سلام سنوی ۔ بارہ سے
ایک صاحب نے کنز الخیر پر مندرجہ پرچہ باضافہ و ترمیم کر کے بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ
اعلیٰ حضرت ارسال ہیں ۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تسبیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات
کس حد تک کافی ، تاکہ اس کے مطابق غلطہ رد کیا جائے ۔ معترض صاحب فنی شاعری میں دستگاہ
قادر رکھتے ہیں اور عروض وقوافی میں مہارت کامل ۔

(۱) صغریٰ ثانیل محمد الرسول اللہ ۔

اعتراض ، مضاف پر الف لام نہیں آتا ۔

جواب : میں نے عنوان کتاب پر سوانام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا ، باقی سب عبارت تالیف
کاتب ہے "لائزہ وائزہ وذر اخیری" (اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجہ
نہ اٹھانے کی ۔ ت)

لے القرآن اکرم ۱۶۳/۶

(۲) ص ۴۵

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں نیز کیا اس کے سب افعال ہیں
اعتراض، قافیہ صحیح نہیں، یوں ہو، جہاں

نیز کیا جو وہ ہر بات میں

جواب: اختلاف حرکت قافیہ میں اس تہ کی سندی حد تو اتہ پر ہیں۔ حضرت سعدی ۱۵

(۱) چرخا کہ دیراں کند عالے کند ملک در نخبہ تلاطے

(۲) پرانے جب اندیکان کارکن کو صید آموزد است گرگ کہیں

(۳) چون دست گزاریت گرد کہیں حق سالیان شش فراموش کہیں

(۴) کنونت کہ دستت خاری کہیں دگر کے برآدی تو دست از کفن

(۵) بخاتیش از کینہ دغاں بزیر کہ دوں پر دست ایں فردا زیر

[۱] بب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک برباد ہو جائے تو وہ ملک کسی ظالم کے قبضہ میں
دے دیتا ہے۔

(۲) جنہوں نے جہاں دیکھا ہوا ہے ان کی رائے کے مطابق عمل کر کیونکہ پرانے بھیڑیے کو شکار
کا تجربہ ہوتا ہے۔

(۳) بب تیرا خد شکار روڑھا ہو جائے تو اس کے ساتھ وظیفے کو مت بھول۔

(۴) اب جبکہ تیرا ہاتھ (طاقت) ہے کوئی کاٹنا نکال، پھر کفن سے کب ہاتھ باہر نکال
سکے گا۔

(۵) کینہ کی وجہ سے اس کو زہریلے دانتوں سے چٹائیں گے کیونکہ کینہ پرور ہے یہ کینہ
زمانہ۔ (ت)

۱۵	پرستای سعدی	باب اول	مکتبہ شریعت علیہ طاق	ص ۴۱
۱۶	"	"	"	"
۱۷	"	"	"	"
۱۸	"	"	"	"
۱۹	"	"	"	"
۲۰	"	"	"	"
۲۱	"	"	"	"

گفت پیغمبر من اے راسے زن مشورت کا مستشار و معاون

گفت پیغمبر کن اے راسے زن

موتی بکسرم تانی یعنی این ہے۔

کائے خدا افغان از یی گرگ کهن

کمال و تکمیل :۔

اسے زراعت ملک دیں درنازش و درپرورش
 اے شہنشاہ فریدوں فردا اسکندر بخش

سایه حق است و یارب سایه اش پانیند دلر

فنش اور دو تنش کا اختلاف انکھ میں انکھس ہے۔ مولوی حافظ عزیز الدین علیگیری ٹولف نادر

و اب بھی حیات میں اور بڑے استاد اور بُرے تجربہ کار شاعر ہیں نادر الترتیب میں لکھتے ہیں :

خیر سو بارہ تیر و فصل دو باب اس میں

پھر وہاں میں اختلاف دکن قافیرے تکلف درست ہے۔

(۴) مص: ۵۰

ہے دہی خلاق مخلوقات کا ہے دہی رزاق حیوانات کا

عترضات، حتمیات و حیرانات میں ایسا کر رہے یوں چاہئے کہ وہی رزاقِ مرزوات کا

جواب : جمع کے قرافی میں مفرد کا لفظ نادر رکھا جائیگا، مستحق ضرور ہے لازم نہیں۔

الانبار و سب

یا کریم العفو، ستمار العیوب! انتقام از ماکش اندر زوئیست

پس پیغمبر گفت استغفرت العلوب

محبوب و ذوق میں عظمت جمع و آوازے اس کو علیحدہ کر کے دکھا جائے تو عید

نے کہا۔ اسی طرح قلوب و غلوہ۔

اُنش گلزارِ سیم : ۳۵

علو اس دلو کو دکھلاؤ گڑھے حورے تو زیر کون ہو

موضوعی دفعہ اول نمبر ۱۱

مهر آون دفر سوم

۱۵۲

حاجہ ایندھنکشی لاہور

یہاں بھی علامہ تینے داد کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا، ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں
 فرماتے ہیں،

تم دو داس نام پر پڑتے رہو اسے مونیں! چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم الرسلیں
 (۴) صفحہ ۵۵

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے
 اعتراض، قافیہ غلط، یوں چاہئے "اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے"
 جواب نمبر ۲ میں گزر چکا۔

(۵) صفحہ ۵۵

پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے مادہ سے اور مکان سے مرض سے
 اعتراض: جوہر کے مقابل مرض بھگتی ہے اور نیز مرض۔ یوں چاہئے،
 ہے مرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک
 جواب: یہ ضرورت جانتے ہیں اس کا نام قفریس ہے، اگرچہ یہ قفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے
 میں شک نہیں، اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کہ ہے مثل حرکت لغات ثلاثہ
 ملا فنی، متر

رہیں خوش حرکت و شیریں ادا بود

گفن بھگتیں۔ لیکن شغالی کہتا ہے، طر

از لہ حیض خاطرش گفن کند

پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں قفریس کر کے ونا بھیجے، ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں
 قفریس کر کے تضاد نہ جائز۔ بایں ہمہ اس قفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان
 تمام متغیر الحركات لغات کو اصلی حرکات سے طیس کر کے درست کر لیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم
 فرما کر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متعہ المعنی ہے پھر میری کجہ میں نہیں آتا کہ قافیہ کیر کر
 درست ہو گا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے

وہ مرض اور جسم و جوہر سے ہے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک

یا یوں،

چہ مرض اور جسم و جوہر سے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے پاک

تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قیامت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا، میں نے ترمیم اس طرح کی ہے:۔

وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لا محالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔

(۶) صفحہ ۱۵

حاضر و ناظر وہی ہے ہر جگہ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ
اعتراض: شبہ غلط ہے، صبح:۔

حاضر و ناظر وہ ہے ہر ایک جا اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا
جواب: چونکہ اس تفریس کو میں خود مقبول کہ چکا ہوں لہذا اس سے مجھ کو اتفاق ہے۔

(۷) صفحہ ۱۶

وہ عجیب عسدری اور دعوات ہے بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے
اعتراض: قافیہ، ترمیم، شرک و کفر و فسق سے نفرت آئے۔

جواب: ترمیم تسلیم۔

(۸) صفحہ ۱۷

ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے شرک و کفر و فسق سے ناغوش وہ ہے
اعتراض: ترمیم، بالیقین وہ قاضی الحاجات ہے

جواب نمبر ۲ مفصل گزرا، اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے۔

(۹) صفحہ ۱۸

حق ہے مزاج محمد دیں پناہ آسمانوں پر الٰہی ماشار اللہ
اعتراض: بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے۔

جواب: جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں، اگر محمد کی دال کو خفیت اضافت دی جائے
تو کیا حرج ہے، شعر و زبی سے نہیں گسے گا:

حق ہے مزاج محمد دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

(۱۰) الٰہی ماشار اللہ غلط ہے۔ ترمیم:۔

حق ہے معراج محمد بالیقین آسمانوں پر گئے سلطان دیں
وقس هذا البواقی۔

جواب: ماشاء اللہ ہمزہ کو آپ ظاہر کر کے کیوں پڑتے ہیں، ہمزہ کو ماشاء اللہ کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کر کے پڑھے۔ جناب نے ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے "آسمانوں پر گئے سلطان دیں" اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے، اور شعر کتاب میں انی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ حد ہی نہیں رہتی اور جس کی تفسیر نکات قاب قوسین او ادق سے حریق ہے کمالا یخفی علی اهل البصیرۃ (جیسا کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔ ت)۔ تمت۔

الجواب

کامل النصاب چودھری صاحب زیت عالیہ و بزرگ آیام و یالیہ۔ بعد ادا تے ہدیہ سنت طمس، نواز شہناہر اسی وقت تشریف لایا، بکمال اختصار جواب حاضر۔ جو کچھ حضرت معترضی کے خلاف گزارش کی گئی تھی اس پر نمبر حرفی ہوں گے (ب ح ۶) اور خلاف جناب معروض ہوگا اس پر نمبر عددی ۱، ۲، ۳، ۴ اور مشترک پر مشترک۔

(اعترض اول) (۱) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) میں زیر اعتراض لہجے تھے تو اہم تاریخی الموسوم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب ہے موسوم باہم تاریخی چاہئے (تلا ح) الموسوم بہ (۲) المعروف بہ یہ کا تصنف الف لام ہیں عندہ الہیہ تال معلوم بھینو ان کی بھی تفسیر چاہئے تھی (ھ) (۱) ان کنز الاخرۃ کے نام ہونے پر ایک باریک مواخذہ بر محل ہوتا تائے مدورہ شکلا یا ہے اور لفظاً وقف میں یا اور وصل میں تاؤ لا عام اعتبار کتابت کا ہے اور لفظ بھی لیجے تو محل محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب ترکیب عربی، تو بہر حال ۵ ہی عدد ہونے نہ ۴۰۰، ہاں منقول حوام پر کنز الاخرت پڑھے تو باعتبار تلفظ تاریخ صحیح ہو سکتی ہے مگر ایک علی تصنیف اس سے غفلت رہنا اولیٰ۔

(اعترض دوم) (۲) میں اور ہاں کا قافیہ میوب ضرور ہے (۳) حالے ظالمے پر قیاس

عن مطلب یہ ہے کہ الموسوم اور المعروف پر جو الف لام ہے۔ یہ کا بیستہ لوگ بولتے اور کائنات پٹواری میں لکھے ہیں "لا عندہ الہیہ تال معلوم بھینو" یعنی جانچ پر تال سے معلوم ہوا اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کہ عندہ کو عندہ کہا اور دوسری جگہ الف لام داخل کیا ۱۲ عبد اللہ اللہ علی۔

صحیح نہیں کہ زوی جب متحرک ہو تو قبل کی حرکت میں اختلاف بالا جواز دے عیب ہے جیسے دلش و گلشن
بخلات اختلاف دل کہ زوی ساکن ہے جیسے یہاں۔ (۴) کہن بفتح یا و مضمتین دونوں طرح ہے جس کی
سند یہی اشعار اور ان کی امثال بے شمار ہیں۔ حضرت مولوی قدس سرہ سے

نفس فرعون نے ست ہاں میسرش مکن تانیا رو یاد زان کھنڈ کہن

(نفس فرعون ہے خیر دار اس کو سیرت کر، تاکہ وہ پرانے کفر کی یاد نہ لائے۔ ت)

اکابر نے اس کثرت سے کہن کا قافیہ من یا بزنی یا حسن و غیر ایسی کہی باندھا (۵) جاری مکن غفل کا تب ہے
صحیح فارسی کہن ہے (۶) زہر و دہر دونوں بالفتح ہیں (۷) حدیث شریف میں مؤمن ہر روز معتد بفتح یہ دم
ہی ہے مؤمن یا مکر امین و ازندہ و یا ففتح امین و اسشتہ شدہ یعنی جس سے مشورہ طلب کیا گیا اسے امین
بنایا گیا تو خلاف مشورۃ ینا خیانت ہے۔ لہذا فقیر کو ان گزارشوں پر حیرت ہے کہ یہی حکم شریعت و مقتضائے انصاف
ہے (۸) منش اور دو نقش میں ضرور اختلاف حرکت ہے اور عیب ہے۔ کوئی عیب لفظی خواہ معنوی ایسا نہیں
جس کی مثال اساتذہ کے کلام سے نہ دی گئی ہو اس سے نہ وہ جائز ہوتا ہے نہ عیب ہونے سے باہر آتا ہے
اور نہ اس میں ان کی تقلید روا ہو۔ اکثر محققین مثل ابن الہمام رحمہ اللہ تھانے تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا
باندھ جانا بے پرواہی پر محمول ہو گا کہ قادر کن تھے دوسرا باندھ سے تو قبل و عجز پر محمول ہو گا، میں نے اس
مصرعہ کو یوں بدلا ہے:

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں حکم میں افعال میں ہر بات میں

(اقرض سوم) کا (و) وہ جواب صحیح ہے جو جناب نے دیا کہ اس کا لفظ متعین ہے درنہ

اکابر کے کلام میں بکثرت موجود ہے

قلوب العارفين لها عيون تروى ما لا يروا الناظرون

واجبة تطير بغير ريش الى ملكوت رب العالمينا

والسنة بسر قد تناجي بغيث عن كسراه كاتينا

(عارفوں کے لئے دل کی آنکھیں ہیں وہ دیکھتی ہیں جو ہم میں سے دیکھنے والے نہیں دیکھتے۔

اور ان کے بازو ہیں کہ وہ پروں کے بغیر اڑتے ہیں پروردگار عالم کی بادشاہی میں۔

اور ان کی زبانیں ہیں جو ایسے خفیہ راز کہہ دیتی ہیں جو کرانا کاتبین سے پوشیدہ ہیں شیخ

طه الذر المختار كتاب الجهاد باب المرتد مطبع تجنيدى دلي ۳۹۱/۱

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات باثبات یا برقرار رکھنا عجیب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے۔

بالمیقین وہ قاضی حاجات ہے (یا)

(۱۴) اس کے پہلے مصرعہ وہ عجیب عرض اور دعوات ہے "میں عجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے۔ اسی پر اعتراض کیوں نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں تبدیل کیا اور وہ عجیب العرض والدعوات ہے (۱۵)

(۱۵) اسی صفحہ کا شعر "بے دلیل و محبت و برہان ایک" میں بھی عطف پر ترکیب فارسی میں تواظہار نون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا اور حاجت محبت نہیں ایمان میں ایک (۱۶)

(۱۶) صفحہ کے پہلے مصرعہ "خالق خیر اور شمشادہ ہے" میں وہی بات ہے کہ ترکیب اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کو رویم کہ شرک کا عطف معاذ اللہ خالق خیر پڑھا اور شمشادہ ہے "یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا اور

خالق ہر خیر و شمس اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (بد) اس میں یوں تبدیل "شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے" بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیہ تبدیل بلکہ روی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شناخت اس تبدیلی کی کروڑوں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بھاگنے کہتے ہیں اللہ عز وجل کی طرف اس کی نسبت محال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے "میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار نون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا۔ میں نے یہ شعر یوں بدلا ہے۔

طاعت و ایمان سے راضی ہے وہ جی شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(ی) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل بعض پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں۔ میں نے اسے یوں بدلا ہے،

بعض افضل بعض سے ہیں پُر ضرور

(اعتراض نہم) (ی) "حق ہے معراج محمد دی پناہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فلک اضافت پر اعتراض یہاں ہے فلک تک دو تک جگہ لے گا۔ بیس صک پر اول ان کے حضرت آدم ابو البشر

میں بھی شک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (بیچ) اگر شک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ
 بحدت جتنہ اجلہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسی کے نظائر خود
 قرآن عظیم میں ہیں (یٰط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سید کو خدا ہے یعنی اسے دیں پناہ (۱۹) یہ جواب
 کہ خفیف اضافت دی جائے گی نہیں اب ورنہ غامض غامض غامض نہیں ہو سکتا غامض کی گنجائش
 تو پہلے ہی نہ تھی۔ وہی پناہ غامض ہے اب کسر و ال یہ قلعہ کر دے گا غامض غامض غامض۔
 (اعتراف دوم) صحیح ہے (۲۰) ماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے ماشاء اللہ کسی قاعدہ کا
 مقتضی نہیں صرف ہمزہ جیک جائز و شائع ہے مگر اب الف و لام میں اتنا ہے کہ کہیں ہو کر الف
 مگر جائے گا اور یوں پڑھا جائے گا ماشاء اللہ میں نے اسے دو طرح بدلا ہے آسمانوں پر الی ماشاء اللہ یعنی
 ہمزہ محذوف اور الف شاربہ الف ساقط ہو کر شیش لام سے مل گیا۔ دوم آسمانوں لما شاء اللہ لام
 بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصل کسی تکلف کی حاجت نہیں (ی) اس تبدیل پر
 جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے یہ ایک
 اربعین ہے مع انصاف تام یعنی جس متعلق بحضرت مقرر اور جس متعلق بجناب و السلام فقیر کی رائے میں وہ سب
 جگہ بھیجے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں
 آتیں بعض کہ خود اشد اعظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں۔ امید کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلط نہ شرعی
 باقی رہی نہ شعری، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اخلاط شعریہ سے قطع نظر کروں گا اس
 کے جواب میں فرمائش جناب پر وہ بھی زیر نظر رکھے گئے۔ میری عظیم بے فرصتی بحد کثرت کار اور اس پر محض تنہائی۔
 اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے وہ رہ ضرور باعث دیر و تاخیر ہوں گے۔ اگر عجلت نہ فرماتیں اور
 منظر حضرت عز وجلہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو۔
 والتسليم مع التكرم۔

مسلم از مطبع اہلسنت و جماعت بریلی مستوفی اجاز احمد صاحب قیصر مراد آبادی کاتب

مطبع مذکور ۵ رجب ۱۳۳۵ھ

۵۔ اسی پر آپ کو قیصر مسلمان کا دعویٰ ہے

کبھی یادِ حنہ اگر لیں کبھی ذکرِ بیتاں کر لیں

یہ بحرِ ہزج سالم ہے یا مزارِ احسنِ مسیح؟ کریں اور کریں میں کیا فرق ہے؟ اور کریں کی فارسی
 کیا ہوگی؟

الجواب

مٹمن سالم ہے قین کا نوری قلیع میں مسبب قاعدہ نہ آئے گا لہذا مبیع نہیں ہاں ایک مصرع مبیع ہے
 مگر اسیران قفس کا دم ٹمٹا جاتا ہے اے صیاد

فعل کا اثر اپنے لئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لئے اُسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کر لینا وہاں کہ اپنے لئے
 تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اس قدر کہ اُس سے فراغ حاصل ہو اس میں نے بات کر لی یعنی کہ چکا اعد کر دینا وہاں کہ
 دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر، نکاح کر دیا یعنی اپنا اور کر دیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو
 شامل ہے ہر اپنا چاک کر لیا اور دوسرے کا کر دیا اور کیا عام۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط
 کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھا لو پی لو مگر دو ہیں ہو گا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے گا وہ
 نہ کہا جائے گا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اس
 سے کھا انار توڑ تو ایک بات نہیں یہاں وہی معنی فراغ ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے فقط۔

علم و تعلیم

مسئلہ از اسامہ ڈاکٹر کربل ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ نشی نمود علی مدرسہ مذکورہ
۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) اس زمانہ میں جبکہ عام جماعت کی گٹھ پھیل ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک، حدیث شریف، فقہ حنفیہ کا جو بعض مسائل شرعیہ ہونے کے مشاعرہ، نفاس، جماع، طلاق، ثبوت نسب وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کر کے عوام کے فہم پر لکھا کرنا منع ہے؟

(۲) کتب فقہ حنفیہ کی درسی وغیرہ کی مشاعرہ، شرح وقایہ، ہدایہ، درمختار، عالمگیری، شامی، قاضیوں وغیرہ اور ان کی شروح جو مشہور مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی؟

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کیے اور وہ میں کر دئے جائیں تاکہ عوام انہیں سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی وارد و مالاہد منہ، مفتاح الجنۃ، بہشتی زیور وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود دعائے خفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ انکے مسائل فرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ ایک گروہ عظیم کا کتب لا سے اعتقاد خراب ہو جائے۔ ان اپنے دعویٰ میں مقدمہ ہو گئے یا غیر مقدمہ؟

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر کہ حنفیہ طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں

اعراض کرتے ہیں ہم نے ان کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرع و قایہ، در مختار، کنز الدقائق میں پتے ملتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں ان کا کیا کرنا صحیح ہے؟

الجواب

(۱) ایسے سوال میں قرآن حکیم کا شامل کرنا ضرور ادب ہے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل، نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا۔ جس طرح ہم نماز روزہ سکھایا یونہی جماع و استنجاء پر تعلیم فرمایا مگر امور پرہیزگار کا ذکر طرز بیان مختلف ہو جانے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنز اری لڑکی کو اس کی تعلیم ہو سکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مذہب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا مسلم کی طرف سے اس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ نکمے جانی ہو اس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت مشورہ ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعلیم سے توہین ٹک لگاتی ہے جیسا و شش فرمائیے، تناول فرمائیے، نوش جان فرمائیے، کھاؤ، منگو، تھورو، زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا غور کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جبکہ طرز بیان یہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح مقابل فرضی کے لئے تو اس قدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اس کی ہو اگرچہ کتب ہی اخلاط پر مشتمل ہو، جن کتابوں کے نام مسائل نے ان میں کوئی فرضی نہیں، کنز سے قاضیخان تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح معنی معتمد بھی ہیں مگر احتیاطاً کیا حاصل اس کی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ ہو تو وہ گویا انہیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقیناً تو احتیاطاً بات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو مفتی ہو۔ مالا بد میں بھی آیا ہے اور مفتاح الجنتہ تو دوبارہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ اصلاح ہوئی اور بہشتی زیور اخلاط و فضائل و بطلالت و جہالت کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کنز سے قاضیخان تک جتنی کتابوں کے نام نے ان کی نسبت کوئی حنفی نہیں کیا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف ہیں اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے۔ مالا بد و مفتاح الجنتہ کے بعض زیادات الحاقات کو اگر کسی نے ایسا کیا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لاف العیور و لاف التخییر (مذق لطف میں نہ شکر میں، یعنی کسی شمار میں نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بیشتی زیور کا حال بالا جمال اور گزرا بیشک اس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اُسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جہہ بعض رذو و اہل، مفتی صاحب کا اس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اُس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اُن کے حق میں مصلحت وغیرہ ہے۔
قال علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ایاکم و آتاکم لایضلونکم و ان سے دور بھاگو اور اپنے سے دور رکھو کہیں وہ یفتن و نکوٹہ
تھیں گمراہ نہ کریں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں۔

علامہ کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے ٹکے ہوتے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہ صحیح ہو کہ اس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کا تہ کی موجب ہوگی، وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے، پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ دیکھے گا اُس پر بھی اعتبار کریں گے، جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو چہ جائزہ جنت و جہنم کے مرتد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشئلہ ازجے پور راجپوتانہ بازار ہوا محل مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسہ فیض محمدی
۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درمختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاویٰ عبد الحکیم و کنز الدقائق و قدوری وغیرہ المصلیٰ وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابو حنیفہ و عند ابی حنیفہ (ابو حنیفہ نے فرمایا اور ابو حنیفہ کے نزدیک یوں ہے۔ ت) منقول ہیں کیا اُن کی اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں۔

الجواب

تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کئے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اُن تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لئے جدا اسناد کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں، صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس انہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں حدید سند کی ضرورت نہیں۔ صاحب درمختار رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمختار میں فرماتے ہیں :

صحیح مسلم باب النہی عن الہدایۃ عن الضعفاء الخ تھری کتب خانہ کراچی ۱/۱

میں اس (علم فقہ) کو روایت کرتا ہوں اپنے استاد
شیخ عبد النبی خلیل سے ، وہ روایت کرتے ہیں
مصنف (یعنی شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد
عزیز قرطبی) سے وہ ابن کثیر مصری (یعنی علامہ
محقق زین صاحب بحر الرائق) سے وہ اپنی سند
کے ساتھ جڑتا ہے صاحب مذهب امام ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ کیساتھ (مصنف کے اس قول تک کہ
یہ فقہ ملائکہ کے بارے میں سند و طرق کے ساتھ ہماری اجازت
میں مفصل مذکور ہے (ت)

محقق زین روایت کرتے ہیں علامہ ابن شلی صاحب فتاویٰ
سے وہ ابن شکر شراح وہابیہ سے وہ امام
ابن ہمام مصنف فتح القدير و زاد الفقير سے وہ
علامہ قاری الہدایہ سے وہ علامہ مسطور الدین
سیرانی سے وہ سید جلال الدین صاحب کفایہ
سے وہ امام عبد العزیز بخاری صاحب کشف
بزدوی سے وہ کنزہ وافی و کافی کے مصنف
حافظ الدین نسفی سے وہ امام شمس الائمہ
کردری سے وہ ہدایہ ، کفایہ المنقی و التجنیس
کے مصنف امام برہان الدین سے وہ امام
فخر الاسلام علی بزدوی سے وہ امام شمس الائمہ
خرخی صاحب مبسوط سے وہ امام شمس الائمہ
طوائی سے وہ قاضی ابو علی نسفی سے وہ امام

ابی اسود یہ عن شیخنا الشیخ عبد التی
الخلیل عن المصنف (ای شیخ الاسلام
ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزالی
التمرتاشی) عن ابن نجیم المصری (ای
العلامة المحقق زین صاحب البحر الرائق)
بسندہ الی صاحب المذهب ابی حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الح قولہ) کما
هو مبسوط فی اجازتنا بطرق جدیدة
عن الشانخ المتبحرین الکبار الیہ

علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے :

المحقق زین عن العلامة ابن الشلی
صاحب الفتاوی عن ابن المشحنة شراح
الوہابیة عن الامام ابن الہمام صاحب
فتح القدير و زاد الفقير عن الامام
العلامة قاری الہدایة عن العلامة
علاء الدین السیرانی عن السید جلال الدین
صاحب الکفایة عن الامام عبد العزیز
البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام
حافظ الدین النسفی صاحب کنزہ وافی
و کافی عن الامام شمس الائمہ کردری
عن الامام برہان الدین صاحب الہدایة
و کفایة المنقی و التجنیس عن الامام
فخر الاسلام علی البزدوی عن

الامام شمس الاثمة السرخسی صاحب البیوط
 شرح کافی الامام الحاکم الشہید عن
 الامام شمس الاثمة الحلواني عن القاضي
 ابی علی النسفی عن الامام الفضل عن
 ابی عبد الله السید مونی عن ابی حفص
 الصغیر عن ابیہ الامام ابی حفص اکبر عن
 الامام محمد عن سراج الائمة الامام الاعظم
 وايضا عن محمد عن يعقوب عن ابی حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
 فضل سے وہ ابو عبد اللہ سید مونی سے
 وہ ابو حفص صغیر سے وہ اسپنہ والد
 امام ابو حفص کبیر سے وہ امام محمد سے
 وہ سراج الامة امام اعظم ابو حنیفہ
 سے سید امام محمد روایت کرتے
 ہیں امام یعقوب (ابو یوسف) سے اور
 وہ امام ابو حنیفہ سے ماضی اللہ تعالیٰ
 عنہم۔ (ت)

صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقیر کی سند صدر جداول فتاویٰ فقیر اور بفضلہ تعالیٰ
 کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب لواور بلکہ بکثرت کتب علماء و مشائخ تک بلسانید مقصد موجود۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹ از احمد آباد گزرات علامہ جالپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب
 ۹ صراط النظم، ۱۳۳۷ھ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مآ علی قاری کی عبارت اگر آپ کے زیر نظر ہو تو یہ پتا چلتے کہ یہ مرقاۃ
 کی کون صحابہ و فصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں مآ علی قاری نے یہ حدیث نقل
 کی ہے اس کی بناء کہ ضرورت ہے عنون و مشکور ہو گا عبارت یہ ہے،
 انه بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 علیہ وسلم ان من قال لا الہ الا اللہ سبعین الف غفر اللہ تعالیٰ
 لہ ومن قیل لہ غفر لہ ایضا۔
 مجھ تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کی یہ حدیث پہنچی، آپ نے فرمایا کہ بے شک
 جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ
 اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس کیلئے
 یہ کہا گیا اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔ (ت)

سہ الجوال رائج

الجواب

مولانا اگر حکم بالاستلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ !
 یہ عبارت مرقاة کتاب الصلوٰۃ، باب ما علی المأموم من التابوۃ، فصل ثانی، حدیث علی و
 معاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے۔ مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔

زبان و بیان

مسئلہ از ملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب
تائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق ہے؟

الجواب

عمل و بے حاصل سوال ہے۔ خلاف رضاد عدم رضامیں عموم و خصوص مطلق ہے وہ بات جس کی طرف نہ رغبت نہ نفرت، خلاف رضائیں بلا رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

اول: یزول ملک عن المسجد والمصلیٰ
بالفعل وبقوله جعلته مسجداً
مسجد اور عید گاہ میں فعل نماز سے مالک کی ملکیت
زائل ہو جاتی ہے اور یہ کہنے سے بھی ملکیت زائل
ہو جاتی ہے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ (ت)

یہ وہ جس پر بنا ہوا ہے یا "کے معنی" دے گا یا "اور" کے،

دوم: واذ ابی مسجد الم یزول
ملک عنہ حتیٰ یفرز عن ملک بطریقہ
جس شخص نے مسجد بنائی تو اس سے باقی کی ملکیت
زائل نہ ہوگی جب تک اس کا راستہ مالک کے

اُسے اپنی ملکیت سے مجاز کر دے اور جب تک لوگوں

کو اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دیے (ت)

یہ "دو جہیں پر م" دوسری جگہ ہے اس کے معنی "یا" کے ہونے یا "اور" کے؛ اور وجہ کیا ہے؟

الجواب

پہلی عبارت درختدار کی ہے اور اس میں واو بمعنی "یا" ہے یعنی مسجد میں قبل نماز سے ملک مالک زائل ہو جاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کریں نے اس کو مسجد کر دیا۔ دونوں میں جوہر کافی ہے دونوں کا وجود ضروری نہیں۔ رد المحتار میں اسی رنگ کیا۔

لم یردانہ لایزول بدو نہ لما عرفت امبہ
 یزول بالفعل ایضا بلا خلاف بحوالہ تعالیٰ اعلم
 اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے بغیر ملکیت زائل نہیں
 ہوگی اس لئے کہ تو یہاں چکا ہے کہ ملکیت تو محض
 فعل نماز سے بھی زائل ہو جاتی ہے اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے (ت)

دوسری جہارت ہدایہ کی ہے اور اس میں "یا" نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اس کے بعد طہین کے نزدیک ایک بار نماز باذن ہو نا لازم، اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف تہائی سے کہ دینا کافی کو میں نے اسے مسجد کیا۔ اسی کو اس جہارت کے متصل ہدایہ میں بتایا،

وقال ابو يوسف يزول ملكه لقوله جعلته
مسجداً ۱۔

اور قول امام ابو یوسف پر ہی فتویٰ ہے کہ دونوں میں سے جو ہر کافی ہے فعل و قول کا جمع ہو تا ضرور نہیں۔
روا کرتا میں ہے۔

در رخصتے میں ہے کہ تنزیہ، در اور وقایہ میں امام
ابو یوسفؒ کے قول کو مقدم کیا گیا ہے اور وقف
و قضا میں اس کا راجع ہونا معلوم ہو چکا ہے (۱)

نمبر	موضوع	ملاحظات	تاریخ
۱/۴۲۴	المکتبة العربیة کراچی	کتاب الوقت	۱۰/۱۲/۳۵
۲/۳۶۹	دار احیاء التراث العربی بیروت	مطلب فی احکام الحج	۱۰/۱۲/۳۵
۳/۶۲۳	المکتبة العربیة کراچی	کتاب الوقت	۱۰/۱۲/۳۵
۴/۳۷۰	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب الوقت	۱۰/۱۲/۳۵

مسئلہ از مدرسہ منتظران سوسم برقی مدرسہ مولوی اکبر حسین دہلوی پوری طالب علم

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۴۲۷ھ

یعنی خدمت اللہ تعالیٰ کے لئے اعلیٰ اعضا سے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہوں گا، شعر یہ ہے:۔
میری تعمیر میں مغفہ اک صورت خرابی کی
بیونی برق خرمی کا ہے خون گرم دہقان کا

الجواب

بیونی مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور "خون گرم" سخی کا سبب کہ دہقان کی سخی سے کھینچ کی پیداوار ہے۔ اور اس کا حاصل خرمی کہ برق گرمے تو اسے بالکل عیست و نابود کر دے۔ تو کہتا ہے کہ وہ خون گرم دہقان کے سبب پیدا ہوا۔ وہی برق خرمی کا مادہ بنا کر حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی اور وہی بالآخر اپنے پیدا کردہ خرمی پر بجلی ہو کر گرا اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں خرابی کی صورت پنہاں تھی کہ:۔

لدا للوت وانشوا للخراب جرمہ کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب و برباد

ہونے کے لئے۔

مسئلہ از پہلی بیت علامہ احمد زئی مدرسہ مولوی سید محمد عمر الدہلوی شہر دہلی ۱۸ ربیع ۱۴۲۷ھ

(۱) میں آں وقت ہوں کہ آدم نبود کہ حوا معدوم بود آدم نبود

(۲) میں آں وقت کہ دم خدا را نبود کہ ذات و صفات خدا ہم نبود

(۳) خود سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرمایا تین سو ساٹھ برس پایا خدائے پہلے

(۱) میں اس وقت تھا کہ آدم نہ تھا، کہ حوا معدوم تھی اور آدم نہ تھا۔

(۲) میں نے اس وقت خدا کو سجدہ کیا کہ خدا کی ذات و صفات بھی موجود نہ تھیں۔

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتاؤں۔ لہذا انتخاب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی محمد عمر

الجواب

ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پرچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ

بے معنی لوگوں کے ذہان کیا قابل التفات۔

شعر اول کے مصرعہ اخیر میں آن دم نبو و چاہے خود تافیر غلط ہے، بہر حال اس کا مطلب صحیح و صاف ہے۔ وجود اور ارج قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔
شعر دوم صریح کفر ہے۔

شعر سوم میں دراصل تین سوتیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرمایا ہمارے بریلی کے شاعر تھان کی زندگی میں انکی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے بھی دیکھی تھی اس میں تین سوتیرہ کا لفظ تھا، اس میں شاعر نے یہ نعل و بیہودہ و لغو مطلب رکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۹۰۵، ظاہر ہے کہ ۹۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات، واستغفر اللہ العظیم۔ یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین جو جس کا سر صرف سما ہے کہ رویت و روایت و روایت و اسے سب کا بیدار ہے اور انہار رسالت کے یہی نتائج ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۲۱۳ کہ حقیقتہً مسبب ظلال رسالت محمد علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ والحقۃ ہیں مجموعہ ۵۱۳ ہوا۔ رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیر من اللہ الی اللہ ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں لی سکتا۔ پھر اس تک رسائی تو ہے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزا ایمان ہے لا تفرق بین احد من سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے شعر ہے، رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس معنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک اسے رسالت میں یہ تین سوتیرہ تصور فرمائے تین سوتیرہ ابراہیم برساتے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ور نہ ہو خدا تک رسائی نالک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وعظ و تبلیغ

مسئلہ از سہرام ضلع گیا محلہ چیان ٹولی عرف نیم کالے خاں در مسئلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب
۱۳۳۵ھ اشوال

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی وال آبادی وغیرہ اس میں جہد کی تعمیر و تحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر
جو کچھ اقوال مختلف بیان کرتے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے تا وقتیکہ بدعت واجب، مندوب، مباح،
عوام، مکروہ اور بدعت کی وجہ سے فرق اور فریق درمیان بدعت و مباح و تخصیص حدیثیں،

(۱) من سن سنة حسنة ومن سن سنة سيئة
جس نے اچھا طریقہ لیا اور جس نے بُرا طریقہ لیا (ت)

(۲) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد
جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔ (ت)

(۳) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله
جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو بُری ہے جسے اللہ و رسول پسند نہیں فرماتے (ت)

۱۔ مسند الامام احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۱۱ و صحیح مسلم کتاب العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۳۱

۲۔ صحیح مسلم کتاب الاضیاء باب نقص الاحکام الباطلة الخ ۶/۴۶

۳۔ جامع الترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة امین غسینی دہلی ۲/۹۲

کے مطابق ہر امور حسنہ کو میسر ہے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کر سنا میں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کر کے امور حسنہ کو بامیزش منوعات کے مذہب نہ کر دیں اگر اس کا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ مستنا حرام اور دانستہ انہیں واعظ بنانا کفر۔ علما نے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ:

«من شك في كفره وعذابه فقد كفر» جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔ (ت)

اسی طرح تمام دہریہ و غیر متقدمین فاتحہ جمیعہ اخوان الشیاطین (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں۔ ت) دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«من دقر صاحب بدعة فقد اعانت على هدم الاسلام» جس نے کسی بد مذہب کی توفیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تیسری شرط عالم ہونا، جاہل کو واعظ کہنا ناجائز ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

اتخذ الناس رؤسا جعلا لافضلهم افاقوا بغير علم فضلوا واضلوا

لوگوں نے جاہلوں کو سر بنالیا پس جہان بھول گیا تو انہوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور ادروں کو بھی گمراہ کیا۔

چوتھی شرط فاسق نہ ہونا، جمیع المتعاقی وغیرہ میں ہے:

لا تفتقدیہ للاحامة تعظیہ کیونکہ اسے امامت کے لئے مقدم کرنے میں اسکی

۲۵۶/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الزند	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۹۴ ص	مطبع المہنت وجماعت بریلی	حسام الحرمین علی منکر کفر والمین	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۲۱۹/۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	باب کیف یقبض العلم	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۲۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب کیف یقبض العلم	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱

وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً۔
 قسطنطین ہے حالانکہ شرعاً مسلمانوں پر اسکی توہین واجبہ (ت)
 اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں مٹی صحیح العقیدہ عالم دین متقی و عارفانے تو عزم کو اس کے وہ
 میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شریعہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصحت ہر جس
 پر اسے اطلاع نہیں تو پیش از وہ خط مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علم الحيوان

مسئلہ ۱۵
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں ،
شگنہ اور گھل جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں ہیں ؟

الجواب

ہر جانور کو مادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عزوجل
نے ابتداء بنایا تھا ، مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عزوجل نے بنایا سب گھوڑے
اس کی نسل ہیں ، یونہی شگتے وغیرہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

تشریح ابدان

مسئلہ ۱۶ مسئلہ مولیٰ نواب محمد سلطان احمد خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

تذکرہ کہتا ہے حال میں وہ شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دُور دُور میں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے، مگر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دُور دُور نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما جعل الله لرجل قلبين في جوفه ۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دُور دُور دل نہ رکھے (د)

اس پر خالہ کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے:

هو الذي يصوركم في الامحام كيف يشاء ۲۔ وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ (د)

پس یہ امر عجائب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل دہرے طرف ہے اسی طرح عجیب خلقت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اُتری ہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ اس شخص کے دُور دُور میں لہذا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس لئے اس شخص نے

۱۔ القرآن الکریم ۲/۳۳
۲۔ " " ۶/۳

کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جاتیں تو خدا تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین قوم سے بقلب استفسار ہے کہ مشاہیر و روایت کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے؟
القوا کلام نفیسکم فی قلبی تو جبر و اھن دیتی (اپنا نفیس کلام میرے دل میں ڈالو، میرے رب سے اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اعلیٰ میں عقل و فہم و مشاقت و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے، دو بادشاہ در آئیں نہ گنجد (ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ ت) آیت کریمہ میں ساجل مکر ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عزم و استغراق ہے یعنی اللہ عز و جل نے کسی کے دو دل نہ بنائے، نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاول فی الجسد مضغۃ اذا صلحت
صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت
الجسد کلہ الا دھی القلب بہ
ٹھنڈے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ
ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور
وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سٹھنڈے ہو وہ
دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں، ان میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہئے مگر ایک ان میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا وہ دونوں ہو اور یہ محال ہے۔ جب دو دل میں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گیا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے، اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں پتھر اٹھکیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے اور سارا بد گوشت ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں

صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لفریضہ
صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ المال وترك الشہاتہ
تقدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱
۲۸/۲

ایک بد گوشت بصورتِ ذل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کلام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متعزّی نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں۔ تو جس سے وہ احاطہ متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے، اور آیہ کریم میں یصوّدکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشارون وبتخیلاتکم تمہاری تخیلات جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھر ڈو لسی ہی تصویر بنادے، یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دُودل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمِ حروف و ریاضی

[illegible]

الحوار

حکوم کو فرما چھوٹے خواب صاحب سلسلہ - وعلیکم السلام درختہ اور کاتر - تکمیل مجذوری کا یہ نیا قاعدہ ہے کہ ہر مجذوری کی طرف ایک کو نسبت کر کے مجذوری نصف سرور کا سر کر کے شامل کریں مجذوری کامل ہر جائے میرے نزدیک یہ صحیح نہ تھے گاشق ۲ لا + ۵۶ = ۲۰ بطور مذکور پر ۲ لا + ۱/۲ (۳) = ۲۰ + ۱/۲ = ۲۰ ۱/۲ ہرگز مجذوری کامل نہیں یا ۳ لا - ۵۶ = ۳ بطور مذکور ۳ لا - ۵۶ = ۳ + ۱/۲ (۳) = ۳ + ۱/۲ = ۳ ۱/۲ ہرگز مربع نہیں۔

(۲) مساوات درج دوم سے یہ بہت سہل حل ہو سکتا یہاں تک آپ نے اسے کہہ دیا۔
 $۶۴۵۰۰ = ۱۴۵۰۰$ یہاں نفی و اثبات کا قلب کر لیجئے مساوات یہ ہو جائیگی $۱۴۵۰۰ = ۶۴۵۰۰$
 پھر خواہ یوں عمل کیجئے لا۔۔۔ $۱۴۵۰۰ = ۶۴۵۰۰$ طرفین میں $\frac{۲۲۵۰}{۱۴۵۰}$ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات
 کو بحال رکھ کر ۲۹۶ میں ضرب دے کر طرفین میں (۶۴۵۰۰) شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا۔
 (۳) ہاں لطیف ترین ہے کہ درج دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درج اول سے
 حاصل ہوا ہے بنائے وہ بہت آسان ہے فقط۔

مشتملہ مستور قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی ۲۷ صفر مظفر ۱۳۳۹ھ
 علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیہ کریمہ اما من الھجی مون منتھون
 (بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ ت) کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہ ہی عدد ابو بکرؓ
 عثمان کے ہیں۔

الجواب

روافضی لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا پورا پورا ہے۔
 اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسما۔ اخیر سے مطابقت کر سکتے ہیں اور آیت ثواب کے اسما رکھارتے
 کہ اسما میں وصعت وسیعہ ہے۔
 ثانیاً امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔
 رافضی نے آیت کو اُدھر پھیرا کہ ابی اُدھر پھیر دے گا اور دونوں طعون ہیں، حدیث میں ہے سیدنا
 امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد
 فرمایا، اردو بنی ماحیہ تموئے مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، مولیٰ علی نے عرض کی،
 حرب۔ فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف
 لے گئے اور فرمایا، مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، مولیٰ علی نے عرض کی، حرب۔
 فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محمد حسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ مولیٰ علی نے وہی عرض کی۔
 فرمایا، نہیں بلکہ وہ محمد حسن ہے۔ پھر فرمایا، اچیں نے اپنے بیٹوں کے نام ڈاؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام

لے القرآن الحکیم ۲۲/۲۲

لے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الحار والسیب ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۷

اس کے عدد چودہ سو پینتالیس ہیں اور بھی عدد ابو بکر عمر عثمان علی سعد کے۔
 اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الماروا السین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دارالطکریموت ۱/۵۵۴
 القرآن الکریم ۱۵۹/۶
 القرآن الکریم ۱۳/۲۵
 ۱۹/۵۴

(۶) نہیں اور افضیٰ بلکہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے :

اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم۔
وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں اُن کیلئے
ہے اُن کا ثواب اور اُن کا نور۔

اس کے عدد ۱۵۲، اہی اور یہی عدد ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کے۔

(۷) نہیں اور افضیٰ بلکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

والذین آمنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم۔
جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر
وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں
ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔

آیہ کریمہ کے عدد ۲۰۱۶ اور یہی عدد ہیں صدیق خادق ذوالنورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابو عبیدہ عبد الرحمن
بن عوف کے۔

الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جلد مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
اسمائے طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنیع کو دخل نہیں، کچھ روزوں سے آئندہ دیکھتی ہے یہ تمام
آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیت مدح و اسمائے انبیاء کے مدد معنی خیال میں مطابقت کئے جی میں صرف
چند منٹ صرف ہوئے اگر کچھ کراہاد ہو رہے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بوجہ تعالیٰ اس قدر
بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سبحان القرآن الکریم ۱۹/۵۴

سبحان القرآن الکریم ۱۹/۵۴

حقوق العباد

مسئلہ ۱۹ از شہر ربی محلہ لودی ٹولہ مسئلہ نظیر احمد شہر کٹہہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۴ھ
کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بد فعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو
کیا معاف ہو جائے گا یا توبہ بھی اس پر لازم ہوگی؟ اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جائے تو اس وقت
میری عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ لے، کیا یہ حق العباد
نہیں ہے؟ مفصلاً تحریر فرمائیں۔ بیتوا تو جہودا (بیای فرمائیے ابرو دینے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیاء جن کو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ اس
شخص میں تو اس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگرچہ اس کی رضا کے ہے تو ہمارے حقوق میں گرفتاری ہے،
ایک حق مولے عزوجل کا کہ اس کی نافرمانی کی، دوسرا اس عورت کا کہ اس کی عصمت خراب کی، تیسرا اس کے
شوہر کا۔ یوں ہی باقی دست حق تعالیٰ کا، جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بلکہ ان کو اطلاع
پہنچ جائے۔ اور اگر برضا سے نہ ہے تو عورت اور دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے، ایک حق
مولے عزوجل کا، دس اُن دسوں کے، اور اس عصمت میں عورت کا حق نہ ہوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت
زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو

نکاح فاسد ہو جائے گا۔ شوہر ہمیشہ کسے حرام ہو جائے گی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہو گا کہ اسے
پھوڑ دے مگر بے اس کے پھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں، دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

لغت

منہ ۲ مکملہ از کانپور محلہ ناچ گھر قدیم مسٹر مولانا مولوی محمد آصف صاحب قادری دھرمی برکاتی
۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

یا حبیب محبوب اللہ روحی خداک۔ قبلہ قبلہ رستان و کعبہ ابابہ ایمان مظلوم العالی۔ بہر تسلیمات
قدویانہ و قناتے حضور شرف آستانہ۔ الفاظ تشکیل و عقل یعنی دانا کی صحت و تعلیم سے مطلع فرمائیں۔
جناب جلال کھنوی آنجنابی کو کترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ ان کے نزدیک غلط ہیں۔
تشکیل اور عقل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں، اسے

نور معنی ہے ہر شکل نتیجہ اُسس کا اللہ اللہ رے نہ ہے شکل شہنشاہ تشکیل
دانش آموز چوگر تربیت عام تری بید مجنوں کو بنا دے ابھی انسان عقل
خیالت میں ہے

عقل بفتح اول و کسراف مرد بزرگ و بسیار دانا عقل (ع) پر زبر اور ق کے نیچے زیر (بزرگ اور
و زانو بند شتر و نام پسر ابی طالب کہ دانا تر بود بہت عقل و ادا آدمی۔ اور اُونٹ کا زانو بند۔
پہ نسبت قریشی اور ابو طالب کے بیٹے کا نام کہ وہ قریش کی نسبت
زیادہ عقل مند تھا۔ (ت)

۱۰

اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا:

”ذوق نے پوشکیل و عقیل بمعنی دانہ ہاندا ہے آپ کے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہو گا میرے نزدیک نہیں، اس لئے کہ پوشکیل و عقیل بمعنی دانہ کسی لغت معتبر میں مثل صراح و قاموس کے نہیں نکلتا، نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے، پھر کچھ نگر میں مان لوں اور صاحب خیانت بھی عقیل کو بمعنی دانہ نکلی کریں مگر صاحب خیانت کا مانہ جو لغت میں ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے۔“ خاقم بیچراں جلال۔

الجواب

صدا الفان عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے۔ ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے بچے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے، اردو میں جلال ”غصہ“ کو کہتے ہیں، جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب سے بلکہ غصہ بھی عربی میں ”گلے کا اچھوٹا“ ہے نہ کہ غشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست نکلی جائے تو ایک رسالہ ہو۔ انھیں میں پوشکیل و عقیل بھی ہیں۔ پوشکیل بمعنی حسین اور عقیل بمعنی صاحب عقل معترض کا کہنا کہ ”ذوق نے پوشکیل و عقیل بمعنی دانہ ہاندا“ محض نادانی ہے پوشکیل بمعنی ”دانہ“ شعر ذوق میں کہاں سے کجا بلکہ عقیل و دانہ میں بھی عقیل دانہ کے نزدیک فرق ہے عقل و مسلم لئے واحد نہیں علمہ اکبر من عقلہ (اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ ت) مشہور ہے بھجان تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعہ تھا ایسی حالت میں جناب اور فرمایا نہ چاہئے۔ والسلام مع الکرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خواب

مسئلہ از کانپور عملہ مولف مرحلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر
۱۴ ربیع الآخر شریف

خواب کیا چیز ہے؟

الجواب

خواب چار قسم ہے۔

ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب ہو جائیں سو یا اور اس طرف سے عواس مغل ہوئے
عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا انہیں خیالات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب محل و بے معنی ہے اور
اس میں داخل ہے وہ جو کسی غلطی کے غلبہ اس کے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے ٹھنسی پانی۔
دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا
خواب میں اس کے ساتھ کھیلتا ہے اس کو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے۔ ایسا خواب
دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اٹھ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔
تیسرا خواب القائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیب ظاہر
ہوتے ہیں مگر اکثر یہ تاویل قریب یا بعید میں دلہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے۔

چوتھا خواب کہ رب العزت بلا واسطہ القاء فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاجِ تعبیر سے
بری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اخبار

مسئلہ ۲۲ از کراچی فیمنسٹب رام باغ گاڑی حادثہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ
جو شخص جس کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ اس کو پوری طرح سے ادا کرے یعنی قاصر ہے تو اس کو
کیا بھنا چاہئے؟ بیتوا قہر دوا (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

اس میں ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں، ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی۔ کیا کام، کیا انتخاب
کیے نہ کرنا، ایک ایسے کام کے لئے منتخب کیا تھا جو اس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الامام ۱۰ اور اگر اس پر
فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عقائد و کلام و دینیات

مسئلہ ۲۳ از حسن پور ضلع مراد آباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی
مرسلہ حافظ اکرام اللہ خاں ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

سوال اول، تقریہ الایمان مولوی اسلمیل کی فرائض الطابع کھنڈ کی چھپی ہوئی کے صفحہ ۲۲۹ پر جو سوس شریف کی تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ کا حال دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہان تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر سوس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں، ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم، اور اس کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر دربارہ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ مچھرانے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اس کے جواب میں جو مولوی صاحب نے درج کی سورہ نمل آیہ چہار بارہ، سورہ انفک آیہ پنجم و سورہ اعراف و سورہ احقاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب کیا کمال کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہو گا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے، اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم، تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اور وہی کو دی گئیں

مثلاً سیدنا علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کے لئے گھوڑے اور اونٹ اور ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے۔ بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ قسمل بخش جواب یا دلیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جو تمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوہر: اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

سوال چہارم: اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان دیکھ گیا تو اس کو نہ دینا چاہئے، جانتے ہے یا نا جانتے؟ یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اس کو اٹھایا تو دینا چاہئے یا نہیں؟ غرض ہندوؤں کا مال چوری ہو گا دے کر لینا جانتے ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے تو سمجھ زیادہ ہے، اس کا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں؟

سوال ششم: کنگا وار آدمی کس کس وقت کیا جاسکتا ہے؟

سوال ہفتم: مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے کچھ غمان پر ٹھنا جانتے ہے یا نہیں؟

سوال ہشتم: وہ کون سی باتیں ہیں جن کی وجہ سے کتاب تقریر الایمان غراب ہے؟

الجواب

جواب سوال اول: رندوں کا ناچ بے شک حرام ہے، اولیائے کرام کے عرسوں میں مقید جاہلوں نے یہ مصیبت پھیلادی ہے۔

جواب سوال دوم: علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دئے ہوئے اللہ عز و جل کے لئے خاص ہے اُن آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے اجیار کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، از انجلہ سورۃ جن میں فرماتا ہے:

عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يَظْهَرُ عَلَيْهِ غَيْبٌ أَحَدًا أَلَمْنَ أَلْفَنِي مَنْ
اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ

رسول ﷺ

رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

تلك من انباء الغيب نوحىها اليك ﷺ

غیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وما هو علم الغيب بضيق ﷺ

یہ بھی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتا۔

اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفیٰ و رسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں حدیثوں اور اقوال ائمہ دین سے ثبوت ہے۔ جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اس کے بیان کو علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے، یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقتہً دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہو گا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما انا قاسم واللہ الماعطی ﷺ

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم: خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے عورت اسے جماع سے منع نہیں سکتی۔

جواب سوال چہارم: امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو، فدرود بدھدی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو، خیانت و فدر کے سوا اس کا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے:

من اعطى السذلة من نفسه

جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی

لہ القرآن الکریم ۲۷/۲۹

لہ " " ۱۱/۳۵

لہ " " ۸۱/۲۴

لہ صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقد فی الدین

تقریبی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷

لہ کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان شہدتموه

" " " " ۱/۳۹

طاغی غیور مکرہ فلیس منائیے
اور جب نہ غور ہو نہ قانونی جرم تو پھر جس طرح اس کا مال ملے مباح ہے۔
ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جواب سوال پنجم: ضرر اس کی اصل ہے، حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ "عورت کو مرد سے سوچے زائد خواہش (شہوت) ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے۔"
جواب سوال ششم: نگھے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے، نہ تو یہ ہو کہ آدمی جتنی شکل بنارہے وہی ہو کہ ہر وقت مانگ چوٹی میں گرفتار، خیر الامور اوسطہا (بہترین امر وہ ہے جو درمیان ہو۔ ت)

جواب ہفتم: اشرف علی کی نسبت علامہ نے حرمین شریفین نے اسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے:

من شك في كفره وعذابه
فقد كفر به
جو اس کے اقوال کفر پر مطلع ہو کر اس کے کافر و معذب ہو نہیں سکتا کرے وہ بھی کافر ہے۔

جواب سوال ہشتم: "تقویۃ الایمان" ایک مگر اہی اور بے دینی کی کتاب ہے۔ علامہ نے حرمین شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بے دین کہا ہے اور فرمایا ہے:

اولئك حزب الشيطان الا ان حزب
الشيطان هم الخسرون
یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار ہر شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں

اس کتاب اور اس کے مصنف کے کلمات کفر کو کبہ شہابیہ میں بطور نمونہ شتر کے قریب بیان کئے ہیں جس میں صفات کے حوالہ سے اس کی جہارتیں اور پھر اس کے کلمہ کفر ہونے پر آئینہ حدیث ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بے دین تھا بیدین کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ الترغیب والترہیب الترغیب فی النہد فی الدنیا ۱۶ حدیث ۶۰ مصطفیٰ البانی مصر ۱۶۹/۲

۲۔ المقاصد المحمدہ حدیث ۶۰۵ دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۰۴

کنز العمال حدیث ۴۳۸۴۵ توسل الرسالہ بیروت ۲۲۵/۱۹

۳۔ کشف الخفا " ۱۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۲۶/۱

۴۔ حسام الحرمین مع تمہید ایمان مطبع الحسنت بریلی ص ۹۲

۵۔ القرآن الکریم ۱۹/۵۸

مسئلہ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مدرسہ مولوی ابوالحسن عبد اللہ و صاحب
طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
دیوبانی جو مشہور ہیں وہ کوئی سافرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی، اور ان کے عقائد
کیا ہیں، اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے؟

الجواب

دیوبانی ایک بے دینی فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے
رجیوں سے اُن کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے، ابتداءً اس کی مجلسیں لیں سے ہے کہ اللہ عزوجل
نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اُس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلم میں اس کا
بادی ذوالخویرہ بمبئی ہوا جس نے حضور اقدس سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت ارفع میں کلمہ توہین کہا
اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المؤمنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا لوگوں نے
کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المؤمنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی
ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹوں میں ہیں کلمہ قطع قرن فشاقت جب ان میں کی
ایک سنگت کا شادی جاسے گی دوسری سر اٹھائے گی حق یوں انفرج مع المسیح الدجال
یہاں تک کہ ان کا کپڑا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ
نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبد الوہاب نجدی اس
فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید "نکلی اور توحید الہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و
اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی توہین دل
کھول کر کی اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی دیوبانی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ
کو اسمعیل دہلوی نے پہلا کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا، دلی عقیدہ
وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

"اللہ کے سوا کسی کو نہ مانا اور وہی کا ماننا محض غلط ہے۔"

اس کے قبیحین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقے

۲۰۵/۱۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۱۲۴۴	سلف کنز العمال
۱۲	مطبوعہ طبعی اندرون دیوبند دروازہ لاہور	الفصل الاول	تقویۃ الایمان
۵	" " " " " " " "	مقدمۃ الكتاب	" "

۳۱۔ علامہ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالمسعود عبدالودود صاحب
طالب علم مدرسہ مذکور حکم مجادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

[illegible]

پُر نور احمد مجتہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھٹے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کے لئے حکم دینا اور عقیدہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات میں اور ان کی اصل قرآن عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو، وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ اَللّٰهُ انھیں اللہ کے دلی یاد دلاؤ، قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فليفرحوا تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں، لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزُّوهٗ وَتُوقِّرُوْهُ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ رام نگر ضلع بنارس حلقہ امام الدین صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ء
گزشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”محرم نامہ“ رکھا ہے خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس محرم نامہ میں خواجہ صاحب نے عام بزم امیر پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصاً نہایت سخت و شدید حملے کئے ہیں اور ان کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے مذہب محرم نامہ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت الجھل پڑ گئی ہے، لہذا محرم نامہ مذکور سے اخذ کر کے کچھ حوالہ کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کر کے خود کو اور دیگر برادران اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں، محرم نامہ میں ہے:

- (۱) بغیر سوچے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لے کر قتل عثمان تک جنگ جمل، جنگ صفین، فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی غیبیاد میں عمرو بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔
- (۲) حضرت علی کو دھوکا دے کر خلافت حضرت عثمان کو انھوں نے دلوائی۔

۱۱/۹۳	۱۱	۱۱	۱۱
۵/۱۲	۵	۵	۵
۵۸/۱۰	۵۸	۵۸	۵۸
۹/۴۸	۹	۹	۹

(۲) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمان پر یہ آمادہ ہوئے۔

(۳) حضرت عثمان کی بہن کو طلاق دی۔

(۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انہی عمرو بن العاص نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا۔

(۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنہوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلا کر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔

(۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بن کر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔

(۸) فیصلہ خلافت میں ابو موسیٰ اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے۔

(۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی جوتی ہے جو آج تک نہیں بجی۔

مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ اس کا ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے اس لئے ناچیز نے دارالافتاء کے دروازے ہی پر دستک دینی مناسب سمجھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھتی ہیں،

(۱) حضرت کا نسب نامہ۔

(۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں؟

(۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے؟ محرم نامہ ذکر کی نسبت یہ دریافت کنا ہے کہ آیا اس کا پڑھنا سنیوں کے لئے کیسا ہے اور اس کو درست سمجھنا؟

الجواب

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں ان کی شہادت میں گستاخی نہ کرے گا مگر افضی۔ جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سنی مسلمان سنیوں پر حرام ہے ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت، اہلسنت کے مصنفین عقائد میں تصریح ہے: الصحابة کلہم عدول لا ینذکرہم صحابہ سب اہل بیروہدالت ہیں ہم ان کا الابیخیرینہ ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

اگر کوئی شخص اہل سنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

لے من الرض الا زہر شرح الفہم الاکبر افضل الناس بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام مصنف ابابکر مصرعہ

اسلم الناس و آمن عمر و بن العاص -
 مروا الترمذی عن عقبه ابن عامر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمر و بن
 العاص ای میں ہیں جو ایمان لائے (اسی کو
 ترمذی نے عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا۔ (۱۰)

ان عمرو بن العاص صحت صالحی قریشی۔
 مرواه الترمذی والامام احمد فی مسندهما عن
 سیدنا طلحة بن عبید اللہ احمد
 العشرة المبشرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 (جمہور)۔

عمرو بن العاص صالحی قریشی سے ہیں۔
 (ترمذی اور امام احمد نے اپنی مسند میں اسے سیدنا
 طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین سے ایک ہیں۔ سے روایت
 کیا۔ ت)

نعم اهل البيت عبد الله و ابو عبد الله
 و ام عبد الله - س و اة البغوی و ابو یعلیٰ
 عن طلحة عن رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
 بہت اچھے گھر والے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن
 العاص اور عبد اللہ کا باپ اور اس کے ماں -
 اس کے کو بغوی اور ابو یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے ظہر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا - ت

واخرجه ابن سعد في الطبقات بسند صحيح عن ابن ابي مليكة و مراد (اسس) کہ ابن سعد نے طبقات میں صحیح سند ساتھ ابن ابی ملیکے روایت کیا اور اتنا زیادہ کیا (یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں اُسی الفوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم

۳۵۶/۵	دار الفکر بیروت	مناقب عربین العاصم حدیث ۳۸۴۰	جامع الترمذی ابواب المناقب
۳۸۶۱	"	"	سنن الترمذی
۳۹۰/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	حدیث ۱۳۸۵	مسند امام احمد بن حنبل عن طعن عبید اللہ
۲۹۰/۱	"	۱۳۸۴	"
۳۱۳/۱	موسسة علوم القرآن	حدیث ۶۴۱	مسند ابی یعلیٰ

تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے، سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلواریں کر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں ارشاد کیا،

الا كان مقرر عكم الى الله والى رسوله
الا فعلتم كما فعل هذا ان الر حبلان
المؤمنان بله

مگر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا، اللہ عزوجل فرماتا ہے،
لا يستوى منكم من افق من قبل الفتح وقاتل
اوليك اعظم درجة من اللذين
انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد
الله الحسنى والله بما تعملون
خبير

اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا، ایک مومنین قبل فتح مکہ، دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے اُن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ عمرو بن العاص مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ صحابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے،

عمرو بن العاص بن وائل بن هشام
بن سعید بالتصغير ابن سهم بن
عمرو بن هيص بن كعب بن لؤي قرشي
السهمي امير مصر يكنى ابا عبد الله و
ابا محمداً أسلم قبل الفتح في صفر سنة
عمر بن عاص بن وائل بن هشام بن
سعيد (تصغير کے ساتھ) بن سهم بن عمرو بن
هيص بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر
بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر يكنى
ابا عبد الله و ابا محمداً أسلم قبل الفتح في
صفر سنة

۱۔ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۳/۴
۲۔ القرآن الکریم ۵/۱۰

ثبات وقیل بین الحسد یبیدۃ و کہا گیا ہے کہ حدیثیہ اور خیر کے درمیان
خیبر ہے اسلام لائے۔ (ت)

اور بعد فتح قوراہ خدا میں جو ان کے جہاد میں آسمان و زمین ان کے آواز سے گونج رہے
ہیں اور اللہ عزوجل نے وہ فوج فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور بعض القلب معترضین جو ان پر
طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تمہ آیت سے بند
فرما دیا کہ واللہ بما تعملون خیبر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، مگر میں تو تم سب سے
بھلائی کا وعدہ فرمایا چکا۔ اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیجئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی
کا وعدہ فرمایا اس کے لئے کیا ہے، فرماتا ہے:

ان الذین صبت لہم منا الحسنی
اولئک عنہا مبعدون لا یسعون
حسبہا وہم فی ما اشتہت انفسہم
مخلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر
وتلقیہم الملئکۃ ہذا یومکم
الذی کنتم توعدون

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو
جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھٹک تک
نہنیں گئے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ
رہیں گئے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ
انہیں غلبے نہ کرے گی اور ملائکہ ان کا استقبال
کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن
جس کا تم سے وعدہ تھا۔

ان ارشادات النبی کے بعد مسلمان کی شان نہیں کسی صحابی پر طعن کرے، بغرض مسئلہ
بغرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اُس سے ہزار حصے زائد سہی اس سے یہ کہتے
انتم اعلم ام اللہ کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی یا نہ وہ ان سے
فرمایا چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تھا کہ تم مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ تو اب اعتراض
نہ کرے گا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عسیر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ الامارۃ فی تمیز الصحابۃ عرف العین ترجمہ عمر بن العاص ۵۸۸۲ دار صادر بیروت ۲/۲

۲۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

۳۔ ۱۰۲/۲۱

۴۔ ۱۴۰/۲

جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدِ امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے، اور ان کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے، پھر وہ صدیق و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمر و بن عاص کی کیا گفتی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّ
مَنْ قَلْبُ يَنْقَلِبُ ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ
اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر
پلٹا کھائیں گے۔ (ت) وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ
میں ۳۳۱ از کانپور محلہ روٹی گو دام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خاں

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قلعی ان کی حیات ابدی پر ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اس پر کوئی براہین قاطعہ ہے یا نہیں؟

(۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں؟ حاجتمندوں کا بزرگانِ دین کی درگاہوں سے فیضیاب ہونا برحق ہے اور اس پر کوئی دلیل شرعی ہے؟ اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں؟ ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے؟

(۳) بزرگانِ دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لئے دعائیں کہجے کہ خداوندِ عالم ہماری وہ غرض پوری کر دے۔ شریعتِ خرا میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ اگر اس کی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے؟

(۴) اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان میں یہ احساس ہے تو بارگاہِ ذوالجلال میں عرض کر کے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کر اس یا نہیں۔

(۵) حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کو دستگیر کتنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) حضرت خواجہ معین الدین سجوی قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

الہسنیت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے، موت بدی کہلاتے ہیں
روح کے لئے نہیں۔ انہما خلقتم للابد تم ہمیشہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہو۔ امام جلال الدین
سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے موت و روح
کا ذکر کیا، فرمایا،

سبحن الله هذا قول اهل البدع۔ سبحان الله يا بد مذہبوں کا قول ہے۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے،

كل نفس ذائقة الموت۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

موت جب تک واقع نہ ہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مر جائے تو
موت کا مزہ کون چکھے۔ یوں ہی الہسنیت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت
اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور اس کا کلام سُنتا ہے موت کے بعد سمیع، بصر، علم، ادراک سب
بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں کہ یہ صفات روح کی تھیں اور روح
اب بھی زندہ ہے، پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اس قید سے آزاد ہے۔ ادیانے کرام سے
اس طرح عرضی حاجت بلا طعنے جاتے ہیں۔ امام اجل تقی الملتہ والدین علی بن عبدالحکام کی سبکی
قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفا السقام اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات اور دیگر کاموں میں اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جمیل
فرمائی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر حوزی میں زیر آیہ کریمہ والقہر اذا اتسق
لکھتے ہیں،

بعض از خواص ادیان اللہ را کہ آلاء جبارہ
تکمیل و ارشاد دینی نوع خود گردانیدہ
اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا
اللہ تعالیٰ کے بعض خاص ادیان ہیں جن کو
بندوں کی تربیت کا طرہ اور راہنمائی کے لئے
ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی

۱ شرح الصدور باب فضل الموت خلافت اکیڈمی سوات ص ۵
۲ باب مقرر الارواح ص ۱۰۶
۳ القرآن الکریم ۱۸۵/۳

دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا۔ صرف اسے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں (ب)

جلا دینا گویا کہ رُوح کو بے مکان کرنا ہے جبکہ
 دفن کرنا گویا کہ رُوح کے لئے ٹھکانہ بنانا ہے۔
 اسی سبب سے دفن شدہ اولیاء اللہ اور دیگر
 صالحین کو بیشمار نفع و فائدہ کا حصول جاری ہے اور
 ان کے لئے امداد و فائدہ رسائی بھی تصور ہے (ت)

مقامِ علیین ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اس کا
 پتلا حصہ سدرة المنتہیٰ اور اوپر والا عرش مجید کے
 دائیں پاسے سے ملتا ہے، نیک لوگوں کی
 رو میں قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں مغربی
 یعنی اُسیبا، واولیاء تو وہیں برقرار رہتے ہیں جبکہ
 عام صالحین کو ان کے مراتب کے مطابق آسمان
 دُنیا یا آسمانِ دَرَمیں کے درمیان چارہ ذرزم میں
 ٹھہراتے ہیں اور وہیں کا قلعی قبروں کے ساتھ
 بھی قائم رہتا ہے، چنانچہ وہ زیارت کیلئے قبر پر

مقامِ علیین ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اس کا
 پتلا حصہ سدرة المنتہیٰ اور اوپر والا عرش مجید کے
 دائیں پاسے سے ملتا ہے، نیک لوگوں کی
 رو میں قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں مغربی
 یعنی اُسیبا، واولیاء تو وہیں برقرار رہتے ہیں جبکہ
 عام صالحین کو ان کے مراتب کے مطابق آسمان
 دُنیا یا آسمانِ دَرَمیں کے درمیان چارہ ذرزم میں
 ٹھہراتے ہیں ان روحوں کا تعلق قبروں کے ساتھ
 بھی قائم رہتا ہے، چنانچہ وہ زیارت کیلئے قبر پر

مقام علیین بالا کے ہفت آسمان ست پانچ
آں متصل بسدرۃ المنتہی است و بالا کے آں
متصل بر پایہ راست عرش مجید شاد و باغ نیاں
بعد از قبض و رانجامی رسند و مقربان یعنی
انبیاء و اولیاء و ران مستقر می مانند و عوام صلوات
و ابر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان
آسمان و زمین یا در چادر زمزم قرار می دهند
و تعلق بقبر نیز ایں ادوار را می باشد کہ بعضی
زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان

۱ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ نم تحت آیت والقمر اذا قسح مسلم بکبر لال کنواں بی ہذا
۲ سورۃ عبس استفادہ از اول آید فوجن ~ ~ ~ ص ۳۸

۱۴ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورۃ مطففین مقام ارواح انبیاء و صلوات مسلمان بکھڑو دیل ص ۸۴
۱۵ کنز العمال حدیث ۲۸۷۱۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/۱۰
۱۶ القرآن الکریم ۲۳/۱۴ ۲۸۸۹۹-۲۸۹۰۲ * * * ۱۴۳/۱۰

الجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول
 غیر مصنفہ عن اخی حسین الحلّاج قلہ
 یکن فی زمانہ من یأخذ بیدہ ولو کنت
 فی زمانہ لاخذت بیدہ وانا لکل من
 عثر بہ مرکوبہ من اصحابی و مریدہ و
 صحبی الی یوم القیمة أخذ بیدہ
 جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار فرماتے سنا کہ
 میرے بھائی حسین حلّاج کا پاؤں پھسلنا ہی
 کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا
 اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور
 میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت
 رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے نفوٹش
 ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔

والحمد للہ رب العالمین۔

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریادرس شاہ ولی آقا
 صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسمعیل دہلوی نے جاہلی حضور کو غوث اعظم یا دیکھا ہے۔
 یہ فریادری و دستگیری نہیں تو کیا ہے، حضرت شیخ مہر الدلت ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں،
 بعد از رحلت ارشلو پناہی بزرگاہی روز عید زیارت
 مزار ایشان رفتہ بود در اثنا سے توجہ بزار
 متبرک التغات تمام از روحانیت مقدس ایشان
 ظاہر گشت و از کمال غریب فوازی نسبت
 خاصہ نمود را کہ بحضرت خواجہ احمد
 منسوب بود مرحمت فرمودند
 واللہ تعالیٰ اعلم
 مرشد گرامی کے وصال کے بعد عید کے روز ان کے
 مزار اقدس کس کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، مزار
 مبارک کی طرف توجہ کے دوران مرشد گرامی کی
 روحانیت مقدسہ کا التغات تمام ظاہر ہوا اور
 کمال غریب فوازی سے آپ نے وہ نسبت خاصہ
 عنایت فرمائی جو آپ کو حضرت خواجہ احمد علی رحمۃ
 سے حاصل تھی۔ (ت)

مسئلہ ۳۹ از موضع درو ضلع فیئی مال مرسلہ مکتوبات ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
 اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے، اس میں سب فیصلے موجود ہیں، اس سے کوئی
 فیصلہ بچا نہیں ہے، باب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے؛ ایک فعل حرام اور کسی کے
 یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت، بعض کے

۱۰۲ ص
 ۱۳۳/۱
 مصطفیٰ ابائی مصر
 نو کشور مکتبہ
 ۲۹۱ مکتوب
 ۱۳۳/۱
 ۱۰۲ ص
 ۱۳۳/۱

یہاں واجب _____ مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ناجائز، اور کچھ لوگ اس فعل کو کرتے ہیں اور ہم بچتے ہیں، اور یہ
بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جانتے والا کافر، اور یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے پیانا جائز
نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے، حضور اس کی تسکین ہو۔

دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہاں یہ کہ
جھگڑا سنیے کو ملتا ہے تو حضرت بنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی۔
میرے حضور اگر اڑشیں یہ ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا کیا؟

الجواب

قرآن عظیم میں بے شک سب کچھ موجود ہے مگر اسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی
قال اللہ تعالیٰ،

لَقَبِينِ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ لَعَلَّ
اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے، ان کی سمجھ میں ملامت مختلف
ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
مررت ہبتہ یبلغہ ادھم لہ من
سامع ینہ
بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی وہ
سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے
ہوتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں،

مررت حامل فقہ الف من ہو
افقہ منہ ینہ
بہت سے فقہ ائمہ الاول سے وہ زیادہ فقیہ
ہوتا ہے جس کو وہ پہنچاتے ہیں۔ (ت)

اس تفسیر فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہوا اور ائمہ مصلحت الہیہ احادیث

سے القرآن الکریم ۴۴/۱۱

سنن ابن ماجہ باب من یبلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱
جامع الترمذی باب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ العلم امین کمپنی دہلی ۹۰/۲
سنن ابن ماجہ باب من یبلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱

مختلف آئیں، کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی، اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے، ہر ایک نے اپنے علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا۔ عبد اللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا، اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو، اور افضل العباد عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع حلال کھرا یا حرام کو حلال بنا جو کفر کیا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریات دینی سے ہے یا کم از کم نص صریح قطعہ سے ثابت ہو۔ اجتہادی مسائل میں کسی پٹن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال۔ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلاً ہوتی ہی نہیں، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ النہی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر کلمہ فقہاء کرام شترہ جہ سے کفر لازم ہے اور ان کے پیچھے نماز ہو سکتا کیا معنی۔ امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

لا تجوز الصلوة خلف اهل الاضواء بد مذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (د)

اللہ عز وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ:

نزلنا عليك الكتاب تبينا لنا لكل شئ
ہم نے تم پر یہ فتر آں اتارا کہ ہر چیز کا
روشن بیان ہے۔ (د)

قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تفسیر برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا مبع کا مبع و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا، تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی مکتبہ الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو اساطیر علم اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانہ انک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی برات اپنی زبان سے ظاہر فرمایا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں شترہ آیتیں ان کی برات میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتح القدر کتاب الصلوة باب الامامة مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱
۵ القرآن الکریم ۵/۵

ہم سائلہ از شہر عقبہ کو قرانی مسئلہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں؟

(۲) حضرت مریم غیبیہ ہیں یا نہیں؟

(۳) اب کے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا چوتھے آسمان پر ہیں؟

(۵) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قاتل نہیں ہے اور آیت قد خلت من قبلہ السّٰسَل (۱) سے پتلا رسول ہو چکے۔ ت) کو استدلال میں لاتا ہے، اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

(۶) اور اُسی کا یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اُترینگے تو وہ رسول ہوں گے یا نہیں

اور اگر وہ رسول نہ ہوں اور اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس وقت ہوں تو خلافت

کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ چھینے گا، اور کیا اُن کی اُمت بلا رسول کے

ردہ جائے گی؟

الجواب

(۱) شرع مطہر میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، نہ تبارہی کے یہاں بھی صرف منکیر لکھا ہے

ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوں گی، کمافی الحدیث۔

(۲) نہیں، کوئی عزت غیبیہ نہیں۔

(۳) ہاں بایں معنی کہ اب تک حقوق موت اصلاً نہ ہوا چار نبی زندہ ہیں، عیسیٰ وادریس

علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر اور الیاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر۔

شرح مقاصد میں ہے :

ما ذهب اليه العلماء من العلماء انہ - بزرگی علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء

اربعۃ من انبیاء فی شہرة الاحیاء - زندوں کے ذمہ میں ہیں، حضرت خضر اور

المخفف والياس في الامراض و عيسى
 وادريس في السماء عليهم الصلوة
 والسلام
 حضرت الیاس علیہا الصلوٰۃ زمین میں جبکہ
 حضرت عیسیٰ اور حضرت ادريس علیہما الصلوٰۃ
 والسلام آسمان پر۔ (ت)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسری انجیل آسمان دوم پر پایا
 استقبالِ سرکار و اقدار حضور کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام اولاً
 بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقامِ سیدنا مسیح علیہ السلام
 آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منکر گمراہ بدین ہے اور غلت سرے سے طریق
 موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرارِ موت یہ لفظ صرف انصافِ عہد پر وال ہے جیسے بلا تشبیہ
 یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائے گا کہ
 سلطان محمد خاں زندہ ہی نہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بیماتِ حقیقی دنیاوی جہانی زندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبياء احياء في قبورهم
 يهللون
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں
 زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ان الله حرم على الامم من ان
 تاحكل اجساد الانبياء فتبى الله
 حي يورث بكم
 بے شک اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو
 کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ
 کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا
 ہے۔ (ت)

(۶) عاش زکوی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ

لہ شرح القامد المحسنه الفصل الرابع المبحث السابع دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۳۱۱

لہ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۲۴۱۲ مؤستہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۴۹

لہ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہو یا رسالت کے خلاف، وہ قبل
نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد از
بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی
ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:
لَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَلَئِنَّكَ أَنتَ الْغَافِلُ (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ ت)
ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہ افضل الصلوٰۃ
والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں، ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ
پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
”اگر کسی میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کچھ محتاجش نہ ہوتی“

اور اس کا کہنا کہ ان کی امت بلا رسول کے رہ جائے گی” اس کی سخت جہالت پر دلیل ہے اور
اگر سمجھ کر کہے تو اس کی نصرانیت، کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں، کیا اب وہ ان کے دین پر ہیں،
حاشا کہ بت کلمۃ تخرج من افواہہم (کتب بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشہور از بریل مدرسہ اہلسنت و جماعت مستولہ مولوی شیخ احمد صاحب بیسپوری طالب علم
مدتہ مذکور ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم القبولت میں جو یہ دو مذہب بیان
کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے
کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہوا۔ جہاں
یہ ہے

وقیل بل موجود فیجب تخصیص اور کہا گیا ہے بلکہ قصد بروجہ ہے چنانچہ قصود خلق
القصد المصمم من عسوم کے عسوم سے بندے کے مصمم ارادہ کی تخصیص

۱۔ القرآن الکریم ۸۱/۳
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ
۳۔ لؤلؤ النبوة لابن نعیم
۴۔ القرآن الکریم ۸۱/۵
المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۴/۳
عالم المکتب بیروت الجزء الاول ص ۸
الفصل الاول

بقریہ عقل واجب ہے (ت)

ایک سطر بعد : 1

و عندی مختار بحسب الادراكات الجزئية
الجسمانية مجبور بحسب العلوم
الكلية العقلية ۛ

اور میرے نزدیک بندہ اور اکات جزئیہ جسمانیہ
کے اعتبار سے مختار اور علوم کلیہ عقلیہ کے اعتبار
سے مجبور ہے۔ (ت)

الجواب

پہلا مذہب باطل ہے، اس کا زود فیکر کے وسائل القیم العین میں ہے۔ مذہب دوم محض عمل و بے معنی ہے جس کا اصل کوئی متصل نہیں، مصنف سستی حقیقی میں آزاد خیال نہیں، مگر اس بحرِ غمخوار میں غلط زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اس پر جرات باعث لغزش و زلت ہوئی اور ہونی ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئله از کتاب خود نتایج شرک مسجد حاجی شکر الله مرحوم
۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۶ هـ

زید خدا کی شان میں یہ کلمات تو ہینیفہ کہتا ہے گویا اب تو خدا اچھا خاصہ رٹ ہو گیا ، آیا زید خدا کی شان میں ایسے کلمات تو ہینیفہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا ؟ مجھے چو کو بجز حضور کی تحقیقات علیہ کے تسکین نہیں ہو رہی اس واسطے عرفیہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے ۔

الاجواب

ایسے محل مول برہاں پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا، لفظ ابتر صاف دلائل کو رہا ہے کہ یہ کسی بات پر تفریع ہے، وہ بات کیا تھی اور اس کا قائل یہ تھا یا دوسرا، مثلاً کسی کافر یا مرتد یا منافق خبیث نے اپنے معبود کے لئے کوئی بات ایسی کہی جس سے اس کا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو یا اسی قدر کہ یہ ناپاک تغیرات اس کی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ تنبیہ کی تو توہین اس کافر مرتد نے کی نہ کہ اس مسلمان نے، غرض اس میں بہت صورتیں ہو سکتی ہیں، مفصل بات کہی جلتے تو حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

المسلم الثبوت فائدة عند الجمعية لا قدرة في البعد اصله المطبع الانصاري دہلی ص ۹

۲۹ مسئلہ از تین پازہ اندرون باری عجب میان ضلع بختی مرسلہ سلطان احمد خاں مرزا پوری

8

۱۵ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ

لولاك لما خلقت الافلاك كوطائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دینی نے برسر مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں بھی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کبھی اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے، اور لغات کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا ہو بیان فرمائیں۔

الجواب

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ تلاو الافلاك بجلال احادیث لولاك میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔

خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك (یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ و منزلتک عندی ولولاك یا محمد علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ ہے ان پر ظاہر کروں، اسے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

اُس میں تو فقط الافلاك کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاك و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں۔ اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث

۱۳۸/۲

دارالکتب العلمیہ بیروت

حدیث ۲۱۲۱

سلف کشف الخفاء

۲۹۴/۳

دار احیاء التراث العربی بیروت

ذکر وجود الی السام

سلف تاریخ دمشق العکبر

طہارۃ

88

۱۵ جمادی الاول ۱۳۳۹ هـ

باب بیان اہل الدین انصاف

اور سیر النبیین ہے ،

قال اسحق بن راہویۃ اجمع اهل العلم
على انه تعالى على العرش استوى
وهو يعلم كل شئ في اسفل الارض
السابعة انتہی۔

اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث ،

لو انکم ولیمت اجلا بجبل الی الارض السفلی
لہبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو
الاول والاخر والظاہر و
الباطن وهو کل شئ علیمؕ

مترجم ہے ،

قراءة الآية تدل علی انه امر اذ بہبط
على اللہ علی علم اللہ وقدرتہ
وسلطانہ وعلم اللہ فی
ھکھل مکانت وهو علی العرش
ھکھا وصفت فی کتابہ احد

اسحاق بن راہویہ نے کہا ، تمام اہل علم کا اس پر
اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا
اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ہر شئی کو جانتا
ہے (انتہی)۔ (ت)

اگر تم کوئی رشتی نیچے والی زمین کی طرف لشکراؤ تو
وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گی۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ
تلاوت فرمائی : وہی اول ، وہی آخر ، وہی ظاہر ،
وہی باطن ، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

آیت کریمہ کی تلاوت اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ رشتی کے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے سے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد
یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم ، قدرت اور
سلطنت میں پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم
ہر جگہ ہے جبکہ وہ خود عرش پر ہے۔ جیسا کہ اسی
نے اپنی کتاب میں خود اپنا یہ وصف بیان
فرمایا ہے۔ (ت)

اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب مخالف کا ہے غلط ہے۔ بلکہ یہ مذہب جمہور محققین متفقہ و متوافیہ و

۱۔ سیر اعلام النبلاء ترجمہ اسحاق بن راہویۃ ۷۹، موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۷۰/۱۱

۲۔ جامع الترمذی جواب التفسیر سورة الحديد امین گیلانی دہلی ۱۶۲/۲

۳۔

مالکیہ و حنابلہ و محدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض ضابطہ استواء مع بیان الکلیفیت کے قائل ہو گئے ہیں اور استواء پر پروردگار کو مثل استواء مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ ذہیب مردود ہے، والتفصیل سبل یتدعی بسطاً بسیطاً و قیماً ذکرنا کفاً، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اور تفصیل بہت یادہ و مست کو چاہتی ہے جبکہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں کفایت ہے، اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جاننا ہے۔ ت)

حررہ محمد کرامت علی عفی عنہ

الجواب

حاشا للہ! یہ ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں، وہ مکان و ممکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ عرش و فرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابہ الابد تک رہے گا۔ عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں اور وہ اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک۔ استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت۔ خود رحمن عسٹر و جلی فرماتا ہے،

الرحمن علی العرش استواءً

وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا

جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (ت)

مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ان کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا،

والرأسخون فی العلم یقولون أمتابہ

اور وہ پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

حکلی من عند ربنا وما یفکسوا الا

سب ہمارے رب کے پاس ہے، اور نصیحت

اولوالالباب

نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا،

الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان

استواء معلوم ہے اور کیفیت مجهول اور اس

پر ایمان واجب والسؤال عنہ بدعة

پر ایمان واجب اور اس کی تفتیش گمراہی۔

ملہ القرآن الکریم ۵/۲۰

ملہ " " ۴/۳

ملہ الدر المنثور تحت الآیۃ ۵۴/۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۹/۲

فتح الباری کتاب التوحید باب قبلہ وکان عرشہ علی الماء مصطفیٰ ابابنی مصر ۱۷۹/۱

اہلسنت کے ڈوسلک آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تعویض کا ہم نہ ان کے
معنی جانیں نہ ان سے بحث کریں جو کچھ ان کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ ان کے
رب عز وجل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لاتے۔

امتابہ کل من عند ربنا یہ ہم سب اس پر ایمان لاتے سب ہمارے
رب کے پاس سے ہے۔ (ت)

دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کے لئے معنی محال سے پھر کسی قریب معنی صحیح کی طرف
لے جائیں، مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے،

قد استوی بشوعلى العراق من غیر سیف اودم مہراق

(تحقیق بشوعراق پر غالب آ گیا تلوار کے ساتھ خون بہانے بغیرت)

مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور آیت استواء ظاہر پر یہ ہرگز مسلک
اہل سنت نہیں۔ عرش پر ہے دوسری جگہ نہیں، یہ صاف ممکن کو تبارک ہا سے عرش پر معاذ اللہ اس
کے لئے جبکہ ثابت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی۔ عالمگیری، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندویہ،
تانا رخانیہ، خلاصہ، جامع الفصولین، خزائن المغنیین وغیرہ میں تصریح ہے کہ رب عز وجل
کے لئے کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ متاخرین حابلہ میں بعض خیار مجسمہ ہو گئے
جیسے ابن تیمیہ وابن قیم۔ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے
ان دونوں میں کچھ فرق نہیں یعنی جو کسی جگہ نہیں وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عز وجل تو معاذ اللہ
غیر کسی جگہ ہے، اسس الحق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد علی المادہ کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع
جو اوپر پہننے ذکر کی اسس کی گردن کاٹنے کو کافی جگہ عاوض ہے جب جگہ تھی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید
یہ کہ لگا کہ جب جگہ نہ تھی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہ لگا کہ جب جگہ بھی قدیم ازلی ہے اور دونوں کفر ہیں جب اس کا
معبود اس کے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوئے نہیں ہو سکتا تو جگہ کا محتاج ہوا، اور جو محتاج
ہے اللہ نہیں تو حقیقتہً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے جو کچھ نماز، منوع و ناجائز
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰ القرآن الکریم ۳/۹

۱۱ فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه على الماء مصنفه البانی مصر ۱۴/۱۶

قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار

(جمیت باری تعالیٰ کے قاتل فاجروں پر
قہر مانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

ملقب بلقب تاریخی

ضرب قتاری

۱۳ ۱۸

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحنك يا من تعالیٰ عما یقول المجسمۃ
الظالمون علوا کبیرا + صلّ و
سلم و بارک علی من اتانا
بشیرا نذیرا + داعیا الیک باذنتک
سراجا منیرا + و علی الہ
وصحابتہ و اہلسنتہ و جماعتہ
کثیرا کثیرا +

پاک ہے تو اسے وہ ذات جو بلند ترین ہے اس
بات سے جو جسم ثابت کرنے والے ظالم لوگ
کھتے ہیں۔ رحمت و سلامتی اور برکت فرما اس
شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر ہیں کہ
تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے
تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور ان کی آل و
صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت در کثرت

سے۔ (ت)

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

- (۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔
- (۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج

نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جس میں کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اتنا کہہ سکیں، لمبا یا چوڑا یا ڈلدار یا موٹا یا پستلا

یا بہت یا تنہو یا گنتی یا قول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گولی یا لمبا، ٹکونا یا چوکھوٹا، سیدھا یا ترچھا

یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حدود و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت

پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام عراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کننا نفی حد کیلئے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لئے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہننے باتیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی

جہت کے مینے پر آگے دیکھے یا اوپر بھی ہرگز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے ملتا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اس میں اور مخلوق میں مسافت کا قائل ہو۔

(۱۴) اُس کے لئے مکاں اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُنٹھے بیٹھے اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہ تمام عراض جسم و جسمانیات سے

منزہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تشریحی بے شمار ہیں۔ یہ پندرہ کہ بعد حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے

سوائے جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول

حقیقہ ادا کرنے ہے کہ تمام مطالبہ پیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب

آیات ہیں جن میں باری عز و جل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثل و بے نظیری ارشاد

ہوتی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر وافر ہیں، وقال تعالیٰ والملك القدوس السليم يا وشاد نہایت پاکي والا ہر عیب سے سلامت، وقال تعالیٰ فان الله غني عن العالمين بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے، وقال تعالیٰ فان الله هو الغني الحميد بے شک اللہ ہی بے پروا ہے سب خوبیوں مبرا، وقال تعالیٰ ليس كمثله شيء اس کے مثل کوئی چیز نہیں، وقال تعالیٰ هل تعلم له سميا کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی، وقال تعالیٰ وله يكت له كفوا احد اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔ ان مطالب کی آیتیں صریح ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں، اصل وقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشنی و ہریدہ ہے بے تغیر و تبدل یہ تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے، وباللہ التوفیق۔

آیات مشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا)،

هو الذی انزل علیک الکتب
منہ آیت محکمات هن امم الکتب و
آخر متشبهات فاما الذین فی
قلوبہم نزغ فیتبعون ما تشابه
منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء
تاویلہ و ما یعلم
تاویلہ الا الله و الراسخون
فی العلم یقولون
امتابہ کل مت عند
ما یبنا و ما یذکرا

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے) وہی ہے جس نے اتاری تہ پر کتاب اس میں بعض آیتیں نچی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری ہیں کی طرف طے۔ سو جن کے دل میں پھرے جو وہ لگتے ہیں اُن کے وحی و الہی ہے تلاش کرتے ہیں مگر اہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل جیشانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں

۹۴/۳ القرآن الکریم

۱۱/۴۲ " " " " " "

۳/۱۱۲ " " " " " "

۲۲/۵۹ القرآن الکریم

۲۶/۴۱ " " " " " "

۶۵/۱۹ " " " " " "

اولو الايام

جن کو عقل ہے۔

اور اس کے فائدے میں لکھا۔

اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھینے تو جو گمراہ جو ان کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جو کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام لے لیتے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید انار ہے ہدایت قرآن اور بندہ کو جانچنے آنے کو، بفضل بہ کثیر اور یھدی بہ کثیراً اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرماتے اور بہتروں کو راہ دکھاتے۔ اس ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا قرآن حکیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے، حکمتات جن کے معنی صاف بے وقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثل کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری تشابہات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروف مقطعات السعد و غیرہ یا جو کچھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جیسے الرحمن علی العرش استوی (وہ بڑا اعلیٰ والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) یا شہم استوی علی العرش (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے صاحب کا پاکر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بے کاسانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھ قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیات حکمت جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشاد دل سے بجلا دئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تحساری اپنی

سورة القرآن الكريم ٤/٤

۱۵ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ع ۱۳۱ تاج کینی لاہور ص ۶۲

* * * * *

سورة القرآن الكريم ٢٦/٢

5/40 * * *

١٤ " " ٥٣/٤ ١٠/٣ ١٠/٣

مجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطنتہ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چرٹنا، بیٹنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انھیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انھیں کو قرآن مجید نے فرمایا:

الذین فی قلوبہم نہ یستقر

اور جو لوگ علم میں پختے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات حکمت سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھے، چرٹنے، بیٹنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان انشاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکالے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے اسی میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹنا، چرٹنا، اترنا، سرکنا، ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، پھر آخر میں کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دور روش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویل مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہیں ہمارے رب کے آیات و مشاہدات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعبیر مراد میں غرض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے جس پر قناعت کریں کہ امتنا بہ حکم من عندنا بنا جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے حکم مشابہت ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم و ادنیٰ ہے، اسے مسلک تغویض و تسلیم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کو ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے ورار ہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بڑھ

۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۲

۲۔ " " ۴/۳

۳۔ " " ۴/۳

ہے کہ سوال نہ ہو گا مگر تعصیب مراد کے لئے اور تعصیب مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے حکم مشابہ دو قسمیں فرما کر حکمت کو کھنکام الکتب فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل مشابہات کی راہ خود بتا دی اور ان کی ٹھیک معیار میں شجہادی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی حکمت کے مطابق آجائیں اور نعتہ و خلل و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر تعصیب نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت حکمت سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ ان کے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انھیں دکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں ٹکر کی اور حرص بڑھے گی،

ابن ابی آدم لہر یوں علی ما منعہ ^۱ انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ (مت)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گراہی میں گرے گئے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب ملامت معنی کی طرف کر حکمت کے مطابق محاورات سے موافق ہوں پھر دی جائیں کہ فتنہ و ضلوع سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے ہیں یہ علماء جو جو کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں،

اول استعارہ یعنی قہر و غلبہ ہے یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاهر و غالب ہے۔

عنہ سوا کا الطبرانی و من طریقہ الدیلمی	اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیکھی نے طبرانی کے
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی صلی اللہ تعالیٰ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (مت)

لہ القرآن الحکیم ۳/۶

۲۳۱/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	۸۸	۶۴۴
۱۹۹/۱	" " "	"	"

دوم استواء بمعنی علو ہے، اور علوانہ عز وجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو ملکیت و سلطان۔ یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارت عنقریب آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سوم استواء بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثماستوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام ابوالحسن امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسماعیل ضریر نے فرمایا، انہ الصواب یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

عن قالہ الفراء والاشعری وجماعة اهل المعانی
ثم قال یعبده تعذیبه بعلی ولوکات کما
ذکرہ لتعذی بالی کما ف
قولہ تعالی ثم استوی علی
السماء و فیہ ان حروف المعانی
تنوب بعضها عن بعضها کما
نص علیہ فی الصحاح و غیرہا و
قد روی الامام البیہقی فی کتاب الاسماء
والصفات عن الفراء ان تقول کان مقبلا
علی فلان ثم استوی علی یشاہنی
والی سواء علی معنی اقبل الی
و علی ۱۲ منہ

فأرأى اشعری اور اہل معانی کی ایک جماعت کا
یہ قول ہے، پھر امام سیوطی نے کہا کہ یہ قول
اس کے علی کے ساتھ متعدی ہونے سے
بہید ہے اگر مطلب وہی ہوتا جو انہوں نے
ذکر کیا ہے تو یہ الی کے ساتھ متعدی ہوتا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثم استوی الی السماء
میں ہے، مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ حرف ایک دیگر
کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ صحاح وغیرہ میں
اس نص کی گتہ ہے اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء
والصفات میں فرمایا ہے کہ یہ شاذ ہے کہ وہ فلا
کی طرف متوجہ تھا پھر وہ مجھے برا بھلا کہتے تھے میری طرف
متوجہ ہوا یعنی چاہے استوی الی تکہ یا استوی علی
دونوں برابر ہیں ۱۲ منہ دتا

۱۰۵
لہ الاتقان فی علوم القرآن النوح الثالث والاربعون فی الحکم والعتابہ وادبیات التراث العربی برت ۱۰۵

۱۰۶
لہ کتاب الاسماء والصفات بابا ہار فی قول اللہ تعالی الرحمن علی العرش متوی الکلیۃ الاثریہ ساکبہ لشیخ خیرہ

چہاں سے استوار یعنی فراخ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اُس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرۂ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو۔ استوار بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ،

فلما بلغ أشده واستوى ۝
جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اُس کا
شباب پورا ہوا۔

اسی طرح قول تعالیٰ،
کمزح اخرج شطاء فأنزله فاستغلظ
فاستوى على سوقه ۝
جیسے بودا کہ اس کا خوش نکلا تو اس کو بوجھل کیا
تو وہ ٹوٹا ہوا تو وہ اپنے سنے پر درست
ہوا۔ (ت)

میں استوار حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے
امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطلال سے نقل کی اور یہ کلام امام ابو طہر قرطوبی کا ہے کہ سراج العقول
میں مافادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرائی کی کتاب الیبراہیت میں منقول۔

أقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء
سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا فصل اُس کے
بعد ہے، سورۃ اعراف و سورۃ یونس علی الصلوۃ والسلام میں فرمایا،

ایدیکم اللہ الذی خلق السموات والارض
فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۝
تھا راب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
پیدا کیا چھ دنوں میں پھر عرش پر استوا فرمایا (ت)
سورۃ رحہ میں فرمایا،

اللہ الذی رفع السموات بغير عمد
اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو

سۃ القرآن الکریم ۱۳/۲۸

۲۹/۲۸

سۃ الیبراہیت والجواہر بحوالہ سراج العقول المبحث السابع مصطفیٰ البانی مصر ۱۰۲/۱

سۃ القرآن الکریم ۳/۱۰

ترونها ثم استوى على العرش

بغیر ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر
استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ طہ ص ۱۱۱ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا:

تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
الْعَلِيِّ الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوَى

قرآن نازل کر وہ ہے اس ذات کی طرف سے
جس نے پیدا کیا زمین کو اعد بلند آسمانوں کو،
وہ رحمن ہے جس نے عرش پر استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ فرقان میں فرمایا:

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى
عَلَى الْعَرْشِ

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں
کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر
استواء فرمایا (ت)

سورہ رعد میں فرمایا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ

یہ مطالبہ کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے حدیث ائمہ دین کے کلمات عالیہ میں ان کی
تصریحات جلیبہ ہیں انہیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں
کے نام مخالف گنام نے اخوانے عوام کے لئے لکھ دئے ہیں اس کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے
کہ مسلمان دیکھیں کہ وہ بانی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، متکبر، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے
ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گمراہیوں کے ہر یک رد کیے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں عفو
چر دلاور ست دزد سے کہ بکف چسپراغ وارد
(چو رکبسا دلیر ہے کہ بات میں چراغ لئے ہوئے ہے۔ ت)

۲/۱۳	۵۳/۲۰	۵۹/۲۵	۲/۵۷
۲	۵۳	۵۹	۲
۱۳	۲۰	۲۵	۵۷
۵۳	۲۰	۲۵	۵۷
۵۹	۲۵	۲۵	۵۷
۲	۵۷	۵۷	۵۷

مباحث آئندہ میں جو عبارات ان کتابوں کی منقول ہوں گی انہیں سے ان شمار ائمہ العظیم میں بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن میں مطلب سابق بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آیا کریم الرحمن علی العرش استوی آیات متشابہات سے ہے یا وہ یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب تا مذہب یقیناً صریح ضلالت اور عنان لغت جسد اہل سنت ہے۔ یونہی اجماع اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

(۱) موضع القرآن کی عبارت اور گزری۔

(۲) معالم و مدارک و کتاب الاسماء والصفات و جامع البیان کے بیان یہاں سنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انہیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے مقرر کیا۔ معالم التنزیل میں ہے:

اما اهل السنة يقولون الاستواء على العرش صفة لله تعالى بلا كيف يجب على الرجل الايمان به ويحكم العلم فيه الحق الله عز وجل لا

یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے چونی دوچوگی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

مخالف کو سونپے کہ اسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔

(۳) اسی میں ہے:

ذهب الاكثر من امت الوداد في قوله "والراسخون في العلم" و قد قيل عند قوله "وما يعلم تاويله الا الله" وهو قول ابن كعب

یعنی جمہور ائمہ دین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کا مذہب یہ ہے کہ والراسخون فی العلم سے جذبات شروع ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ متشابہات کے معنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا

لہ معالم التنزیل تحت الآیۃ ۵۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۷/۲

ومائثثة وعروۃ بن الزبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ،
ورواۃ طاؤس عن ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
وبہ قال المحس وأکثر التابعین
واختارہ الکشاف والفراء والاعفی
(الحب ان قال) ومما یصدق
ذلک قرأۃ عبد اللہ ان تاویلہ
الاعفی اللہ والراسخون فی
العلم یقولون امتاؤ فی
حرف الب ویقول الراشون
فی العلم امتاؤ ،
وقال عمر بن عبد العزیز
فی هذه الآية انتم علم
الراسخین فی العلم
تاویل القراءت الی امت
قالوا امتاؤ کل من عند
مبنی و هذا القول اقیس فی
العربیۃ واشبه بظاہر
الآیۃ ۱

(۴) مدارک التنزیل میں ہے ،

منہ ایت محکمات احکمت
عباس تھا بیان حفظت من الاحتمال و

یہی قول حضرت سیدہ قاریان صحابہ ابی بن کعب
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور عروہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور یہی
امام طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ، اور
یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے
اور اسی کو امام کسائی و فراء و اعفی نے اختیار
کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قرأت
سے بھی ہوتی ہے کہ آیات مشابہات کی
تفسیر اللہ عز و جل کے سوا کسی کے پاس نہیں
اور بچے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے ، اور
ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت بھی
اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے ۔ امیر المؤمنین
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
ان کی تفسیر میں حکم علم والوں کا مفسر ہے علم
بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے
سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ، اور
یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشین اور ظہر
آیت سے بہت موافق ہے ۔

یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں حکمت ہیں جن
کے معنی صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں

الاشتیاء هن امر الکتب اصل الکتاب
تعمل المتشابهات علیها وتود الیها
واخر متشابهات مشتبهات محتلات
مثال ذلك الرحمن علی العرش استوی
فالاستواء یکون بمعنی المجلوس
وبمعنی القداسة والاستیلاء و
لا یجوز الاول علی الله تعالی
بدلیل المحکم وهو قوله تعالی
لیس کمثله شئ ، فاما الذین
فی قلوبهم زیغ فیلحق
الحق وهم اهل البدع فیتبعون
ما تشابه فیستعلقون
بالمتشابه الذی یحتمل ما ینزه
الیه المبتدع مما لا یطابق المحکم
ویحتمل ما یطابقه من قول
اهل الحق منه ابتغاء الفتنة
طلب ان یفتنوا الناس دینهم
ویضلهم وابتغاء تاویل وطلب ان
یؤ ولوه التاویل الذی یشتهونه
وما یعلم تاویلہ الا الله ای لا یهتدی
الی تاویلہ الحق الذی یجب ان یحمل
علیه الا الله امر مختصراً

گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصلی ہیں کہ مشابہات
انہیں پر عمل کی جائیں گی اور ان کے معنی انہیں
کی طرف پھیرے جائیں گے اور بعض دوسری
مشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال احتمال
ہے جیسے کریم الرحمن علی العرش استوی
بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت و ظہر کے
معنی پر بھی، اور پہلے معنی اللہ عزوجل پر محال ہیں
کہ آیات حکمت اللہ تبارک و تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و منزہ
بتا رہی ہیں ان حکمت سے ایک یہ آیت ہے پس
کشلہ شئ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے
دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لگ
ہوئے وہ تو آیات مشابہات کے دیکھے پڑتے ہیں
ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی
کے معنی کا احتمال ہو سکے جو آیات حکمت کے مطابق
نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو حکمت
کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب
ان آیات مشابہات کی آڑ اس لئے لیتے ہیں کہ
فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بھگائیں انکے
وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں،
اور ان کے معنی تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ
ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا
آثار نا واجب ہے انتہی۔

مگر اہل حق انہیں کھل کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی گمراہی کیسا زود واضح و

منیر ہے والحمد للہ رب العالمین۔

(۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں،

الاستواء فالمتقدمون عن اصحابنا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم كانوا لا يفسرونه
ولا يتكلمون فيه كنحو مذہبهم في امثال
ذلك يہ

ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً
زبان کھولتے جس طرح تمام صفات مشابہات
میں ان کا یہی مذہب ہے۔

(۶) اُسی میں ہے،

حكينا عن المتقدمين عن اصحابنا
ترك الكلام في امثال ذلك، هذا
مع اعتقادهم نفى الحد والتشبيه
والتمثيل عن الله سبحانه وتعالى يہ

ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ
ایسے نصوص میں اصلاً لب نہ کھولتے اور اس
کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالیٰ محدود
ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں مشابہ و مانسہ
ہونے سے پاک ہے۔

(۷) اُسی میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی،

كنا عند مالك بن انس فباء سراجيل
فقال يا ابا عبد الله الرحمن عليه
العرش استوى فكيف استوى؟
قال فاطر رب العالمين مرأته حتى علاه
الرحضام ثم قال الاستواء غير مجهول
والكيفية غير معقول والایمان به
واجب، والمسئول عنه بدعة، وما
امرك الامتدعا فاصربه انت
بمخرج يہ

ہم امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبد اللہ!
وہی نے عرش پر استواء فرمایا یہ استواء کس طرح
ہے؟ اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکایا
یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہو گیا، پھر
فرمایا: استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں
اور اس پر ایمان فرضی اور اس سے استفسار بدعت
اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے۔ پھر
حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

۱۵۰/۲
۱۶۹/۲
۱۵۱/۲

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی۔ المکتبۃ الاشرفیہ ساجد علیہ السلام
۲۔ باب قول اللہ تعالیٰ العیسٰ علی السلام اتی متوفیک رافعک الی
۳۔ باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش

سئل ربيعة الراي عن قول الله تبارك
وتعالى "الرحمن على العرش استوعب"
كيف استوى؟ قال الكيف غير معقول
والاستواء غير مجهول ويجب علمت
وعليك الايمان بذلك كله

(۹) اُسی میں بطریق امام احمد بن ابی حنبلہ
ما وصف الله تعالى من نفسه في كتابه
فتفسيره تلاوته والسكوت
عليه

بطریق اسحق بن عیسی انصاری زائد کیا،
لیس لاحد ان یفسرہ بالعربیة و
لا بالفارسیة۔

(۱۰) اُسی میں حاکم سے روایت کی انھوں نے امام ابو بکر احمد بن اسلمی بن ایوب کا عقائد نامہ لکھا یا جس میں مذہب اہلسنت مندرج تھا اس میں لکھا ہے :
الرحمن علی العرش استوی بلا کیف بلکہ
رحمن کا استواء یہ چون وہ بیچگون ہے۔

یعنی اس باب میں صنعت صالح سے روایات
بکثرت ہیں اور اس طریقہ سکوت پر امام شافعی
کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسئلہ

(۱۱) اُسی میں ہے :
والأثر ما عمت السلف ف مثل
هذه الكثيرة وعلى هذه الطريقة
يبدل مذهب الشافعي رضي الله تعالى عنه

١٥٦ باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوى المكنية الاثرية سانكله بل شيخه
 ١٥٧ باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوى المكنية الاثرية سانكله بل شيخه
 ١٥٨ باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوى المكنية الاثرية سانكله بل شيخه
 ١٥٩ باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوى المكنية الاثرية سانكله بل شيخه
 ١٦٠ باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوى المكنية الاثرية سانكله بل شيخه

والیہا ذہب احمد بن حنبل والحییت
بن الفضل البلخی ومن المتأخرین المسلمین
الخطابیؒ

امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بن علی اور متاخرین
سے امام ابو سلیمان خطابی کا ہے۔

الحمد للہ امام عظیم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلاثہ سے یہ موجود ہیں۔ ثابت ہوا کہ چاروں
اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش
حرام۔ یہی طریقہ مجاز سلف صالحین کا ہے۔

(۱۲) اسی میں امام خطابی سے ہے،

و نحن احرى بان لا نتقدم فيما تأخر
عنه من هو اكثر علما واقدم ثامانا
وسنا، ولكن الزمان الذي نحن
فيه قد صار اهللہ حزیب من
منكر لما يردى من نوع هذه
الاحادیث من اساء مكذب به
اصلا، وفي ذلك تكذيب الصلاء
الذین صادوا هذه الاحادیث
وهم اثمة الدين ونقله السنن و
الواسطة بيننا وبين رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم، والطائفة الاخرى
مسلمة للرواية فيها ذاهبة في تحقيق
منها مذهبها يكاد يفضي بهم الى القول
بالقضية ونحن نرغب عن الامر
معاً، ولا نرضى بواحد منهما
مذهباً، فيحت علينا ان نطلب

یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں
زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے
قشایہات میں سکوت فرمایا تو یہیں ساکت
رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا
مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک
تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے نہ کرتا اور
جھوٹ بتاتا ہے اس میں علمائے رواۃ احادیث
کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام
ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تک ہمارے وساطت و وسئل۔
اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر اُن کے
ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا
کلام اللہ عز وجل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک
پہنچا جاتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند
ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر
راضی نہیں تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں

۱۔ کتاب الاسماء والصفا ہیستی باب قول اللہ الرحمن علی العرش الکبیر الاثریر ساکن علی شہدہ ۱۵۲/۲

لما يرد من هذه الأحاديث إذا صحت من طريق النقل والسند، تأويلها يخرج على معاني أصول الدين ومذاهب العلماء ولا تبطل الرواية فيها أصلاً، إذا كانت طرقها مرضية ونقلتها عدد ولا.

(۱۳۳) امام ابو القاسم لائکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سرور مذہب حنفی علیہ السلام سے روای کر فرماتے:

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايثار بالقرآن و بالاحادیث التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشبيه ولا تفسیر فمن مر شيئاً من ذلك فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و فارق الجماعة فانهم لم يصفوا و لم يفسروا و لكن امنوا بما في الكتاب والسنة ثم سكتوا.

طریقہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ اجداد کو خود ہی نے بھی کتاب العلوم میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لائکائی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اسے نقل کر گیا و لله الحمد و له الحجة السامیة (حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور غالب محبت اسی کی ہے۔ ت)

(۱۳۴) نیز مدارک میں زیر سورہ طہ ہے،

۱۔ کتاب الاسماء والصفات صبیحی باب ما ذکر فی القدم الرجل المکتبۃ الاثریہ ساکنہ بل شیخ پورہ ۸۶/۲
۲۔ کتاب السنہ امام ابو القاسم لائکائی

والذہب قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاستواء
غیر مجہول والتکلیف غیر معقول
والایمان بہ واجب والمسوال عنہ بدعة
لانہ تعالیٰ کان ولا مکان فہو علی ما کان
قبل خلق المکان لم یتغیر عما
کان یہ

مذہب وہ ہے جو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے
فرمایا کہ استوار مجہول نہیں اور اس کی چگونگی
عقل میں نہیں آسکتی اُس پر ایمان واجب ہے
اور اس کے معنی سے بحث بدعت ہے اس لئے
کہ مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ موجود تھا
اور مکان نہ تھا پھر وہ اپنی اُس شای سے بڑا
نہیں یعنی جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی
پاک ہے۔

مگر اہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوچے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

(۱۵) اسی میں زیر سورۃ اعراف یہی قول امام جعفر صادق و امام حسن بصری و امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا ہے۔
(۱۶) یہی مضمون جامع البیان سورۃ یونس میں ہے :

الاستواء معلوم والكيفية مجهولة استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجهول
والسؤال عنه بدعة۔ ہے اور اس سے بحث و سوال بدعت ہے۔
(۱۷) یہی مضمون سورۃ رد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ:

قال السلف الاستواء معلوم و
الكيفية مجهولة

(۱۸) سورۃ طہ میں لکھا،

سئل انشاقی عن الاستواء
فاجاب امنت بلا تشبیہ واتهمت

یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے
گئے، فرمایا، میں استواء پر ایمان لایا اور

۴۵/۲	دارالکتب العربی بیروت	۱۵ دارک التنزیل (تفسیر الفسفی) آیت ۳/۵
۵۶/۲	" " "	۱۶ " " " آیت ۵۳/۴
۲۹۲/۱	دار نشر مکتب الاسلامیہ کراچی	۱۷ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیت ۱۰/۳
۳۴۵/۱	" " " " "	۱۸ " " " " " آیت ۱۳/۲

نفسی فی الامساك وامسكت
عن الغوص فيه حكل
الامساك به

وہ معنی نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت
مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنی
سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان
نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہذا میں نے
اُس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔

(۱۹) سورۃ اعراف میں لکھا،

اجمع السلف علی ان استواء علی
العرش صفة له بلا کیف نؤمن
به و نكل العلم الی الله تعالیٰ۔

سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء
اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ چون و بے چگون
ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کا علم
خدا کو سونپتے ہیں۔

(۲۰) طرفیہ کہ سورۃ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور

سورۃ فرقان میں لکھا،

قد صرفی سورۃ الاعراف تفصیل
معنا۔

یونہی سورۃ سجدہ میں لکھا قد صرف سورۃ الاعراف (سورۃ اعراف میں غزیرت) یونہی
سورۃ مدید میں قد صرف تفصیل فی سورۃ الاعراف وغیرہا (اس کی تفصیل سورۃ اعراف
وغیرہ میں گزر چکی ہے۔)

دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو لکھا
کہ دبیہ مجتہد کا اپنی سند میں کتاب الاسماء و معالم و مدارک و جامع البیان کے نام لے کر بنا

۱۵	جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آریۃ ۵/۲	دار نشر المکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱۶/۲
۱۶	۵۴/۴	۲۲۳/۱
۱۷	۵۹/۲۵	۸۹/۲
۱۸	۴/۲۲	۱۵۴/۲
۱۹	۴/۵۴	۳۳۶/۲

کیسی سخت بے حیائی تھا و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

وہابیہ مجتہدہ کی بددینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہو گیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ یقیناً پاک ہے اور مراد انہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم اُن کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شانِ قدوسی کے لائق اور آیاتِ محکمات کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہِ وسط ہوتی ہے اُنس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہونا کھٹک گیا ہوا ہے اسی لئے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے راضی نامی یا خارجی مرقی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا دینی یا تمعیل پرست گورپرست و علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے معطلہ و مشتبہ۔ معطلہ جنہیں جہید بھی کہتے ہیں صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جہد بن درہم مردود کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمایا۔ یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث امتنا بہ کل من عندنا ہٹنا (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ت) سے بے بہرہ ہو گئے۔ اُن کی طرف تقیض پر انتہا کے تفریط میں مشبہ آئے جنہیں حشریہ و مجتہد بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ہے جسم ہے جوت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اُترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآنِ عظیم نے فی قلوبہم من یغیر (ان کے دلوں میں زلیخ ہے۔ ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بنایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بد مذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت کو اپنا بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی مذہب کے اور اُن کے پیشوا اسمعیل نے صراطِ ناستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالیٰ سے

لہ القرآن الحکیم ۴/۳

لہ ۴/۳

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارنگ (GOOD MORNING) ثابت کی تھی (دیکھو کتاب مستطاب المکوبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ) لہذا اس کے بعضہ بہت صاف صاف مجسمہ بہت کامرہب معقوت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے قبیل اپنے رسالہ ایضاح الحق العصریہ میں جگایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے پاک جانا بدعت و ضلالت ہے جس کے رد میں کوکبہ شہابیہ نے تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان نہیں، نہ اس کے لئے فوق یا تحت کوئی جہت ہو سکتی ہے۔ اور کبر الراقی و عالمگیری کی یہ عبارت،

یَنْفَرُ بِاثْبَاتِ الْمَكَانِ اللَّهُ تَعَالَى
یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ماننے سے آدمی
کافر ہو جاتا ہے۔

اور فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت،
ساجد قال خدائے بر آسمان می داند کہ میں
چیز سے ندایم یکنون کفر لان اللہ تعالیٰ
منزہ عن المسکان یکہ
اور فتاویٰ خلاصہ کی یہ عبارت،

لو قال نرد بان بندہ با آسمان بر آئے و با خدا
جنگ کن یکفر لانہ اثبت المکان للہ
تعالیٰ
اگر کوئی یہ کہے نیزہ لے اور آسمان پر جا اور خدا
سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے
اللہ تعالیٰ کے لئے مکان مانا (ت)

(دیکھو کوکبہ شہابیہ)

انھیں مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سسوائی بکاسہ لیسے گراہ ہزاری حنظل
نواب بھوپالی قنوجی آنجنائی از سر نو اس فتنہ خرابیہ کے بادی و بانی اور اس شہوت فہوس جل جلالہ
۱۔ تحفہ اثنا عشریہ باب پنجم در النیات
۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع
۳۔ بکرا الراقی باب احکام المرتبہ
۴۔ فتاویٰ قاضی خاں باب مایکون کفر آمن المسلم
۵۔ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ جدیدہ کوئٹہ

ص ۱۴۱

سمیل اکیڈمی لاہور

۲۵۹/۲

نوری کتب خانہ پشاور

۱۲۰/۵

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۸۸۴/۲

نور کشور لکھنؤ

۳۸۴/۲

مکتبہ جدیدہ کوئٹہ

کی شان میں مدعی غیوب جی و مکانی ہوئے، چارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیدہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت و اہل علم العالی سے استفادہ ہوا حضرت نے نفس حکم بنہایت اجمال ارشاد فرمایا پورے دو مہینے کے بعد بہت دشمن صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گراہی و جہالت و سفاہت و ضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے خیانات کیا قابل التفات مگر حفظ عقائد عام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور اہل حق بنکاد و انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کھنہ میں نہ آئیں، دعا تو فیقی الا یا اللہ علیہ توکلت والیہ انیب (مجھے تو فیق مرن اللہ تعالیٰ سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے ادا اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔)

مسئلہ از سہ سوالی قاضی محلہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب م محرم ۱۳۱۸ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عز وجل مکان و جہت و جلوس و غیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات و غیوب و نقائص سے پاک ہے۔ یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کہے۔ واللہ اعلم۔

نقل تحریر ضلالت تخییر از نجدی بقیر

مسئلہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہی ہونا۔

الجواب

الرحمن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا چڑھایا ٹھہرا۔ ان میں سے کوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کے گا وہ جہت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام شریف میں سات جگہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمن تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضح القرآن

مولفہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی و ترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و کتاب الاسماء والصفات
بہت ہی و کتاب الامام ذہبی و تفسیر ابن کثیر و معالم التنزیل و جامع البیہان و مدارک وغیرہ اور
محیط ہونا باری تعالیٰ کا ہر چیز پر فقط از روئے علم ہے۔ قال تعالیٰ: احاط بكل شئ علماً
(اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا، احادیث و روایات صحیحہ سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے،
چنانچہ بخاری کی معراج کی حدیث میں فرمایا،

وهو في مكانه (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ ت)

اور مشکوٰۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ،
وعن ق وجلاط واسرافاع مکانی المیرۃ عورت میرے جلال اور میرے کرم مکان کی قسم اور
ہاں جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے
جو علم منقول و مقام اہل حق سے پہلے بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیحہ کے معتقد کو بزور گمراہی گمراہ بنایا و ما
لہم بہ من علم (ان کو اس کا علم نہیں۔ ت) ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہئے۔

ضرب قہاری

۱۲ ۱۸

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض مفاہیتیں
اللہ و رسول پر افتراء علا و کتب پر تہمتیں بھردی ہیں،
اولاً ادعا کیا کہ استوار علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کہہ رہی
ہے اور اس کی سند میں کمال جرأت و حیاتی اُن نو کتابوں کے نام لگے دئے۔
ثانیاً زعم کیا کہ احاطہ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا
مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پائی چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا

سہ القرآن الکریم ۱۲/۶۵

سہ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ علیہ السلام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

سہ مشکوٰۃ المصابیح باب الاستغفار والتوبۃ الفصل الثانی ص ۲۰۴

سہ القرآن الکریم ۲۸/۵۳

پیدا کرنا یا یہ انھیں معنی سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے۔
ضرب ۳۵: اس سورۃ اور سورۃ فرقان کے سوا کہ وہاں استوار کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے
 باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلا و غلبہ و قابو پاتے۔ حدید میں ہے،
 ثم استوی استولی علی العرش (پھر عرش پر استوار فرمایا۔ ت)

حدید میں ہے،

استولی بالاعتداس ونفوذ السلطان

اعتدال اور حکومت کا مالک ہوا۔ (ت)

اعراف میں ہے،

اضاف الاستیلاء الی العرش وان

یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر

کان سبخنہ وتعالیٰ مستولیا علی

ہے خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لئے

جميع المخلوقات لان العرش اعظمها

فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں

واعلاھا

بڑا اور سب سے اوپر ہے۔

ضرب ۳۶: سورۃ طہ میں بعد ذکر معنی استیلا ایک وجہ یہ نقل فرمائی،

لما کان الاستواء علی العرش وهو

یعنی جبکہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو عرش

صیر الملك مما یردف الملك جعلوه

میں تخت نشینی بولتے اور اس سے سلطنت مراد

کناية عن الملك فقال استوی فلان

لیتے ہیں، کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا یعنی

علی العرش ای ملک وان لم یقع

بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو جس

علی السیر بالبتة وهذا کقولہ

طرح تیرے اس کے لئے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ

ید فلان مبسوطة ای جواد وان

ہے اُس کا سخی ہونا مراد ہوتا ہے اگرچہ وہ

لہ یکن لہ ید سراسیمہ

سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔

حاصل یہ کہ استوار علی العرش معنی بادشاہی ہے حقیقتہً بیٹھنا ہرگز لازم نہیں، جب

سورۃ	آیت	دارالکتب العربیہ بیروت	تفسیر القسفی
۲۲۳/۴	۴/۵۰	دارالکتب العربیہ بیروت	۲۲۳/۴
۲۴۱/۴	۲/۱۳	"	"
۵۹/۲	۵۳/۶	"	"
۴۸/۳	۵/۲۰	"	"

کہیں نہیں۔
ثالثاً منہ بھر کر اُس سب سے بڑے کو گالی دی کہ اُس کے لئے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس کے ثبوت میں بزور زبان دو حدیثیں نقل کر دیں۔
 ۱۔ اَبَعَا یہ تین دعویٰ تو منطوق عبارت تھے مفہوم استئناس سے بتایا کہ استواء علی العرش کے معنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔
 ۲۔ خاصاً اپنے معبود کو بیٹھانے، چڑھانے، ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے تمام تشابہات استواء کی طرح انہیں معافی پر محمول کر لیں جو اُن کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔
 ۳۔ سادہ سنا باوصف ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ نہ عرش کے سوا کہیں نہیں۔
 ہم بھی ان چند باتوں کی بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتویں تپانچے میں دو مسئلہ باقیہ کے متعلق اجمالاً گوشمالی کریں و باللہ الترفیق۔

پہلا تپانچہ

مگر اہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی استواء کے کچھ بدعتی ہے، اور اس پر اُن نو کتابوں کا حوالہ دیا۔
ضرب اول فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی گمانی ہوئی کتابوں سے سند لائے گا تو آپ سیرور دیکھتے کہ یہ تپانچہ اُس گمراہ کو کیہ مگر خاک و خون میں ڈالتا مگر اجمالاً اقوال ذکرہ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اُس گمراہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بنا دیا، امام ابو الحسن علی ابن بطال، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابو ظاہر قزوینی، امام عارف شعرائی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل ضریر حنفی کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اُس ضرب کو ساقط ضرب سمجھتے بلکہ تیرا کہ امام نسفی و امام بیہقی و امام نبوی و امام علی بن محمد ابو الحسن طبری و امام ابو بکر بن فرک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور کہیں ضرب اور گزریں جملہ تیغیتیں ہوتیں، آگے چلے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب ۴۴، مدارک شریف سورۃ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور

خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جی کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن تو خالق عزوجل کے بارے میں اُس سے معاذ اللہ حقیقتہً بیٹھنا سمجھ لینا کیسا ظلم صریح ہے۔

ضرب ۳۴ : معالم سورة اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استوار اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس کے معنی کا علم اللہ کے سپرد ہے، یہ طریقہ سلف صالحین تھا، سورہ رعد میں استوار کو علو سے تاویل کیا۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے۔
ضرب ۳۸ : امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں دربارہ استوار ائمہ متقدمین کا وہ مسلف ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا۔ پھر فرمایا،

وذهب ابو الحسن عن جت اسمعيل الاشعري
الى ان الله تعالى جل ثناؤه فعل في العرش
فعل استواء استواء كما فعل في غيره
فعل استواء من قا او نعمة او غيرها
من افعاله ثم لم يكن الاستواء
الا انه جعله من صفات
الفعل لقوله تعالى ثم
استوى على العرش و ثم
للتواخي والتواخي انما يكون
في الافعال والفعال الله تعالى
توجد بلا مباشرة منه اياها
ولا حركة يله

یعنی امام اہلسنت امام ابو الحسن اشعری نے
فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی
فعل فرمایا ہے جس کا نام استوار رکھا ہے
جیسے من و تو زید و عمرو کے ساتھ افعال فرمائے
اور ان کا نام رزق و نعمت وغیرہ رکھا اُس فعل
استوار کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے
کہ اُس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملنا
چھونا، اُس سے لگا ہوا ہونا یا حرکت کرنا نہیں
جیسے بیٹھے چرچنے وغیرہ میں ہے اور استوار کے
فعل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا پھر عرش پر استوار کیا تو معلوم ہوا کہ
استوار حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث
افعال میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ذات
حدوث سے پاک ہیں، تو ثابت ہوا کہ استوار
اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے
کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

سہ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية ساكنة مل شيوخہ ۱۵۲

ضرب ۳۹: ابو الحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا،

القدیم سیخنے عالی علی عرشہ
لا قاعد ولا قائم ولا صاحب و
لا مبائن عن العرش، یرید بہ
مباينة الذات التي هي بمعنى
الاعتزال او التباعد لان الماسة والمباينة
التي هي ضد ها والقيام والقعود ضد
اوصاف الاجسام، والله عز وجل احد
صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفو احد، فلا يجوز عليه ما يجوز
على الاجسام تبارك وتعالى له

ضرب ۴۰: امام استاذ ابوبکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ انھوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے
حکایت کی،

استوی بمعنى علا ولا یرید بذلک علوا
بالمسافة والتحيز والكومت
في مكان متمكنا فيه ولكن یرید معنى
قول الله عز وجل وامنتم من في السماء
اي من فوقها على معنى نفى الحمد عنه و
انه ليس مما يحويه طبق او يحيط به
قطر له

امام بیہقی فرماتے ہیں:

قلت وهو على هذه الطريقة من
حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوار صفات ذات

سہ کتاب السماء والارض للبیہقی باب ثمان فی قول تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ ساکنہ بلخ شوال ۱۵۶۰
۱۵۶۰

ہے ہوگا کہ اللہ سبحانہ ذاتہ اپنی تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے نہ بلندی مکان بلکہ بلندی مالکیت و سلطان، اور اب پھر کا لفظ نظر بحدوث عرش ہوگا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اُس کے حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الہی ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الہی قدیم ہے مگر یہ علم کہ چیز حادث ہوگئی اس کے حدوث کے بعد ہی متعلق ہوگا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہو چکیں حالانکہ جنوز ناپید تھیں۔

نقل فرمایا،

میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ فعل استواء کیا اور ایک عرش ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے جدا ہے بایں معنی کہ نہ اشیاء اس میں حلول کریں نہ وہ اُن میں، نہ وہ ان سے ٹکس کرے نہ اُن سے کوئی مشابہت رکھے، اور یہ جدائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیاء سے ایک کئی ہے پر ہو، ہمارا رب حلول و فاصلہ و عزالت سے بہت بلند ہے۔ جل و علا۔

دیکھو ائمہ اہلسنت بیٹھے، چرٹھے، ٹھرنے کی کیسی جرکات رہے ہیں۔

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب جار فی قول تالی الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاسلامیہ لاہور ۱۴۲۰ھ

صفات الذات و کلمۃ ثم تعلقت بالمستوی علیہ ، لا بالا استواء و هو کقولہ عزوجل ثم اللہ شہید علی ما یفعلون یعنی ثم یكون عملهم فی شہدہ و قد اشار ابو الحسن علی بن اسمعیل الی ہذہ الطریقتہ حکایۃ ، فقال و قال بعض اصحابنا انه صفة ذات ولا یقال لہ یزل مستویا علی عرشہ کما ان العلو بان الاشیاء قد حدثت من صفات الذات ، ولا یقال لہ یزل عالما بان قد حدثت ولما حدثت بعدئذ

ضرب الام و پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا، وجوابی هو الاول و هو ان اللہ مستوی علی عرشہ و انه فوق الاشیاء بانہ منها بمعنی انها لا تحلہ ولا یحلہا ولا یسہا ولا یشبہا و لیست البینونة بالعزلة ، تعالی اللہ ربنا عن الحلول و المماسۃ علوا کبیرا

ضرب ۴۲: پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا،

وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء
صفة الله تعالى ينفي الاعوجاج
یعنی بعض ائمہ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت
استواء کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے
پاک ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس تقدیر پر استواء صفات سلطیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی
کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں اور اب علی غرہ مستقر ہوگا
اور اسی علو تک و سلطان کا مفید اور شہ تر اخی فی الذکر کے لئے، کقولہ تعالیٰ ثم قال
من الذين آمنوا (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ ت) و قوله تعالیٰ خلقه من تراب ثم قال له
كن فيكون (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو قویا ہوجا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
ضرب ۴۳: پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انہوں نے مجھے کدھجیا،

ان کشيدوا من متاخري اصحابنا ذهبوا
الى ان الاستواء هو القهر والغلبة
ومعناه ان الرجلين غلب العرش و
قهره، وفائدته ان اخبار عنت قهروا
مملوكاته، وانها لم تقهره وانما
خص العرش بالذكور لانه اعظم
المملوكات فغلبه بالاعلى على الادنى،
قال والاستواء بمعنى القهر و
الغلبة شائع في اللغة كما
يقال استوعب فلان على التحيه
اذا غلب اهلهما وقال الشاعر في

یعنی بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرح
گئے کہ استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے
معنی یہ ہیں کہ تمہیں عز وجل عرش پر غالب اور
اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ
خبر دینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر
قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔
اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ
جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے تو
اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور
استواء بمعنی قہر و غلبہ زبان عرب میں شائع ہے
پھر نثر و نظم سے اس کی نظیریں پیش کیں کہ

لے کتابی سار والستاء للیمتی باب جار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی عرش استوی المکتبۃ الاشرفیہ ساکنہ فی شہرہ ۱۵۴

لے القرآن الکریم ۱۴/۶۰

لے ۵۹/۲

بشر بن مروان سے
قد استوعب بشر علی العراق
من غیر صیفت و دم مہرانی
یریدانہ غلب اہلہ من
غیر محاربتہ لہ
جنگ کے بغیر بستی والوں پر غالب آ گیا۔ (ت)
مگر اہ وہابیو! تم نے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزا سے کردار کو پہنچایا
مگر تمہیں جہان کہاں!

دوسرا تپانچہ

جاہل بے فروغ نے بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط از روئے علم ہے اس میں اللہ عز و جل کی
قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عز و جل کی صفت بصر سے بھی بے بھر ہوا، اپنی مستند کتابوں کا بھی غلط
کیا، خود اپنی ہیودہ تحریر سے بھی تناقض و اختلاف کیا۔ وجہ سنئے،
ضرب ۳۴: قال اللہ تعالیٰ،
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم
الا انہ بکل شئ محیط یئ
ضرب ۳۵: قال اللہ تعالیٰ،
وکان اللہ بکل شئ محیطاً
ضرب ۳۶: قال اللہ تعالیٰ،
واللہ منہم درائہم محیط
ان تینوں آیتوں میں اللہ عز و جل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت ٹھہرا ہے،
اللہ ہی وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے
سے۔ سنا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔
اللہ ہر شے کو محیط ہے۔

۱۔ کتاب السار والصلح المبینی بابا جاری قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی ہر شے استوی المکتبۃ الاثریۃ سانکھ پل شیخ پورہ ۱۵۲/۲

۲۔ العتہ آل الکیم ۵۴/۲۱

۳۔ " " ۱۲۹/۲

۴۔ " " ۲۰/۸۵

- وان الله قد احاط بكل شئ علماً ۵۱۸ بیشک اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے (ت)
- ضرب ۴۷: ترجمہ رفیع الدین ہے،
- خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے، خبردار ہو تحقیق وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔
- ضرب ۴۸: اُسی میں ہے،
- اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا۔
- ضرب ۴۹: اُسی میں ہے،
- اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔
- ضرب ۵۰: موضح القرآن میں ہے،
- سُننا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سُننا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو۔
- ضرب ۵۱: اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے،
- اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے۔
- ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔
- ضرب ۵۲: اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے،
- اللہ کے دُعب میں ہے سب چیزیں۔ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔
- ضرب ۵۳: جامع البیان میں زیر آیت اولیٰ ہے،

۱۲/۶۵ لہ القرآن الکریم					
۵۳۰	ص	۵۲۹	ص	۵۳/۴	ترجمہ شاہ رفیع الدین
۱۰۹	ص	۱۰۹	ص	۱۲۶/۴	ترجمہ شاہ رفیع الدین
۶۵	ص	۶۵	ص	۱۲/۸۵	ترجمہ شاہ رفیع الدین
۵۱۱	ص	۵۱۱	ص	۱۲/۸۵	ترجمہ شاہ رفیع الدین
۴۱۶	ص	۴۱۶	ص	۱۲/۸۵	ترجمہ شاہ رفیع الدین
۱۲۰	ص	۱۲۰	ص	۱۲/۸۵	ترجمہ شاہ رفیع الدین

الكل تحت علمه وقدرته.

فہرست ۵۴ : زیر آیت ثانیہ :

قرب ۵۵: ہر ایک شریف میں زیر آیت شامل ہے۔

ضرب ۵۶ کتاب الاسما میں ہے،

قریب ۵۰۰ اللہ عزوجل کی بصر بھی عیب ہے، قال تعالیٰ،

انہ بکل شی بصرہ

ضرب ۵۸: اس کا معنی بھی عیساؑ ہے۔

ضرب ۵۹: قدرت بھی عیسیٰ، قال تعالیٰ:

ان الله على كل شئ قدير

ضرب ۶۰ : خالقیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ :

خالد بن ولیدؓ فاعلموا انہ

جامع البيان لمحمد بن عبد الرحمن آية ۵۲/۴۱ در اثبات انبیا علیه السلام

" " " " = 12 1/2 " " " " " " " " " "

دار الكتاب العربي بيروت

بمكتبة الاسكندرية العامة، جامع الازهر، ذكر الاسماء التي تقع في النسخة المطبوعة

شع القرآن الكريم، ١٩/٩، شع القرآن الكريم ٢٠/٢ و ١٩/٢ و ١٩/٢ و ٢٠/٢

۱۰۴/۹

ضرب ۶۱: ملکیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:

بیدار ملکوت حکل شمس ۱۵ اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے (ت)
 اس نے خود وہابی نے فقط ازروئے علم کہہ کر ان تمام صفات الہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا، آنکھیں
 رکھتا ہو تو سوچئے کہ اپنی گہری جہالت کی گنا ٹوپ اغصیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔
 بالجو اگر مذہب متفقہ میں لیجئے تو جہاں ہی سے لاسے کہ ہمارے مولیٰ تمہارے کا علم محیط ہے جیسا کہ
 سورۃ طلاق میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ

لا یعزب عنہ مشقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض شیء اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کو کچھ بھٹکا ہوا ہے
 اور نہ زمین میں۔ (ت)

اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورۃ نسا، سورۃ قصص و سورۃ بروج میں ارشاد فرمایا
 اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے ورہا ہے۔

امتنابہ کل من عند من یتناہ ہم اس پر ایمان لاتے سب ہمارے رب
 کے پاس سے ہے۔ (ت)

اور اگر مسلک متاخرین چلے تو اللہ تعالیٰ جس طرح ازروئے علم محیط ہے یونہی ازروئے قدرت
 ازروئے سمیع و ازراہ بعرواز جہت ملک و ازویر غلی و غیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان
 سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔

ضرب ۶۲: یوقوت چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شارع میں وارد ہیں ان سے سکوت
 نہ ہو گا یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا مگر وہابی را حافطہ نباشد، یہ کیسا صریح
 تناقض ہے۔

تیسرا تپانچہ

اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے محنتی مگر ایسی کا مسر ہو جائے
 یہ مذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے

۱۵ القرآن اکرم ۸۳/۲۶

۱۶ " " ۳/۲۴

۱۷ " " ۶/۳

معناه المرتفع عن امت يجوز عليه
ما يجوز على المحدثين من الان واج
والاولاد والجوارح والاعضاء واتخاذ
السرير للجلوس عليه ، والاحتجاب
بالستور عن ان تنفذ الابصار اليه ، و
الاستئصال من مكان الى مكان ، ونحو
ذلك فان اثبات بعض هذه الاشياء
يوجب النهاية وبعضها يوجب الحاجة
وبعضها يوجب التغير والاستعالة ، و
شيء من ذلك غير لائق بالقدير
ولاجل نزوله عليه ﷺ

یعنی نام الہی متعالی کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں مخلوقات پر روا ہیں جیسے جبر و بیضا، آلات، اعضاء، تخت پر بیٹھنا، پردوں میں چھپنا، ایک مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا (جس طرح چڑھنے اُترنے، چلنے، ٹھہرنے میں ہوتا ہے) اس پر روا ہو سکیں اس لئے کہ ان میں بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے کوئی امر اللہ عزوجل کے لائق نہیں، نہ اس کے لئے امکان رکھے۔

کیوں پہچانتے تو نہ ہو گئے کتاب الہیہ کا حال دے کر، قف ہزار قف و پابسیہ مجسمہ کی بے حاشی پر۔

ضرب ٢٤ : باب ما جاء في العرش من أن
ليس معنى قول السابئين أن الله تعالى
استوى على العرش هو أنه مما سألوه
يمكن فيه ، أو متعريف جهة
من جهاته ، لكنه بائن من جميع خلقه ،
وأنما هو خبر جاء به التوقيف
فقلنا به ، ولقينا عنه التكييف
اذ ليس كمثله شيء وهو

امام سلیمان خطابی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں،
مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے یہ معنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے نرالا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرعاً میں وارد ہوئی تو ہم نے مافی ادا چک گئی اس سے دور و مسلک حافی اس لئے کہ اللہ کے مشابہ کوئی

له كتاب السمار والصفى طبقتي جامع ابراب ذكر الاسمار التي قبضت في التسمية المكتبة الاشريه سانكله بل شيوخه

السیع العلیم لے
ضرب ۳۷: اُس سے گزرا کہ اللہ عز وجل کے ملوے اُس کا مکان بالائیں ہونا مراد نہیں مکان
اُسے نہیں گھیرتا۔

ضرب ۳۸: نیز یہ کلیہ بھی گزرا کہ جو اجسام پر وہاں ہے اللہ عز وجل پر روا نہیں۔
ضرب ۳۹: اُسی میں یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے طبقات آسمان پھر اُن کے اوپر عرش پھر طبقات زمین کا بیان کر کے فرمایا،
والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم
احمد کہ بحبل الہ الا ضرب
السابعة لهبط علی اللہ تبارک و تعالیٰ
ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم هو الاول والاخر و
الظاهر والباطن یہ
قسم اُس کی جن کے دست قدرت میں محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر
تم کسی کو رشتی کے ذریعہ سے ساتویں زمین تک
لشکاؤ تو وہاں بھی وہ اللہ عز وجل ہی تاک
پہنچے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بغیر آیت عادت فرمائی کہ اللہ ہی ہے اول و
آخر و ظاہر و باطن۔

اس حدیث کے بعد تمام فرماتے ہیں،
الذی روی فی آخر هذا الحدیث اشاراً
الی نفی المكان عن اللہ تعالیٰ و ان
العبد ایما کان فهو فی القرب و البعد
من اللہ تعالیٰ سواء، و انه الظاهر،
فیصح ادراکہ بالذلالۃ، الباطن
فلا یصح ادراکہ بالکون فی مکان۔

اقول یعنی اگر عرش اُس کا مکان ہوتا تو جو ساتویں زمین تک پہنچا وہ اُس سے
کمال دوری و بُعد پر ہو جاتا نہ کہ وہاں بھی اللہ ہی تاک پہنچتا اور مکانی چیز کا ایک آن میں دو ممکن
لے کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۳۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۱/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۲/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۳/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۴/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۵/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۶/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۷/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۸/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۴۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۱/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۲/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۳/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۴/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۵/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۶/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۷/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۸/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۵۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۱/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۲/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۳/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۴/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۵/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۶/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۷/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۸/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۶۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۱/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۲/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۳/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۴/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۵/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۶/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۷/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۸/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۷۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۱/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۲/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۳/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۴/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۵/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۶/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۷/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۸/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۸۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۱/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۲/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۳/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۴/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۵/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۶/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۷/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۸/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۱۹۹/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون
۲۰۰/۲ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاز فی العرش والکون

مکان میں موجود ہونا محال، اور یہ اُس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا و زیری دفعۃً اُس سے بھرے ہوئے ہا تو کہ تجزیہ و خیرہ مدد با استعمالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل و ادنیٰ کہنا بھی صحیح ہو گا لا جرم قطعاً یقیناً ایمان لانا پڑے گا کہ عرش و فرش کچھ اُس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الارضی میں، نہ کسی جگہ میں، ہاں اُس کا علم و قدرت و سمیع و بصیرہ ملک ہر جگہ ہے جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا۔

ضرب ۷۶: پھر فرمایا،

واستدل بعض اصحابنا فی نفی المکات
عنه تعالیٰ بقول النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انت الظاہر فلیس
فوقک شیئ وانت الباطن فلیس
دونک شیئ "واذا لم یکن
فوقہ شیئ و لا دونہ
شیئ لم یکن فی مکان یلہ

یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عز و جل
سے نفی مکان پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب
عز و جل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو
کوئی تجھ سے اوپر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو
کوئی تیرے نیچے نہیں۔ جب اللہ عز و جل سے
نہ کوئی اوپر ہوا نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان
میں نہ ہوا۔

یہ حدیث صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
در رواہ البیہقی فی الاسم الاول والاخر (اسے بیہقی نے اسم اول و آخر میں ذکر کیا ہے۔ ت)
اقبول حاصل دلیل یہ کہ اللہ عز و جل کا تمام اکملہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بڑا ہڈ محال ہے
ور نہ وہی استعمالے لازم آتیں، اب اگر مکان بالا میں ہو گا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان
زیرین میں ہو گا تو اشیاء اس سے اوپر ہوں گی اور وسط میں ہو گا تو اوپر نیچے دونوں ہونگی حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، نہ اس سے اوپر کچھ ہے نہ نیچے کچھ۔ تو واجب ہوا
کہ محلے تعالیٰ مکان سے پاک ہو۔

ضرب ۷۷: عرش و فرش جس جگہ کہ معاذ اللہ مکان الہی کہو اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں
مشکل نہ آیا اب مشکل ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازل میں تھا اور کسی مخلوق کو ازل ماننا باجماع مسلمین

۱۔ کتاب الاسماء والصفات باب المعارج فی العرش و اگر کسی المکتبۃ الاشرفیہ سانگلہ بلی شیخ پورہ ۱۳۲/۲

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلاف شان الہیت ہے۔
ضرب ۷۸: اقول مکان خواہ بعد مروجہ ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اس کا محیط ہونا لازم
 محیط یا تماس بعض شے مکان بعض یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے
 کہ پہننے والے کا مکان۔ تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے، تو عرش اگر
 معاذ اللہ مکان الہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، مکان اللہ
 بکل شئ محیط اللہ تعالیٰ عرش و فرش سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ عقل سے ور اسے
 اور اس کی شان قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔
ضرب ۷۹: نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔
ضرب ۸۰: نیز محدود و محصور ہو۔

ضرب ۸۱: ان سب شناختوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی
 باطل ہوگئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکان خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہوگا نہ کہ
 عرش پر۔

ضرب ۸۲: اقول جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہو تو وہ حال سے غالی نہیں
 جز۔ لای تجزی کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز
 سے چھوٹا ہو، ایک دانہ ریگ کے ہزارویں لاکھویں حصے سے بھی کتر ہوا، نیز اس صورت میں خدا
 آیات و احادیث میں دید و وجہ و ساق و غیرہ کا انکار ہوگا کہ جب متشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں
 تو یہاں بھی معانی مفہوم ظاہرہ مراد لینے واجب ہوں گے اور جز۔ لای تجزی کے لئے آنکھ، ہاتھ،
 چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہے وہ ایک ہی جز۔ لای تجزی سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہذا ان
 ناموں سے مستثنیٰ ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اولاً تو اس کے لئے یہ اشیاء مانی گئی ہیں نہ یہ کہ وہ
 خود یہ اشیاء ہے۔ ثانیاً ہا عیننا اور بلید ا کا کیا جواب ہوگا کہ جز۔ لای تجزی میں دو
 فرض نہیں کر سکتے اور مجسمہ طتان تو صراحتہ اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کہاں، اور
 ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں مجھے فرض کر سکیں گے
 اور معبود حق عزوجل اس سے پاک ہے۔

ضرب ۸۳: اقول جو کس چیز پر بیٹھا ہو اس کی میں ہی صورتیں ملکی، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے۔ اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا ادا ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل جسے متعین ہو گئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملے ہے اور ایک حصہ باہر ہے۔

ضرب ۸۴: اقول خدا اس عرش سے بھی بڑا بنا سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ ان الله على كل شيء قدير (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بنا سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بنا سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہے تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی الابد والاکل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہوگا، مثلاً عرش سے دو گنا فسر ض کیجئے، اب عرش سے سوائی ڈیڑھ سو گنی گنی گنی مقداروں کو پوچھتے جانیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کہو گے اور اقرار کرتے ہو گے تو وہی مصیبت آئے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے۔

ضرب ۸۵: اقول یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی اور جب وہ بیٹھے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آ سکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر ہے گا تو اس میں دو حصے ہونے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہو گا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا اُن میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے، پہلی تقدیر پر وہ خدا لازم آئیں گے دوسری پر خدا و عرش برابر ہو گئے کہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملے ہوا ہے، تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اتنے ٹکڑے کا جو اس سے ملے ہے اور وہ خدا نہیں۔

ضرب ۸۶ : اقول جو مکانی ہے اور جزوہ لای تجزے کے برابر نہیں اُسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی یا فعل یا مطلق ہے اور مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں اور شخص معین کو اُن میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے جارہ نہیں شکار و گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر، اگر غیر ہے جب تو سچا خدا ہی ہے جس نے تیرے معبود کو استے یا اتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہوتا ہم ہر حال اس کا حادث ہونا لازم کہ امور متساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف، اور ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوتی اور مقداری کا وجود یہ مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشی علی نفسه کا لزوم علاوہ۔

ضرب ۸۷ : اقول ہر مقدار متناہی قابلِ زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

ضرب ۸۸ : اقول جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہر کچھ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نیچے نہ ہو، اور ازل میں اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

كان الله تعالى و لم يكن شئ غيره۔ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

تو ازل میں اللہ عزوجل کا فوق یا تحت ہونا محال، اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عزوجل کے ساتھ حوادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ کتاب الاسماء والصفات میں امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ہے،

اذا قيل لله العزيز فانا يواد به	جب اللہ تعالیٰ کو عزیز کہا جائے تو اس سے
الاعتراف له بالقدر المذی	اس کے قدم کا اعتراف ہے کہ جس کی بنا پر ازل سے اس کی
لا يتهيأ معه تغيرة عما له يسذل	قدرت و طاقت پر کوئی تغیر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ
عليه من القداسة والقوة ، و	کہ پاکیزگی کی طرف راجع ہے ان چیزوں سے جو

صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جازى قول الله تعالى وهو الذي بيده الخلق التوقيدي كنهانہ کراچی ۱/۲۵۳

فذلك عائد الى تنزيهه تعالى عما يحوز على
المصنوعين لا عما افهم بالحدوث في
انفسهم للحوادث ان تصيبهم وتغيرهم

ضرب ۸۹: اقول ہر ذی ہمت قابل اشارہ حبیب ہے کہ اوپر ہوا تو انگلی اوپر کواٹھا کر بتا سکے ہیں کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو۔ اور ہر قابل اشارہ حبیب متغیر ہے اور متغیر جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم جسمانی محتاج ہے اور اللہ عز وجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب اگر ہمت سے پاک ہو نہ اوپر ہو نہ نیچے نہ آگے نہ پیچھے، نہ دہنے نہ بائیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں ہو۔

ضرب ۹۰: اقول عرش زمین سے غایت بھد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قریب میں۔
قال اللہ تعالیٰ:

نحن اقرب اليه من حبل الوريد ۵
ہم تمہاری شدرگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)

اذا سألتك عبادك عفو فاني
قريب اليك
تو اگر عرش پر اللہ عز وجل کا مکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ
بہن قرآن باطل ہے۔

ضرب ۹۱: مولیٰ تعالیٰ اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں
تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اترے گا عرش سے نیچے ہو گا تو اس کا اسفل ہونا
بھی ممکن ہو اور اسفل خدا نہیں۔

ضرب ۹۲: اقول اگر تیرے معبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکانی کو ہمت سے چارہ
نہیں کہ جہات نفس اکٹہ ہیں یا حدود اکٹہ، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف
ایک ہی طرف ہو گا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجہ:

لے کن الہام والصفا للبعث جماع ابواب ذکر الاسرار التي تفتح نفی الشیء المکتبۃ لا شریک لہ فی شہادۃ

لے القرآن الکریم ۱۶/۵۰

لے ۱۸۶/۲

اولاً آیہ کریمہ وکان اللہ بکل شیء محیطاً (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ ت) کے مخالف ہے۔

ثانیاً کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہر پھر تو دوہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے) کے خلاف ہے۔

ثالثاً زمین کرومی یعنی گول ہے اور انیس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوتی ہے اور محمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نہی پرانی دنیا میں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر
قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لئے ڈر
سنائے والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان احدكم اذا كان في الصلوة فامس الله
تعالى قبل وجهه فلا يتنحن احد قبل
وجهه في الصلوة يگہ
جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ
تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی
شخص نماز میں سامنے کو کھکا رہ نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔
سابعاً ان گراہوں مکان وجہت ماننے والوں کے پیشروں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دُعا و مناجات کے وقت اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پُر ظاہر کہ یہ دلیل ذیل دلیل کیلئے کہ اللہ کو ام جس کے پرچے اُڑ چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

۱۲۶/۴

۱۱۵/۲

۱/۲۵

۱۰۴/۱

صحیح البخاری کتاب الاذان باب حل یقنت لا مرتیل بہ

قدیمی کتب خانہ کراچی

مسلمان سر کی طرف یا تھامٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہتے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف یا تھ بٹھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود ان کے پاؤں کی طرف ہے۔ بالکل پہلی شق باطل ہے۔ دہری دوسری اس پر یہ احاطہ عرض کے اندر اندر ہرگز نہ ہو گا ورنہ استوار باطل ہو جائے گا، ان کا معبود عرض کے اوپر نہ ہو گا نیچے فستار پائے گا، مجموعہ عرض کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرض ان کے معبود کے پیٹ میں ہو گا تو عرض کا مکان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرض کا مکان ٹھہرا اور اب عرض پر بیٹھا بھی باطل ہو گیا کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہو سہو، مگر اہو! اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

ضرب ۹۳: اقول شرح مطہر نے تمام جہاں کے مسلمانوں کو نماز میں قبل کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جنت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلالت کے لئے طرف و جهت ہوتی تو محض مہل و باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کر کے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیشہ ٹھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ بن چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا ٹھکانا اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کر کے آداب مجرا بجا لائے اور دیوار ہی کے سامنے یا تھ ہانڈ سے کھڑا رہے تو بلکہ اوپر مسخرہ کھلاتے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جنت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہو گا ہی، ایک ادب قاعدہ کے طور پر ایک سمت خاص بنا دی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت وہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرض تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ وہ کہہ دے کہ وہ عرض سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور بیچ میں خلا جس میں عرض و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں اور دونوں صورتیں محال ہیں پچھلی اس لئے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا، صمد وہ جس کے لئے جوت نہ ہو اور اس کا جوت تو اثاثر اہر ائمہ خدا جب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اعلیٰ و فلک الاسفل کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استمالے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے، اور پہل صورت اس سے بھی شفیق تر و بدیہی ابطلان ہے کہ جب مجسمہ گراہوں کا وہی معبود عرض تا فرش ہر مکان کو گھیرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے فصل خانے میں ہو گا مڑوں کے پیٹ اور عورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلنے والے اُسی پر پاؤں اور جوتا رکھ کر چلیں گے۔ لہذا اس تقدیر پر تمہیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے۔ جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورت ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرۂ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کبچے کو منہ کریں گے تو سب کا منہ اس ایک ہی کنارے کی طرف ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا منہ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی، تعمیرے کا بازو، ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں۔ یہ شریعت مطہرہ کا سخت عیب لگانا ہوگا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ مٹی بے نیاز مکان و جہت و جلا اعراض سے پاک ہے واللہ الحمد۔

ضرب ۹۴: اقول صحیحین میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ينزل مابين كل ليلة الى سماء الدنيا
حين يبقى ثلث الليل الاخر فيقول من
يدعوني فاستجب له الحديث.
ہمارا رب عز وجل ہر رات تہائی رات رہے
اس آسمانِ زیریں تک نزول کرتا اور ارشاد
فرماتا ہے: وہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی
دعا قبول کروں۔

اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گول بشکل کرہ ہیں آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے، جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب کرتا ہے، آٹھ پہرہیں حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی فرضی آٹھ پہرہ باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی تو ایک لمحہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہلی جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لمحہ بعد تیسری جگہ تہائی رہے گی و علیٰ ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ مجسمہ کا مجہود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آسمان پر بارشوں میںنے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو، غایت یہ کہ جو رات سر کرتی چلتے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سر کرنا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان بد براج رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کوئی سادقت آئے گا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنی ہوں گے۔

صحیح البخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوة من آخر الليل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۳/۱
صحیح مسلم کتاب صلوة المسافرين باب صلوة الليل و عدد رکعاتہا ۲۵۶/۱

بھلا اللہ یہ عیسٰی لائل جلال میں ثبت حق و مبطل باطل ہیں، تین اخادۃ کرام اور سترہ
 اخادۃ مولا سے علام کہ بلا مراجعت کتاب ارتقا لکھ دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ تخفیف میں اور باقی
 تین نماز کے بعد جلسہ ثانیہ میں۔ اگر کتب کا یہ ایک طرف جو غ کی جائے تو ظاہر ہے کہ لائل ان میں ان سے جدا ہونے بہت ان میں
 جدید تازہ ہونے اور عجب نہیں کہ بعض مشرک بھی یلین مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت، نہ اس رسالے میں
 کتب دیگر سے استناد کا قرار داد، لہذا اسی پر اقتدار و قناعت، اور توفیق الہی ساتھ ہر تو انھیں
 میں کفایت و ہدایت، والحمد للہ رب العالمین۔

اب روقہ حالات محالہ یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گراہی کے زور میں
 دوسریں پیش خویش اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

ضرب ۹۵: حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے باطل آنکھیں بند کر کے عکس دی
 اپنے مہر و کامکانی و جسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی خواہی بھی ہر اہی ہر اسوجتا ہے، حدیث
 کے لفظ یہ ہیں:

فقال وهو مكانه يا رب خفف عنا فانت اصبى لا تستطيم هذا
 آپ نے اپنی جگہ پر فرمایا: اے رب! ہم پر
 تخفیف فرما کیونکہ میری امت میں استطاعت
 نہیں۔ (مت)

یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کپاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس
 آئے آسمان ہنرم پر دوسری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لئے گزارش کی حضور مبشورۃ
 جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر
 جہاں تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی: والہی! ہم سے تخفیف فرما دے کہ میری امت سے
 اتنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باؤلے فاضل نے
 جھٹ ضمیر حضرت عورت کی طرف پھردی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی
 مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بصیر صاحب
 کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ وہو مکانہ جملہ عالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے

لے صحیح البخاری کتاب التوجیہ بالقرآن تعالیٰ وکلم اللہ تعالیٰ علیا تھری کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

من لم يجعل الله له نوراً فما له من نور
جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لئے نور نہیں۔ (ت)

و روی حدیث المعراج ابن شہاب الزہری عن انس بن مالک عن ابی ذر وقادة عن انس بن مالک عن معصعة مرفعی اللہ تعالیٰ عنہ یس فی حدیث واحد منهما شرف من ذلک ، وقد ذکر شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر فی روایتہ ہذا ما یستدل بہ علی انہ لم یحفظ الحدیث کما ینفی لہ

یعنی یہ حدیث معراج امام ابن شہاب زہری نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور قتادہ نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت معصومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ان روایات میں اصلاً ان الفاظ کا پتر نہیں اور بشیک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسی چاہئے انھیں یاد نہ تھی۔

ضرب ۹۷ : وجود مخالفت بیان کر کے فرمایا ،

سورة القرآن الكريم ٢٢/٢٠

سید میزان الاعتماد بحوالہ انسانی ترجمہ ۲۶۹۶ شریک بن عبد اللہ دارالعرفہ بیروت ۲/۲۶۹

٢٤٩١ • • • دار الكتب العلمية بيروت ٢١٥/١

۱۸۶/۲ سے کتاب ساروا الصفا للبیہقی باب یاجاز فی قول اللہ ثم دما فہی الخ ۱۸۶/۲ المکتبۃ الاشرفیہ مکتبہ علی شیخ نور

ثم من هذا القصة بطولها انما هي
حكاية حكاها شريك عن انس بن مالك
رضي الله تعالى عنه من تلقاء نفسه ،
لم يعزها الى رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم ولا رواها عنه ولا
اضافها الى قوله ، وقد خالفه فيما تفرد
به عنها عبد الله بن مسعود و عائشة و
ابو هريرة رضي الله تعالى عنهم وهم احفظ
واكبر واكثر

یعنی پھر یہ قصہ حدیث مرفوع نہیں شریک نے صرف
حضرت انس کا اپنا قول روایت کیا ہے جسے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا
نہ حضور کا قول روایت کیا اور ان الفاظ میں
ان کی مخالفت فرمائی حضرت عبد اللہ بن مسعود و
حضرت ام المؤمنین صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے ، اور وہ حفاظ میں زائد ، عمر میں زائد ،
عد میں زائد ۔

ضرب ۹۸ : پھر امام ابوسلیمان خطابی سے نقل فرمایا ،

وفي الحديث نفطة أخرى تفرد بها
شريك ايضا لم يذكرها غيره ، وهي
قوله فقال وهو مكانه والمكان
لا يضاف الى الله تعالى سبحانه انما هو
مكان النسب صلى الله تعالى عليه وسلم
ومقامه الاول الذي اقيم فيه

یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اور وہ
کی روایت میں انس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ
سبحانہ کی طرف منسوب نہیں ، اس سے مراد تو
جسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا
وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم
کئے گئے تھے ۔

کیوں کہ تو نہ ہوئے ہو گئے ، مگر توبہ و ہجرت گمراہ کو کیا کہاں !

ضرب ۹۹ : اقول مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی ،

حدثنا ابو سلمة انما ليث عن يزيد بن الهاد عن عمرو عن ابی سعيد الخدری

دوبارہ پڑی ،

۱۸۹/۲

۱۸۸/۲

دار الفکر بیروت ۱۹/۲

مسند احمد بن حنبل مروی از ابو سعید الخدری

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا: ابعزتی وجلائی مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم۔

حدثنا يحيى بن اسحق انا ابن لهيعة عن دراج عن ابي الهيثم
عن ابي سعيد الخدري .

قال الرب عز وجل لا اتم ال اغفر لهم
ما استغفروا في

رب عز وجل نے فرمایا میں انہیں ہمیشہ بخشتا
رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کر لیں گے۔

امام اجل حافظ الحدیث عبد القلیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مسند امام احمد و مستدرک حاکم و ذکر فضائی انہوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعض وقت و جبلائی۔ اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد و ابی یعلیٰ و حاکم ذکر کی ان میں بھی اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں بیہقی نے کتاب الاسماء میں یہ حدیث اسس طریق اخیر ابن لہیعہ سے روایت کی۔

حيث قال أخبرنا علي بن أحمد بن محمد بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن عيسى

ثنا جعفر بن محمد ثنا قتيبة ثنا ابن لهيعة عن دراج عن ابي الهيثم

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱/۲	دار الفکر بیروت	مردی از ابو سعید خدری	له مسند احمد بن حنبل
۴۱ و ۲۹/۳	" " "	" " "	" " "
۷۱/۳	" " "	" " "	" " "
۶۶۸/۲	مصطفی ابابنی مصر	کتاب الذکر والدعاء - الترغیب فی الاستغفار	که الترغیب والترہیب
۲۲۱/۱	المکتبۃ الانزیریہ ساغر بل شیخوہ	باب ما جاء فی اثبات العرقۃ	شہ کتاب السماء والارض

مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کر کسی ادنیٰ ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بخود کا کیا علاج۔
ضرب ۱۰۳: اقول ممکن کہ مکان مصدر بھی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتقا و امتلاء و وجود الہی ہو گا۔

ضرب ۱۰۴: اضافت تشریف بھی کہی کسی ذی علم سے سنی ہے، کعبہ کو فرمایا، بیعت میرا گھر۔
 جبریل امین کو فرمایا، مرو حنا ہماری روح۔ ناقہ صالح کو فرمایا، ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی۔
 اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی تختی بن کر رکھی ہے اور تیرا محبوب کوئی جائزہ بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے صر
 بیجا باشش و انچہ خواہی گوئے

(بے حیا ہو جا اور جو چاہے کہت)

وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جی کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لئے اپنی جان کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اُسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں،
 قال ابو سلیمان وھمنا لفظۃ اخبرنی فی قصۃ الشفاعۃ مرواھا قتادۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما تونی یعنی اھل المشرق یا تونی للشفاعۃ "ما تاذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ" اعم فی دارہ التی دورھا لا ولیائہ وھم المجنۃ بقولہ عز وجل "لھم دار السلام عند ربھم" وبقولہ تعالیٰ "واللہ یدعو الی دار السلام" وکما یقال بیت اللہ و حرم اللہ، یریدون البیت الذی جعل اللہ مشابۃ

ابو سلیمان نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ میں ایک دوسرا لفظ ہے جس کو حضرت قتادہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انھوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا، تو میرے پاس اہل مشرق ائمہ کے شفاعت کی درخواست کریشے، تو میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں، تو مجھے اجازت شفاعت ہوگی، فی دارہ سے مراد وہ دار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے لئے دار بنایا اور وہ جنت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اللہ تعالیٰ دار السلام کی طرف دعوت دیتا ہے (جنت کو) اللہ تعالیٰ کا دار (کننا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ کہا جاتا ہے اور یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بیت جس کو

لناس، والمحمد الذي جعله امنا
ومثله روح الله على سبيل التفضيل
له على سائر الالهة واحواذ ذلك في
ترتيب الكلام كقوله جبل وعبدا
(ای حکایت عن فرعون) امن
ما سولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ۵
فاضاف الرسول الیهم و انما هو
مرسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ و
وسلم و ارسل الیہم اح باختصار۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے مرتبہ بنایا اور وہ حرم
جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے جاسے اس
بنایا اس طرح روح اللہ کہا گیا کہ جس کا مطلب ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی روحوں پر فضیلت
دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالیٰ
کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ
اس نے کہا، بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری
طرف بھیجا گیا وہ مجنون ہے۔ تو یہاں رسول کی
اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف
اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم، لیکن اللہ تعالیٰ
نے اس کی طرف بھیجا ہے اح باختصار (ت)

ضرب ۵۰ | کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کر لیں اور مکان اسی
تیرے گمان ہی کے معنی پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ
قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابل استثناء و دلائل اعتبار
کہ ایسے مسائل ذات و صفات الہی میں احادیث اصفاً قابل قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام
بہیقی اسی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں،

تولى اهل النظر اصحابنا الاحتجاج باخبارنا
الآحاد في صفات الله تعالى اذا لم يكن
لها انفرد منها اصل في الكتاب او
الاجماع واشتغلوا بتاويله يله
ہمارے ائمہ متکلمین الطہنت و جماعت نے مسائل
صفات الہیہ میں اخبار آحاد سے سند لائی قبول
نہ کی جبکہ وہ بات کہ تنہا ان میں آئی اُس کی اصل
قرآن عظیم باجماع امت سے ثابت نہ ہو اور ایسی
حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔

اُسی میں امام غزالی سے نقل فرمایا،

سے کتاب الاسماء والصفات باب جار فی قول اللہ تعالیٰ ثم دنا فتدلى انما المكتبة الاثرية سانگہ علی شیخ پورہ ۱۸۹۴
سے باب ذکر فی القدم والرجل ۹۲/۲

اس میں اور اس قسم کی صفات کے اثبات میں
قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث
سے ہو، اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت
ان احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث
سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی
کے موافق ہو، اور جو ان کے مخالف ہو تو پھر اس
صفت کے اسم کے اطلاق پر ہی اکتفا کیا جانا ضروری
ہوگا اور اس کی مراد کے لئے ایسی تاویل کی جائیگی
جو اہل دین اور اہل علم کے مستند اقوال کے معانی
کے موافق ہو، اور ضروری ہے کہ اس صفت میں
کوئی تشبیہ کا پہلو نہ ہو۔ یہی وہ قاعدہ ہے جس
پر کلام کو طبعی کیا جائے اور اس باب میں یہی
قابل اعتماد قاعدہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۰۶: اقول تری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوچو کہ احادیث
مہریمہ سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے۔ صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بغرض
باطل ثابت ہوگا تو یہ تیرے معبود کے لئے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان
عرش ہی ہے۔ خود اپنا دعویٰ سمجھنے کی لیاقت نہیں اور پلے صفات الہیہ میں کلام کرنے۔
ضرب ۱۰۷: اقول بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتہی کا ذکر ہے کہ

پھر آپ اس سے اوپر گئے جہاں کا صرف
اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتہی
پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب
پایا حتیٰ کہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے
بھی زیادہ قرب پایا، واللہ تعالیٰ نے ان کی طرف

الاصل فی هذا وما اشبهه فی اثبات
الصفات أنه لا يجوز ذلك الا ان یکون
بکتاب ناطق او خبر مقطوع بصحته،
فان لو یکونا فیما یثبت صفت اخبار
الاحادیث المستندة الی اصل فی الکتاب
او فی السنة المقطوع بصحتها او بموافقة
معانیها وما کانت بخلاف ذلك فالوقوف
عن اطلاق الاسم به هو الواجب
و یتأول حیث شد علی ما یلیق بمعانی
الاصول المتفق علیہ من اقوال اهل
الدین والعلوم نفی التشبیہ فیہ، هذا
هو الاصل الذی ینفی علیہ الکلام
والمستندة فی هذا الباب یہ

ثم غلبه فوق ذلك بما لا یعلمه الا الله
حتى جاء سدرۃ المنتہی و دنیا
الجبب اسباب العزۃ فتدلی حتی
کان منه قرب قوسین او ادنی فادخی
الیہ فیما ادخبت خمیسین

مسئولۃ الخلیفۃ۔

قرآنی جو قرآنی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی
ہیں۔ الحدیث (ت)

تو اگر تیرے زعم باطل کے طور پر اطلاق مکاتیب ثابت ہوگا تو سمدہ پر نہ عرش پر، انھیں کو احادیث صریح کہتا
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

چوتھا پانچ

یہ ادعا کہ استواء علی العرش کے معنی بیٹنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

ضرب ۱۰۸: اقول تم وہابیہ کے دھرم میں تشریح کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا اور
اس کے بعد عومات و اطلاقات شریعہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے، جو بات امیر دین
میں بعد قرونِ ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة ضلالة (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)۔

اب ذرا تھوڑی دیر کو مردی کو استواء علی العرش کے ان تینوں معنی کا صحابہ کو امر یا تاہم یا
تبع یا بعین کے اندر سنت سے باسانید مجرہ معتبر ثبوت دیکھتے درنہ خود اپنے ہی گمراہ ہدین فی الزار ہونے کا
افراد کچھ تیرہ صدی کے دو ایک ہندوؤں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کر سکے گا۔

ضرب ۱۰۹: اقول تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد باتھا کھانا کھانے کے انکار میں لکھا، کسی صحیح
حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، لکھ کی شرم اور غیر مقلدی کی لاف ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت
بھی کسی حدیث میں سے دو درنہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھ کر دو۔

ضرب ۱۱۰: اقول یہ تو لازمی ضربیں تھیں اور تحقیقا بھی قرآن حکیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخن
شنیع و ممنوع ہے تو ایسے معنی کا سلسلہ صالح سے ثبوت دینا ضرور اور قول ہے ثبوت مردود و مجبور۔

ضرب ۱۱۱: ہر مائل جتنا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے استواء کو اپنی مدح و ثنائیں ذکر فرمایا ہے
معاذ اللہ بیٹھے چڑھتے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی
ایسی کہ بار بار ہنگامہ رسالت سورتوں میں اس کا بیان آتا تو ان معانی پر استواء کو لینا مدح و تعریف میں
قدح و تخریف میں کر دینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی معانی ہرگز مراد رب العزت نہیں۔

ضرب ۱۱۲: اور معلوم ہو چکا کہ آیات تشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں،

۱۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلم اللہ جسے لکھا قیدی کتب خاد کراچی ۱/۱۲

يجب على من سيم أيات الصفات و
واحاديثها من العوام والنحوم و
المحدث والمفسر والعقيد ان يترك
الله سبحانه من الجسمية وتوابعها من
المصورة والمكان والجهة فيقطع بان
معناه الحقيقي المسمى غير مراد لانه
في حق الله تعالى محال وان لهذا معنى
يليق بجلاله تعالى وان لا يتصرف في اللفاظ
المأرودة لا بالتفسير اى تبديل اللفظ بلفظ
آخر عربي او غيره لان جوامع التبدل
فروع معرفة المعنى المراد ولا بالاستقاق
من المراد كان يقول مستواخذنا من
استوى ولا بالقياس كاي يطلق لفظة
المساعد والمكف قياسا على ورود اليد
وامث يكف باطنه عن التفكير في هذه
الامور فانه حدثته نفسه بذلك
تشاغل بالمسلوة والذكر وقرادة القرآن
فان لم يقدر على الدوام على ذلك
تشاغل بشئ من العلوم فان لم يمكنه
في حرفة او صناعة فان لم يقدر في علم
ولهو فان ذلك خير من الخوض في هذا البحر

جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں امیر المؤمنین عربی عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کا تفسیر میں غلطی علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسماء گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفین کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر بھی ہے کہ تلوات کچھ اور خاموش رہتے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طریق دوم کہ متاخرین نے بغیر درت اختیار کیا اس کا یہ غشا تھا کہ وہ معنی نہ رہی جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بکرا اس کے جنال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔ بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بجائے اور ہم کی جڑ بجا دی۔

بالتجریہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دور و مہر ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زدگی کا فور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کر لیں کہ ان اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے، دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر غوش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا کہنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا تادمہ مسلک اہلسنت قرار پا سکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، جہاں کسی کا کوئی لفظ تادمہ مہر پکڑ لیا غوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات ظاہر و سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سے بہتر ہے کہ ان کی نہایت فسق سے اور اس کا انجام کفر، و ایذا ذی اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

بل لو اشتغل لملأھی البدنیۃ کانت
اسلم من المؤمن فی هذا البحر البعید
غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ
کان اسلم فان ذلک غایتہ لفسق و هذا
عاقبتہ الشریک ام مختصراً۔

سے الجام العوام

بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ غیب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباعاً مجبور ہے جس سے
سہو اخلاقی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مجبور ہے، وہ جانتے ہیں کہ نکل جواد کبوتہ
لکل صاسم نبوة و لکل عالم هفوة ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر کھالیتا ہے اور ہر تیز بُراں کبھی کر جاتی ہے اور
ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش وقوع پاتی ہے، و باللہ العصبۃ۔

ضرب ۱۱۳ اب اپنے مستندات سے ان معافی کا رد ٹھٹھنے جائیے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق
سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بتایا، مدارک شریفین سے گزرا،

الاستواء بمعنی الجلوس لا یجوزہ علی اللہ تعالیٰ بلہ
استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ عزوجل کے حق
میں محال ہے۔

ضرب ۱۱۴ کتاب الاسماء سے گزرا،

متعال عن ان یجوز علیہ اتخاذا
السیر للجلوس بلہ
اللہ عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے
کے لئے تخت بنائے۔

ضرب ۱۱۵ اسی میں امام ابو الحسن طبری وغیرہ اکثر مشکلیں سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ
مولے تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل ان سے پاک۔

ضرب ۱۱۶ اُسی میں فراغی سے یہ حکایت کر کے کہ استواء بمعنی اقبال ہے اور ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا،

استوی بمعنی اقبل صحیح و لا انت
الاقبال هو القصد و القصد هو
الاسادة و ذلك جائز في صفات
اللہ تعالیٰ، اما ما حکى عن ابن عباس
یعنی استواء بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور
قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سبحانہ کی صفات میں
جائز ہے، مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے حکایت کی کہ استواء چڑھنے کے معنی

عہد امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں فرمایا، ما د باند تعالیٰ منزہ عن الصعود ایضاً یہ معنی
یوں مردود ہوئے کہ اللہ تعالیٰ چڑھنے سے پاک ہے ۱۲۸

۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷
۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷
۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷
۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷

پر ہے یہ قرآنِ کلبی کی تفسیر سے اندکی اور کلبی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہوں روایت کی کہ استواء کے معنی حکم الہی کا چڑھنا ہے۔

یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اُس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول "ثم استوى على العرش" میں عرش پر استواء کے معنی ٹھہرنا ہے یہ روایت منکر ہے اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہوں روایت کی کہ عرش پر استواء کے معنی حکم الہی کا ٹھہرنا ہے یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا اور یہ ابو صالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علامتے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا عجوبہ ہونا آشکارا ہے حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابو صالح کا نام کہا تو روئے زن "رکھ دیا تھا۔ امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو صالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب مجھوت ہیں۔ نیز کلبی نے کہا

مرضى الله تعالى عنها فانما اخذناه عن تفسير الكلبي والكلبي ضعيف والرواية عنه في موضع آخر من الكلبي عن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما استوى يعنى صعدا مرة واحدة مخلصا۔

تہرب ۱۱۶ اُسی میں فرمایا :

عن محمد بن مروان عن الكلبي عن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما في قوله تعالى "ثم استوى على العرش" يقول استقر على العرش هذه الرواية منكورة وقد قال في موضع آخر بهذا الاسناد استوى على العرش يقول استقر امرة على السرير ورد الاستقر الى الامر، وابو صالح هذا والكلبي ومحمد بن مروان كلهم متروك عند اهل العلم بالحديث لا يثبتون بشئ من رواياتهم لكثرة المناكير فيها وظهور الكذب منهم في رواياتهم اخبرنا ابو سعيد العماليقي (فذكر باسناد) عن حبیب بن ابی ثابت قال كنا نسميه "دروغ نموت" یعنی اباصالح مولیٰ ام هانف، واخبرنا ابو عبد الله الحافظ (فاستد) عن صفین قال قال الكلبي قال لي ابو صالح

لے کتاب الاسماء والصفات باب "الرجل على العرش استوى" المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخ پورہ ۱۵۵/۲

كل ما حدثك كذب ، واخبرنا النابلس
(بسند) عن الكلبي قال قال لي ابو بصير
انظر كل شيء رويت عن عت
ابن عباس رضي الله تعالى عنها فلا
تروا ، واخبرنا ابو سهل احمد بن محمد
المزني ثنا ابو الحسين محمد بن عاصم
الطاسر اخبرني ابو عبد الله السراسقي
قال سمعت محمد بن اسمعيل الجعفي
يقول محمد بن مروان الكلبي صاحب
الكلبي سكتوا عنه لا يكتب حديثه
البتة او فخره .

وكيف يجوز ان يكون مثل هذا الاقوال
صحيحة عن ابن عباس رضي الله تعالى
عنهما ثم لا يرويهما ولا يمر بها احدا
من اصحابه الثقات الاثبات مع
شدة الحاجة الي معرفتهما، وما
تفرد به الكلبي وامثاله يوجب المحذور
والحمد يوجب الحديث الحاجة المحذور
الى ما خصه به والبارك
تعالى قديم لم يزل يـ

قیمہ و حبشہ

۱۲۵۵
۲۵۹/۲
۱۵۴/۶

ضرب ۱۱۹: اُنسی میں ہے:

ان الله تعالى لا مكان له ولا مركب و
ان الحركة والسكون والانتقال والاستقرار
من صفات الاجسام والله تعالى احد
صمد ليس كمثله شئ ۱۱۹
باختصار۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی
چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بیشک حرکت اور
سکون اور پھنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفات ہیں اور
اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت
نہیں رکھتی احد باختصار۔

ضرب ۱۲۰: مدارک شریف میں فرمایا،

تفسیر العرش بالسیر والاسستواء
بالاستقرار كما تقول المشبهة باطل
دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، واللہ الحمد۔

عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا
کنا جس طرح فرقہ مجھہ کہتا ہے باطل ہے۔

پانچواں تپانچہ

اقول یہ تو اوپر واضح ہو گیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جہاد جن صفات سے کلام شارح مسکت
نہیں اُن سے سکوت و کنا اُن کا صاف انکار کر گیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی ہیاک کے نزدیک
تسلیم و عدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنی نہ کنا صرف احوالاً اتنی
بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مراد الہی ہے حق ہے یا تاویل کو کے صاف و پاک معنی کی طرف دھال دینا جن میں
مشابہت خلوق و جسمیت و مکان و جہت کی بڑا صوفیہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لانا تو استواء کے معنی
بیٹھا، چرٹنا، ٹھہرنا نہ بتانا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمہ اہلسنت نے ذکر فرمائے بہت وضوالت رہتا
و جرم اس کا مسلک وہی مسلک جس سے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنی معنوم و جبار پر
محمول ٹھہرا کر مانا جائے گا۔ شروع سے اب تک جو لکھا گیا وہ اسی ضلالت طعنہ کے زد میں تھا اتنا اور اس کے
کان میں ڈال دوں شاید خدا کچھ دے اور ہدایت کرے کہ اسے جے غرہ یا یہ ناپاک مسلک جو استرا میں قصور
اور باقی مشابہات میں مطلقاً تیرا ہے (کھل گرا ہی کا غصہ دستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا میوہ جسے تو اپنے

۱۔ کتاب السار والصفات باب محل نظر و انان یا تیمم اللہ الو المکتبۃ الاشریہ شیخوپورہ ۱۹۲/۲
۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر الحنفی) آیت ۵۴/۲ دارالکتاب العربی بیروت ۵۶/۲

دوسری میں ایک صورت تراش کر معبود بکھریا ہے اگر بیت خانہ چین کی ایک صورت ہو کر نہ رہ جائے تو میرا ذکر
ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲ جانتا ہے وہ تیرا وہی معبود کیسا ہے،

لہ وجہ کو جبہ الافات قیہ عینان
تنظرات و لکن من سخط علیہ
لا ینظر الیہ ثم العجب ان وجہ الی
کل جہۃ واعظم عجائبہ مع ذلک یعرفہ
ممن یغضب علیہ فلیت شعری کیف
یسرف عن جہۃ ماہوالی مکل وجہ بل
المصلی ما دام یصل یقبل علیہ بوجہ
فاذا انصرف صوف لہ صوت فلتکن خبیۃ
ونفس ایضا بل قد وجد من قبل الیمن لہ
اذنات یا ذلک لمن یرض علیہ
جنت ذوق فرۃ الم شحمة اذنیہ
انما اللحیۃ فلو توجہ ببل
شاب امر لہ یدان کالانسان
فیہما یمن و شمال و ساعد
وکف و اصابع مبسوطات
الیم بعمید و ثبما قبض و
قد یحشولہ جنب و ضحکہ
یخبر عن فم یغفر و اسنان
تکثر لہ حقو تعلقت بہ
الرحیم و رجلات و ساق
قد جلس علی السیریر
مد لیا قد مہ و اضعمہما
علی کمرہ و ربما استلق

اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو آنکھیں
دیکھتی ہیں لیکن جن دو ناراض ہوا کی طرف نہیں دیکھتا پھر جب ہم
کو اس کا چہرہ ہر طرف ہے، اسی سے بڑھ کر عجیب یہ
کہ اس کے باوجود جس سے ناراض ہوا اس سے چہرہ
بھیرے، کالاش بکھرتی، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح
دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز
میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے
اور جب وہ نمازی خارج ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر
جاتا ہے، اس کی آواز ہے قرآنی اور سانس
بھی ہوگا، بلکہ جن کی طرف سے پایا جاتا ہے اسی
کے دوکان میں جس سے راضی ہوا اس پر کان لگاتا
ہے، قد آور ہے اس کے سر کے بال دونوں کانوں
سے نیچے تک بڑھے ہوئے ہیں، لیکن دائرہ نہیں
بلکہ نوجوان بے دائرہ ہے، انسان کی طرح
اس کے دو ہاتھ ہیں ان میں ایک دایاں دوسرا
بایاں ہے، اس کا بازو اور جھلی اور انگلیاں
ہیں، دھڑ تک اس کے ہاتھ پیچھے ہوئے، کبھی
ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھول کر پھرتا ہے، اس کا
پہلو ہے، ہنستا ہے، اپنے منہ سے خبر بتاتا ہے،
اس کے دانت ہیں جو چاہتے ہیں، اس کا زیر جوار
ہے جس سے دم نکلتا ہے، دو پاؤں ہیں، پنڈلی
ہے، تخت پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور
ان دونوں کو کمری پر رکھتا ہے اور کبھی چت لیٹا

واحدة احدی سے جلیہ علی الاخری
 قلابد من ظہر وقفا ویستافس للصدس
 ایضا فیس نور صدس خلقت الملائكة
 قد صاء فی کل مسجد علیہا لیسجد
 الساجدون وبقیة الاعضاء لو تفصل
 الاغیر اعم واشمل انه علی صورة
 الانسان اذ خلق آدم علی صورة
 الرحمن یصعد وینزول ویمشی ویقتول
 وقد یاقب الارض وکانت اخصر
 وطائفة یوضعون فی ثلث یجیئ یوم
 القیمة فیطوف الارض مکتب
 ثیابا ازاد رداء یستر المؤمن بکتفه
 رداؤه علی وجهه فی جنسة
 عدن لہ ظل ظلیل یصیب بہ
 من یشاء ویصرف عنه من
 یشاء یاقب یوم القیام فی ظل
 من الغمام یتعجب ویستعجب ویسئل
 ویقرء ویستهنئ وقد یتقدس
 نفسه شیئا یعمله وعمره اربعۃ
 املاک اثنتان تحت سرجہ الیمنی و
 اثنتان تحت اجلہ الیمنی تقبل شدید
 الوزر ویأط منه العرش اطیط الرجل
 الجدید من ثقل الراكب الشدید ربالبس حلة
 خضراء ولبس من ذهب وجلس علی کرسی
 ذهب تحہ فرش من ذهب ودرہ ستر من

ایک ٹانگہ کو دوسری پر رکھتا ہے لہذا اس کی
 پیٹھ اور گتھی ہونگی، اور چھاتی سے مانوس کو چھاتی
 اس کی چھاتی کے نور سے فرشتے پیدا ہوئے،
 اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا
 ان قدموں پر سجدہ کرے اور باقی اعضاء جن کی
 تفصیل نہیں صرف یہ خبر عام و اشمل ہے کہ
 وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم
 کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے
 چلتا ہے، دوڑتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے لوہ
 آخری قدم موضع دج میں ہوتا ہے، پھر قیامت
 کو آکر زمین پر چکر لگائے گا، لباس والا
 تہیہ اور چادر پہنے ہوئے، اپنے دامن سے
 مومن کو ڈھانپتا ہے، اس کی چادر چہرہ پر ہے
 جنت عدن میں اس کا گہرا سایہ ہے جس کو چاہتا
 ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا
 نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایہ میں
 آئے گا۔ آجھٹ دیا کرتا ہے میلوں آگے پیچھے ہر حال
 مذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا
 عرش چار ملک ہیں، دو اس کے دہنے قدم اور
 دو اس کے بائیں قدم کے نیچے ہیں شدید بوجھ
 ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتا ہے
 جیسے نیا کچاوا بھاری سوار سے آواز پیدا کر رہا ہے
 کبھی سبز بورا پہنتا ہے اور سونے کے بوتے
 دیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے
 سونے کا بستر اور پاس مومینوں کے پرستار ہوتے ہیں

لَوْلَا سَجَلَاءُ فِي خُفْرَةٍ فِي رَوْحَةٍ خُفْرَاءِ
 اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ مَا نَطَقَتْ بِبَعْضِهِ الْاٰیَاتِ
 ووسدت بالباقي الاحاديث ، اقب
 علی اکثرها فی کتاب الاسماء و
 الصفات .
 اس کے پاؤں سبزے کے ہاتھ میں سبزے پر ہوتے
 ہیں بعض میں وہ صفات ہیں جن کو قرآنی آیات بیان کیا
 اور باقی وہ جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں
 ان میں سے اکثر کو کتاب الاسماء والصفات
 میں پیش کیا ہے۔ (ت)

کیوں اسے جاہل بے خرد ! اسے حدیث اعداد و ضعیف ارتقا مکانی سے منکر اپنے معبود کو مکانی
 ماننے والے ! کیا ایسے ہی معبود کو پوجتا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا
 فرق کیا ہے ، مگر الحمد للہ اہلسنت ایسے بچے رب حقیقی معبود کو پوجتے ہیں جو احد ، صمد ، بے مشبہ و نمود
 بیچون و بیگون ہے ،

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَهُ يَكُنْ لَدَ كُفُوًا
 احدا ۝
 اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا
 اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (ت)

جسم و جسمانیات و مکان و جہات و اعضاء و آلات و تمام حیرت و نقصانات سے پاک و منزہ ہے یہ سب
 اور اس کے مثل جو کہ وارد ہوا ان میں جو کہ روایت ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہو گا اور صریح تشبیہ کی صاف
 تصریحیں کہ تاویل محاوروں سے بعید ہیں اسی میں طبعی اُسے قیہ خدا کے موافق بندے ایک بڑے کے برابرگی
 نہیں سمجھتے اور جو کہ روایت صحیح مگر خبر احد ہو اُسے بھی جبکہ متواترات سے موافق الٰہی نہ ہو پایہ قبولی پر
 جگہ نہیں دیتے ،

فان الاحاد لا تنفید الاعتقاد ف باب
 الاعتقاد و لو فرضت فی اعم الكتب
 باصح الاسناد .
 اعتقاد کے باب میں اخبار اعداد اگرچہ صحیح کتاب
 اور صحیح سند سے ہوں وہ اعتقاد کے لئے مفید
 نہیں ہیں۔ (ت)

وہ گئے متواترات ، اور وہ نہیں مگر معبود سے چند ، اور وہ بھی معروف و مشہور محاورات بہ عرب
 کے موافق تاویل پسند مثل : ”وَجِبْرٌ وَصَیْنٌ وَ سَاقٌ“ و ”اَسْتَرَارٌ“ و ”اَتِیَانٌ“ و ”زَوَلٌ“ وغیرہ ، ان میں تاویل
 کیجئے تو راہ روشن اور تغویض کیجئے تو سب سے احسن ، نہ یہ کہ منہ بھر کر خدا کو گالی دیکجئے اور اس کو کلمۃ
 صاف صاف مکان مان لیجئے ، یا اٹھتا ، بیٹھتا ، چڑھتا ، اترتا ، چلتا ، ٹھہرتا ، تسلیم کیجئے۔ اللہ عزوجل

ابتداء حق کی توفیق دے اور مخالفتِ اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے، آمین!

چھٹا تپاخچہ

اقول طرف تماشا ہے جب اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لئے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا، جسم مان لیا، عرش پر مٹکی ٹھہرا کر جنت میں جا لیا، پھر یہ کیا غلط سوچا کہ اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقص کیا۔

ضرب ۱۸۳: اچھا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں نہیں۔ کوئی آیت حدیث میں ہے: **اَمْ تَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** یا یہود کی طرح بے جا اپنے بوجھے دل سے گھڑا کر خدا پر حکم ٹھادیتے ہو۔

ضرب ۱۸۴: جب تو اس سبوح و قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی دہر نہیں کہ اور آیات و احادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہوا اپنے ظاہر سے پھیری جائیں، تیرے طور پر ان سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر و باہر پر عمل کرتا واجب ہوگا، اب دیکھ کہ کون سے کئی آیات و احادیث کا انکار کر دیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا صاف تناقض کیا سب میں پہلے تو یہی حدیث صحیح بخاری و ہر مکان ہے جس میں کون سے بزور زبان ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف ٹھہرا دی اور پھر مکانہ سے معنی بزور دست عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں **سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی** کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی ٹھہرا۔

ضرب ۱۸۵: صحیح بخاری حدیث شفاعت میں **اَنْسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ** ہے،

فَاَسْتَاذَنَ عَلٰی مَا لَمْ يَلْبَسْ فِيْ دَامَةِ فَيَسُوْدُنَ
لی علیہ یتہ
میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی
حوالی میں تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا
اذن ملے گا۔

ظاہر ہے کہ تحت کو حوالی نہیں کئے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالواسعہ جملہ اجسام ہے!

سہ القرآن الکریم ۲/۸۰

سہ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ **وَلَمْ يَلْبَسْ** علیہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۲۰
سہ باب ۲۰۰ وجہ ممتنعہ الی رہنا غفرہ ۲/۸۰۸

۵ جرم یہ جوئی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
جَنّاتٌ مِنْ فِضَّةٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا
وَجَنّاتٌ مِنْ ذَهَبٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا
وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيْهِ
سَبْعُ مِائَاتٍ وَجَلَّ الْأَسَدُ الْكَبِيرُ وَأَعْلَى
وَجْهَهُ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں
ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے
دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے
اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم میں صرف کبرائی کی چادر
ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے پر ہوگی حال
ہوگی۔ (ت)

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار وابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حدثني زيد بن ابي جنت هر روز جمعہ میں مرفوعاً راوی،
فاذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى
من عليين على كرسيته ثم حفت الكرسى
بنابر صنف نور وجاء النبيون حتى
يجلسوا عليها
جب جمعہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے
کرسی پر نزول فرمائے گا پھر اس کے گرد نور کے
منبر بکھائے جائیں گے، انبیاء عظیم العقولہ
والسلام تشریف لاکر ان منبروں پر جملہ کر
ہوں گے۔ الحدیث (ت)

یہاں علیین سے اتر کر کسی پر طبقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر بھی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالى: دامنتم من في السموات كما تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر ۱/۲۴ و کتاب التوحید ۱۱۰۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الایمان
۲۔ الترغیب والترہیب فصل فی نفاہل الجنۃ الی اجم حدیث ۱۲۹ مصنف ابوبائی مصر ۵۵۳/۴
کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی نعیم اہل الجنۃ حدیث ۳۵۱۹ مستدرک الوسائل بیروت ۱۹۵/۴
الجمع الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبۃ المعارف الریاض
۳۶۷/۷
۳۔ القرآن الکریم ۶۷/۶۷

ضرب ۱۸۹: قال تعالیٰ: اِمِ امْنُكُمْ مِنْ فِی السَّماٰءِ (کیا تم اندر ہو گئے ہو اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے)۔
 ضرب ۱۹۰: احمد و ابن ماجہ و حاکم بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعاً
 راوی،

فَلَا یَزَلْ یَقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَقِّ تَنْتَهِیْ بِهَا الِی
 السَّماٰءِ الَّتِیْ فِیْہَا اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ۚ
 ضرب ۱۹۱: مسلم و ابو داؤد و نسائی و مؤید بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جباریہ میں
 راوی،

قَالَ لَهَا اَیْتُ اللّٰہُ قَالَتْ فِی السَّماٰءِ قَالَ مِنْ
 اِنَّا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَعْتَقِبْهَا
 فَانْہَا مُؤْمِنَةٌ ۚ
 لڑائی کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان
 میں۔ پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اسی نے کہا
 آپ رسول اللہ ہیں۔ تو آپ نے مانک کو فرمایا
 اس کو آزاد کر دو کیونکہ مؤمنہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۲: ابو داؤد و ترمذی باقائدہ یصح عبد اللہ بن عسمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 اِمْرَعُوا مِنْ فِی الْاَرْضِ بِرَحْمَتِکُمْ مِنْ فِی السَّماٰءِ۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، زمین والوں
 پر رحم کرو تم پر رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ (ت)
 ضرب ۱۹۳: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،
 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مجھے اس

سُـلَـمَـہُ الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ ۱۷/۶

سُـلَـمَـہُ مَسْنَدِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ مَرُوۃُ اَزْ اَبُو ہَرِیْرَہُ وَارِثُ الْفِکْرِ بَیْرُوت
 سُـلَـمَـہُ اِبْنِ مَاجَہِہُ بَابُ ذِکْرِ الْمَرْتِ وَالْاَسْتَعْدَادِ اِبْنُ اَیْمٍ سَمِیْعُ کُنِیْ کِرَاجِی ص ۳۲۵
 کُنْزُ الْعَمَالِ حَدِیث ۴۲۴۹۹ مَوْسُتَہُ الرِّسَالِ بَیْرُوت ۶۳/۱۵
 سُـلَـمَـہُ صَحِیحِ مُسْلِمٍ کِتَابُ الْمَسَاجِدِ بَابُ تَحْرِیمِ الْکَلَامِ فِی الصَّلَۃِ قَدِیْمِ کِتَابِ خَازِنِ کِرَاجِی ۲۰۴/۱
 سُـلَـمَـہُ اِبْرَادُودَ بَابُ تَشْمِیْتِ الْعَاظِیْنِ فِی الصَّلَۃِ اَفْقَابِ عَالَمِ پَرِسِ لَہُورِ ۱۳۴/۱
 سُـلَـمَـہُ جَامِعِ التِّرْمِذِی اِبوابُ الْبِرِّ وَالصَّلَۃِ اَمِیْنُ کُنِیْ کِتَابِ خَازِنِ رَشِیدِہِ دہلی ۱۴/۲
 سُـلَـمَـہُ اِبْرَادُودَ کِتَابُ الْاَدَبِ بَابُ فِی الْاَدَبِ اَفْقَابِ عَالَمِ پَرِسِ لَہُورِ ۳۱۹/۱

والذی نفسی بیدہ ما من رجل یبدعو
امرأته الی فراشها فتبانی علیه الاکانت
الذی فی السماء ساخطا علیها حتی
یرضی عنها ۱۹۴

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب
کوئی خاوند اپنی بیوی جماع کے لئے طلب کرتا ہے
اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے
بیوی پر ناراض ہوتی ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۴: ابو یعلیٰ و بزار و ابوالنعیم بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لما لقن ابراہیم فی النار قال اللهم
انت فی السماء واحد وانا فی الارض ضرب
واحد أعبدک ۱۹۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب ابراہیم
علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انھوں نے کہا
اے اللہ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین
میں ایک ہوں تیری عبادت کرتا ہوں۔ (ت)

ضرب ۱۹۵: ابو یعلیٰ وحکم و سعید بن منصور و ابن جابر و ابوالنعیم اور بیہقی کتاب الاسماء
میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی، اللہ عزوجل نے فرمایا،
یا موسیٰ لو ان السموات السبع و عامرھن
غیرک و الارضین السبع فکفة
ولا الہ الا اللہ فی کفة مالت بہن
لا الہ الا اللہ ۱۹۶

اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان میں موجود
ہر چیز میرے سوا اور سات زمینیں ایک پلٹے
میں ہوں اور دوسرے پلٹے میں لا الہ الا
اللہ ہو تو لا الہ الا اللہ والا پلٹا سب پر
بھاری ہوگا۔ (ت)

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحویم اقناہما من فراش ۱/۴۶۴
۲۔ حلیۃ الاولیاء مقدمۃ المؤلف دار الکتب العربیہ بیروت ۱/۱۹
۳۔ کنز العمال بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۳۲۲۸۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۸۴
۴۔ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابو سعید خدری موسسۃ علوم القرآن بیروت ۲/۱۳۵
۵۔ کتاب الاسماء والصفات باب الجار فی فضل الکلمۃ الباقیۃ المکتبۃ الوتریہ لاہور ۱/۱۷۵
۶۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء دار الفکر بیروت ۱/۵۲۸
۷۔ موارد النعمان حدیث ۲۲۲۴ المطبعۃ المستغنیہ ص ۵۷۷

- ضرب ۱۹۶: ہر رات آسمان دنیا پر ہونے کی حدیث گوری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔
- ضرب ۱۹۷: قال اللہ تعالیٰ:
 هو اللہ فی السموات و فی الارض یہ وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں (ت)
- ضرب ۱۹۸: قال تعالیٰ:
 ونحن اقرب الیہ من جبل النور یدیک ہم اس کی شدت رک سے زیادہ قریب ہیں (ت)
- ضرب ۱۹۹: قال تعالیٰ:
 واسجدوا اقترب بیکہ سجدہ کر اور قریب ہو۔ (ت)
- ضرب ۲۰۰: قال تعالیٰ:
 اذا سألک عبادی عنی فانی قریب بیکہ جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں (ت)
- ضرب ۲۰۱: قال تعالیٰ:
 انه سمیع قریب۔ وہ سمیع قریب ہے۔ (ت)
- ضرب ۲۰۲: قال تعالیٰ:
 و نادینہ من جانب الطور الایمن و اور ہم نے اس کو ندادی طور کی دائیں جانب سے اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے ہوئے۔ (ت)
- ضرب ۲۰۳: قال تعالیٰ:
 فلما جاءها نودی ان بورك من فی العالمین یہ جب وہاں آئے تو ندادی گئی کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں کو اللہ پاک رب العالمین ہے (ت)

۱۹/۵۰ القرآن الکریم
۱۸۶/۲
۵۲/۱۹

۳/۶ القرآن الکریم
۱۹/۹۶
۵۰/۲۳
۶/۲۷

معالم میں ہے :

راوی عن ابن عباس وسعيد بن جبیر
والحسن في قوله "يؤرك من في النار"
يعني قدس من في النار وهو الله تعالى
عني به نفسه على معني انه نادى
موسى منها واسمعه كلامه من
جهتها

ضرب ۲۰۴، قال تعالى :

وهو معكم ايضا كنتم

ضرب ۲۰۵، ميمن میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ،

يا ايها الناس اربعوا على الفسك فانكرو
لا تدعون اھم ولا غائباً انكم تدعون
سميعاً قريبا وهو معكم

اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے ،

و الذی تدعون اقرب الی احدکم
من عنق راحلة احدکم

ضرب ۲۰۶، مسلم، ابوداؤد و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

اقرب ما يكون العبد من ربه
بذو الله تعالى کے قریب ترین ہوتا ہے جب

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر النبی) آیت ۲۷/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۴۸/۳

۲۔ القرآنی اکرم ۲/۵

۳۔ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من فتح الصلوات فتیری کتب خانہ کراچی ۲۲۰/۱

صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استجاب خفض الصوت الایہ ۲۴۶/۲

۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

وہو ساجد فاکثو والد عادیلہ
ضرب ۲۰۷، دینی قربان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

قال الله تعالى انا خلفك و امامك و عن
 يمينك و عن شمالك يا موسى انا جليست
 عبدی جین ین کرف و انا معہ اذا
 دعانی یلے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ! میں تیرے پیچھے آؤں گے
 دائیں اور بائیں ہوں میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں
 جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ
 ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۸، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انا عند ظن عبدیابی و انا معہ اذا
 ذکرنی یلے
 میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ
 مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۹، مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 حدیث قدسی ہے،

عبدی انا عند ظنك بى و انا معك
 اذا ذكرنى یلے
 اے بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو
 میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں
 جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۱۰، سعید بن منصور ابوعمارہ سے مروی راوی،

- ۱۹۱/۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب یا یقال فی الركوع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی
 سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الركوع والجمود آفتاب عالم پریس لاہور
 سنن النسائی اقرب ما یکون العبد من اللہ عزوجل ترجمہ کارخانہ تجارت کتب کراچی
 ۱۹۲/۳ اللفردس بما اثر الخطاب حدیث ۲۵۳۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت
 ۱۱۰۱/۲ صحیح البخاری کتاب التوجید باب قول اللہ تعالیٰ ویخیرکم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی
 صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۲۴۲/۲ و کتاب التوبۃ ۲۵۴/۲
 ۴۹۷/۱ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب یا قال اللہ عزوجل عبدی انا عند ظنک بى و اذا ذکر

الساجد يسجد على قدمي الله تعالیٰ . لہ سجود کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔
ان آیات و احادیث سے زمین پر اور طور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے نیچے دہنے بائیں
اور ہر ذاکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شرک گردن سے زیادہ قریب ہونا
ثابت ہے۔

ضرب ۲۱۱: قال اللہ تعالیٰ: ان طهر ابعین (تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو۔ ت) یہاں کہے کو
اپنا گھر بتایا۔

ضرب ۲۱۲: معالم میں ہے مروی ہر اک قوریت محمدؐ میں لکھا ہے،
جاء اللہ تعالیٰ من سیناء و اشرف من اللہ تعالیٰ سیناء کے پہاڑ سے آیا اور ساعین کے پہاڑ
ساعین و استعلیٰ من جلال فاسان لہ سے جھانکا اور مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے بلند ہوا۔

ذکرہ تحت آیۃ بورك (اسے آیۃ بورك کے تحت ذکر کیا۔ ت)

ضرب ۲۱۳: طبرانی کبیر میں سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف
اف اجد نفس الرحمن من ہہنا و اشارہ کر کے فرمایا، بیشک میں رحمان کی خوشبو
اشامہ الی الی یہاں سے پاتا ہوں۔

ضرب ۲۱۴: مسند احمد و جامع ترمذی میں حدیث سابق ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

والذی نفس محمدؐ پیدا ہوا انکم دلیتہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ
یحییٰ الی الامم المفلح علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم سب سے پہلی زمین تک
لہبط علی اللہ عزہ جبل، ثم رسی لشکاؤ قودہ رسی اللہ تعالیٰ پر گرے گی۔ پھر

۱۷ حلیۃ الاولیاء	ترجمہ حسان بن عطیہ	دار الکتب العربیہ بیروت	۶/۴۱
۱۸ القرآن الکریم	۱۲۵/۲		
۱۹ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	تحت الاقیتہ ۲۰/۱	دار الکتب العربیہ بیروت	۲۴۸/۲
۲۰ المعجم الکبیر	حدیث ۶۳۵۸	الکتبۃ العربیۃ بیروت	۵۲/۷
کنز العمال	۲۳۹۵۱	موسسۃ الرسالہ بیروت	۵۰/۱۲

قرأ هو الاول والاخر والظاهر والباطن آپ نے ہوا الاول والاخر والظاهر والباطن
وہو کل شیء علیم وہو کل شیء علیم کو کھوت کیا۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔

ضرب فیصلہ ضرب ۲۱۵: اقول یہی آیات واحادیث ہر مجسم خبیث کی دہن و وزی اور ہر مسلم شنی کی ایمان افزوی کو پس میں اس مجسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر حمل کرتا ہے تو ان آیات و احادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا انصاف منون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض (قرآن پاک کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) دیکھ تیرے اس کہنے میں کہ "عرش پر ہے اور کہیں نہیں" کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے، اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استواء و حدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے، باب یرتزا بکنا صریح جبروت اور حکم ٹھہرا کر تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھا ہے اور مومن شنی کو ان سے بکھرا دینوں روشن راستہ ہدایت کا ملتا ہے کہ جب آیات واحادیث عرش و کعبہ و آسمان و زمین و ہر موضع و مقام کے لئے وارد ہیں تو اب تیں حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر حمل کریں اور بعض میں تغویض و تاویل یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تغویض و تاویل۔ اول تحسکم بجا و ترجیح بلا مرجع اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگا دینا ہے، اور شنی دوم قطع نظر ان قاطعہ قاطرہ دلائل زاہرہ تنزیہ الہی کے یوں بھی عقلا و عقلا ہر طرح باطل کہ مکین و احد و قتبہ واحد میں اکثہ متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو ہر جگہ ہونا اسی صورت پر بنے گا کہ ہر اک طرف ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شنیع و ناپاک اور بدہشتہ باطل کیا بات ہو گی کہ ہر نجاست کی جگہ ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے منہ، ہر مادہ کے قدم میں ہونا لازم آتا ہے۔ اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوتی ہے جیسے اس میں بھی ہو تو داخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کہ وڑوں ٹکڑے پڑے جو ف سوراخ لازم آئیں گے اور جو نیا پڑا گئے نئی دیوار اُنھے تیرے معبود کو سمٹنا پڑے ایک نیا جوف اس میں اور بڑھے اور اب استواء کے لئے عرش اور دار کے لئے

عہ لغز فیصلہ کے بھی ۲۱۵ عدد ہیں منہ

۱۹۵/۵ دار الفکر بیروت جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ الحمیدہ حدیث ۳۳۰۹
۲۷۰/۲ مسند احمد بن حنبل علی بابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت
۸۵/۲ القرآن الکریم

جنت بیت کے لئے کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لاہرم شق سوم ہی حق ہے اور آیات استواء سے ملے کر یہاں تک کوئی آیت وحدیث ان محال دیہودہ یعنی پر غول نہیں چوناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے بلکہ تفہیم عوام کے لئے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنیں اللہ کرام اور خیرا انام برحق نے کتاب الاسرار میں مشرقاً بیان فرمایا اور اُن کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

امتابہ حکل مت عند بنائو مایند کمر
الاولوالالباب ۵ والحمد للہ رب
الطین والصلوة والسلام علی
سید المرسلین محمد و آلہ و
صحابہ اجمعین، امینہ !

ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے
ہے۔ اور نصیحت نہیں ماننے مگر عقل والے اور
تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور
دروہ و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفیٰ پر اور
آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (بتنا

ساتواں تپانچہ

الحمد للہ مسئلہ عرش دروہ مکان سے فرسا پایا کر یہی رسالے کا موضوع اصل نقاب تحریر
وہابیت تنخیر کے دو حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار بات
لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

قولہ مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

الجواب

کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں
اقول ضرب ۲۱۶: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے اللہ تعالیٰ کا عرش کے صوا اور
کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگانے کو صرف تیرے نبیانی
ادما کی حاجت نظر

نجدی بے شرم شرم ہم ہمار

(بے شرم نجدی! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں، اپنے
رب کے حضور التجا کے لئے ہاتھ پھیلائے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اسی کی
خلوات سے مشابہ بنا دینے کو فقط تیری بد لکام زبان حجت نظر

مکی خود را مکان در قعر نار

(اپنا مکان جہنم بنا آگ کی گہرائی میں۔ ت)

(زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب منید العین فی حکم تقبیل الزہامین افادہ دوم صدر کتاب و غائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو) ضرب ۲۲۲، اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے۔

ما ردی عنہ سوی ولدہ دلہم لہ اس کے بیٹے و لہم کے بغیر اس سے کسی نے روایت حدیث واحد ہے نہیں کیا اور محدثین کے ہاں اس کی ایک حدیث ہے۔ (دست)

اس سے فقط جہالت میں ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول الحال مجروح تو جہالت کی حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا اثر معتدین سے روایت علی اثبات ثبوت دیکھتے علی الاول تکبیر کیا اور آپ کی جہالت کیا، آپ کا ظم تو جہل ہے جل کیا ہوگا، آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے مکان مانتے ہیں۔

ضرب ۲۲۳، ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور ان کی فنی فنی امر کے مثل نہیں ہو سکتی، اب یہیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں اسود کے لئے ایک حدیث ہے، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی، دوسری حدیث اُن سے سننی ابی داؤد میں ہے جس میں وفات لعیط بن عامر کا ذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ فقیر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلہم بن الاسود عن ابیہ عن حماد ذکر کے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں شخصی بیانات علم غیب و مشر و نشر و حوض کوثر وغیرہ بطریق مذکور عبد اللہ ابی امام کے زوائد مسند میں ہے۔

ضرب ۲۲۴، محدث صاحب! آپ نے حافظ الشان کا قول منع بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور۔

ضرب ۲۲۵، حافظ الشان سے سواد جہل و اعظم لیجے امام اجل ابو داؤد نے سننی میں حدیث مذکور اسود عامری روایت کی اور اس پر اصلاً جرح نہ فرمائی تو حسب تصریحات ائمہ حدیث صحیح یا حسن یا لا اقل صالح تو ہوئی خود امام محدوح اپنے رسالہ مکیمہ میں فرماتے ہیں،

ما لہ ذکرہ فیہ شیشا فہو صالح و جس میں کوئی علت نہ بیان کروں تو وہ حدیث

۱/۶ لہ میزان الاعتدال ترجمہ ۹۸۲ اسود بن عبد اللہ دار المعرفۃ بیروت
۲/۶ لہ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رزین العقیل لعیط بن عامر الکلب الاسلوی بیروت

بعض اصحاب میں بعض نے

درست ہوگی اور ان میں بعض سے بعض اصحاب

ہوں گی۔ (ت)

اب اپنی جہالت کبریٰ دیکھ کر اگر کوام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ جیسا بے تمیز ہے اور اگلی پایہ اعتبار سے ساقط بنائے۔
ضرب ۲۲۶ بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بغرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مجہول الحال بالاتفاق نامقبول۔ پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بتانا مردود و مخذول۔ محدث مسکین بھی احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے۔ محدث صاحب! مجہول اگر ساقط ہے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسالہ الہادی الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار تک ہونا کافی و کافی ہے بخلاف۔

ضرب ۲۲۷ یہ سب کلام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ اُن اسود کے باپ صحابی نہیں مجہول ہیں کسانص علیہ الحافظ (جیسا کہ حافظ نے اس پر نفس کی ہے۔ ت) اور اس اسود کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجود (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ ت)

قولہ اور ابن السنی کے ظل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتویٰ مذکور میں منقول ہے موصوع ہے کیونکہ اس میں عینے راوی کذاب ہے۔ یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں۔

اقول ضرب ۲۲۸ عینے تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عینے کوئی راوی ہی نہیں ہے

ولے از مغتری نتوان برآید کہ او از خود سخن می آفریند
 (افزاید از سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات بنالیتا ہے)

ضرب ۲۲۹: حکم بالوضع بے دلیل و مردود ہے۔
ضرب ۲۳۰: میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں کیا بلکہ جو بھی جھوٹ کی عادت ہے اور خاص کر کیا موقع پر ہے۔

قولہ مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا الجواب جو شخص کسی مسلمان کو بجا ثبوت شرعی فاسق یا مبتدع یا کافر کے خود کسی کا مصداق ہے۔

اقول ضرب ۲۳۱: مجاہد کسی مسلمان کو بجا ثبوت برا کتنا یہ جرم ہو اور جو ناپاک بیباک اپنی گراہی کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کے لئے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعا بر خلاف ثبوت شرعی مسلمان بنائے اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردہ کس لفظ کا مصداق ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے؟
ضرب ۲۳۲: اپنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خبر لی وہ احد اُس کی تمام ذریت اہل قریب و نجدیت اسی مرض ممک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بجا ثبوت شرعی محض بزور زبان و زور بہستان مشرک بدعتی بنائے کرتیاد ہیں قاتلہم اللہ انی یوفکون (اللہ انہیں مارے گا) کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ تادموک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعلیم کے لئے خاص کی ہیں وہ دوسروں کے لئے بجا و نادر پھر شرک کی مثالوں میں گنا دیا، کسی کی قبر پر شا میا نہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو مورچہ چیل جھنڈا، الحمد للہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کر دیا۔

ضرب ۲۳۳: یونہی تم ہی پود والے جی پڑانوں سپیانوں کے گڑھے ہو یعنی یہاں دہلوی اور اُس کے اذتاب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تعلیقہ ائمہ کو بجا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو الحمد للہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک بنے کہ کر دو کہ نیافت۔

ضرب ۲۳۴: تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فساق جتہ عین ہونا بجا ثبوت شرعی نہیں بلکہ علانہ عرب و عجم بکثرت و اکل قاہرہ سے ثابت فرما چکے سینہ ندوی سے نہ مارو تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵: جناب شیخ محمد دافع ثانی رسالہ مبدعہ و معاد میں فرماتے ہیں دہلوی کے آرزوئے آں داشت کہ وجہ پیدائش دہلوی در مذہب حنفی تا در خلف امام قزاقی فائزہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب اختیار شد

دہلوی کے آرزوئے آں داشت کہ وجہ پیدائش دہلوی در مذہب حنفی تا در خلف امام قزاقی فائزہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب اختیار شد

ترکِ قراءت میکر د و ایس ترک را از قبیل ریاضت مجاہد
می شمرد ، آخر الامر سبحان تعالیٰ بہ برکت دعایت
مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است ، حقیقت
مذہب جنفی در ترکِ قراءت ماموم ظاہر ساخت
و قراءت حکمی از قراءت حقیقی در نظربصیرت
زیبا تر نمود یلہ

اقتدار میں قراءت مذکی ، اس ترکِ قراءت کو
تکلف عموماً کرتا رہا ، بالآخر مذہب کی دعایت
کی برکت سے مقتدی کے لئے ترکِ قراءت کی حقیقت
ظاہر ہو گئی ، جبکہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب
میں منتقل ہونا الحاد ہے ، چنانچہ حقیقی قراءت
سے حکمی قراءت نظربصیرت میں خوب تر معلوم
ہوتی ۔ (ت)

یہاں حضرت محمد وح غیر مقلدوں کو صاف صاف طعہ فرما رہے ہیں ، آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق
ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سادے طلعتے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک ، پھر آپ
خاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں ۔ ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹا دیا طعہ زندقہ سے زافاسق مبتدع
رکھا ، اور اگر یہ فرمانا ہے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ طعہ قرار پائیں گے ، بلکہ
بتاؤ کہ دونوں شتوں سے کون سی شتی تمہیں پسند ہے ہنوز بس نہیں ، جب جناب شیخ ایسے ٹھہری گے
تو شاہ ولی اللہ شاہ جہ العزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ اُن کے مرید اُن کے معتقد ہیں انہیں کاپر
اولیائے جانتے ہیں ، اور جو کسی طعہ کو مسلم کے خود طعہ ہے نہ کہ امام اسلام و ولی والا مقام کہنے والا ، اور
ابھی انتہا کہاں ، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہاں بیسہ مخدومین کا شیخ مقتول اسماعیل مخدوم
ما علیہ کہ مہربا گے گا ، یہ تینوں کا مزاج تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام ، تو یہ خود طعہ و طعہ
طعہ وں کا طعہ ہوا ، اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ اُن تینوں کا تو دیگ
الحاد کی پھل کھرچنے الحادی بوتل کی نیچے کی پلمٹ تم ہوئے ، اب کہو کون سی شتی پسند رہی ، ہر شتی پر الحاد
کی آفت تمہارے ہی ماتھے گئی ۔

قولہ انہ دین و مسلمانان قرون ثلثہ سب غیر مقلد تھے ۔

اقول ضرب ۲۳۶ : معنی جھوٹ ہے ، تابعین و تبع تابعین میں تو لکھو کا مقلدین تھے ہی
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب و اکثر طلقا مقلد تھے ۔
قرون ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جانتا آپ ہی جیسے فاضل اجل کا کام ہے ، ایمان

سے کہنا قرونِ ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہو، یا نہیں، بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے۔ اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ حرام و حلال کا یہ استغناء و افتاد صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

ضرب ۲۳۷: اہل زمانہ غیر متقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ اُن کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے۔ اسی سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر عمل کرنا جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ سرامزدگی ہے غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتقلید شیطان لعین تقلید ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے، اپنے ہر خونا شخص کو سب اتباع ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے، ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر معنی پر عمل کرنا کیسی عمارت گبری ہے، یہ وہی شکل ہوئی کہ تار و رے کو تار و رے کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تھارا پیٹ بھی تار و رے ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ وہ جرجیر یعنی حرکت کرتا ہے تو تھاری دائرہ میں بھی جرجیر ہوتی کہ اُسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

ضرب ۲۳۸: اگر بفرض باطل لفظ غیر متقلدین "ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں، ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تنہا مذموم باقی ہیں تو اب حکمِ مذمت میں قید و تنہیں کی ضرورت نہیں ہر عامل کے نزدیک حکم انہیں موجود ہی کہنے ہوا کہ اسے مان گئے والا یا مسکا بر سر کش ہے یا مسکین بار کش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر شخص جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یود، صہیونی کے نصاریٰ کہہ دیں تو یہ قیام تھے مومنین تھے تم نے سب کو کا ذکر کیا تو یہ معترضی انہیں دو حال سے خالی نہیں یا حرام زادہ شریر ہے یا نر مسکین۔

قولہ تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

اقول ضرب ۲۳۹: سخت بھڑنے ہو بلکہ تقلید واجب شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کیا زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالیٰ:

فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون لہ
وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ہاں تمہارے طاقتور گمراہ کی غیر متکدی بہت فوریہ لحدت ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے بارہویں صدی میں نکال دیکھو سر اعلیٰ نے مکہ معظمہ شیخ العلماء حضرت سید احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدرر السنیہ فی السیاحۃ علی الوہابہ۔

بعد المائتين ظهروا بينهم التمدد في التبعيد بين
بايعانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب
مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في
ذلك الزمان

یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذہب کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کہ کمر ہی کوئی شخص تھا جو ایک امام معینی پر اعتماد نہ کرتا ہو اور یہی واجب تھا اس زمانے میں ۔

قولہ اور جو بات امرِ دین میں بعدِ فردینِ شہ کے ایجاد ہوئی بالافتقارِ بدعت ہے وکل بدعتہ ضلالتہ۔

اقول ضرب ۱۲۴۱، جیسی تھاری غیر متعلیٰ کہیں چھوڑا، جویں قرن میں قرن الشیطان کے بیٹے سے نکلے۔

ضرب ۲۴۲: شیر کے بچہ میں ڈکرائے دام بیل اپنی موت اپنے منہ لگتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرتا ہوتا دوسرے کہ قرونِ ثلثہ میں کسی نے مانا، تو تیرا قول چترانزول تیرے ہی منہ سے بدعتِ ضلالت و فی النار اور تو بدعتی گمراہ مستحقِ تار ہے۔

ضرب ۲۴۳ اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرونِ ثلثہ میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت

۱۹۴۹ء سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدوریۃ قیم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۹۹ء
۱۹۴۹ء رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ باب حکایت حال انسان قبل المائۃ الرابعة مکتبہ دار الشفقتہ تنہا لہرک

ضلالت ہے۔

ضرب ۲۴۴: صفات الہیہ میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اُس کی قدرت، اُس کے سمیع، اُس کی بصیرت، اُس کی مالکیت، اُس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ قرونِ ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا یہ بھی تیری گمراہی و بد مذہبی ہے۔

ضرب ۲۴۵: استواء کے وہ تین معنی کہنا اور اُن کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرونِ ثلثہ میں کس کا قول تھا، یہ بھی تیری ضلالت و بد دینی ہے۔

ضرب ۲۴۶: فضائلِ اعمال کے ثبوت کو حدیثِ صحیح میں منحصر کر دینا قرونِ ثلثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بدعتِ جبارت و بد زبانی ہے۔

ضرب ۲۴۷: بدعت کے یہ معنی لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے حادث ہوئی اور اُسے بالاتفاق بدعتِ ضلالت کہنا اُمتِ مبرورہ پر اقرار ہے، اُس کی تحقیق علامہ ابلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرما چکے، وہ بحث دیکھ کر دفترِ طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابلِ خطاب، مگر مدعی اپنے اس دعویٰ اطلاق پر اُمت کا اتفاق مستند معتد سے دکھائے ورنہ اپنی جہالت و ضلالت کا آپ سر کھائے۔

قولہ مفتی بریلی جو تقلید کو امرِ دینی کہتا ہے یقینی جہل ہے اور اُس کے فتوے کے مطابق اس کے دیکھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کہنا ہوا ظاہر افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تمنائے کے دیکھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا ہے۔

شادوم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی	لجے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے
گرمشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد	اگر چہ میری مشیتِ خاک بھی برباد ہو گئی
نعموذا اللہ من هفواتہ	اللہ تعالیٰ اس کی بیہودہ باتوں سے بچائے۔ (ت)

اقول ضرب ۲۴۹: ۱۔

چوں حسد اغواہ کہ پردہ کس درویش اندر طعنہ پاکانِ قد
(جب اللہ تمنائے کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک درویش پر طعنہ میں اٹھ مشغول کر دیتا ہے۔ یہ)
مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظ جہل کے مستحق معاذ اللہ علامہ ابلسنت ہیں یا یہ بد دین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا

جسمانی جانتا اس کی قدرت و سمیع و بصیر و خالقیت و مالکیت وغیرہ کو محیط نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرار خود
و رقابت رکھتا ہے حیاء ابا اللہ وہ جہتہ مع ہیں یا اس و ہا یہ کے لئے پٹے کا پرانا گرو گھنٹا شیخ مقتول اسماعیل
مخندہ دل جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ النکوبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ تصنیف ہوا
اور علمائے عرب و عجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طہیبی نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا یہاں اسے یہ
دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ جہتہ مع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہنے جو نہ مطلق
تقلید بلکہ دوسری کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

ضرب ۲۵۰ اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی
کو ایسا سخت ضروری و مهم تر امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت
اوپر گزری۔ اور سنی کے صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنے اور روایت بھی کیسی کہ
خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتویٰ تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف
اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور کہ النیات میں اشارہ
کیا جائے، اور اس پر بھی اللہ فتویٰ نے فتویٰ دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے
مشہور نہیں اس حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے، اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی
ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے۔ مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

مخدوم! احادیث نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام
در باب جواز اشارت سبباً بہ بسیار وارد شدہ
اند و بعضی از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں
باب آئمہ و انجہ امام محمد کفرہ کان من سول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیروہ نصنم
کما یصنم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثم قال هذا قولہ و
قول ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما از روایات فرادر صحت
ما معتقدہ ان را نمی رسد کہ بمقتضای
احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمایم
اسے ہمارے مخدوم! تشہد میں شہادت کی
انگی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور
بعض حنفی حضرات کی اس بارے میں روایات فقہیہ بھی
آئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انھوں
نے فرمایا میرا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے
جو ہم مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں
کرنا چاہتے کہ اشارہ کرنے کی جرأت کریں،

اگر گویند کہ علمائے حنفیہ پر جواز اشارت نیز
فتویٰ دادہ اند گویم ترجیح عدم جواز راست
ملفوظات

اب جند جمی کہ خبریں کئے اور تقریر سابق بھی یاد رکھے کہ اُن کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور سنا نہ گئے
شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی گئے اور بلا پس ہر تینوں کو جانے دو وہ سب میں چیتے استیعیل
جو گئے اور اُن کے صدقے گیموں کے گھن اور تمہارے سب طاغی و اسے جہنم بدعت و ضلالت کے قعر میں
سینے ، افسوس کہ اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیاں کیا اس کچی پینڈی نے اپنے سفر و دستار خان
کا نقصان کیا ، استیعیل اور سارے طاغی مرد و ذلیل کو بدعتی گراہ جہنم مان لینا ان کے ویچے ناز پڑنے
کو جائز کر دیا ہے

شاد م کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
خجستہ خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے ، اگر پھر ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ دل نہیں ہوتے
نعوذ باللہ من هفواته وهنات استعیل
وهناته سب اف اعود بك صنف
هنات الشیطن و اعود بك امن
یحضرون و اعود عونا ان
الحمد لله سب الطمین
والصلوة والسلام علی سیدنا
المرسلین سیدنا محمد و آلہ
واصحابہ اجمعین ، آمین !

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے لغویات
اور استیعیل کی دوسوہ انگیزیوں اور پامشوشدم
باتوں سے ۔ اسے میرے رب ! میں تیری پناہ
چاہتا ہوں شیطان کی دوسوہ انگیزیوں سے
اور تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کی عارضی
اور ہماری آخری بات یہ ہے تمام حدیں اللہ تعالیٰ
رب العالمین کیلئے ہیں اور صلوة و سلام ہر دونوں
کے سردار ہمارے آقا محمد اور ان کی آل و اصحاب
سب پر ، آمین ! (ت)

الحمد لله کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور و السور و ماو مبارک ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ہجریہ
قدسید علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمیدہ کو باوصف کثرت کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مبارکہ میں
سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل مجلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قواعد القہار علی السجۃ الفجار

۱۰ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۱۲ مطبوعہ نیشنل پبلشرز کتب خانہ / ۱۴۴۸ھ تا ۱۴۵۱ھ

نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی مستانگائی ہوتی کتابوں کی عبارتیں پیش کر دی گامد و دھاتی خوشرب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، تو نہی کتاب العلوم مضرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالفت کی اس قدر جاریہ تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن معدود وسطوں پر دھاتی سو کیا کم ہیں، و بالله التوفیق، واللہ سبحنہ و تعالیٰ الہادی الی سراء الطریق و صل اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد و آلہ و بارک وسلم، آمین!

مسئلہ ۵۲ از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام مسئلہ مولوی اکبر حسینی خاں رامپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۹ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ

مکرمی خدمت خدایان حضرت میں عرض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ چیز نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ نفا ہے، اور اختلاف میل و نہار سب حرکت ارض ہے، اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جس طرح مقناطیس۔ امید کہ کوئی قوی دلیل عقل و نقل و وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

الجواب

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے، تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صد ہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا بسترہ چیز پھر رب العزت کا اُسے جدا جدا کرنا پھیلانا، سات پر ت بنانا، اس کا چھت ہونا، اس کا نہایت مضبوط بنانا، مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اُسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا، روز قیامت اُس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرایا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ سپید ہونا وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ اُن کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جا بجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہم کو نظر آ رہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آ سکتے، یہ جو ہیں دکھائی دیتا ہے کہ بخار ہے۔ ان نصراتیوں اور ان یونانیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیت کریمہ کافی ہے کہ:

الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک

المنجیہ

تقریر

بتانے والا جو قرار ہے وہ تو زمانا جائے اور دل کے اندر سے کچھ کے اندر سے جو انگلیں دوڑاتے ہیں وہ سُنی جاتیں۔ اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بائبل جو اب نصاریٰ کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے۔ رقی دلیل عقل، ذرا انصاف درکار۔ اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں انگلیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کچھ یہ معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ بڑی دھوکا کی ٹٹی ہے اس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے، اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان اٹھ کر دین و دنیا کچھ قائم نہ رہیں گے خدا یہ کا مذہب آجائے گا، دلائل و قواۃ الا بائبلہ العلیٰ العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مرسلہ اللہ دیا شاعر

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

... میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سترہ صفات لایزال ہے اور اس کو زوال نہیں جس پر انہوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اس واسطے تم جھوٹے ہو۔ آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتویٰ حایت فرمائیں میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انہوں نے مجھے غرتے بھی دئے، اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتوؤں کو جمع کر کے چھپوا دوں چونکہ آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہیں آپ کی ذات بابرکات پر بڑا افتخار ناز ہے۔

الجواب

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّكَ مِنَ الْآوَلَىٰ ۖ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنِزْلِ الْغُلَاقِ ۚ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنُزُلِ الْغُلَاقِ ۚ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنُزُلِ الْغُلَاقِ ۚ
یہاں کسی مل مسلم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت و انتقال غلطی ہے، نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا کہ

۴۳ القرآن الکریم ۳/۹۳

۱۴/۶۰ القرآن الکریم

تصدیق وعدہ النہد کے لئے جو ایک آن کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو طریاق موت ہو کر معاً
حیات حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کے لئے نہ ہوئی بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں
حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوامی مراد ہوگی بلاشبہ اُس تصدیق وعدہ کے بعد سب
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ابدیت ذات حاصل ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون ۱؎ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں
زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
ان الله حرم علی الامر من ان تاحلل
اجساد الانبیاء فمنسی الله حی یرتقی ۲؎
بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ
وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چاٹے اللہ کا نبی
زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے (ت)
یا وصفت قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی قبیح بلکہ کفر صریح پر عمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ اعلم
مسئلہ از راہن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب
۶ جادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

گیارہویں کے لئے آپ کیا فرماتے ہیں، گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا
ہے یا آٹھ دن فاتحہ دلانے سے بزرگوں کے دن کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

مجر بان حسدا کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا بیشک جائز ہے حدیث میں،
کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی
قبور شہداء اُحد علی س اس کل حول ۳؎
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام
پر شہداء اُحد کی قبروں پر تشریف لاتے تھے (ت)
شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اس اولیائے کرام کے لئے مستند مانا اور
شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا،

۱؎ شرح الصدور باب احوال المرقی فی قبرہم الخ خلافت اکبریٰ منکرہ سوات ص ۷۸
مسند ابی یعلیٰ حدیث ۳۴۱۲ موسستہ علوم القرآن بیروت ۳۷۹/۲
۲؎ سنن ابن ماجہ ابواب ما جاز فی الجنائز باب ذکر وفاتہ الخ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۱۹
۳؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۲۴/۱۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۷۰/۱۳

ازینجا سبست حفظ احکام اس مشائخ زک
گیارہویں شریف کی تعمین بھی اسی باب سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب کریں ایسا ہی
ثواب ہوگا، ان اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از بریسال ڈاکٹر تھرگنج محلہ کٹر لکھی مکان غشی عبد الحکیم مدرسہ محمد حسن صاحب

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

آنانی ملک ماہر اسے چند کلام نزع برقع اند
اولا مابین علمائے چند فریق مشدہ اند یک
دیگر سے راویانی گویند و در پیش آں
صلوٰۃ خوانی مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت
و بابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و
فاتحہ و تسبیح و تهلیل و عرس کردن این سب
امور را حسہ ام گویند و انجا افعال
کنندہ را بدعتی گویند و در پیش این جماعت
را نماز نمی خوانند و این ہر دو جماعت ہمسال فساد
می کنند لکن کیفیت و بابی و سستی چیست معلوم اند

الجواب

دیں دیار منکران میلاد خوانی و زیارت قبور و
فاتحہ و تسبیح و تهلیل حبشہ و بابیہ و باشند
و ہمنای منکران نفس عسرس۔ اما عرسیکہ
مشکل برقص باشد خود تار و است نماز
پس و بابیہ جائز نیست۔ در فتح القدر است
مدی محمد بن ابی حنیفہ و ابی یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوٰۃ خلف
اہل الاہواء لا تجوز

اس ملک میں میلاد خوانی، زیارت قبور، فاتحہ اور
تسبیح و تهلیل کا منکر وہابیوں کے سوا کوئی نہیں
یونہی نفس عسرس کا منکر بھی اہی کے علاوہ کوئی نہیں۔
وہاب قص پر مشتمل عرس تو وہ خود ناجائز ہے۔ وہابیوں
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ فتح القدر میں ہے،
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ بیشک بد مذہبوں
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

سہ جماعت ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد پاکستان ص ۵۸
فتح القدر کتاب الصلوٰۃ باب الامارۃ مکتبہ خیرہ رضویہ سکٹر
۲۰۳/۱

انکار امور مذکورہ شعار و پاسیہ راست بچیاں
استعداد از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام و یا رسول اللہ و یا علی گفتی را شرک
می گویند و خلاصہ مذہب ایشان آنست کہ
انام آنها در تقویۃ الایمان گفت کہ حسبہ خدا
بیچ کس را قاتل مباشش و مصطفیٰ صل اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم را خود ہمیں بزرگی داشت چنانکہ
برادر کلاں را بر برادر خود و ازین قسم بسیار
سخننای گستاخی بانبیاء و اولیاء خود حضور
سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چادر یہ است
حاصل مذہب این خبیث آنست کہ حضرت
مولوی قدس سرہ در ثنوی شریف فرمودہ
ہمسرک با انبیاء برداشتند
اولیاء را بگو خود پنداشتند
واللہ تعالیٰ اعلم۔

امور مذکورہ کا انکار و باجیہ راست بچیاں
اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
سے مدد مانگنے اور یا رسول اللہ اور یا علی کہنے کو
شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کا خلاصہ
وہ ہے جو ان کے نام نے تقویۃ الایمان میں کہا کہ
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قاتل مت ہو اور محمد
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خود پر صرف
اتنی بڑائی دیتے ہیں جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے
بھائی پر ہے۔ اسی قسم کی بہت سی گستاخانہ
باتیں نبیوں، ولیوں اور خود حضور سید الانبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کرتے ہیں
ان خبیثوں کے مذہب کا حاصل وہ ہے جو
حضرت مولوی (مولانا دوم) قدس سرہ نے ثنوی
شریف میں فرمایا ہے انھوں نے نبیوں کے ساتھ
برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا اور اولیاء اللہ کو اپنے
جیسا سمجھ لیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مجلد ۲۶ از غرث سندھین بلوچستان رسالہ زوہد ملیشیدہ مرسلہ مستری احمد الدین

۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

- (۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے؟
- (۲) گیارہویں حضرت میراجی پر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرنی کیسی ہے؟
- (۳) کھانا آگے رکھ کر؟ تھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۴) اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا، آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے؟

مطبع طبعی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۱
ترجمہ انتشارات اسلامی لاہور و فزول ص ۵۸

الفصل الثانی مس
حکایت عروہ بقال الخ
لہ تقویۃ الایمان
لہ ثنوی معنوی

(۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کرنا کس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ہر دو طریق پر میت کا استسقاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً الظهر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ہمیشہ سوال

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو کہ منکراتِ شریعہ سے خالی ہو جائز ہے مگر اس کے لئے قیام کرنا اور اس اعتقاد کے ساتھ نوافل پڑھنا یا نہ پڑھنا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر طیشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست۔

(۲) نذر دہان پر روحِ غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کی روح پاک کی نذر دینی اگر خالصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو اور سرکارِ غوثِ پاک کی روح مقدس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے لیکن اگر نذر کرتے وقت خاص پیران پر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دے تو جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے۔

(۳) کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کھانا کھا کر غارِ باغ ہونے کے بعد دعا کی جائے کیونکہ کھانے کا حق مقدم ہے لیکن جو بعض شہروں میں مروج ہے کہ طلباء اور ملاؤں کو حج کرتے ہیں وہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور تسبیح و

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منکراتِ شریعہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن و دست بردن نافت بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر طیشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست۔

(۲) نذر دہان پر روحِ غوثِ اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصاً وجہ اللہ از برائے ایصالِ ثواب پر روح مقدس شاں سے باشد جائز بلکہ حسن است لیکن اگر در وقت نذر کردن خاص تم پیران پر علیہ الرحمہ ذکر کنند و نام خداوند تعالیٰ ترک کنند چنانچہ عادتِ جاہل ست پس ناجائز بلکہ خوفِ کفر ہست۔

(۳) دعا کردن در وقت حضور طعام جائز ہست لیکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناول طعام کردہ شود زیرا کہ حق طعام سابق ہست لیکن آنکہ در بعضی شہر با مروج ہست کہ طلبہ و حقان راجع می کنند و برایشان ختم

قرآن شریف وسیع وسیع کی گنتی و بعضی آں
ایٹاں رانان و پیسہ ہائی و ہند ناجائز ہست
ختم کنندگان را اگر حق خلوس و خوردنی طعام حرام
ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود
چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحوالہ
در شامی مذکور ہست۔

(۳۴) یا رسول اللہ گفتی ما سوائے از مواضع
بے ادبی در ہر وقت جائز ہست مگر حاضر
و انستہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم مخالف عقیدۃ اہلسنت و جماعت
ہست صحیح نیست بلکہ درود شریف یا سلام
بخود پیش کردہ سے شود بر رواج پاک آئینہ
علیہ السلام در مدینہ منورہ نہ آنکہ سید الانبیاء
از براہیچہ او حاضر سے شود، چنانچہ در حدیث
نسائی شریف وارد شدہ ہست قال
علیہ السلام ان صلواتکم تبلیغنی
حیث کنتم، نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ

(۳۴) یا رسول اللہ کہندے ادبی کی جگہوں کے
سوا ہر وقت جائز ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننا عقیدۃ اہلسنت و جماعت
کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے بلکہ درود شریف
یا سلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی روح پاک کو غور مدینہ منورہ میں پیش کیا جاتا ہے
یوں نہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم اس کے لئے خود حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ
نسائی شریف کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک
تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

فتا و انتہائی کوشش کے بعد بھی نسائی شریف میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں ملی سکی
البتہ ان الفاظ کے قریب قریب مجموعہ کبیر و سند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث ملی ہے،
حیثما کنتم فصلوا علی فان صلواتکم تبلیغنی۔

نذیر احمد سعیدی

لے الجمع الکبیر حدیث ۲۷۲۹ مکتبۃ القیصر بیروت
سند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ مکتبۃ الاسلامیہ
۸۲/۳ ۲۶۹/۲

تعالیٰ علیہ وسلم را عالم الغیب گفتی
ناجائز هست، چنانچہ علامہ علی قاری
در شرح فقہ الکبر تصریح میکند شتم
اعلم انہ الانبیاء علیہم السلام
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما
علمہم اللہ احیاناً و ذکر
الحنفیۃ صریحاً بالتکفیر باعتقاد انہ
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ
قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا
اللہ۔

(۵) سفر کردن از برائے زیارت قبور جائز
ہست از بہت اطلاق قولہ علیہ السلام
كنت نہیتکم عن زیارۃ القبور
فہو رد و کشا و انچہ بعض علماء مشل
ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر
کر وہ اند بایں حدیث لا تشدوا الرجال
الا الخبثۃ صاحب الخبث
غلط ہست، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ و راجع

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
عالم الغیب کہنا ناجائز ہے۔ چنانچہ علامہ علی قاری
علیہ الرحمہ شرح فقہ الکبر میں تصریح کرتے ہیں، پھر
قویان نے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام غیب اشیا کو نہیں جانتے سوائے
ان چیزوں کے جن کا علم انھیں اللہ تعالیٰ
کبھی کبھار عطا فرماتا ہے۔ اور حنفیہ نے اسکی
تکفیر کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ وہ یہ عقیدہ
رکھتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب
جانتے ہیں اس لئے کہ ان کا یہ اعتقاد اللہ
تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخالف ہے،
اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ
فرمادیں کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے
وہ غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔
(۵) زیارت قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے
اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد مطلق ہے، میں تمہیں قبور کی
زیارت سے منع کیا کرتا تھا قراب انکی زیارت
کیا کرو؟ ابن تیمیہ وغیرہ بعض علماء کا منع سفر
بر اس حدیث سے استدلال کرنا غلط ہے کہ
”کجا سے مت باندھو مگر صرف تین مسجدوں
کی طرف“۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم

لے منہ الروض الا زہر شرح الفقہ الکبر حکم تصدیق الکتابین بایہ خبر من الغیب معین البانی مصر ص ۱۵۱
لے صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذباب الی زیارۃ القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۴
لے کتاب المساجد باب فضل المساجد اثلا ۲۳۷

میں قریب و ذہب بعض العلماء الی الامتدلال
 بهذا الحديث في المنع من
 الرحلة لزيارة المشاهد و قبور العلماء
 والصلحاء و عائبین فی الامر
 ليس كذلك بل الزيارة مأمورة بها
 قال صلى الله تعالى عليه و سلم
 كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا
 لکی بوسه و ادن و طواف کردن قبر و
 عرس و غیرہ ہر ناجائز و حرام ہست نیز مخالف است از
 آداب و طریقہ زیارت کردن ، چنانچہ
 امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیائی قند مودند
 و آداب الزیارة ان لا یقصور
 مستقبل القبر مستند بر القبلة و
 لا یقبلہ و لا ینحني لک الزبلکہ در
 انحاء و سجدہ کردن خوف کھنہ
 ست ۔

(۶) استقاط کردن بر طریق معروف اگرچہ
 در قرون ثلثہ بریں طسریق جاری نبود لیکن
 علماء فقہ در کتب ہائے خود نقل کرده ہست
 و از نصوص و آثار صحابہ این حکم را مستنبط
 کردہ اند چنانچہ علامہ ابن العابدین شامی
 دریں مسئلہ رسالہ مستقل چاپ کردہ ہست

میں فرماتے ہیں ، بعض علما نے اس حدیث سے اس
 بات پر استدلال کیا ہے کہ علماء و صلحاء کی قبور اور
 مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا منع ہے
 اور میرے لئے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ معاملہ
 اس طرح نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو
 اب انکی زیارت کیا کرو۔ لیکن قبر کو بوسہ دینا
 طواف کرنا اور عرس و غیرہ سب ناجائز و حرام ہے
 اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے
 خلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم
 میں فرماتے ہیں ، زیارت کے آداب یہ ہیں کہ قبر کی
 طرف منکر کے اور قبیلہ کی طرف منہ
 پٹہ کر کے مت کھڑا ہو اور نہ قبر کو چومے اور نہ ہی
 اس کے لئے ٹھکراؤ بلکہ قبر کے لئے چمکے اور سجدہ
 کرنے میں کفر کا خوف ہے۔

(۷) رواج طریقہ پر حیلہ استقاط کرنا اگرچہ
 قرون ثلثہ میں اس طور پر جاری نہ تھا مگر علماء
 فقہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے اور
 نصوص و آثار صحابہ سے اس حکم کو مستنبط
 کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن العابدین صاحب شامی
 نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ شائع

و ثابت کردہ ہست کہ استعاذ میت جائز ہست
و در نقل جہادت ائی رسالہ بسیار طولی لازم
میشود ازیں وجہ ترک کردم۔

(۷) در عدد رکعات نماز جمعہ اختلاف علماء ہست
بعضے میگویند کہ بعد از فرض چہر شش رکعات سنت
ہست و چہار رکعت فرض احتیاطی را منع می کنند
چنانچہ صاحب بحر الرائق در کتاب خود تصریح کرده ہست
بر منع و میگوید و منشاء جہلہم صلوة
الاربع بعد الجمعة بنية الظهر
والما وضعا بعض المتحررين عند
الشك في صحة الجمعة بسبب
سرواية عدم تعددها في مصدر واحد
ولست هذه السرواية بالمختارة و
ليس هذا القول اعنف اختيار
صلوة الاربع بعد ما مرويا عن
ابي حنيفة وصاحبيه حتى وقع
في افقیت مرارا بعدم صلواتها
خوفا على اعتقاد الجہلة بانها
الفرض وان الجمعة
ليست بفرض بل الزا پس از
قول صاحب بحر الرائق مطلقا منع
کردن معلوم میشود و بعض علماء

کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ میت کے لئے جملہ استعاذ
جائز ہے۔ چونکہ اس رسالہ کی عبارات کو نقل
کرنے میں بہت زیادہ طوالت لازم آتی ہے
اس لئے میں نے ان عبارات کو ترک کر دیا ہے۔
(۸) نماز جمعہ کی رکعتوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف
ہے بعض کہتے ہیں کہ فرض جمعہ کے بعد چہر رکعتیں
سنت ہیں اور چار رکعت فرض احتیاطی (احتیاط
الظہر) سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب
بحر الرائق اپنی کتاب میں ممانعت پر تصریح فرماتے
ہوئے کہتے ہیں کہ فرضیت جمعہ کے منکرین کی جماعت
کا خشا ر جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چار رکعتیں
نماز پڑھنا ہے جس کو بعض متاخرین نے صحبت جمعہ
میں شک کی بنیاد پر وضع کیا ہے، اور اس شک کا
سبب ایک شہر میں تعدد جمعات کے عدم جواز
والی روایت ہے حالانکہ یہ روایت مختار نہیں
اور نہ ہی یہ قول یعنی جمعہ کے بعد چار رکعتیں
احتیاط الظہر پڑھنے کا مختار ہونا امام ابو حنیفہ اور
ان کے صاحبین سے مروی ہے حتیٰ کہ میرے
لئے ایسے واقع ہوا کہ میں نے بار بار ان چار
رکعتوں کے عدم جواز کا فتویٰ دیا اس بات کا
خوف کرتے ہوئے کہ جاہل لوگ ان چار رکعتوں
کو فرض سمجھ لیں گے اور جمعہ کو فرض نہیں سمجھیں گے الا
صاحب بحر الرائق کے قول سے تو مطلقا ممانعت

مسیکویہ کہ بہت سے اس ہست کہ بعد
از جمعہ و از روزہ رکعات گزارده شود
چهار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف ہست
چنانچہ صاحب شامی تو شتر ہست و نقل
المقدسی عن الحیث محل موضع وقم الشك
فك كونه معترًا ينطبق لهم ان يحصلوا
بعد الجمعة امر بغاية الظهور
احتیاطاً الا ان تزد بنده مختار اس ہست
کہ قول صاحب بخرارائی محل کردہ شود بر عوام
الناس و علم الناس را فتوی دادہ نہ شود
بر گزاردی فرض احتیاطی زیرا کہ ایشان را ضرور
تردد واقع میشود در فرضیت جمعہ و قول صاحب شامی
محمل ہست بر خواص از اس وجہ کہ ایشان واقف
ہست از احوال نیت و اصل خلاف پس واقع
نمی شود ایشان را تردد در فرضیت جمعہ و
و دلیل گرفته ام بقول مقدسی حیث قال نحن
لانا ضرب ذلك المثال هذه العوام بل
ندل عليه المتواضع الا حاصل آنکہ
فرض احتیاطی در حق عوام الناس امر نکردہ
شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام
علیکم و علی من لدیکم هذا ما وضعی۔ واللہ
تعالی اعلم بالصواب۔

معلوم ہوتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں بہتر یہ ہے
کہ جمعہ کے بعد بارہ رکعتیں ادا کی جائیں، چہار
رکعتیں احتیاطی فرض جیسا کہ معروف ہے، چنانچہ
صاحب شامی نے لکھا ہے کہ مقدسی نے حیث سے
نقل کیا جس جگہ کہ شہسوار نے میں شک ہو
وہاں لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں
فرض احتیاطی بنیت ظہر پڑھیں، لیکن بندہ کے
نزدیک مختاریہ ہے کہ صاحب بخرارائی کے قول
کو عوام الناس پر محمول کیا جائے گا چنانچہ عوام الناس
کو فرض احتیاطی پڑھنے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا
کیونکہ ان کو ضرور جمعہ کی فرضیت میں تردد واقع ہوگا
اور صاحب شامی کے قول کو خواص پر محمول کیا جائیگا
اس لئے کہ وہ نیت کے احوال اور اصل خلاف سے
واقف ہیں لہذا ان کو فرضیت جمعہ میں کوئی تردد نہ ہوگا
میں نے مقدسی کے قول سے دلیل پکڑی ہے جہاں
انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے احکام کا عوام کو حکم
نہیں دیتے بلکہ ان پر خواص کی رہنمائی کرتے ہیں۔
خلاصہ یہ کہ فرض احتیاطی کا عوام کو حکم نہیں دیا جائیگا
بلکہ یہ خواص کے لئے بہتر ہے، فقط۔ تم پر اور
ان پر جو تمہارے پاس ہیں سلام ہو۔ یہ وہ ہے جو
مجھے تمہارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ درست بات کو
خوب جانتا ہے۔ (ت)

محرمہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابی مولوی سید محمد صدیق الحسن زادہ ساکن دیوبند محرمہ ۳۳ و رمضان

سہ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الحجۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۴۲

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ واستغفار
 ہذا رسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں، یہ مولوی صاحب جنہوں نے جواب استغفار ہذا تحریر فرمایا ہے
 تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو انہوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحسیر
 فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز
 ہو جاتی ہے؟

الجواب

بعد مراسم سنت، وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکي برتی گئی ہے پھر بھی ان سے توہیب کی جھلک
 پیدا ہے آپ نے حبیب کا دیوبند میں تعلیم پانا نکال دیا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط جواب
 دے جب بھی کافر تو نہ ہو گا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جن کی نسبت علمائے حرمین شریفین بالاتفاق
 تحریر فرمایا ہے کہ،

من شك في عذابه وكفره فقد كفر به
 جو ان کے احوال پر مطلع ہو کر ان کے عذاب اور
 کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہیے کہ رشید محمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نافر تو ہیں اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد
 ابیشی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں پر ایمان قاطع و تحذیرات اس
 و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین
 نے جو فتوے دئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ ان فتووں سے اپنی نادانگی ظاہر
 کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منکالیجے اور دکھائیے اگر بیشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک
 علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہو گا کہ دیوبندیت کا اُس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے
 حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ،

من شك في عذابه وكفره فقد
 كفر به
 جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ
 بھی کافر ہے۔ (نتیجہ)

اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا و کفار علما نے دیں و اکابر مسلمین تجا نے وہ کیونکر مسلمان۔ پھر مسئلہ عرس و فاتحہ و قرمی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۶۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ برادر دینی و یقینی مولوی محمد فاروق صاحب سزا

الجواب

بعد تحقیق مستند، اس وقت آپ کا خط تلاش کیا، نہ ملے، معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا، ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے شاہ صاحب موصوف اور ان کے آپ و جد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اس پر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اُس عرس شریف میں ہے جو منکرات شریف سے خالی ہو۔ اس میں غیر کے سوا کیا ہے، اور خیر کا بعینہ منقول ہوتا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ملے ہو یا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام غیر ہے لہذا کیا جائے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب قرأتنا ہے، مگر حد اس کی تعمیر اور ان میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور ان میں ماباندہ و سالانہ امتحان اور اس میں کامیابوں کے نمبر اور ان پر انعام اور کتابیں چھاپنا، کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں انھیں ہاتھ لگی، پر نہی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے فرض و واجب نفقہ کا کوٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا، بچوں کو دغا، فقط۔

مسئلہ ۶۴ از عدد سہ اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم

مدد سہ مذکور ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

مزایم برگناہم لازم آمد پس آنگہ رعتش نہ باہم آمد

جو گفتی خطا سے یا صوابم لبسا اسرار اینجا باہم آمد

(میرے گناہ پر مجھے سزا ملنا لازم ہے، تو اس وقت اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت مہیا نہ ہوئی)

اسے مفتی ایسا میں نے غلط کہا یا درست کہا، بہت سے راڈ اس جگہ حاصل ہوئے ہیں۔

الجواب

- ۱۔ مسلمان راسخ لازم کہ کر دست کہ قول اعتزالی غلام آمد
- ۲۔ وگر یا بد سزا کامل نیاید کہ عفو جس بہر مومن لازم آمد
- ۳۔ وگر بالفرض از دھیزے نہ بخشد ز نقصان رحمتش خود سالم آمد
- ۴۔ کہ رحم من یشاء لاکل شئہ یعذب من یشاء ہم فتايم آمد
- ۵۔ بد نیا رحمتش بر جلد عام ست بعقبہ جناس حفظ سلم آمد
- ۶۔ ثوابش بہر مومن مفتی یکست عذابش بہر کائنات دائم آمد
- ۷۔ برائے ہر صفت منظر بکار ست کہ او ذود انتقام و رحیم آمد

واللہ تعالیٰ اعلم

- ۱۔ مسلمان کے لئے سزا کس نے لازم کی ہے کہ یہ تو ظالم معتزل کا قول ہے۔
- ۲۔ اور اگر اس نے سزا پائی تو بھی کامل سزا پائے گا۔ کیونکہ مومن کیلئے عفو اللہ تعالیٰ کے لئے لازم ہے۔

- ۳۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ نے مومن کی خطا سزا نہ فرمائے تو بھی اس کی رحمت نقصان سے میرا ہے۔

- ۴۔ کیونکہ وہ جس پر چاہے رحم فرماتا ہے نہ کہ ہر فرد پر، جس کو چاہے عذاب دیتا ہے (یہ حکم بھی قائم ہے۔

- ۵۔ دنیا میں اس کی رحمت سب کو عام ہے، آخرت میں خاص مسلمان کا حصہ ہے۔
- ۶۔ مومن کے لئے اس کے ثواب کی انتہا نہیں ہے، کافر کے لئے اس کا عذاب دائمی ہے۔

- ۷۔ اس کی ہر صفت کا کوئی منظر ہے، کیونکہ وہ انتقام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مشہور حکمہ از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مورخہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ
میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت قطعاً قیام کرنا کہاں سے

ثابت ہے ؟

الجواب

مجلس میلاد مبارک و قیام کا ثبوت ہزاروں بار دے دیا، اور اب اجماع یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہاں ثبوت آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ شیعہ احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد حضرت محقق الدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ میں ہے :

یا من وفقنا لتحقيق العقائد الاسلامیۃ معہنا
عن التقليد فی الاصول والفروع
الکلامیۃ بلہ

اسے وہ ذات جس نے ہمیں عقائد اسلام کی تحقیق کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں اصول کلامیہ اور فروع کلامیہ میں تقلید سے بچایا (ت)

اور یہ بھی مشہور ہے :

لا تقلید فی الاعتقادات بلہ

اعتقادات میں تقلید نہیں (ت)

حضور! اگر ایسا ہے تو جابل کے لئے یہ کیوں ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے میرا وہ عقیدہ ہے جو اہل سنت کا ہے، بلکہ کوئی جابل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اس کے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو، نہ علم ظنی مثل علم مردمقلد۔

الجواب

جس طرح فقہ میں چار اصول نہیں، کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ عقائد میں چار اصول ہیں، کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح۔ تو جان میں ایک کے ذریعے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلید اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہل سنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس جس علمائے کبار ہی سہی اگر مجبور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس

وقت ان کے اقوال پر نہ اعتقاد جائز نہ استناد کہ اب یہ عقیدہ ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل
اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص
کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے، عقل تو خود ہی سمیحات میں کافی نہیں تا چار عوام
کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشنی دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمان جس عقیدہ پر ہو وہ
حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب
تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب کا کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ
سکے۔ لہذا فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الاولیٰ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ
وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یہ فہم کی خطا ہے یا یہ
حکم خسران ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا نسخہ نہ معلوم ہو تو نہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم
یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الاولیٰ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف کبھی
میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سواد اعظم کے ساتھ ہے، اور ایک معنی پر یہاں اقوی الاولیٰ عقل ہے کہ
اور دلائل کی محبت بھی اسی سے ظاہر ہوتی ہے، مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی
کے خلاف ہو، یہ گنتی کے جملے میں مگر بعد تعالیٰ بہت نافع و سودمند، فعضوا علیہا بالنواجذ
(پس ان کو مضبوطی سے دائروں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں اس مسئلہ از شہر محلہ کنبوہ کوٹلی ماہد حسین خاں صاحب ندیس مستوفی شمشاد علی خان صاحب

۲۹ وجیب ۱۳۳۹ھ

- (۱) صحیح مسلم و دیگر صحاح میں یہ الفاظ مختلف و اتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسوہ ہمیشہ غالب ہے اللہ میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ دریافت طلب
یہ ہے کہ ان بارہ کے اسما مبارک کیا ہیں ؟
- (۲) وہ خلفائے دو از وہ گانہ گل کے گل اختیار ہونگے یا کہ بعض اچھے اور بعض بُرے اور اگر کہا جائے
کہ سب ان میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر انکس نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تفصیل
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علمائے ؟
- (۳) وہ بارہ خلفاء زبیب وہ مسند خلافت ہو چکے یا یہ کہ ابھی کچھ باقی ہیں ؟
- (۴) چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسوہ ختم نہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ خلفاء
پورے نہ ہوں۔ اگر خلفاء دنیا میں رونق افزائے عالم ہو کر اپنی تہذیب پوری کر چکے ہیں تو اسب

حسب مناد حدیث اسلام و اسلامیات دنیا میں باقی ہیں یا کیا؟
(۵) شرح لکھنؤی قاری کو صفحہ ۸۲ یا کسی دوسرے صفحہ پر بارۃ خلفاء کے جہانم کا ہر کئے گئے ہیں
وہ صحیح ہیں یا غلط؟

الجواب

اصل یہ ہے کہ امور غیب میں اللہ و رسول جل و علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جتنی بات بیان فرمائیں اتنی یقیناً حق ہے اور جس قدر ذکر نہ فرمائیں اس کی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا۔ مطلب نے سنہ پایا،

لم یأت احدی یقطع فی ہذا الحدیث میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی
بمعنی ہے مراد قطعی بتاتا۔

امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا،
وقد یحتمل وجوہا آخرہ واللہ اعلم بمراد معنی اس کے سوا حدیث میں اور احتمال بھی نکل سکتے
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے والا
و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام ابن جرزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں،

قد اطلت البحث عن معنی ہذا الحدیث میں نے مدتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی
وطبنت فی مظانہ و سألت عنہ فمأیة احدی وقم اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے
حل المقصود بہ ہے زمانہ کے ائمہ سے سوال کئے مگر مراد متعین نہ ہوئی۔
اور ہو کیونکہ جس غیب کی اللہ و رسول تفصیل نہ فرمائیں اس کی تفصیل قطعاً کیونکہ معلوم ہو ۱۰ ہاں
لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں، البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو نشان اُن
بارۃ خلفاء کے ارشاد ہوئے جس معنی میں نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی

۱۔ فتح اباری بحوالہ المطلب کتاب الاحکام تحت الحدیث ۷۲۲ و ۷۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴/۱۸۱
۲۔ شرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ان اس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲
۳۔ کشف المشکل کتاب الاحکام باب الاستخلاف تحت الحدیث ۷۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۹۵/۸

طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی۔ آحادیث بابہ میں ان کے نشان یہ ہیں،
 (۱) کلمہ من قریش حب قرشی ہوں گے۔ سواہ الشیخان
 (۲) وہ سب بادشاہ و الیہ تک ہوں گے۔ صحیح مسلم میں ہے،

لا یزال امر الناس ما ضیا ما و لہم
 اثنا عشر سب جلا کلمہ من قریش یلہ
 خلافت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک
 بارہ مرد (خلفاء) حکمران رہیں گے جو سب قریش
 میں سے ہوں گے۔ (ت)

مسند احمد و بزار و صحیح مستدرک میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے،
 انہ سئل کم تملک هذه الامم من
 خلیفۃ فقال سألنا عنہا رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
 اثنا عشر کعبۃ نقب لہ بنی
 اسرائیل یلہ
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال
 کیا گیا کہ کتنے خلفاء اس امت کے حکمران
 بنیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، آپ نے
 ارشاد فرمایا وہ بنی اسرائیل کے نقبوں کی تعداد کے
 مطابق بارہ ہوں گے۔ (ت)

(۳) اُن کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے،
 لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر
 خلیفۃ کلمہ من قریش یلہ
 (۴) اُن کا زمانہ زمانہ صلاح ہوگا، بزار و طبرانی و ابویعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
 لا یزال امر الحق صالحا
 بارہ خلفاء کی حکومت پوری ہونے تک اسلام غالب
 رہے گا، وہ سب قریشی ہوں گے۔ (ت)
 (بارہ خلفاء کی خلافت تک) میری امت کا معاملہ
 درست رہے گا۔ (ت)

۱۱۹/۲	لے صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اناس تبع لقریش قیدی کتب خانہ کراچی
۳۹۸/۱	لے مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت
۱۹۰/۵	لے مجمع الزوائد بحوالہ البزار وغیرہ باب الخلفاء اثنا عشر دار الکتب
۱۱۹/۲	لے صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اناس تبع لقریش قیدی کتب خانہ کراچی
۳۲/۱۲	لے کنز العمال بزمطرب وابن عساکر عن حدیث ۳۲۸۴۹ موسسہ الرسالہ بیروت

(۵) اُن پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل و عقد انہیں والی ملک و خلیفہ صدق مانیں گے۔
سنن ابی داؤد میں ہے :

لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى يَكُونَ
عَلَيْكَوَاثْنَا عَشْرُ خُلَيفَةٍ كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ
عَلَيْهِ الْأُمَّةُ بِلَهٍ
یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک
تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوں، جن پر تمام امت
متفق ہوگی۔ (ت)

(۶ و ۷) وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے اُن میں سے دو اہلبیت رسالت سے
ہوں گے۔ استاذ امام بخاری و مسلم مسدوکی سند کبیر میں ابوالجبل سے ہے۔
اِنَّهٗ لَا تَهْلِكُ هَذِهِ الْأُمَّةُ حَتَّى يَكُونَ
مِنْهَا اثْنَا عَشَرَ خُلَيفَةً كُلُّهُمْ يَعْمَلُ
بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ، مِنْهُمْ رَجُلَانِ
مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بے شک یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی
جب تک ان میں بارہ خلفاء حاکم ان ہوں گے،
وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے، ان
میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اہلبیت میں سے ہوں گے۔ (ت)

لکھنے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک آدمہ طریق کو دیکھ کر کوئی احتمال
نکالی دیا جیسے ابوالحسن بن مادی نے یہ معنی لے کر ایک وقت میں بارہ خلیفہ ہوں گے یعنی اس قدر اکتفا
یہ فقط اُس لفظ محل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھتے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور
ایسی حالت میں اسلام کے قری و غالب و قائم اور اہرامت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟ اسی
قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن عباس شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر ولایت
بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور ان میں یزید پسید علیہ ما علیہ کو بھی گنا دیا حالانکہ اُس غیبت کے زمانہ کو
قوت دین و صلاح سے کیا تعلق، یہ احادیث دیکھ کر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی، مگر صرف ۱۲ سلطنتیں
نگاہ میں تھیں اور حق یہ کہ اُس غیبت پر اجتماع اہل حل و عقد کب ہوا، ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے دستِ ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث
شہید ہوئے۔ اہل بدینہ نے اُس پر خروج کیا۔ عبد اللہ بن حنظلہ غیل الملوکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۲/۲
۲۔ فتح ابہاری بخاری مسند العکبر تحت الحدیث ۴۲۲ و ۴۲۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۸۳/۲

نے فرمایا:

والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان
نرى بالحجاسرة من السماء فتسجلا
يتكلم اصهارت الاولاد والبنات والاخوات
ويشرب الخمر ويداع الصلوة ۛ

خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جب تک یہ خوف
نہ ہو کہ آسمان سے پتھر آئیں، ایسا شخص کہ ہنس
بیٹی کی اکبر و یزیدی کو سے اور شراب پے اور تارک الصلوٰۃ
ہو۔ (ت)

معرض جمیع طرق حدیث سے یہ قول باطل ہے حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلا فعل کے بعد
دیگر یہ ہوں گے ملتے ہیں سے آئندہ گزر گئے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ،
ہمیر مغیرہ، عبد اللہ بن زبیر، عمر بن عبد العزیز۔ اور ایک یقیناً آنے والے ہیں حضرت امام ہدی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمیع باقی تین کی تعیین اللہ و رسول کے علم میں ہے۔ عجب عجب بزار عجب کہ ان میں عبد اللہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں امام عادل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے
ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں، احد العشرة المبشورة کے صاحبزادے ہیں شمار نہ کئے جائیں،
اور وہ خبیث ناپاک معدود ہو جیسے "امیر المومنین" کہنے پر امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ایک
شخص کو بیٹاں تازیانے لگائے، فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت طلب
کرتے ہیں۔) عبد اللہ بن زبیر بھی درکنار خود امام مجتبیٰ کو ذگنا کہ ان کی خلافت کا زمانہ خلیل تھا اور
ولید کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیواریں لٹکا کر تیوں سے چھیدا۔ ایسے بے سرو پا بے معنی اقوال کی
سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطائے راستے ہے صحت انبیاء و ائمہ عظیم الصلوٰۃ
والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ فسأل الله العفو والعافية۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرحلہ موضع ہورت پور ڈاکنڈا تراؤں ضلع الہ آباد سائل امیر اللہ قصاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے
ہیں جو کہ ہر وقت ذکر و فاتحہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت
کہیں نہیں ہے و نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں
یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے ایسے عالم کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ان سے مرید ہونا اور ان کے چپکے
خازن پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ امور نہ کورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھے کا ہر وقت تاہم پاک آنے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، کیا اس کا کہیں ثبوت ہے؟ امید کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیا جائے، یہاں پر سخت جھگڑا اس کی بابت ہے، لہذا جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب

ایسا شخص عالم نہیں ہو سکتا جسے اتنی چیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کئے کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنے والا کوئی اس کے لئے عدم ثبوت کافی جانتا سخت جہل شدید ہے، ثبوت تو منع کا بھی نہیں، تو اُسی کے منہ ثابت ہو اگر وہ اس حافت کے سبب گنہگار ہے۔ آج کل ان چیزوں کے انہیں اکثر وہابی جتے ہیں اور وہابی بے دین ہیں ان کی بات سننا حرام ہے۔ اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اس کے بچے نماز باطل محض۔ کما حقنا فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے (رسالہ) النہی الاکید میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ النبیامہ میں ہے، اور دوسرے انگشت میں ہماری جسو کا کتاب منید العین ہے جسے طبع ہوئے ۲۳ برس ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر یافس منڈی دکان مسزیز اللہ مرسلہ کریم بخش چڑاہ فروش

۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا کہ جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرمی ہیں سب ادا کریگا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہے اور وہ بہشت میں جائے گا، اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اس کی بخشش ہے اور نہ وہ امت میں ہے۔ بکرنے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرمی ہیں وہ نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائے گا۔

الجواب

دونوں قول گمراہی و ضلالت ہیں۔ پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔ دوسرا پیروں کا ہے کہ بڑی کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں۔ مسلمانان الجنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا عز و جل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توحید کرے غرض کوئی قول یا فعل نافی و منافی ایمان و قطعاً قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے، اگر ایک

وقت کی نماز قصداً یا ایک فرض روزہ عمدہ ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اس پر عذاب کرے اور یہ اس کا بدل ہے چاہے بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے۔

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء والله تعالى
 بے شک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے (ت) اعلم۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از اردو نگلہ ڈاک خانہ اچنیرہ خلیج اگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب

۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یار پیدا کر سکتا ہے مگر بوجہ اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کرے گا۔ زید کا امام نماز جو نا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟

الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ و غصائص کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الایثار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگر اُس وقت اس طرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عموم قدرت پیش نظر تھا اُسے تعلیم کی جلتے، اگر تابع حق و مالمسحق ہو گا ضرور سمجھ جائے گا اور اپنی غلطی سے باز آئے گا، اور اگر باوصف تعلیم خاد و استکبار و لداد و اعراد کرے تو ضرور بد مذہب ہے، اسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ برٹھنی گناہ اور پھر فی واجب، یہ بھی اُس وقت ہے کہ قول مذکور بعلت و ما بیت نہ ہو، ورنہ اب دیوبندیوں نے دلا بیہ میں اسلام کا نام نہ رکھا جو ان کے مثل اللہ و رسول کی شدید و واضح وقابل تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں، ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ ان کے صدقے میں کافر ہونے علماے عربین شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر بجوان کے کفر

سہ القرآن الحکیم ۴/۳۸ و ۴/۱۱۵

سہ حمام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ والیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ بچائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کلکتہ ڈاک خانہ بانی گنج کٹر ایسا و ڈنمبر ۱۰۱ مسئلہ فیض محمد تاجر در بازار ستری ہادی رحم

حضور قطب الاقطاب سیدنا مولانا محبوب سبحانی غوث العصر فی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے رسالہ
غنیۃ الطالبین میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اس کو اچھی طرح سے حضور
واضح فرما کر تسکین و تسفی بخشیں کر دوسوسہ و خطرات فضا فی و شیطانی رفع ہو جائیں۔ عبد العظیم
نامی ضلع قازی پور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف
تقویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و
اور بھی بزرگان دین کے مکتوبات سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوبات
میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کر دے
و فرعون و نمرود کو چاہے مقبول کرے، سیکڑوں کعبہ تیار کر دے وغیرہ وغیرہ۔

اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ بطبعی
ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح خلاصہ جواب ارقام ہو و السلام علیہم و آلہم و سلم۔

غنیۃ الطالبین کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق و رشتہ
و ایمان و ایقان کا سلسلہ طوق ہے، حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے، اسہ ذرا بھی ان
دونوں پیشوا کی طرف سے ریب و شک و امتیگر ہو کہ بہت بڑا عملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے
لہٰذا میرے حالی زار پر رحم فرمائیں اس وقت میرے لئے بہت بڑا امتحان نظر ہے۔ زیادہ عذاب۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما اگر مکرم اللہ تعالیٰ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا
تو یہ خیال ہے کہ دوسرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں۔
مگر یہ نفعی مجرد ہے۔ اور امام جوہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین
مذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

و آیاتہ انت تغتربما و قسم یعنی خبردار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام الاولیا

فی الغنیۃ لامام العارفین وقطب الاسلام
والمسلمین الاستاذ عبد القادر
الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ
علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ و الا
فہو بریء من ذلک ۛ

سرور اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ
اس کتاب میں اُسے حضور پر افترا کر کے ایسے
شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عز و جل
اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اُس سے بری ہیں۔

ثانیاً اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت و جماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ لکھا ہے کہ،
خلاف ما قالت الاشعریۃ من ان
کلام اللہ معنی قائم بنفسہ و اللہ
حسب ککل مستنوع ضال مضل ۛ

بخلاف اُس کے جو اشاعرو نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
کا کلام ایسا معنی ہے جو اسی کی ذات کے ساتھ
قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گمراہ
کے لئے کافی ہے۔ (ت)

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکارِ غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت
کو بدعتی، گمراہ، گمراہ لکھا ہے اُس میں غنیۃ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محسب
تشویش نہیں۔

ثالثاً پھر یہ خود صریح غلط اور افترا برافرا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے
یہاں صریح لفظ یہ ہے کہ،

ہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ ۛ وہ بعض حنفی ہیں۔
اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور
سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زعمشری صاحب کشف وعبد الجبار و مطرزی صاحب
مغرب و زاہدی صاحب قیۃ و حادی و مجتبیٰ، پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا، بعض
شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیہ پر کیا الزام آیا۔ نجد کے دیوبانی سب حنفی ہیں پھر

۱۔ الفتاویٰ الحدیثیہ مطبوعہ ان مافی الغنیۃ شیخ عبدالقادر عطیۃ المجالیر مصر ص ۱۴۸
۲۔ الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی امتداد ان القرآن حروف مغیوۃ دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱/۹
۳۔ فصل واما الجہیۃ الا ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۱/۹

اس سے خلیفہ جنبلیت پر کیا الزام آیا۔ جانے دو! نقی خارجی معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں تھے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

مرآۃ کتاب مستطاب بیہدۃ الامیرار میں بسند صحیح حضرت ابراہیم بن محمد بن ازہر صریحینی سے ہے عجے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنائی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مرد ان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ دیکھے ہوئے ان کے لئے دینے و بلے کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے انہوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا:

حنفی مسلمہ و مانا من المشرکیین۔ ہر باطل سے انک مسلمان اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (ت)

یہ سچے کہ حقیقی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا، اے محمد! آج رخصتے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں ہے۔

کیا معاذ اللہ گمراہ ہر مذہب لوگ ادبیا اللہ ہوتے ہیں جنکی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی۔ وہ وہابی رسالہ نظر سے نگزرا۔ یہاں چند امور واجب الہام ہیں،

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالفت سے نقل کئے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں و رد استشہاد مردود۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض نقل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انہیں معنی حسن پر حل کرینگے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریحاً توہینیں کر چکا ہو تو اسکی غبیث عادت کی بنا پر معنی غبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ،

کل اناء یقرشع بما فیہ صرح بہ ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر الامام اجت حجۃ الہی صرح بہ ہوتا ہے، امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعانی۔ تصریح فرمائی ہے (ت)

ثانیاً وہ کتاب محفوظہ مصنون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غینۃ الطالبین شریعت میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام

لہ ہجۃ الاسرار ذکر لصول من کلامہ مصنفاتی من عجائب احوالہ مختصراً دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۵۲

میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں ہے کاشافی بیان امام عبدالوہاب شمرانی نے کتاب الیواقیت والخواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کئے۔ اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہما اکابر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اُس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخے سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی معمول قلمی ہے جیسے فتوحات مکہ کے مطبوعہ نسخے۔

ثالثاً اگر یہ سند ہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق دو کار۔ امام محمد الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں،

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غيبه
تحقيق، نعم يجوز ان يقال قتل
ابن ملجم علياً فان ذلك ثبت
متواتراً
جو تحقیق مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا
جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر
متواتر سے ثابت ہے۔ (ت)

جب بے تحقیق تمام عام مسلمان کہہ کر کوئی طرف گناہ کی نسبت نہ جائز ہے تو اولیائے کرام کی طرف
معاذ اللہ کہہ کر کسی کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔
مابعداً سب فرض کر لیں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی توہین بڑی نہیں کہ غلاں غلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے بغرض غلط
توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہ ہو گا نیز کہ معاذ اللہ اس کے سبب توہین مقبول ہو جائے۔
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت مگر بندہ کی وحکت والے اللہ کی قریب
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۶۶ مسئلہ مرسلہ محمد عبدالواحد خاں صاحب مجلسی اسلامپورہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ
(۱) لامہدی الاعلیٰ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ ت) کے متعلق کیا
واسے ہے؟

لے ایضاً العلوم کتاب آفات اللسان الآفة اثنا عشر مطبعة المشیختہ القاہرہ ۱۲۵/۳

- (۲) حضرت مہدی دجینے کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں ؟
(۳) قرآن شریف کی کئی کئی آیتوں سے ان کا رد ہو سکتا ہے ؟

الجواب

(۱) یہ حدیث صحیح نہیں، اور بغرض صحت از قبیل،

لا وجم الاوجه العین ولاہم الاہم
الدین ولافتی الا علی ولا سیف
الاہ والفقہاء۔
آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں، دین کے
غم کے سوا کوئی غم نہیں، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے
سوا کوئی سخی نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی
تلوار نہیں۔ (ت)

کے قبیل سے ہے۔

(۲) حضرت مہدی دجینے کے بارے میں احادیث حدیث قرآن کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ان کا
نہول اور ان کا ظہور حقانیت میں داخل فرمایا۔

(۳) قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیاء علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں ان کی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں،
معجزات سیدنا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام گنتی ہیں، ان کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی
ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں، جیسے مدعی نبوت پر لعنت
فرماتی ہیں، وہ سب قادیانی کے رد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۳۵ھ میں مسند عبد الجبار خان طیب دھام پور ضلع جہان پور ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
(۱) جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسرِ بغاوت و برسرِ سیکار ہو گیا وہ شخص قابلِ عزت و لائقِ احترام ہے
اور اس کے نام کو لفظ حضرت و رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ
صحابی ہوں یا غیر صحابی ؟

(۲) کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرامہ اور خطا کا ستے یا بطور اجتہاد ان کی
راستے متعلق تھے جس میں ان پر جہنمی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہو گا۔ تفصیل واضح مطلوب۔

(۳) کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر
ہو سکتا ہے یا زیادہ ؟ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرامہ کا مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر یا ان سے
بالا تر مانا واجب ہے ؟ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی
سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ تم یہ کہو کہ حضرت آدم ایک بار گنہ کھانے سے موردِ عقاب ہوئے

اور میں نے اس قدر کھایا ہے وغیرہ۔ کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکالتا ہے ؟

(۴) کیا ہم کو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلثہ سے بالاتر اور اُن کا کمر سے اور کیا یہ حنفیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے ؟ فقط۔

الجواب

(۱) اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور اُن کے مشابہت میں غرض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد،
اِذَا ذُكِرُوا مَعَهَا فِي فَا مَسْكُوا۔^۱ جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے (بحث و غرض سے) رُک جاؤ۔ (ت)

رب عزوجل کہ عالم الغیب و الشہادہ ہے اس نے صحابہؓ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح منکر سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریقِ اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ،

لَا يَسْتَوِي مَنْكَ مِنْ الْفَتْحِ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ ثم من بآبرئیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ و قاتل اولئك اعظم درجة من اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں
الذين انفقوا من بعد الفتح وقاتلوا۔^۲ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ (ت)

اور سب تمہری فرما دیا، وکلا وعد الله الحسنی و دو فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرما دیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا واللہ بما تعملون خبیث اللہ کو تمہارے اعمال کی غیب خبر ہے۔ یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بالانہتم تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا خواہ سب یقینی ہو یا لا یقینی، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوری دیکھئے کہ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اُس کے لئے کیا فرماتا ہے،

الحکم الکبیر	حدیث ۱۴۲۷	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	۹۶/۲
۱۔ العتد آلاء الکریم	۱۰/۵۷		
۲۔ " "	۱۲/۵۷		
۳۔ " "	۱۰/۵۷		

اق الذين سبق لهم منا الحسن
اولئك عنها بعد موت لا يسمعون
حسبها وهم فيما شئت انفسهم
خلدون لا يحزنهم الفزع الاكبر و
تلقهم المنيكة هذا يومكم الذي
كنتم توعدون

بیشک جس سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم
سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی پہنک تک
نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ
وہیں گئے انھیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ
فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے
کہ یہ ہے تمہارا وعدہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سُن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوریہ ظن کر سکتا ہے
نہ اس کے اعمال کی تفتیش۔ بغرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، اُنتم اعلم
ام اللہ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ ت) دلوں کی جانتے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا
کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد مسلمان کو اس کے
خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے، ولو كره المجرمون (اگرچہ مجرم برائیاں تھیں)
(۲) اُس کا جواب بھی جوابِ ادل سے واضح ہو چکا، بلاشبہ اُن کی غلط خطائے اجتہادی
تھی اور اس پر الزامِ معصیت عائد کرنا اُس ارشادِ الہی کے صریح خلاف ہے۔

(۳) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو کسی
نبی کے ہمسر یا افضل جانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیائے
بنی اسرائیل یا کسی نبی سے بالا یا برابر ماننا واجب درکنار کفرِ خاص ہے اور ملعونِ افتراء کی حکایت
عجب مضحکہ خیز ہے، گیموں کھانا ہی اگر دلیلِ فضیلت ہو تو مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ نے اتنے گیموں ہرگز
نہیں کھائے جتنے زید و حمزہ آج کل کھا رہے ہیں، اُس بادشاہِ ملک و ولایت کی اکثر غصہ
باتبار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی اور وہ بھی اکثر ایک وقت اور وہ بھی پیٹ بھر کر
نہیں۔ اور زید و حمزہ رات دی میں دو دو وقت گیموں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے

۱۰۳۵۱۰۱ / ۲۱ العشر آن الکرم

۱۴۰ / ۲ " "

۸ / ۸ " "

بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی افضل ہوتے، ایں فساد و غم و غم خود (یہ گندم کھانے کا فساد ہے۔ ت)

(۴) یہ نہ فقط منقیر بل تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے۔ اہلسنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا خادق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۳ مکملہ از غزالی ڈولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خاں صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہے اور اس کے یہاں میلاد شریف اور تجرید وغیرہ نہیں ہوتا اور قیام کے وقت بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کے وقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن حکیم اور کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تعجب و برسی و چھاپی یہ نہ کرنا چاہئے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز نکتے پر یا غرضے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کی ادراج کو پہنچانا جائز ہے اور اسی طرح ہر برسی و چھاپی کے لفظ سے اور گنتی دونوں سے نہ کرے بلکہ جس وقت چاہے کھانا پکرا کر خاتمہ دلوادے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کم یہی کلمہ ہے شایان کلمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام ہے، اور حضور پر نور کو شفیع المذنبین و رحمتہ للعالمین کہے اور یہ کہے کہ مثل حضور کے نہ کرتی ہے نہ ہوا اور نہ ہو، اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدا نہ کرتا تو تمام مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ ایسے عقیدے والے کو وہ وہابی خیال کرنا چاہئے؟ اس پر اگر خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصیبت سے ایسا کیا ہے لیکن اس کے دل میں حکم ہے کہ اس کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہئے اس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جسرو! (بیان فرماؤ اگر دے جاؤ گے۔ ت۔)

الجواب

تبعین یوم کا انکار آج کل وہابیہ کا شعار ہے، اور جتنی باتیں اُنہیں نے کہیں بڑے بڑے پتہ دہانی کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس و قیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پہچانی نہیں ہو سکتی بلکہ زید سے مختل عقائد وہابیہ دریافت کئے جائیں نیز اسماعیل دہلوی و نقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر ان احسن و حفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کہے جو علمائے عربین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اسے مستحق سمجھا جائے کہ جب تک اس کا

خلافت ظاہر ہو اور اگر اُنس میں کسی بات کا جواب خلافت دے یا جو کچھ علمائے عربی شریعت اُن کتابوں اور اُن کے مصنفوں کی نسبت حکم خلافت و کفر و ارتداد لگا چکے اس کے ماننے میں بچر کر کے تو وہ بلاشبہ شکی نہیں ضرور منہم (اسی میں ہے) ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہم پہ پہلے مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ (۱) عرض اینست کہ در خواندن مشہدات بسیار مذکورست عقل بعید می ندارد تا کہ در وقت خواندن در نفس خطرات پیدا می شود یعنی کہ حضرت مآب آیامی بیند و می شنود۔

(۲) جناب سید کائنات خود رحمت و برود اقدس اور رحمت فرستادن چہ فائدہ؟

(۳) پروردگار عالم چرا بر انبیاء علیہم السلام فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر زبان ہر یک اگر مبعوث شد تو بروے ایمان آورد و غیبہ چرا کہ بروے معلوم بود کہ زمان خاص جلوہ افروز میشود۔

(۴) عرض اینست کہ اگر شخصی ایں عقیدہ داشتہ باشد بایں طور کہ بر اللہ تعالیٰ چیزے واجب نیست از جانب غیبہ لکن از طرف رحمت و فضل اگر خود بر خود واجب کردہ باشد جائزست چگونہ۔

الجواب

(۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

دیکھتے اور سنتے ہیں (فرمانِ رسول ہے) بیشک
میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں
وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان نے چرخ
ماری ہے اور اس کو چرخ ماری چاہئے۔ جب وہ
پانچ سو سال کی راہ سے آسمان کی چرخ کی آواز سنتے
ہیں تو ایک دو ماہ کی راہ سے کیوں نہیں سنتے۔
(فرمانِ رسول ہے) بیشک اللہ تعالیٰ نے
دنیا کو میری طرف بلانے دیا تو میں اس کی طرف
اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے
اس کی طرف دیکھ رہا ہوں گویا کہ میں اپنی اس تحصیل کو
دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قیامت تک ہونے والی
چیزوں کو اپنے دست مبارک کی تحصیل کی طرح
دیکھتے ہیں تو جو کچھ اب موجود ہے اس کو کیوں نہیں
دیکھ سکتے، ان پر افضل و اکمل درود و سلام ہوں۔
عقل اس کو بعید شمار نہیں کرتی بلکہ وہم، اور جب
ظن اکذب الحدیث ہے تو وہم کس گفتی میں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حق سبحنہ و تعالیٰ جب خود پاک اور منزہ
ہے تو پھر اس کی تسبیح (پاک) بیان کرنے کا کیا
فائدہ؟ فائدہ درحقیقت خود ہمارا ہے۔
میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں ہوتا (بلکہ تسبیح سے)
وہ خود پاک اور ممتاز ہوتے ہیں۔

می بیندوی شنوداتی ارمی ما
لا تروث واسمع ما لا تسمعون
اقلت السماء وحق لها ان
تشیط آواز اظیط آسمان از پانصد
سال راہ می شنود از راہ دو یک ماہ
چنان شنودات اللہ تعالیٰ
قد دفع فی الدنیا
فان النظر الیہما و
الی ما ہو کائن فیہما فی یوم
القیامہ کاف النظر الی کف
ہذا "انچہ قیامت آدنی ست ہر را، پھر
کف دست مبارکش می بیند انچہ از
حال موجود ست چراں بیند علیہ صفت
الصلوات افضلہا ومن التقیات اکملہا
اینہا را عقل بعید نمی پسندد بلکہ وہم و
ظن اکذب الحدیث ست چسہ جاتے
وہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حق سبحنہ و تعالیٰ خود پاک و بیہودہ ست
برائے او تسبیح گفتن چہ فائدہ؟ فائدہ خود
ما راست سے

میں ہمہ دم پاک از تسبیح شاں
پاک ہم ایشان شوند و در نشان

ہجرات ایسا فائدہ مارا ہے کہ منہ صلی
علیٰ واحدہ صلی اللہ علیہ
عشر اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم، وهو اعلم۔

اسی طرح یہاں (درو و بھیجے میں) بھی چار اپنا
فائدہ ہے۔ (فرمانِ رسول ہے) کہ جس نے محمد پر
ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں
نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام
بھیجے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔

(۳) مقصود اظہار عزت و عظمت و سیادت
مطلقہ و اصالت کلیہ حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
را در دائرہ نبوت مطلقہ اش فراگیرد و امتی
او گرداند، صلی اللہ علیہم اجمعین و
وبارک وسلم۔

(۳) حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی
عزت و عظمت و سیادت مطلقہ اور اصالت کلیہ کو
ظاہر کرنا مقصود تھا تاکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و
السلام کو آپ کی نبوت مطلقہ کے دائرہ میں لے کر
آپ کا امتی بنادے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ
درو و سلام و برکت نازل فرمائے۔

(۴) صحیح است و آن وجوب نیست
تفضل است کتب، بکرم علیٰ نفسہ
الرحمۃ و کانت حق علیٰ ناصر
المؤمنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ صحیح ہے، اور وہ وجوب نہیں بلکہ اس کا
فضل ہے۔ (فرمانِ الہی ہے) تمہارے رب نے
اپنے ذکرِ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے (مزید
فرمایا) اور تمہارے ذکرِ کرم پر ہر مسلمانوں کی
مدد فرمانا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خان صاحب

، ربیع الآخر شریعت ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے
نبوت خاص منہ یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے ؟ اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے ؟ اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز تھے یا بعض ان

صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التشمید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۵

لے العتہ آیہ انکرم ۵۲/۶

۳۴/۲۰

میں سے مفصل اور مشروح ارشاد ہو۔

الجواب

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو یا اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں غرض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریات دین سے ہے اس کا اعتقاد مدار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کچھ کافر ہے، کما قد نص علیہ الاکابر الاثمة فی غیر ما کتاب (جیسا کہ اکابر است متقدمین دکتا ہوں میں اس شخص کی ہے۔ ت) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ادیانے کرام تھے۔ قال اللہ تعالیٰ:

لا یتوی منکم من انفق من قبل
الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ
من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا و
کلاً وعد اللہ الحسنی واللہ ما عملون
خبیر

وقال اللہ تعالیٰ:

ان الذین سبقتم لہم منا الحسنی
اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون
حیسبہا وہم فی ما اشتہت
انفسہم خلل وین لا یحزنہم
الفرع الاکبر وتلقہم الملبکۃ
ہذا یومکم الذی کنتم
توعدون

بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا
وعدہ پہلے ہو چکا وہ اس (جہنم) سے دور رکھے
گئے ہیں وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے
اور جو کچھ وہ چاہیں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔
انہیں جہنم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی
گھبراہٹ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے
کہ یہ ہے تمہارا وعدہ جس کا تم سے وعدہ
تھا۔ (ت)

لے القرآن اکبر ۱۰/۵۰

۱۰۲ تا ۱۰۱/۲۱

وقال الله تعالى :

والذین آمنوا بالله ورسوله اولئک
هم الصدیقون والشهداء عند
ربهم لهم اجرهم و نورهم
اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر
ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر
گواہ پسندب کے یہاں ان کے لئے ان کا
ثواب اور ان کا نور ہے۔ (ت)

وقال الله تعالى :

یوم لا یخزی الله النبی و الذین
امنوا معہ نور هم فیما بین یدیهما
و بایمانہم۔
جس دن اللہ تعالیٰ رسول کو سچا نبی اور ان کے
ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور و درخشاں ہوگا
ان کے آگے اور ان کے دائیں۔ (ت)

صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم تھے اور ان کی افضلیت و ولایت بترتیب خلافت یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے
کامل محل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہوتے ہیں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور
دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولانا علی مرتضیٰ شیرازہ مشکل کشا کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہما جبین۔ واللہ اعلم
مسئلہ قصہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فراتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۱ سورہ العنکبوت آیہ ۱۶ کی آیت ہے،
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من
الخیر وما متخی السوء انا الا
نذیر و بشیر لقوم یؤمنون
اور اگر میں غیب جان یا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے
بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں
تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو

ایمان رکھتے ہیں (ت)

اس کے کیا معنی ہیں اور اس کی شاہ نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

”اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف
نہ پہنچتی، میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں“ کافروں کے مہملی سوالات پر تریقی
اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور خدا کے بتائے سے نہ ہوتا
مراد لیں تو صراحت قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالے ”علم غیب میں دیکھو“ واللہ اعلم

مسئلہ از قبیلہ شیش گڑھ ڈاک خانہ خاص بریلی مستولہ سید محمد سجاد حسین صاحب

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

(۱) زید باوجود ادعائے صدیقی الوارثی کے اسمعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔

(۲) بجا اپنے آپ کو پشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان جو حضرت پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریعت مقرر کر کے اُن کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اس کی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا مذموم ہے۔ ماہِ رجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل، صلوٰۃ و صوم و جہاد کے متعلق بڑے بڑے تراویں کی بہت سی روایتیں ہیں اُن میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند ہے کہ حضرت نور علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہِ رجب میں ہوا تھا۔ ماہِ شعبان میں علوا پکانا یا تیرہویں کو عرفہ کرنا، عید کے دن کھانے تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہِ محرم میں کھجور یا شربت خاص کر کے پکانا پلانا اور آٹا مٹوں کے نام کی نیاز دلانا اور سبیل لگانا بہت بُری بدعتیں ہیں۔ ماہِ صفر میں کسی خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جمل ہے۔ سنیہ احمدیائے بریلوی کو نیک بزرگ بلکہ دل جانتا ہے۔ پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ اُن کا اصل مذہب کیا ہے؟ اور امور مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بدین نجدی اسمعیلی ہے اور حکم فقہائے کرام اس پر حکم کفر لازم، جس کی تفصیل کتاب النکوبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بجا ہوشیار و دانا بی معلوم ہوتا ہے۔ گیارہویں شریعت کو مذموم، شعبان کے علوے، تیرہویں کے عرفے، عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع، محرم شریف کے کھجورے، شربت اللہ اطہار کی سبیل کو مطلقاً بدعت شنیعہ کہنا شعاریہ و بائیس ہے۔ اور وہاں گمراہ، بدین۔ احادیث اعمالِ رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکي ہے۔ اصطلاح محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں فضائلِ اعمال میں ضعاف و اجماع مقبول ہیں۔ رجب میں کشتی بنانے کا حکم نہ ہوا تھا بلکہ رجب میں کشتی چل اور اعدا پر قہر اور مجبوروں پر دھمکنہ علی ذات الواحد و دصور تجسری

یا عیضنا جزاء لعن کافر (اور ہم نے قوح کو سوار کیا تھوڑی اور کیلوں والی پر کر ہماری نگاہ کے رو برو ہوتی، اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔ ت) کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا۔ یہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و شریعہ عاشورہ کی نسبت اس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے، اگر صراط مستقیم کے کلمات باطلہ کو باطلہ، کفریہ کو کفریہ، اسمعیل و ہروی کو گمراہ بدین جانتا ہے وہاں بیت سے جدا ہے تو سید احمد کو صرف بزرگ جاننے سے وہاں نہ ہوگا ورنہ قد بینا الایات لقوم یعقلون کما ھدنا من بنائبارک و تعالیٰ عتایصفون (تحقیق ہم نے عقل مند قوم کے لئے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں ہدایت دی۔ ہمارا پروردگار ان کی باتوں سے بلند و بالا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۹۲ھ از بہار شریف محلہ خانقاہ حضرت محمد دوم الملک ہماری رحمۃ اللہ علیہ مسؤلہ نجم الدین احمد صاحب فردوسی تبرہ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ صفر ۱۳۳۴ھ بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں :

(۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اس کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری عرائس بزرگان دین کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے، سستی خفی ہے یا نہیں ؟

(۲) دیوبندی مدعی تقلید و غیر معتقلہ مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون مذہبیت پہ ہے اور دونوں فرقوں کے بچے نماز درست ہے یا نہیں ؟ اور ان دونوں گروہوں پر علانیہ حرمین شریفین کا کیا فتویٰ ہے ؟

(۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو قودہ خاک کہے اور استہداد و استغاضہ کا اولیاء اللہ کے قبر سے منکر ہو اور یا رسول اللہؐ کہنا شرک و ناجائز بتائے اور طعام فاتحہ و نیاز کا کھانا حرام کہے اور جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں ؟

(۳) مولوی قاسم دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمد حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں؟ ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے؟ ارشاد فرمایا جاسے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو۔ بتینوا توجہوا (بیان کرو اور دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) تعزیر بنانا گناہ ہے کفر نہیں، کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من قال لا خیر یا کافر فقد باء بها
احدهما فان کانت کمالا و
الا سبعت علیہ یلے
یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دو دنوں میں سے
ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر واقع میں کافر ہے
تو خیر ورنہ یہ کہتا اس کہنے والے ہی پر پلٹ
آئے گا۔

اور اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیت کریمہ میں داخل ہے،

ان الذین یرمون النحسنت العافلت
المؤمنت لعنوا فب الدنیا و الاخرۃ
ولہم عذاب عظیم
وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت
لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے
اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور ماضی اس طیبہ کو لغو سمجھنا شعارِ دہلیہ ہے،
اور دہلیہ سنی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی عتابیہ توہین کرتے ہیں۔ اور اللہ عز و جل
فرماتا ہے،

قل ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتہ
تستہنؤن لا تعتذروا قد کفرتم
بعد ایسا شکریہ
ان سے فریاد کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور
اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے یہاں
نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا خیر مسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۷
صحیح البخاری کتاب الادب باب من کفر اغانہ بغیر تاویل فهو کما قال
۱/۲۱۰
۲۳/۲۳
۲۶/۹
۲۳/۲۳

ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ بایست و وہ بایہ سے جدا ہو وہاں یہ کہ گمراہ و بدین دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام دکتا ہو تو محض اس وجہ پر اسے سنیت و حنفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آج کل یہ فرض از قبیل فرض باطل ہے، آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور ہوسنتی، اہم مگر یہ تعلقہ کہ وہاں یہ میں روافض سے کچھ کم نہیں۔

(۲) دونوں میدان کفر میں کفر شری رہاں ہیں، دونوں کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے مسیح چرن یا گنگا دین کے پیچھے۔

کما حقنہ فی النہی الاکید عن الصلوۃ
وراء عدی التقلید و غیرہ صحت
کتبتہ و فتاوتہ۔

جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ
النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید
اور دیگر کتب و فتاویٰ میں کر دی ہے۔ (ت)

فتح القدر شرع ہاں میں ہے،
مردی محمد عن ابی حنیفہ و ابی یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ
خلف اهل السواء لا يجوز بلہ

امام محمد علیہ الرحمہ نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے روایت فرمایا کہ بد مذہب
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

بطا بر غیر مقلد دیوبندیہ سے بدتر ہیں کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحدہ اور ان میں انکار تقلید
و بدگرائی ائمہ زائد خود امام الدیابند رشیدہ گنگوہی کے فتاویٰ حصہ دوم صفحہ ۲۱ میں ۳ گروہ غیر مقلد میں
نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے،

ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بے جا ہے۔
عقائد میں سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں۔ اور مفتی سے اگر غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بارے میں سوال
ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تر دے گا کہ اس کا مطلع نظر و صفت منافی ہے ترک تقلید و بدگرائی ائمہ کو
دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگردان دیابند گنگوہی، نانوتوی و تھانوی کے ہیں کہ اہل
کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننے تو صریح مشرک۔

عہ دونوں رئیس کے گمراہوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فتح القدر کتاب الصلوۃ باب الامانۃ مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱
فتاویٰ رشیدیہ مولوی تیز حسین الطبریٹ کو بڑا کہنے کا حکم محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی ص ۱۸۵

(۲) شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی ہے قرآن عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟
(۳) شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اس کا شرک ہے؟

(۴) شیطان اس عظیم فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے نہ بایں معنی کہ حضور میں کم ہو اور اس میں زائد، بلکہ بایں معنی کہ یہ فضل جلیل الیسی ہی کہتے ہیں حضور کے لئے ماننے والا شرک بلکہ شیطان خود خدا ہے کہ اس کے لئے علم غیب ثابت ہے کوئی حرام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزرگ خود ثابت کر دے گا۔

برائیں والے نے بزرگ خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلیٰ ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر بر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کر لے علم غیب کا لفظ کلام مخالف میں نہ تھا اور جو علم مخالف نے ثابت کیا اُسے برائیں والا خود نصوص سے ثابت ماننا ہے اور اسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ دہا بیر کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علم غیب سے کہ دروں درجے زائد کہ اُن کے یہاں ایک پڑ کے پڑوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے، ایک جلسہ نکاح پر مطہر ہو جانا علم غیب ہے برائیں قاطعہ ص ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر نکلتے ہیں تو علم محیط زمین تو لاکھوں کہ دروں علم غیب کا بحر ہوا جسے شیطان کے لئے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ گنگوہی حصہ تین ص ۵۸) تو حضور شیطان ان کے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں وہ نہ اُس کے لئے علم غیب مان کر شرک صریح میں دہڑاتے۔ جو دتو بکذب ہادی کا قائل ہو یعنی صراحت کئے کہ اللہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جھوٹ بولا ہے تو اس کو کافر یا دہمتی ضال کہنا چاہئے اس شخص کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے، اس شخص میں تکفیر علمائے سلطنت کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا ایسے کو تفسیق سے مومن کرنا چاہئے (فتویٰ گنگوہی صاحب)

سۃ البراہین القاطعۃ	بحث علم غیب	مطبع لے بلا سادہ و صور اندیا	ص ۵۱
سۃ	”	”	ص ۵۱ و ۵۲
سۃ البراہین القاطعۃ	بحث علم غیب	مطبع لے بلا سادہ و صور اندیا	ص ۵۱
سۃ	”	”	”
سۃ فتاویٰ رشیدیہ	علم غیب شرک ہے	محمد سعید ایدہ سنو تا جران کتب کراچی	ص ۶۵

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے) جاہلوں کا خیال ہے یا فہمی ہے یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اُسے فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر کی کے قابل اُکیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا دُعا قرآن کی عبارت سے ربط (تحدیر اناس نانو توی صاحب ص ۲ و ۳) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاقیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحدیر اناس ص ۳۲) بڑوں (علماء و اصحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا بظفل ناداں (یعنی نانو توی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہہ دی (تحدیر اناس ص ۳۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کنٹ محض جھوٹی ہوا بندی ہے اس لئے کہ ختم زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تمام صحابہ و علماء و مسلمین (ان کے زعم میں) براہِ فہمی سمجھے ہوئے تھے، اور ص ۱۱ تحدیر اناس پر خود ہر اسے تصحیح کیا تھا کہ اس کا منکر بھی کافر ہو گا وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو یا ہر زانی ہو ہی گیا کہ وہ تو خود ہر اقرار تحدیر اناس ص ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ سب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہوا تو سب میں آخری کب رہی گے یہ تو کیا ہی اور اس کے جاتے ہی نانو توی صاحب کا سب ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اسے ختم زمانی لازم تھا تحدیر ص ۱ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض ختم زمانی رہا نہ ذاتی، سب فنا اور خاقیت بجا اس میں کچھ فرق نہ آئے گا "کن ذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جب اللہ (اللہ تعالیٰ) یونہی ٹھہر کر دیتا ہے متکبر کرکٹس کے سارے دل پر۔" (ت) یہ ہے وہ ٹھکانے کی بات

علیہ وسلم ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

تحدیر اناس	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور	ص ۲۱
۲۴	"	"
۲۵	"	"
۲۶	"	"
۲۷	"	"
۲۸	"	"
۲۹	"	"
۳۰	"	"
۳۱	"	"
۳۲	"	"

۳۵/۴۰ القرآن الکریم

جو آج تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ سمجھے تھے نافوقی صاحب نے کبھی بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و
عمر و بلکہ ہر کسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ حفظ الایمان قاضی ص ۷۔
نبی اور غیر نبی میں جو فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کئی کا
ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقل و عقل سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۔
ولہذا علمائے کرام حریم شریفین نے قاضی الحرمین میں غیر مقلد پر یہ حکم فرمایا،
هو من اهل البدعة والناسک

اور تمام الحرمین شریفین میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشاد فرمایا،
هو لاء الطوائف کلہم کفاسا مرتدون یہ طائفہ سب کے سب کافر تہ ہیں باجماع امت
خاص جوں عن الاسلام ہے اسلام سے خارج ہیں۔
اور تحقیق یہ ہے کہ ان صریح جلی طعون کفروں کے ایجاد میں دیوبندی پیش قدم ہیں اور ان کے تسلیم میں
وہ اور غیر مقلد سب یکساں وہم ہیں کوئی دہائی ان لعین کفروں اور اللہ و رسول کو شریہ غلیظ گالیوں
پر دیوبندیوں کی تکفیر نہ کرے گا بلکہ اپنی چلتی ساتھ ہی دے گا اور علمائے کرام دیوبندیوں کو
فرما چکے،
من شک فی کفره وعذابه فقد جران کے کفر و عذاب میں شک کرے
خود کافر ہے۔

تو طعون کفروں میں سب برابر ہوئے اور اللہ و رسول جلی و علو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان
آہ حفظ الایمان قاضی محمد عثمان خاں تاجو کتب ماکتب خانہ شریفہ دہلی ص ۸
۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴

رشید احمد و اشرف علی کھلے کا سفر
ہیں گے

رشید احمد و خلیل احمد و اشرف
علی من اهل الکفر الجلی

ص ۶۰

رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد
کھلے کفر والے ہیں گے

رشید احمد و اشرف علی و خلیل
احمد من ذوی الکفر الجلی

ص ۶۸ و ۷۰

میں اُن گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے
پایا کہ اُن کے اقوال اُن کے مرتد ہو جانے کے
موجب ہیں اور وہ (انہیں اللہ رسوا کرے)
رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد ہیں جو کھلے کفر
والے ہیں۔

اطلعت علی کلام المضلین فوجدتہ
موجباً لردہم و ہم اخذواہم اللہ
تعالیٰ رشید احمد و اشرف علی
و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی۔

ص ۱۰۰

گمراہ خارج از دین جھوٹا بیہ کیا جاتا ہے
اُن میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان اُلوہیت
و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد
گنگوہی، خلیل احمد انبلی، اشرف علی
تھانوی۔

الفرقة المارقة التي تدعى بالوهابية
منهم المارق المنقص لثابت
الالوهية والرسالة قاسم النانوتوي
ورشيد احمد گنگوہی و خلیل احمد
انبلی و اشرف علی تھانوی۔

۱۰۰ ص	کتابہ نبویہ لاہور	۱۰۰ ص
۶۵	۶۶	۶۷
۶۸	۶۹	۷۰
۷۱	۷۲	۷۳
۷۴	۷۵	۷۶
۷۷	۷۸	۷۹
۸۰	۸۱	۸۲
۸۳	۸۴	۸۵
۸۶	۸۷	۸۸
۹۰	۹۱	۹۲
۹۵	۹۶	۹۷
۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲
۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰

ص ۱۲۸ و ص ۱۳۰

وَالْقَاسِمِيَّةُ قَوْلُهُمْ حَسْرِيحٌ فِي تَجْوِيزِ
نَبْوَةِ جَدِيدَةٍ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ وَلَا شَكَّ
أَن مِّنْ جَوْنِ ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاجْتِمَاعِ
الْمَسَالِينِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَفٌ مِّنْ رَّضَخِ
يَبْقَا لَتَهُمْ تِلْكَ أَمْتٌ لَّهِ يَتُوبُوا
غَضِبَ اللَّهُ وَلَعْنَتُهُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ لِيَهْ

قاسم نام تو قوی کے قول سے صاف ظاہر ہے
کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد
کسی کو نبوتِ ہدیہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور
کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع
علمانے اُمت کافر ہے ای لوگوں پر اور جو ان کی
اس بات پر راضی ہو اُس پر اللہ کا غضب اور
اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں

ص ۱۳۲ و ۱۳۳

قَوْلُ رَشِيدِ أَحْمَدَ الْكَنْكَوهِ فِي الْبِرَاهِينِ
الْقَاطِعَةِ كُفْرَ وَاسْتِخْفَافِ حَسْرِيحِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ نَصَّ اثْنَةُ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ أَن
مِنَ اسْتِخْفَافِ رَسُولِ اللَّهِ كَافِرٌ يَكْفِي

وہ ہورشد احمد کنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا
کفر ہے اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے چاروں
مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ
شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے

ص ۱۳۴

قَوْلُ أَشْرَفِ عَلِيِّ تَهَانَوِيِّ كُفْرَ هَيْجٍ بِالْإِجْمَاعِ
أَشَدَّ اسْتِخْفَافًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مُقَابَلَةِ رَشِيدِ أَحْمَدَ فَيَكُونُ
كُفْرًا بِطَرِيقِ الْأَوَّلِيِّ مُوجِبًا لِّغَضَبِ اللَّهِ

وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے
بالاتفاق اس میں رشید احمد کے قول سے بھی
زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تنقیصِ شان ہے تو ہر جہہ اولی کفر ہوگا اور
قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا

ص ۱۳۵ و ۱۳۶	مکتبہ نبویہ لاہور	لے حمام الحرمین
ص ۱۳۸ و ۱۳۹	" " "	" " "
ص ۱۴۱ و ۱۴۲	" " "	" " "
ص ۱۴۰ و ۱۴۱	" " "	" " "

۲۰۰۰

۹۶ مکملہ از نصیر آباد راجپوتانہ مرسلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول یا فعل سے کھانے پر غصہ ہوتا تھا اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت ہو تو برائے مہربانی اس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعویٰ مولوی عبدالحکیم غیر معتد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کہ کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ

طے مقام المرجع مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۴۱

۱۴۲۲

۳۷ یک روزہ فارسی فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

۳۳/۶۸ ۛ القرآن الکریم

فرمائیں (فعلی رقمہ یہ ہے) میں جبہ الحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ انہوں نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور علاوہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سورہ پیر کی مثنائی اس کے شکر یہ میں تقسیم کروں گا۔

الجواب

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وہ ہے جو ان کی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ:

ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم
عنہم نفع لهم، خلافاً لمعتزلة،
الاصل فی ذلك عند اهل السنة ان
للانسان ان يجعل ثواب عمله
لفیہ صلاۃ او صوماً او حجاً
او صدقة او غیرہا، وعند ابی حنیفۃ
مرحمہ اللہ واصحابہ یجبونہ ذلك و
ثوابہ الی الیبت۔ مصلحتاً۔

بیشک زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا اور ان کی
طرف سے صدقہ دینا مردوں کو نفع دیتا ہے معتزلہ
مگر اہل فرقہ اس میں مخالفت ہے، اور اصل اس میں
یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک آدمی اپنے ہر عمل
کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز پر بارزہ
یا حج یا صدقہ یا کچھ۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے
اصحاب کے نزدیک یہ سب جائز ہے اور میت
کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ (ت)

یہ مذہب ہے امام اعظم کا، اگر اس میں کوئی ثبوت دے دے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا
ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے، میت کے لئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن
اس میں ہاتھ اٹھانا منع فرمایا ہے، تو اسے دوسرے دے انعام دے جائیں گے۔ نیز دیوبند وغیرہ وہابی
مذہب میں جو نصاب تعلیم ہے اور مسلمانہ جیسے طرز معلوم کے لئے امتحان اور ان کے نمبر اور روداوی چھاپنا
اور کتابیں چھاپ کر بیچنا اور ان پر کمیشن کاٹنا، اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان
باتوں کا حکم دیا ہے تو سورہ پیر انعام پائے گا۔

۹۷ مسئلہ از امر مسرکہ پیرجہ مسئلہ غلام محمد کا نذر ۲۷ ربیع الاول شریعت ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریعت پر سورہ پیر انعام۔ آج کل جس دہم مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت
بات ہے اس کے ثبوت دینے پر انہیں ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دئی رہا ہے
شائع ہو چکا ہے مگر میان فیروز الدین صاحب سوداگر آئیری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ

سے منیع الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر الدعار لیت منفع خلافاً لمعتزلة مصنف ابی ابی حنیفہ مصر ص ۳۰-۳۹

کافیصلہ ہونا ضروری ہے اس لئے میاں صاحب موصوف مرد جو مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یکتہ صد روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ امید ہے کامیاب مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقوم کے علاوہ ثواب داریں بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں، صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے، ہماری طرف سے اجازت ہے کہ امامان دین میں سے کسی ایک امام کا قول دیکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سیکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر

الجواب

وہابیہ کو دو سو روپے انعام۔ حامداً و معیلاً و مسلماً۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَتَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۖ اے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ اُنھیں اللہ کے دین یاد دلاؤ۔ اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اُس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۖ تم فریاد کرو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۱۱/۹۳

سُورَةُ ۵/۱۳

سُورَةُ ۵۸/۱۰

اگر دہا بیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۳۰ روپے انعام۔
(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا أَتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا۔
جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہو۔

اگر دہا بیہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا ہے تو ۳۰ روپے انعام۔

ضروری اطلاع: واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں صرف وہ آیت یا معنی والے کتابت صحیحہ سننا وہ حدیث شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر منع کا اتنا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑنے میں ڈرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔

(۵) اہل حدیث کی کائنات میں اور اس میں سیکرٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بنانا اور اسکے بڑے سالن بنانے اور ان کی میت کرائی اور اہل حدیث کا اخبار چھاپنا اور اس کی مشکل قیمت لینا اور رد اللہ میں کتابیں چھاپنا اور میت مردہ پر مدرسے بنانا اور ان میں نخواستہ وار مدرسین رکھنا سب ایسی شششایہ، سلاز امتحان ہونا، ان میں پاس کے نمبر بٹھانا، کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا، اس پر درس کا نصاب معین کرنا، انعام بٹھانا۔ ان سب باتوں کا اگر دہا بیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ، تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دے دیں تو ۳۰ روپے انعام۔ اور ثبوت نہ دے سکیں تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ڈرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الهدی (اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ت)

تحریر بر سالہ شمس التالیکن و رباعہ مجلس مبارک و قیام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی لا یمیتا
الحبيب المصطفى وآله وصحبه اولى الصداق والصفاء۔ فقیر غفرلہ المولى القدير نے مولینا مولوی
سے القرآن الکریم ۵۹/۵

قل بفضل اللہ وبرحمۃہ فبذلک
فلیفرحوائہ

تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر
لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے :
وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ سِوَاكَ فَحَدِّثْ يَٰٓأَيُّهَا
اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اور فرماتا ہے :
 خَالِذِينَ أَصْنَوا بِهِ وَاعْتَرِدُوا وَفَضَّلُوا
 وَاتَّبِعُوا النُّورَ الذَّاهِبَ أَنْزَلَ مَعَهُ
 أُولَئِكَ هُمُ الْمَفْلُحُونَ ۖ
 اور فرماتا ہے :

٥٢ القرآن الكريم ١٣/٥
٢٤ ٣٨/٩٥

٥٨/١ له القرآن الكريم
 ١١/٩٣ " " ٥٣
 ١٥٤/٤ " " ٥٥

برسلی وعزس تموهمواقرضتم اللہ قرضا
حسنالاکفرون عنکوسیتاتکم ولادخلنکم
جنت تجری من تحتہا الانہر فعدت
کفر بعد ذلک منکم فقد ضل مساواء
السبیل

پرایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن
دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور
خزور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے
نہریں رواں، پھر اس کے بعد قرض میں سے کفر
کو کہے وہ خزور سیدھی راہ سے بہکا۔ (ت)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شایان مناؤ، لوگوں کو اللہ کے
دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم
علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اُسی کے
صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اسی ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پرورد کے دن سے بڑا
ہے۔ تو بلاشبہ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا
چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔ بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے، اور قاعدہ شہد علیہ
المطلق یجوز علی اطلاقہ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ت) جو بات اللہ
عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو کہ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب
کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو متعید کرے گا وہ کتاب اللہ کو
فسوخ کرتا ہے، جب ہم تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تسلیم
کی اجازت ہوتی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرماتے۔ روشن رحمت پر رحمت، ایام النہی کا
تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کئے جائیں سب اقبال امر النہی ہیں جب تک
شرع مظہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرماتے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا
یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلثہ میں وجود تلاش کرنا زری اور مذموم ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے
فسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرماتے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو حسبِ صواب
صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا ہیئت کذا فی قرونِ ثلثہ میں

لہ القرآن الکریم ۱۲/۵

لہ التزییع والتلویح

فصل حکم المطلق

مطبع میر محمد کراچی

۱۶۹/۱

وجود ہوا ہو، انا للہ وانا الیہ ساجعون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ انہما فرست و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ انہیں احکام کی بجا آوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محب کا چین اور اُس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈا لک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا، دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا کہ دل کی دلی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف ایسی ہی کہ جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑے چارے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد۔ ان کی دھرم پوتھی تقریر الایمان میں مصرع ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے، ”جیسا علم غیب اُن کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوہے کو ہوتا ہے“ وغیرہ وغیرہ کل بات طعنہ۔ مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے حکم ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھو خبردار ہوشیار رہو وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی شیا ب بھڑکتے ہوئے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ فرائس۔ اُسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھڑو! اپنے دشمن کو پہچانو، نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے ماتک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں چھاپیں اور آج تک اُن پر مبر ہیں۔

قد بدت البغضاء من افواهہم
وما تخف صدورہم
اُن کی عداوت شدیدہ تو اُن کی باتوں سے ظاہر
ہو گئی اور وہ جو اُن کے دلوں میں چھپی ہے بہت

سہ القرآن الکریم ۱۵۴/۲

سہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلا سا واقع ڈھور ص ۵۱
سہ حفظ الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۳ و دعوت فکر مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ص ۷۶

اکبر علیہ

زائد ہے۔

جو بظاہر اُن خبیث گالیوں کے خود مرکب نہیں اُن سے پوچھ دیکھئے کہ جس خبیثاء نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں منہ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہو گئے، دیکھو ہرگز ہرگز انہیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل اُسے اُن کی حمایت کو تیار ہو جائیں گے تا وہیں گھڑیں گے، بات بنائیں گے، حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالہ اتفاق اُن تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر بالله جو انکے مذاہب کا فرما نے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
مسلمانو! جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اُسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا؟

دُخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری وقت اس کی ہے کہ بجائے تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا، ان کے پاس بیٹھتے ہو، اُن کی بات سنتے ہو، ان کی تحریریں دیکھتے ہو۔ دیکھو یہ تمہارے حق میں ذہر ہے، دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

فأياكم وأياهم لا يضلونكم و
لا يفتنونكم بلکہ
اُن سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کر دو
کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں
نہ ڈال دیں۔ والیہذا باللہ تعالیٰ۔

بجائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ
ان کے دشمن کے پھندے میں پڑنا، اللہ تعالیٰ اُن کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں، آمین!
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، آمین!
۹۸ مسئلہ از جہانگیر چوک آٹا مار لکھنؤ صاحب دکان ملک محمد امین، مسئلہ ملک محمد امین ۲۵ ربیع الآخر، ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۱۸/۳ القرآن الحکیم

۹۴ ص ۱۳۱
۱۰/۱
۱۳ ص ۱۳۱
۱۰/۱

(۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے؟ کل اشیاء، رزق وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

الجواب

(۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان تمثیل نہیں کر سکتا۔ حدیث میں فرمایا،

من رآنی فی المنام فقد رآی الحق
ان الشیطان لا یتمثّل بی بلہ
جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے
مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار
نہیں کر سکتا۔ (ت)

ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو اللہ ظاہر کر سکتا ہے۔
(۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں عالمیہ
جمادات، نباتات، حیوانات، اور چاروں عناصر، اور سات آسمان، اور فلک ثوابت،
فلک اعلیٰ، کرسی، عرش۔ افادہ التلخیص لا کبریٰ فی الدین ابن عربی قدس سرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از شہر بدری محلہ سوداگران مسئلہ شیخ احمد جیلپوری ۵ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ
حضور پر نور، بعد میثاقی الہیست برہنہ کیا اور ارجح مقدم کر دی گئی تھیں اور بعد خلق انسان کے وقت
پھر خلق رُوح ہوتا ہے، اس میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل؟ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے
ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے؟ اس مسئلہ میں ملّا کو تردد ہے، ابھی ضرورت ہے۔

الجواب

ماشاء اللہ، رُوح بعد ایجاب کبھی فنا نہ ہوگی انما خلقتم للابد (تم ہمیشہ کے لئے پیدا
کئے گئے ہو۔ ت) برہن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے، قال اللہ عزوجل،
وکنتم امواتا فاحیاء کذب یبہتکون
حالاکم تم مردہ تھے اُس نے تمہیں جلا یا پھر تمہیں ماریگا
پھر تمہیں جلائے گا۔ (ت)

۴۸۴/۱۵	موسمۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۴۱۳۸۹	لکھنؤ کنز العمال
۵ ص	خلافت اکیڈمی منگورہ سوات	باب فضل الموت	۲۸ شرح الصدور
			۲۸ القرآن الکریم ۲/۲۸

اگر بعد میثاق رُوحیں معدوم کر دی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا،
 کنتم امواتا فاحیاءکم ثم احیاتکم ثم اماتکم ثم احیاءکم تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر مارا،
 ثم یبیتکم ثم یحییٰکم۔ پھر زندہ کیا، پھر مارے گا پھر زندہ کرے گا (ت)
 یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بحال ناواقف اس کا خلافت کرے اُسے
 اہل سنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خالی ہے ولس، اور اس پر الزام ہے کہ بے جا سنے
 لب کشائی کی جرات کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۰۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان کامل کیسے
 ہوتا ہے؟ بیتنوا توجہوا (بیان فرماؤ اور دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل
 سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہر اسے مسلمان بنائیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں
 اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا علاوہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن
 ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوئیوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے لکڑے ہو، جو کچھ دے
 اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے، سو اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب لله و ابغض لله و اعطى
 جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ
 لله و منع لله فقد استكمل
 کے لئے عداوت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے دیا اور
 الايمان لله و الله تعالى اعمد۔
 اللہ تعالیٰ کے لئے روکا اس کا ایمان کامل ہے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ از کھنڈل پوسٹ آفس گیو کٹر ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبد السلام مدرس چارم
 گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض دیوبندی عالم کہتے ہیں کہ درود تاج پر صاعرا حرام ہے
 لے سنی ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارجار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۷/۲

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والنوباء والقحط والسرضب والالہ (مصیبت، دیار، قحط سالی، بیماری اور دھوکہ کو دور کرنے والا۔ ت) کا استعمال نازیبا بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانے کا خوف سے نفوذ یافتہ من ذک ابیر قول حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہو تو منکرین پر شرعاً کیا حکم؟

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع ہر بلا ہیں، ان کی شان عظیم تو ارفع دافع ہے، اُن کے علوم و فہم بلا فرماتے ہیں۔ ابی ہریری دابن عساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 إِنَّمَا سَيِّئَاتُ أَحَبِّدٍ لَا فَيَّ أَحَبِّدٍ عَنَّا
 أَتَقِي نَا تَرَجَهْتُمْ يَلْ

میرا نام آجید اس لئے ہمارے میں اپنی امت سے
 آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
 بیہقی دلائل النبوة اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں راوی، خفاف بن فضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کوشش کرتا ہوا حدیث میں حاضر ہوا کہ زیارت
 اللہ سے شرف ہوں تو حضور میری سبب
 مشکلیں کھول دیں۔

نے حاضر بارگاہ ہرگز عرض کی اسے
 حق وردت الی المداينة جاہدا
 کیا ارالہ فتخرج الکدہا ست

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔
 منج المداح امام ابی سیدہ اناس میں ہے ترب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اسے
 لقد بعث الله النبي محمدا
 باحق وبرهان الهدى يكشف الكد
 (خدا کی قسم اللہ عز وجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل
 ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دفع بلا فرماتے ہیں)

- ۱۔ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة اسماءه دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۱
 ۲۔ دلائل النبوة للبيهقي جامع ابواب البعث سبب اسلام خفاف بن فضلہ دار الكتب العلمية بیروت ۲/ ۲۹۱
 ۳۔ شرف المصطفیٰ ذکر اسلام خفاف بن فضلہ حدیث ۵۳ دار البشائر الاسلامیہ ۱/ ۱۳۳
 ۴۔ الاصابة في تميز الصحابة بحوالہ ابن سیدہ اناس ترمذی ۱۶۵۹ حرب بن ریطہ دار صادر بیروت ۱/ ۳۲

عمر بن شہید بطریق عام شیعہ راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی،
 انت الرسول الذی یرجب قواہنہ
 عند القحوط اذا ما أخطأ المطر
 ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا،

یا حمزة یا کاشف الکربات یا حمزة
 یا ذاب عن وجہ رسول اللہ
 اے حمزہ اے واقع البلاء اے حمزہ اے حمزہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں
 کے دفع کرنے والے۔

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے ان کے دو
 نائب ہوں گے ایک بن رسید یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جبرائیل یعنی فاروق اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الفقی فخذوا من غمرات ودفاع معضلات وہ جو جان ہیں وہ سختیوں میں
 گھس پڑنے والے اور بڑے دفع البلاء بڑے مشکلات کا ہونگے۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من کنت ولیہ فعلی ولیہ قال المناوی فی شرحہ
 یندفع عنہ ما یکرہ
 یعنی میں جس کا مددگار ہوں علی المرتضیٰ اس کے
 مددگار ہیں کہ ہر کردہ کو اس سے دفع کئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی جمعات میں لکھتے ہیں،
 اثرات ایں نسبت است در مہالک و مضائق
 صورت آن جماعت پذیر آمدن و حل مشکلات
 ہے بآں صورت منسوب شدنی
 ہا کثر اور نگہوں میں اس جماعت (اولیاء اللہ) کی
 صورت کا ظاہر ہونا اور حل مشکلات کا اس کی
 طرف منسوب ہونا اس نسبت کے ثمرات میں سے ہے۔

لہ الامایۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ ۱۱۶۹ اسود بن مسعود ثقفی دار صادر بیروت ۴۶/۱
 لہ النہای العیون المعروف بالسیۃ الخلیفۃ ذکر غزوہ احد المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۲۴۴/۲

۱۰۰۱ حدیث ۵۴۲/۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت
 التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من کنت ولیہ الا مکتبۃ الامام الشافعی ریاضی ۴۴۲/۲
 جمعات ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ص ۵۹

قاضی شہداء اللہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں :

ارواح الیساں یعنی اولیاء و زمین و آسمان بہشت
ہر جا کہ خواہند می روند و دوستان و معتقدان
را در دنیا و آخرت بد و گلائی سے قریا پسند و
دشمنان را ہلاک می نمایند یعنی
اولیاء اللہ کی روحیں زمینی، آسمانی اور جنت میں
جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں
اور عقیدہ مندوں کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو
ہلاک کرتی ہیں (ت)

اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب الامن والعلی لتاعنی المصطفیٰ بدافع البلاء
میں ہے۔ درود تاج پر پڑھنے کو حرام کی طرف نسبت دی کرے گا جو خود غسوب بگرام ہو۔ وہاں یہ مرتدین
ہیں ان کی بات سنی جاتر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ثانی ازیں مقام و ازیں سائل (سوال دوم اسی جگہ سے اس سائل کی طرف سے۔ ت)

سے باادب داخل ہوا دل محفل میلاد میں

خود بدولت خود میں شامل محفل میلاد میں

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل مولود میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آتا ہے
لیکن وہاں کتا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔ جلوہ افروز نہ ہونے کی کیا دلیل؟

الجواب

وہاں کتا ہے۔ امام خاتم المفاتیح بلال الملتی والہدین سیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر میں

فرماتے ہیں :

قد اخبرنی الثقات من اہل الصلاح
انہم شاہدوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم مراراً عند قراءۃ المولود الشریف
وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث
مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بار بار
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد
شریف و مجلس ختم قرآن عظیم و بعض احادیث
میں مشاہدہ کیا۔

نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محدث جلیل زر قافی شرح المواہب شریف میں فرماتے ہیں :
انہ وصائر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ
بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عليه وسلم اذنت لهم في الخروج من قبورهم للتصريف في الملكوت العلوي والسفلي

اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الٰہی میں قہر فرمانے کے لئے اپنے مزاہات طیبہ سے باہر تشریف لے جائیں۔

علامہ زرقاتی فرماتے ہیں،

و نحوه یا فی المصنف فی غیر موضع من هذا الكتاب

یعنی اس کے مثل امام احمد قسطلانی نے مرآب شریف میں جا بجا تصریح فرمائی ہے۔

امام ابن حجر مکی فتاویٰ کبریٰ باب الجنائز میں فرماتے ہیں،

سودح نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح ہما تظہر فی سبعین الف صورۃ یہ اقدس ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضور میں نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند بالا ہے، امام اہل عبادت بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و سلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وقفہ اور امام احمد حسد حسد اور حاکم صحیح مستدرک اور ابوالفہیم علیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفعا راوی، و هذا حدیث ابی بکر،

اذا مات المؤمن یخلى صرہ یسرح

جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اس کی راہ کھل دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے۔

ہم نے اپنے رسالہ اتیان الامرواح لدیارسہم بعد الرواح میں اس پر بہت روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا بایں معنی نہیں کہ نہ تھے اور تشریف لاتے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۔ الفتاویٰ تہذیب الملک فی اسکان روتۃ النبی و الملک دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۳

۲۔ الفتاویٰ الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب الجنائز دارالکتب العلمیہ بیروت ۹/۲

۳۔ اتحاف السادة المتقين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/۲۲۶

علامہ علی نقاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

لا حول ولا قوة الا بالله تعالى عليه
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
وسلم حاضراً في بيوت اهل الاسلام
ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔
بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تہجلی خاص فرماتے ہیں، یہ اُن کے کرم پر ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذیل
سے ذیل بندے کو فوازیں کچھ دُور نہیں ہے

اگر بادشاہ پر در پیر زن بیاید تو اسے خواہر سلطنت کہیں
(اگر بادشاہ پورس عورت کے دروازے پر تشریف لائے تو اسے سردار! کو کچھ مت اکھاڑت)
وہابی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
قل هاتوا برهانكم ان كنتم صدقین
اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو
دلیل کچھ نہیں سوا اس کے کہ طر

انبیاء را بچو خود پنداشتند

(نبیوں کو وہ اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ ت)

وسيعلم الذين ظلموا انهم
منقلب ينقلبون
عنقریب ظالم جان جائیں گے کہ کس کروٹ پر
منقلب ينقلبون
دیکھتے ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسند سلیم از کانپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

بسم الله الرحمن الرحيم ، نحمدك و نصلي على رسولك الكريم۔ يا حبيب محبوب الله
روحی خدا کی، قبلہ کونین و کعبہ دارین ، امت فیوضہم بعد تسلیمات خدیوانہ و تمنائے حصول سعادت
آستانہ بوسی ، التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کترین بختیریت ہے مستوری حضور کی درامہ بارگاہ احادیث
سے مطلب۔ گرامی نامہ صادر ہو کہ موجب عزت و سرفرازی ہو!۔ فدوی نے اس آیت مستہ آئی
فمنهم شقی وسعید (تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔ ت) کی تفسیر

۱۔ شرح الشفاء للامام علی نقاری علی ہاشم نسیم الریاض فصل فی الزواجر مرکز اہلسنت برکات خفا ج ۱ ص ۲۶۴

۲۔ القرآن الکریم ۱۱۱/۲ و ۶۴/۲۴

۳۔ ۲۲۴/۲۶

۴۔ ۱۰۸/۱۱

تفسیر کبیر میں دیکھی۔

واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدوا
فیہا صا دامت السعوات والارض
ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ
کے متعلق لکھا ہے،

الا ستثناء فی باب السعداء یجب حملاً
علی احد الوجوه المذكورة فیما تقدم
وهنا وجه اخر وهو انه ربما اتفق
لبعضہم ان یرفع من الجنة الی العرش
والی المنازل الرفیعة التي لا یعلمہا
الا اللہ تعالیٰ ۛ

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطاء غیر منقطع ہوگی مگر استثناء ما شاء ربک سے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیت منقطع کرنے کے لئے متعلق نہ فرمائے گا تو اس کا کیا جواب ہے، حضور کا رسالہ جلد اول مباحث السجود فدوی کے پاس ہے مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل نغمۃ الطیب وغیرہ و نیز جلد ثانی مباحث السجود کی کترین نے بذریعہ دیو طلب کی ہیں، کتاب حیاتہ ان کس من وساوس الخناس تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم راسخ دی میں لکھا ہے، اخبار و عہدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے جس سے خدا سے تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔

قال عبد الحکیم فی المباشیة علی الخیال
لعل مراد ذلک البعض بقولہم ان
الخلف فی الوعد کمرام ان الکریہ اذا
خرج بالوعد فاللائق بحالہ و

عابد الحکیم نے خیال کے ماحشہ میں کہا شاید اس بعض کی مراد اپنے اس قول سے کہ وعدہ میں خلعت کرم ہے یہ ہو کہ کرم جب وعدہ کے ساتھ زجر فرمائے تو اس کے حال کے لائق اور

سہ القرآن الکریم ۱۰۸/۱۱
لے مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۰۸/۱۱ المطبعة البیتة المصریة مصر ۱۸/۶۶

مقتضیٰ کرمہ ان یبیتنی اخیاسہ علی
المشیۃ فجميع العمومات الواردة فی
الموعید متعلقة بالمشیۃ وان لم یصور
بہا نہ جبر العاصین وعتقا لہم فلا
یلزم الکذب والتبذیل بخلاف
وعدہ الکریم فانہ یجب ان یکون
قطعیاً لان الخلف فیہ لوم فلا یجوز
تعلیقہ بالمشیۃ ۛ

اس کے کرم کا تعاضل ہوتا ہے کہ وعید کے بارے
میں اس کی خبر مشیت پر مبنی ہو۔ چنانچہ وعید کے
سلسلے میں وارد تمام عموماً مشیت کے ساتھ منسلک
ہیں اگرچہ نافرمانوں کی زبردستی اور انھیں گناہ سے
باز رکھنے کی خاطر کریم نے اس کی تصریح نہ کی ہو
لہذا اس میں جھوٹ اور تبدیلی لازم نہیں آتی
بخلاف کریم کے وعدہ کے کہ اس کا قطعی ہونا واجب
ہے اس لئے کہ اس میں خلف لوم ہے چنانچہ
اس کو مشیت پر معلق کرنا جائز نہیں۔ (ت)

دوسرا خط عریضہ طغفون تین بارہ روز پورے ہوں گے فدوی روانہ خدمت فیضہ رحمت کرچکا
ہے نہ زجرا ہے عروم ہے، اُس عریضہ میں متعلق آیت فنعلمہم شقی وسعیہ دریافت کیا تھا کہ
اہل جنت کی بابت بعد مہادامت السُّلُوت والارض (جب تک آسمان وزمین میں رہیں گے۔ ت) کے
الاماشاء من بک (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) سے اگر کوئی شبہ کرے کہ قدرت غلوطا بدی
کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائے گا، چنانچہ مراثر بھی عطار غیر مجذوف
فرمادیا ہے تو کیا شبہ ہے۔ تفسیر ابن جریر وعراس البیان میں ہے،

قال ابن مسعود لیا تین علی جہنم
نہ مان تخفق ابوا بھا لیس فیہا
احد ۛ

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہنم
پر ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اس کے
تمام دروازے خالی ہو جائیں گے اور اس میں
کوئی ایک شخص بھی نہیں رہے گا۔ (ت)

اس کا کیا مطلب ہے ؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا المکرم اکرمک،

ۛ عاشقہ عبدالمکرم علی الخیالی
ۛ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۰۴/۱۱ دارالاسرار التراث العربی بیروت ۱۳۲/۱۲ ص ۱۲۶

میں آج کل متعدد رسالے رزق و بلا پر خذہم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھا، خبر الہی مثل علم الہی ہے، ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں۔ مگر یہ استحالہ بالغیر ہے، نفی قدرت نہیں کرتا، علم الہی ازل میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کرے گا اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا ہوا اگر نہ پیدا ہوتا معاذا اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ نہ پیدا کرنے کا دور نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذا اللہ مجبور ہو گیا، حاشا بلکہ زید کا وجود و خالق ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علم الہی میں تھا وجود واجب ہے اور جس وقت فنا فنا واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذا اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن۔ بعینہ یہی بات خبر الہی میں ہے اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا ان کا غلود واجب ہو گیا، اگر نہ ہوتا معاذا اللہ کذب لازم آئے، مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی غلود و انقطاع دونوں ازل ابداً زیر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے غلود کو واجب بالغیر کیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذا اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کو نہ کر سہ ہو بلا ضرر و جمل کے وحدہ و وحید کسی میں مختلف ممکن نہیں خود و حید ہی کے لئے ارشاد ہوا ہے، ہا یشبدال القبول لحدی (میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ ت) جیسے وعدہ کو فرمایا، لن یخلف اللہ وعدہ (اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا۔ ت) بعض کے کلام میں کہ خلف و حید کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اس سے مراد مفعول ہے، یہ اگر معاذا اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ مفعول یقیناً واقع ہو گا، اس کی مفصل بحث سبب السبوح میں ہے آیہ کریمہ اقامہ شامہ بک (مگر جتنا تعارض ہے رب نے چاہا۔ ت) کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن خیر میں ہیں جہاں کے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں، معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں، غلود اہل داریں کو عمر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے مادامت السموات والارض (جب تک آسمان و زمین رہیں گے۔ ت) ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان و زمین مراد نہیں جو نفعی صورت پر منقطع ہے بلکہ سمار وارض کو رونو قیامت اعادہ کئے جائیں گے ان کی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جنیوں کے

جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے حد درجہ سال نامہ ہے کہ اتنا نہ ان کو نہ اس کو، مگر اس کی ابتداء ان کی ابتداء سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔ شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائیں گے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقرا و اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے تو جانب ابتداء میں ان کا خلود اُن سموت دارض کے دوام سے کم ہو کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کے لئے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم الی غیر ذلک اس کو فرماتا ہے، الا ماشاء ربنا (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) روایت لیا تین علی جہنم الہ دوزخ کے طبقہ اولیٰ کے لئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجرّم کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاة موحّدین کے لئے ہے یہ بیشک ایک روز یا نکل خالی ہو جائے گا جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اُس میں نہ رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۵ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنت والجماعت فرد باطل کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعتیہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن اکثر کنگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا، اسی واسطے اس مسئلہ کی ضرورت ہوئی، اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہو گا اور بدعتیہ لوگ مگرابی سے باز آئیں گے، منجملہ اُن کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت نزدیک ہے کہ وہ لالچی شخص تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑا کہ اُن کی خلافت لے لی اور ہزار باصحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے کہ میں اُن کو خطا پر جانتا ہوں اُن کو امیر نہ کہنا چاہئے۔
تھوکا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں اُن کی تو این کرنا مگرابی ہے۔ ایک اور شخص جو اپنے آپ کو ششی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرجاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لالچی تھے (نور ذبا اللہ عنہما) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کئی تھیں اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟

۱۰۸ و ۱۰۷/۱۱

۱۰۸ و ۱۰۷/۱۱ تحت آیت ۱۰۷/۱۱ دارالاجار القراٹ العربیہ بیروت ۱۳۲/۱۲

جواب مدلی عام ارقام فرمائیے۔

الجواب

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین علیہ السلام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شرف و شرف پایا ہوں اور ناد خدا میں مال خرچ کیا جھلا کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا، وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ دُونِ فَرَقِي سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اُن کو فرماتا ہے اُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ وہ جہنم سے دُور رکھے گئے لَا يَسْمَعُونَ حِصْبَهَا اس کی پیمائش تک دُنئیں گے وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُهُم الْفَرَقُ الا کبر اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ اُنہیں غمگین نہ کرے گی وَتَلْقَاهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ فَسَوْفَ اُنْزِلُ عَلَيْهِمْ كِتٰبٌ فَسَوْفَ يَكْتُمُونَ قَوْلَهُمْ يَوْمَئِذٍ اَنَّا كُنَّا بَيْنَ يَدَيْهِمْ مُّسْتَكْبِرِينَ فَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ اَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْاَعْيُنُ اَمْ اَنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جس کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اُن کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہے ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، وہ عزوجل نے اُسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دُونِ فَرَقِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بالآخر میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین غفاری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی میاض میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَكُونُ يُطْعَمُ فَمَعَاوِيَةُ فَذَلِكَ
كَلْبٌ مِنْ كِلَابِ الْيَهُودِيَّةِ يَكْمُ
بِوَضْعِ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى طَعْنِ كَلْبٍ
وَهُوَ يَنْهَمُ كَلْبٌ يَنْهَمُ فِي سَبْعَةِ كَلْبَاتٍ يَكْمُ

اُن چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے، زید و جحر جھوٹے ہیں۔ اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تیرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر قسم سے زیادہ ہے تمام انتظام دین و دنیا اُسی سے متعلق ہے،

۱۰/۵۷

۱۰/۲۱ تا ۱۰۳

۱۰/۵۷

نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۴۳۰/۳

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہنا اصلًا کوئی غلطی نہ تھا،
 البیار علیہم السلام کے اجسام ظاہرہ بگڑتے نہیں، سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک
 سال کھڑے بحال بھر بعد دفن ہوئے، جنازہ مبارکہ حجۃ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے
 اس سے باہر لے جانا نہ تھا، چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اُس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک
 جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی، یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اور اگر تین برس میں
 ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔
 ابلیس کے نزدیک یہ اگر لاپرواہی کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 پر ہے یہ تو لاپرواہی نہ تھی بلکہ کفن و دفن کا کام گھروالوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے
 بیٹھے رہے انھیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ کھلی خدمت بجالاتے ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ احترام ملون ہے
 اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصیبت دینی تھا جس پر ملی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر

چشم بد اندیش کہ برکت باد عیب نماید بہ نگاہش ہنر
 (بدخواہ کی آنکھ برباد ہو جائے اس کی نگاہ میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے)

یہ خبشار خذلیم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث شریف
 میں ہے،

من اذاعهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ یوشک
 ان یشکھلہ
 جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا
 دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو
 ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے
 کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والیہا ذہ اللہ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۱ از کوچین ضلع بیار محلہ شاہچری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب
 ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب؟
 یا سنت؟ جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟

لے جامع الترمذی ابواب المناقب باب من سب اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۶۶

الجواب

مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرض احکم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً حنفی مذہب پر قائم رہنا، اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں دہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی ناری ہے۔ خطاوی علی الدر المختار میں ہے،

فمن كان خارجاً عن هذه الأربعة فهو من
أهل البدعة والتأويل والله تعالى أعلم۔
ترجمہ: جو کوئی چاروں سے خارج ہے وہ بدعتیوں اور
جہنمیوں میں سے ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر ربیعہ حدیثہ منظر الاسلام مسؤلہ امام بخش طالب علم مدرسہ مذکور

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے، اور اس کا
دلیل امام عظیم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افترا کہ ہمارے امام صاحب خود کبھی قیام نہیں
فرماتے تھے، جب ہم ان کی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہتے تو اس صورت میں کہ ہم
قیام نہیں کرتے الاام نہیں ہو سکتا اور زید کا یہ قول کہ امام اعظم رحمہ اللہ تنہا نے کبھی قیام نہیں فرماتے
تھے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر زید امام اعظم رحمہ اللہ تنہا نے پر افترا کرتا ہے تو ایسے شخص کے واسطے
کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ صاحب مرقا کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اس پر تاکید کرنے سے
مکروہ ہو جاتا ہے قیام مستحب ہے پھر اس پر اس قدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالے بازیوں تک
نوبت پہنچ گئی۔ قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب اس پر تاکید کیوں نہیں کرتے، قیام پر کیا خصوصیت ہے
اور قیام کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا؟ اور منکر قیام کو کیا عذاب ہدگا؟ میلاد شریف میں کچھ لوگوں نے
قیام کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا اُن کے واسطے کیا حکم ہے؟ — جو لوگ صرف قیام کے منکر
ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں ان کے بچے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اس نے امام پر افترا کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں
ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اس کے ساتھ یہ خیال دیا بیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام
شعائر اہلسنت ہو گیا ہے اور اس سے ان کا شعار و دبیت اور شعار سنیت کا لحاظ ضرور منو کہ ہے۔

عصر سے پہلے کے فوافل نہ شمار سنت ہیں نہ ان کے ترک میں کوئی تہمت و گناہی، خصوصاً اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفتِ مسلمین کر کے بیٹھے رہیں، منکر قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اس کو شہرہ ہے زیرِ علت و ہدایت نہ بر بنائے اصول و ہدایت، اور تمام مسائل میں موافق اہلسنت ہے، وہاں یہ کو گراہ بے دین جانتا ہے تو اس کے پیچھے نماز میں عروج نہ ہوتا، مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور ان کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں جن کے پیچھے نماز کیسی!

مشتمل بحرف سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

جناب بھائی صاحب و ام اقبالہ عود باز گزارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا، اس کا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لیے چڑھے ہیں وہ بعد کو نکھوں گا آپ اس کو مٹھرت قبلہ و کعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس مل جائے فرمائیں، وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جو کہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے یومنون بالغیب بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں، من ینخاۃ بالغیب کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے، الذین ینخشون مہم بالغیب وہم من الساعۃ مشفقون یہ نصیحت ناراض لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں، انما تنذ من اتبم الذکر و خشی الرحمن بالغیب تم انہیں کو ڈراؤ جو کھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رخن سے ڈرے، من خشی الرحمن بالغیب و جاء بقلب سلیم ادخلوها بسلام جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لے کر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائیں گے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ، من ینصرہ و مسلمہ بالغیب جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، ان الذین ینخشون مہم بالغیب لہم مغفرۃ و اجر کبیر جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے واسطے بڑا اجر ہے۔ مفرکہ متعدد آیات جن میں

۱۵ القرآن الکریم ۵/۹۳

۱۱/۲۹ ۵

۲۵/۵۷ ۵

۱۵ القرآن الکریم ۲/۲

۴۹/۲۱ ۵

۴۳/۵۰ ۵

۱۲/۶۷ ۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ۔ آج کل فلسفہ سائنس اور کمپیوٹری نے وہ کچھ زور پا رہا ہے کہ معمولی سے معمولی کچھ والا بھی بغیر دیکھے ایمان لانے کو تیار نہیں۔ جن، بھوت، پری، چڑیل کے قصے چنڈرور ہوئے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کئے ہوئے تھے عذابِ جہنم جوں سوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم تیار ہی نہیں ہوتے اس لئے آج کل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدے کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کر لے جبکہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک ابولہ العزوم بلکہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے

واذ قال ابراهيم سرب اس فی کیف تعبد
الموتی قال اولس توؤمن قال بلی
ولکن لیطمئن قلبی

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا تھا کہ میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مُردوں کو زندہ کرے گا، خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس بات پر ایمان نہیں لاتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان طلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانادل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں، اگر فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لاتے ہوتے تو اطمینان طلب ضرور ہوتا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اس قدر ہوشیار نہیں کیا تھا اُس وقت کے لوگ قویہ حق رکھتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانچ کر ایمان لائیں تو بھلا یہ کس قدر انصاف پر مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادور شاہی حکم ہو کہ تم پوچھ گچھ دیکھو بھالو نہیں بغیر دیکھے ہی ایمان لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جن کی اولاد سے مکی ہزار نبی پیدا ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ قبل بل حلتہ ابراہیم حنیفاً (تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کا دین لیتے ہیں۔ ت) دوسرے نبی نبی ہمارے سے نکلا ہے بنا خبر کو کہتے ہیں، نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا۔ اور غیب کی خبر ایک ایسی نصیحت غیر مترقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے کائنات عالم کی خبریں اللہ تعالیٰ انھیں

دیتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مد نظر رکھ کر اب غور کیجئے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پا رہے ہیں وہ قریب حق رکھیں کہ مجھے یہ دکھا دے کہ تو کس طرح مُردوں کو زندہ کر دے گا اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روز افزوں سیلاب میں ڈوبے جا رہے ہیں یہیں یہ تاور شاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ۔ کیا یہ انصاف ہے کہ لوگ خدا کے لئے جواب دو۔ اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنسدان پیدا نہیں ہوتے تھے دنیا اس قدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ تاریخ عالم آپ کو یہ بتا دے گی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جن کو ہستی باری تعالیٰ سے انکار ہو۔ اس کے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ، پتھر، درخت، آفتاب، ستارہ، چاند، دریا، جانور تک کو خدا مانتے تھے۔ ایک چھوڑ گئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسوں کی تعمیر یز سے پیدا ہو کر سرے سے خدا ہی کو اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بے دلیل خدا کے احکامات پر جو دیکھے ایمان لائے کہ تعجب ہے کہ جب حضرت انسائی اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح اندگی بسر کرتا تھا اُس وقت تو اُس کو یہ حق حاصل تھا کہ دیکھ بھال کر ٹھیک بجا کر ایمان لائے اور جبکہ انسان آگ، پانی، ہوا، بجلی پر مبنی کرتے کرتے ترقی کے آسمان پر پرواز کر کے تاروں سے گفت و شنید کی فکر میں منہمک ہو اُس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہو جائے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے اور پھر جبکہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لائیں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ، تمہیں بتاؤ کہ ہم اُن سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں؟ ہر شخص اس کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بیشک ہم انبیا سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پر تو بھی نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہی نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، اور بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی ہی جاسے۔

الجواب

اللہ عزوجل اپنی نعمت سے بچائے، جب لعنت الہی اُترتی ہے دل کی آنکھیں چھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا جوش و احساس والا پتکا پاگل ہو جاتا ہے اُسے اپنی ہی ہستی سمجھائی نہیں دیتی اپنے افعال

اقوال رات دن کے مستلمات ایسا مجھول جاتا ہے گویا ذیہ انسان ہے نہ انسان کے لفظ سے بنا، نہ کبھی انسان کی اسے ہر اگلی، واقعات دیکھنے والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مصطلحات یکے والے نہ کھل جاتا ہے۔
(۱) علم کے اسباب تین ہیں، عقل، حواس، خبر صادق۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے سات ذریعہ ہوتے، جو اندھا کے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتوں بھی گیا۔

(۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا، وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں دور سے شیر کی آواز سنے گا یا بوسونگے گا تو جان توڑ کر سر پٹ بھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا ہے۔
بچہ لاکر شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں، بے دیکھے ماننا کیا معنی۔

(۳) سائنس والے ہر اکے معتقد ہیں یا نہیں ہیں، تو بے دیکھے کیونکر۔

(۴) سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں، دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا، کیا سب اندھے ہیں یا ان میں سے ایک انکی بار اخذ رہے دیکھی باتوں میں انکیلیں دوڑاتے اور ہر ایک اپنی مانتا ہے۔
(۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف، قطر کی نسبت قطر کی طرف ہے، مثلاً بالمشکرہ مثلاً ایک کرہ کا قطر دوسرے کا $\frac{1}{2}$ ہے تو یہ کرہ اس کا $\frac{1}{2}$ ہو گا، یا $\frac{1}{3}$ ہے تو $\frac{1}{3}$ ہیں آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔

(۶) ارثما طبعی کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذریں ہے، یہ کسی آنکھوں سے دیکھی۔
(۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سر کا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مسادات اس صورت کی ہو، $ا + ص + ط$ اس میں (جیٹا) یا جیٹا ط نے سے مجذور کامل ہو جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی کامل ہو، یہ کسی آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔ اسی طرح اہل فنون اور ان کے سوا دیگر علوم کے ہاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔

(۸) یہ معترض اور ہر شخص اپنی ماں کو یقیناً اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو اس کے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔

(۹) ماں تو ماں ان میں سے جو کوئی باپ رکھتا ہے اُسے کبھی مشہد نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے آپ کو اس کی پیٹ سے اُترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اس کے باپ ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے۔

(۱۰) ان میں لاکھوں ہونگے جنہوں نے قہراً آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا چاہے کہ کہ بے دیکھے

اس کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۱) ایسے پاگل ہیں کا اعتراض کرنے والوں کو ذمہ صرف قانونی بلکہ قانونی گورنمنٹ پر بھی ٹھلا انکار ہو گا کہ ہم نے واضعاً قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں۔

(۱۲) قانون بالائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کریں گے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنے آچرشی جوتی ہم کیوں تسلیم کریں۔

ہاتھ لڑا اس کی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشیاء پر خود روزمرہ برت رہے ہیں، مگر اللہ واحد قہار پر اعتراض کرنے کے لئے اُن کو جھوٹے اور ناپاکی کا منہ پھیلواتے ہیں، رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ باہرین قاطعہ و داخل ساطعہ قائم فرمائے انبیاء جیسے انھیں معجزات دیتے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ان کے ماننے کی طرف بلایا ہے کافر سے اس کی کیا شکایت کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہہ کہ اس واقعہ سے اُس کا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً، اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا، جہنم سے مراد دوزخ نہیں، اس پر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا، اس دن ایمان لانے کا یوم یدعون الیہ فاسجدوا دعا، ہذا النار الیٰ کنتم بہا تکذبون، افسو هذا امر انتم لا تبصرون لے جس دن دھتکے دے کر جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھوٹے تھے، کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام جھوٹی خائستری کو بھڑکتی آگ میں ڈال کر جہنم کر دیا، بے دیکھے کیونکر اعتقاد دیا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزاماً ہے تو خود اُس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اس کی کیفیت کی تعبیر کرتا ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہو گا دیکھنے سے اس کا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ رب اتنی المونی اسے میرے رب! کیا تو مردے سے چلائے گا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جاتے بلکہ یہ عرض کی کہ اب اس فی کیف تھی المونی ہے میرے رب! میں طرح تو مردے سے چلائے گا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھادے و لکن الظالمین بآیت اللہ یجحدون، ولا حول ولا قوۃ

لہ القرآن الکریم ۵۲/۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۵۴ - ۲/۲۹۰

۵۴ - ۶/۲۳

الایمان علی العظیم - واللہ تعالیٰ اعلم (مگر خاتم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اہتمام کرتے ہیں - نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے - واللہ تعالیٰ اعلم) **منہ** قیام میلہ و شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے - مخالفت و جاتی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے واسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے، منع ہے -

الجواب

و جاتی جوتے ہیں اور ان کا منہ کتنا شریفیت پر اقرار ہے، ان سے پوچھو کہ اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو۔ اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیحہ میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے، اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں تو بجا کریں، حکم ان کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جا بجا جی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے تو جب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن عظیم سے بڑھ کر اور کیا دلیل درکار ہے۔ زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ **اقامۃ القیامہ** میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکرم حضرت بتول زہرا علیہ قیام فرشتے اور حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قیام کرتیں۔ سید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو ان کے لئے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اٹھے قیام کیا ماحق نواہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لے جاتے ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ ان کا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سناٹے کھڑے رہتے۔ بعض وقت اس کی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معلم دینی آئے اور حاضرین اس کے لئے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمائیے تشریف رکھئے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً منع کرتا ہے بلکہ تواضعاً مانعیں کے یہاں بھی قیام تعظیمی باہر رائج ہے اپنے نظروں کے لئے قیام کریں گے اور لوگ ان کے لئے قیام کریں بعض بیٹے ہیں تو ناراض ہونگے بے ادب

لے سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الجلم و اخلاق النبی صلی علیہ وسلم آفتاب المہرین ج ۲/۲

جائیں گے مگر تو اپنے تئوں کی تعظیم سے جس کی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں ضرور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اُن کے یہاں کہاں، اُس میں یہ شاخصائے شہ جتے ہیں۔ شہار شریف وغیرہ میں ائمہ دین تھری فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہی تعظیم مسلمانوں نے صد سال سے مقرر کی کہانی عقد الجوہر وغیرہ (جیسا کہ عقد الجوہر وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از رمضان پور ڈاک خانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ عبد الصمد عزت صوفی قادری برکاتی فری
ابوالحسنینی ۱۴ رجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کہتے ہیں سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ لاکھ قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کسی نص صریح یعنی اشارۃ النص یا دلالة النص۔ ایک فرقہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنے کا ایک وقت مبینہ مقرر ہے جس کو کہ قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ پر دیا جائے۔

الجواب

سوالی روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرنی۔ رہا یہ کہ روح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن و کنف کے درمیان رکھی جاتی ہے اس کی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی جاتی اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے اسلام سے خارج ہے اس کی بات سننی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئلہ شمت علی صاحب طالب علم درر منظر الاسلام
۷ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے حقانین اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ تعالیٰ ہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بھرا اللہ تعالیٰ کسی فردی دینی کا انکار جبکہ اس میں شک بھی نہیں کرتا جبکہ ایسے شخص کو بھی کافر و مرتد جانتا ہے باوجود اس کے اُس کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیاء ہیں لیکن یکم ما من عام الا وقد خضع منہ البعض (کوئی عام نہیں مگر اس میں سے بعض الشراذم کو

خاص کیا گیا ہے۔ (۲) اس ناموس سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مستثنیٰ ہیں کیونکہ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شاہزادگان دودمان نبوت ہیں اور حضرات خلفائے اربعہ و ذرائع سے شریک رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور و ذرائع سے شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر غور کرتا ہے کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں تو کیا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہو جاتیں گے، تو یہ جواباً کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن بلکہ واقع ہے، دریافت طلب امر ہے کہ ذریعہ کا استدلال کیسا ہے اور اس عقیدہ سے اس کی سیت میں تو کوئی نقصہ نہ کیا۔

الجواب

اگر وہ یہ کہتے کہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو جبریت کریم ایک فضل حبسنہ فی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے تو حق تھا مگر اس نے اپنی جہالت سے فضل کلی سبب طین کو دیا اور افضل البشر علیہ الانبیاء ابو بکر الصدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور انھیں امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل کہایا سبب باطل اور خلاف اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے تو یہ فرض ہے وہ نہ مستثنیٰ نہیں اور اس کی دلیل محض مردود و ذلیل، اگر جبریت موجب افضلیت مرتبہ عند اللہ ہو تو لازم کے آج کل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل و اعلیٰ ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجل جنون یا ضال مضل مفتون۔ قال اللہ عزوجل،

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون
اور فرماتا ہے،

يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
او قوا العلم و ما جئت بكم
اللہ بلند فرمائے گا تم میں سے مومنوں اور بالخصوص
حالموں کے درجے۔

سبحان القرآن الکریم ۹/۲۹

سبحان ۱۱/۵۸

تو خداوند فضل علم فضل نسب سے اشرف و احکم ہے۔ یہ میر صاحب کہ عالم نہ ہوں اگرچہ صالح ہوں آگاہی کے عالم سُستی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو سطر مائیں پہنچتے ذکر اللہ ذکر صحابہ ذکر رسول علی نہ کہ صدیق و خادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

فوجہ ان عالم کو بڑھے جاہل پر تقدم کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ (جاہل) قرشی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ چونکہ بلندی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا جو اس کو گھٹائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ (تہ)

لشباب العالم ان يتقدم على الشيوخ المجاهل ولو قرشياً قال تعالى والذين اوتوا العلم درجتاً فالارفع هو الله فمسي يضعه يضعه الله في جهنم

فتاویٰ خیرۃ امام خیر الدین رملی میں ہے :

جاہل کا قرشی ہونا عالم پر اس کے تقدم کو مباح نہیں کرتا، کیونکہ علم کی کتابیں عالم کے قرشی پر تقدم کے حق سے بھری پڑی ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرشی و غیر قرشی کے درمیان اپنے اس ارشاد میں کوئی فرق نہیں، فرمایا کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ (تہ)

كونه قرشياً لا يبيح له التقدم على ذي العلم مع جهله اذا كتب العلم طافحة بتقدم العالم على القرشي ولم يفرق سبحانه و تعالى بين القرشي وغيره في قوله تعالى هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

اُسی میں ہے :

قرشی غیر عالم پر عالم کو تقدم حاصل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسر آپ کے دامادوں پر مقدم ہیں

والعالم يقدم على القرشي الغير العالم والدليل على ذلك تقدم الصهرية على العتنية و

و لہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظِ تعلیم کے لئے جو امان
اہل جنت سے خاص فرمایا،

کہ خلفا سے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو، اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمادیا،
 و ابوہما خیر منہما حسن و حسین جو انان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے،
 سر والا ابن ماجہ و المحاکم عن ابن عسمر
 و الطبرانی فی الکبیر عن قرقہ بن یاسر
 فسنن حسن و عن مالک بن الحویث و المحاکم
 و صحیحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم۔

اور اس کا دھواں ،

ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و
و خیر اهل السموات و خیر اهل
الارضین الا النبیین و المرسلین کم
ابوبکر و عمر سب اہل کچھلوں سے افضل ہیں
اور سب آسمان و الارض اور سب زمین و انوں سے
افضل ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے عظیم الصلوٰۃ
و التسلیم . (ستہ)

٢٣٥/٢	دار المعرفة بيروت	مسائل عشق	له الفتاوى الخيرية
٢٤٥	ايجاديم سعيد كني كراچی	فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	سنن ابن ماجہ
١٩٦/٣	دار الفکر بیروت	کتاب معروفہ الصباہ	المستدرک للحاکم
٢٩٢/١٩	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ٦٥٠	المعجم الکبیر
٥٩٠/١١	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	٣٢٦٢٥ -	کنز العمال

مسئلہ از سیتا پور محلہ تائیں گئے مرسلہ حکیم غلام حیدر صاحب اشعجان ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی مؤلفہ
 کتاب "یزید نامہ" میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حق
 تمامی اہلسنت کا ہے جن کی شہیم بصیرت جتنا نہیں ان سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام و اولیائے عظام و بزرگانِ دین
 کا یہی عقیدہ و مسلک ہے۔ بگو اگر فتوحات مکہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر
 کیا ہے حضرت امیر مہر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقلی باعث طوالت ہے،
 آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہم ان کے کفر و بدعتی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہتے،
 لہذا اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ترانہ اپنی کتاب
 ازالۃ الخفاء میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تعزیر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا قول متعدد فرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے اکوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے ورنہ تہمت و افتراء پر وازی کے جرم میں آتی دوسے دکانوں کا۔
 اس نازک زمانہ میں اس استفادہ کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ "یزید نامہ" کو دیکھ کر عقائد سے ناواقف
 سنی جن میں اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ و گریجویٹ حضرات بھی شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حق اہلسنت
 سمجھیں گے ان کو واضح ہونا چاہیے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں
 امید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمائیں گے۔

الجواب

ما شایہ ہرگز اہلسنت کا مذہب نہیں رواضع کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ
 ایسا ہے کہ کوئی کچھ رافضیوں کا مذہب تفضیل شیعہ ہے یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 کو رافضی تمام امت سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں جیسا اس کا قائل صریح مجرماً مغتری ہے یہ نہیں یہ کہتے
 والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولانا علی کسب سے افضل جانتا ہے بلاشبہ سخت کذاب جری ہے۔ امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلو شمار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیعہ یہ کہ تو صدیق اکبر و
 فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام امت سے افضل مانتے۔ یہ عقیدہ حیدر محمد امیر المؤمنین مولانا علی
 سے ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم مسئلہ علی رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۶۶ و ۶۷
 سے منج الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر افضل ان اس بسو علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ مصنف ابوبابی مصر ص ۶۲

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اُسی صحابہ و تابعین نے روایت کیا اس میں ہماری ماضی کا نقل کتاب سب
مطلوع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العصرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث
سیۃ المرسلین علیہ السلام نے علیہم اجمعین و آثارہ الطبیۃ کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المؤمنین
حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء قدست اسرارہم سے دریا بہا رہے ہیں۔ ہر
بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق
(انیاد کے بعد سب سے افضل) انس ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (ت) ہے۔ اگر نہایت صاف
دی میں کف دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کا آفتاب روا ہے تو اس کا انکار
بھی اُسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے یونہی حضرات اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کی طرف اس
عقیدہ باطلہ کی نسبت گھٹا اقرار ہے۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت مطلقہ حضرات
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب
یہ عقیدہ اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالفت جہتہ و فی الحق جہتہ و کا ولی ہونا محال تو اس کے خلاف
اعتقاد اولیائے کرام ہو سکتا ہے لیکن الظلمین یفترون و فی الحق بعد صائبین یستردون (لیکن ظالم جھوٹ
گھڑتے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس میں شک کرتے ہیں۔ ت) اسی زمرہ میں فتوحات مکیہ پر بھی انفر
جرا فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں۔

اعلم انہ یس فی امۃ محمد صلی اللہ	یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تعالیٰ علیہ وسلم من ہر	امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق
افضل من ابی بکر غیر عینی	رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا
علیہ الصلوٰۃ والسلام	علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردہ حضور کے امتی ہیں
	اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔

عہ بدینی و گراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کی طرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل
معلوم ہوتا ہے کہ کسی یزیدی نے "یزید نامہ" لکھ کر اُس کے کام کر دیا یا کم از کم ایسی وقاحتیں اس میں ملا دیں ۱۲۷

۱۔ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰۷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلۃ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی،
اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و اھدا الہی! اسے راہ ناما ہادیاب کر اور اس کے ذریعہ
بہیلے سے لوگوں کو ہدایت دے۔

صحابہ کرام میں کسی کو کافر بنے دین نہ کہے گا مگر کافر بنے وہی یا گمراہ بد دین۔ عزیر جبار واحد قہار جل و علا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنہوں نے راہ خدا میں فریج و قتال کیا دوسرے وہ جنہوں نے بعد فتح پھر فرمادیا کہ وہ دونوں فریق سے اللہ عز و جل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو یا ایسے اُنہیں نے تم سب سے خُشنی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے اُن دریدہ دہنوں، ریاکوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرطِ صحت اللہ عز و جل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے خُشنی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو مقرر فی اللہ واحد قہار پر مقرر ہے جنت و دوزخ مالیر اس مقرر کے ہاتھ میں نہیں اللہ عز و جل کے ہاتھ ہیں۔ مقرر اُنہیں کہتا ہے گا اور اللہ نے جو خُشنی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے فرور پورا فرمائے گا اور مقرر جہنم میں سزا پائے گا وہ آیہ کریمہ یہ ہے،

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قتال اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر

اسے محبوب کے صحابہ! تم میں پرار نہیں وہ جنہوں نے فتح سے پہلے فریج و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں، اور وہ دونوں فریق سے اللہ نے خُشنی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔

اب جی کے لئے اللہ کا وعدہ خُشنی کا ہوا اُن کا حال بھی قرآن عظیم سے سُنے،
ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعوثون لا یسمعون حیسیسہا و ہم فی ما انتہت انفسہم

جیشک جی کے لئے ہمارا وعدہ خُشنی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی جیشک تک نہ سُنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے

سہ جامع الترمذی الیاب المکتب مناقب معاویہ بن ابی سفیان امینی کمپنی دہلی ۲۲۵/۲
لے القرآن الکریم ۱/۵

خلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر وتلقہم
الملائکۃ ہذا ۱ یوصوہ الذی کنتم
توعدون بہ وہ بڑی گمراہیث قیامت کی پہلی انہیں غم نہ دے گی
اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ
یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت، امیر المؤمنین
مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ قسطنطین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا: **لَوْلَئِكَ اعْظَمُ**
دَرَجَتُهُ اَنْیَی کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قسم دوم میں ہیں
اور حسنی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل۔ **وَلِذَا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے**
ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَکُونُ لِاصْحَابِی ثَلَاثَةٌ یَغْفِرُ هَا اللّٰهُ لَهُمْ
لِسا بَقِیَّتِهِمْ مَعِی ثُمَّ یَأْتِی قَوْمٌ بَعْدَهُمْ
یُکِبُّهُمْ اللّٰهُ عَلٰی مَا خَسَرَهُمْ فِی
النَّارِ میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جیسے اللہ عزوجل
معاف فرمائے گا اُس سابقہ کے سبب جو انکو
میری بارگاہ میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ
آئیں گے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ان کے منہ کے
بلی جہنم میں اوندھا کرے گا۔

یہ ہیں وہ کہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کریں گے، **وَلِذَا** علامہ شہاب خٹابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا:

وَمَنْ یَّکُونُ یَطْعَنُ فِی مَخْوَیَةِ فِذَاکَ
کَلْبٌ مِّنْ کَلَابِ الْیَہُوْدِ جو امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے
ایک نمٹا ہے۔

وَاللّٰهُ یَقُولُ الْحَقُّ وَیَهْدِی السَّبِیلَ (اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف
ہدایت دیتا ہے۔ ت) **وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ**

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۲ و ۱۰۲
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۲۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۲ و مجمع الزوائد ۲۳۴/۴
۳۔ نسیم الریاض ابواب الثالث مرکز البیست گجرات الہند ۲۳۰/۳

۱۱۳۳ھ از مہولہ ضلع احمدیاد ملک گجرات فتح حسن کا پرل مولوی فوزی ابن حاجی دلی محمد صاحب

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم، اقا بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں،

(۱) روح بعد فروج جسم کے دنیا میں آتی ہے یا نہیں؛ خصوصاً جبکہ حیات انبیاء و اویار و شہداء ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک دنیا میں میلاد و مجلس شریف میں آسکتی ہے یا نہیں؛ اور کوئی ان کی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان کہے وہ شخص دائرۃ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا؟

(۲) کوئی شخص قبر اہل اللہ کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے تو اس کی نسبت اہل اسلام کا کیسا خیال ہوگا؟

(۳) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں؛ اور کوئی شخص کہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے اتنا ہی آپ کو علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۴) وقت اذان کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا جائے اس وقت ہاتھوں کے انگوٹھے چومنا کیسا ہے؛ کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۵) جو شخص جہد ترک جماعت کرے اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

الجواب

(۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے، حدیث میں ہے،

اذا مات المؤمن یخلى سربه يسرح جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے حدیث یشاہدہ کہ جہاں چاہے جاتے۔

اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموات فی بیان سبل الاموات میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہاں سے ارفع و اعلیٰ ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بے طے، امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر بزار جگہ تشریف فرما

لے اتمان السادة المستقین بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت فضیلۃ ذکر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۷/۱

ہو سکتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں:

اذن لانیاء انت یخرجوا من قبورهم تمام انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ہے
وینصرفوا فی العالم العلوی و کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور
السفلی ینہ جد عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف
فرمائیں۔

روح اقدس کی تشریف آوری کو بعد از امکان جاننا اگر براہِ جبل و بے غلی ہے تو جرات و بے ادبی ہے
اور برہنہ ہے وہاں بیت ہے خود ہا بیت خود کفرِ جلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ألا فزوروا ما فاتها تزهدا کفر فی الدنیا سن لو، قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں
و تدنکر کو الاخرة ینہ بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔

خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کو موجب ہزاروں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا
مگر وہابی نابکار، اہلِ تمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثلاً رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ
ضرور ناجائز ہیں، مگر اُن سے زیارتِ کرام سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ پیچھے نماز میں قرآن شریف
غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے
نماز بُری نہ ہو جائے گی۔

قبرِ مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں ووجب تک تر ہے تسبیح الہی کرنا
اس سے مُردے کا دل بچے گا، کما فی فتاویٰ الامام فقیہ النفس و نیرھا (جیسا کہ امام فقیہ النفس
کے فتاویٰ وغیرہ میں ہے۔ ت)

فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے:

و وضع السورد و السریاحین علی قبروں پر لکھنا و غیرہ خوشبودار پھول رکھنا

۱۔ الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر الیمینی باب الجنائز دارالکتب العلمیۃ بیروت ۹/۲

۲۔ الحاوی للفتاویٰ تمیز الملک فی امکان رویۃ النبی والملک دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۳/۲

۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ما جاء فی زیارة القبور ایچ ایم سمیع پٹی کراچی ص ۱۱۳

القبور حسنؑ

اچھا ہے۔ (ت)

اسے ہدایت کننا بھی آج کل دہائیہ ہی کی خلوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین و شرق و غرب
و عرش و فرش و ماتحت الثری و جملہ ممالک و مایکون الی آخر الایام کے ذریعے سے عالم تفصیلی عطا فرمایا
اس کا بیان ہمارے رسالہ انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد و المدلولۃ العلیہ وغیرہ میں ہے،
جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے
وہ کافر ہے۔ امام جعفر الاسلامی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں،

النبوة علم الاطلاع علی الغیبؑ نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے (ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

علم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا
الا من امر نضی من رسولؐ
غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستطاف نہیں
کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اذان میں نام اقدس شیخ کراٹھ ٹیچر مناصب تصریح کتب فقہ رد المحتار حاشیہ در مختار
و جامع الرموز شرح نقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد مستحب ہے۔ اس کا ممبر بیان ہمارے کتاب
منیر العین فی حکم تبذیر الایہامیت میں ہے۔ اس پر انکار بھی آج کل شعائر دہائیہ
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بلاد ہندوستان میں ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گناہ ہے صحیح مسلم شریف
میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی
هذا المتخلف فبیتہ لترکتکم
اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت
اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے
سنت نبی کو و لو ترکتم

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرابیۃ الباب السادس عشر فورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۱/۵

۲۔ الواجب الذکر القصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۶/۲

۳۔ القرآن الکریم ۴۲/۴۶ و ۴۷/۲۹

سنۃ نبیکہ لصلیتم اللہ علیہ وسلم ای ضلال عن
سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ
فغضلال فی الدین . والعیاذ
باللہ من رب العالمین۔

کی پناہ۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعظم

ایک یہ بات نہایت ضروری و بکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں
اُن کی بات پر کان رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، تمام علمائے عزمین طیبین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور
فرمادیا، من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر و مذہب میں شک کیا وہ
بھی کافر ہو گیا۔ ت) جو اُن کے اقوال طعون پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جاننا درکنار ان کے کفر میں شک
بھی کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین شریف، و اللہ اعلم۔

۱۱۸۱ھ از میرندی ڈاکخانہ شہری ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب

۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) تہ کہتا ہے جو ثبوت اور ہوگا سب خدا کے حکم سے ہی ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور
اس کو کیوں سزا کا رنگ بٹھرایا گیا اس نے کون سا کام ایسا کیا جو مستحق عذاب کا ہوا جو کچھ
اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم
اُس کے ایک ذرہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کون سا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا
کافریا فاسق، جو بڑے کام تقدیر میں لکھے ہوں گے تو بڑے کام کرے گا اور بچے لکھے ہوں گے تو بچے
بہر حال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اس کو مجرم بنایا جاتا ہے؟ چوری کرنا، زنا کرنا، قتل کرنا وغیرہ وغیرہ
جو بندہ کی تقدیر میں لکھ دئے ہیں وہی کرتا ہے ایسے ہی نیک کام کرتا ہے۔

(۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اس کو حمل رہ گیا تو اس حمل کو حمل حرام کیوں کہا گیا
اور اس کی اس فعل قربت کو زنا کیوں کہا گیا؟ اور جب اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو

۱/۲۲۲ صحیح مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل الجماعۃ از قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۳ ص ۹۴ مکتبہ اہل سنت بریلی ص ۹۴

حرامی کیوں کہا جائے؟ کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کر لیا؟ نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھ دیا تھا پھر اس کو زنا یا حرام کہنا کیونکر ہے؟

(۳) اُس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک؟ یا اُن روحوں میں کی روح تھی جو روزِ ازل میں پیدا ہوئی تھیں یا کوئی اور؟ اور اس کا کیا سبب جو بچہ حرامی ہو گیا اور روح پاک لے لے انہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکر ہو سکتا ہے؟ فقط۔

الجواب

(۱) تیرہ گزراہ بے دیں ہے، اُسے کوئی جتنا مارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے، یہ بھی تو تقدیر میں تھا۔ اس کا کوئی مال دبا لے تو کیوں بگڑتا ہے، یہ بھی تقدیر میں تھا۔ یہ شیطانی فعلوں کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھ دیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اُس نے اپنے علم سے جان کر وہی لکھا ہے۔

(۲) یہ وہی ابلیس ملعون کا دھوکا ہے جو بد دینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ عورت زنا کرنے والی تھی اس لئے اس کا یہ آئندہ حال اس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔

(۳) روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں۔ ولد الحرام کا اپنا قصہ نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے، نہ اس سے اس کی روح کی ناپاکی لازم۔ روح کفر و ضلالت سے پاک ہوتی ہے۔ بد دین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اس کی ولادت حرام سے ہو، روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا، بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں غرض سے غافلہ نہیں ہوتا سو اس کے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سالہ

ثلج الصدر لایمان القدر

۱۳

۲۵

(سینے کی ٹھنڈک ایمان تقدیر کے سبب)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ از ضلع کبیری ملک آفودہ موضع کٹوارہ در سلسلہ سید محمد مظفر حسین صاحب غلمف
سید رضا حسین صاحب تعلقات کٹوارہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
چومی فرما یند علمائے دین و دین مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں۔ ت)
قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اسے تمہارا ان اشخاص کو زیادہ دایت مت کرو، ان کے لئے اسلام کے
واسطے مشیت ازلی نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہونگے اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں، تو پس
کیونکہ خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہو سکتا ہے، کیونکہ مشیت کے معنی ارادہ پروردگار عالم کے
ہیں، تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کر سکتا تھا۔ اور اللہ نے جب قبل پیدائش
کسی بشر کے ارادہ اُس کے کافر کئے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے یہودی صنف یشاد

سہ القرآن الکریم ۲/۲۴۲

۱۴۲۵ھ

کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش چوگی وہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکر چسکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا، کیونکہ اُس وقت اُس کو ہدایت از جانب باری عزوجل ہوگی وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں جتن فرق ہے، یہاں من و تشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے، پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہل بنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب، ربنا لا تنزع
قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا
من لدنک مراحمة انک انت
الموھاب، رب انک اعوذ بک من
ھنرات الشیطن و اعوذ بک رب انت
یحضرون۔

اے اللہ! میں تجھ سے حق اور درستی کا طلبگار ہوں
اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد
اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہمیں اپنے
پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تو ہے بڑے دینے والا،
اے میرے رب! تیری پناہ شیطان کے دوسوں
سے، اور اے میرے رب! تیری پناہ اس سے
کہ وہ میرے پاس آئیں ۱۱ (ت)

اللہ عزوجل نے بندے بنائے، اور انہیں کائنات، آسمان، پانی، زمین و غیرہ آلات و
جوارج عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا۔ اور ان کے ارادے کا تابع فرما کر دیا
کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریعت جوہر یعنی عقل سے ممتاز فہم دیا
جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا، عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر
نفع و ضرر پر اس میں ظاہری پہچان سکے تھے۔ پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بنے کس و بسے یا اور نہ چھوڑا، ہنوز
لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کر سکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، غلو کر
کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر دوا
بات کا طمس و قبح جوہر اپنی نعمت تمام و کمال فرمادی، کسی مذہب کی جگہ باقی نہ چھوڑی لہذا یہ کوئی
ظنا سے حل اللہ حجة بعد الرسل (کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی مذہب نہیں ہے)
حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہو گیا۔ ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لا انکراہ ف

الدين قد تبيين الرشيد صفت الفاعل (کچھ زبردستی نہیں دین میں، بلے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گراہی سے۔ ت)

یا ایسے ہر کسی کا خالق ہونا، یعنی ذات ہدیا صفت، فعل ہوا یا حالت، کسی مقدم چیز کو عدم سے نکال کر لباس وجود پہنا دینا، یہ اُسی کا کام ہے، یہ نہ اُس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی خد ذات میں نیست ہیں، ایک نیست دوسرے نیست کو کیا هست بنا سکے، هست بنانا اُسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے هست حقیقی و هست مطلق ہے۔ ہاں یہ اُس نے اپنی رحمت اور اپنی عنائے مطلق سے عادات اجراء فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح اور ہر پیرے، مولاتعالیٰ اپنے ارادہ سے اُسے پیدا فرمادیتا ہے مثلاً اُس نے ہاتھ دے ان میں پھیلے، سمیٹے، اٹھنے، بچکنے کی قوت رکھی۔ تلوار بنائی، اس میں دھار اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی۔ اس کا اٹھانا، رکھنا، وار کرنا بنایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی، اسے نیک و بد میں تمیز کی قوت عطا کی، شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی بھونچائی صاف تباہی۔ زید نے وہی خدا کی بتائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا۔ وہ خدا کے حکم سے اٹھ گئی، اور ٹھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا، وہ خدا کے حکم سے ٹھکی اور ولید کے جسم پر لگی، تو یہ ضرب جی اور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادۂ خدا واقع ہوئی۔ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پسیدہ ہو گا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہو گا۔ وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انٹل جنٹ ملک جمع ہو کر نہ دے کہتے تو اٹھنا نہ کرنا نہ ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لشکر بنا کر تلوار کے پیٹے (ٹوک) پر ڈال دیے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی۔ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے جس نے نہ تھا کہ خط بھی آتا۔ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ خواریں پڑیں اور غرائش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہو گئیں، شام کو موٹے سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکل جی۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب فعلی خدا بارادۂ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتل ولید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحق قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بار بار ثواب عظیم کا مستحق ہو گا کہ اس نے اس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا۔ جیسے اللہ عزوجل نے اپنے دھولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی، اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا۔ اور اگر قتل ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور مذاہب الیم کا مسلک ہو گا کہ

یعنی لغتِ حکمِ شرع اُس شے کا حکم کیا، اور اُس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضبِ اپنی ناراضی کا حکم بنایا تھا۔ غرض فعلِ انسان کے ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ بُرے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اُس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرما دے گا۔ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں؛ شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ مددِ شمس و ماخِ حکیموں کو بھی کرتا بھی دیا ہے کہ دیکھو یہ شہد ہے اُس کے یہ منافع ہیں اور زہر دار! یہ زہر ہے اُس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور غیر خواہ حکماء کے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اُس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، مٹنے تکسے جلنے کی قوت بھی اُسی کی رکھی ہوئی تھی۔ مٹنے اور حلق میں کسی چیز کو جنب کر کے اندر لینے کی قوت، اور خود مٹنے اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اسب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اُس کا قلع پیدا کر لیں گے؟ یا شہد ہذا بتِ خود خالقِ نفع ہو جائے گا؟ حادث ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اُسی کے دستِ قدرت میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا۔ وہ نہ چاہے تو مٹوں شہد پی جانے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے تو نہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جا کر کیا وہ آپ ضرر کی تخلیق کر لیں گے یا زہر خود بخود خالقِ ضرر ہو جائیگا؟ حادث ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اُسی کے قبضہِ اقتدار میں ہے اور ہوگا تو اُس کے ارادہ سے ہوگا بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لے۔ ہاں ہر شہد پینے والے ضرور قابلِ تہسین و آفریں ہیں۔ ہر مائل ہی کے گاکر انھوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اور زہر پینے والے ضرور لائقِ سزا و نفرت ہیں؛ ہر ذی ہوش ہی کے گاکر یہ بد بخت خود کشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا۔ اور جتنے آلات اس کام میں ملتے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے، اور اسی کے حکم سے انھوں نے کام دیا، جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت، تمام پکریاں جو عقل سے صادر رکھتی ہوں ان زہر و شہد کو مجرم بنائیں گی، پھر کیوں بناتی ہیں، نہ زہر ان کا پیدا کیا ہے نہ زہر میں قوتِ ہلاک اُن کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ اُن کا پیدا کیا ہے نہ اُس کے بڑھانے اٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ دہن و حلق ان کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جنب و کشش کی قوت اُن کی رکھی ہوئی، نہ حلق سے اُتر جانے ان کے ارادہ سے ممکن تھا۔ آدمی

پاٹی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلق سے اترے مگر اچھو ہو کر نکل جاتا ہے اس کا چاہا نہیں چلتا، جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

اب خلق سے اترنے کے بعد تو کابھری نگاہوں میں بھی چپنے والے کا اپنا کوئی کام نہیں۔ غن میں لگا ملنا اور غن کا اُسے لے کر دوڑ کرنا اور دورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اُسے خاصہ کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی طاقت سے۔ بہتیرے زہری کرنا دم ہوتے ہیں۔ پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہوتی ہے ہو کر رہتی ہے۔ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جانا لازم تھا، مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے۔ پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ ہاں، باز پرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زیر اسے بتا دیے تھے۔ عالی قدر حکماء نے جنہاں کی معرفت سب نفع نقصان بتا دیے تھے۔ دست و دبان و خلق اس کے قابو میں کر دیے تھے۔ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اُسے دے دی تھی۔ یہی بات جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی کر ہام شہد کی طرف بڑھنا افسدہ تعالیٰ اُسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا، یہاں تک کہ سب کام اولیٰ تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب ہوتے مگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا حکم لایا۔ وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے ہے پروا ہے، وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرما دے۔ اُس نے اسی کاسہ کا اٹھنا اور خلق سے اترنا دل بھگ چھینا وغیرہ وغیرہ پیدا فرما دیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پاسکتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ وغیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں۔ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنبش جو ہاتھ کو ریشہ سے جو اُن میں صریح فرق ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں فرق ہے۔ اوپر کو دنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ گودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آتا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں۔ و لہذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رُک سکتا۔ بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدار امرہ نہی و جزا و سزا و عقاب و پریش و حساب ہے۔ اگرچہ بلا شبہ بلا ریب قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عز و جل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، جیسے انسان خود بھی اُسی کا بنایا ہوا ہے آدمی میں طرح نہ آپ سے آپ ہی سکتا تھا اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان

دغیر بنا سکتا تھا۔ یونہی اپنے لئے طاقت، قوت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا۔ سب کچھ اُس نے دیا اور اُسی نے بنایا۔ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو پھر ہم پتھر ہو گئے تو ذیل سزا و جزا و باز پرس نہ ہے، کیسی سخت چالست ہے۔ صاحبِ اتم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار۔ تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحبِ ارادہ، صاحبِ اختیار ہوئے یا مضطرب، مجبور، تاجار۔ صاحبِ بخل اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی عجب عجیب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو۔ یہ کیسی الٹی منت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پسیدہ کیں، اُن میں نور خلق کیا، اس سے ہم انکھیاں ہوئے، نہ کہ معاذ اللہ سے۔ یونہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پسیدہ کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے، نہ کہ اُن نے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اُسی کی خلق، اُسی کی عطا ہے۔ ہر ہر اپنی ذات سے نہیں تو مختار کہ وہ ہوتے خود مختار نہ ہوتے۔ پھر اس میں کیا حرکت ہے؟ بندہ کی مشین ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ ذرا سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوبت اختیار چاہتے، کسی طرح ہو، وہ چاہتہ حاصل ہے۔

اُدنی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے۔ شہد کی پالی اطاعت الہی ہے اور ذہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکمران، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا، اور ضلالت اس ذہر کا ضرر پہنچا کر یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تردد (سرکشی) والے مذہم و ظم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے بفضلِ منشأ (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد للہ رب العالمین، لہ الحکمہ و اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے الیہ ترجعون۔
تمام جہانوں کا، حکم اُسی کا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ (نت)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں ملایا کہ اُن اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو۔ — ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے۔ اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا ہے :

اِنَّ الدِّينَ كُفْرٌ وَّاسْوَاؤُا عَلَيْهِمْ اُتُوْا رَتَبُوْا
اور لم تنذرهم لايؤمنون
وہ جو علم الہی میں کافر ہیں انہیں ایک سا ہے چاہے
تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے دن کا نہایت
غم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا،

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسِكَ عَلَىٰ أَمْسَارِهِمْ اِنَّكَ
لَمِ يُوْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اِسْفَا۔
شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس
غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں۔

لہذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو چارہ سے علم میں کفر پر مرفوعہ الے میں والعیاذ
باللہ تعالیٰ وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمہارا سمجھنا نہ سمجھنا "ان کو" یکساں
ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمہارے حق میں" یکساں ہے، کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر
اللہ پر ہے، چاہے کوئی ماننے یا نہ ماننے۔

وَمَا عَلَيَّ الرِّسَالُ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔
وَمَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرٌ
اِلَّا عَنِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)
اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا
اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے (ت)

اللہ خوب جانتا ہے اور آگے سے نہیں ازل الازل سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے
چاہہ ضلالت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پاسنے والے ہیں
ان کے لئے سبب ہدایت ہوں اور جو پائیں گے اُن پر عتبہ الہیہ قائم ہو، وَفَلَهُ الْحَقُّقَةُ الْبَالِغَةُ (اور اللہ
ہی کی محبت پوری ہے۔ ت)

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ فرعون
نودعی لن یفعل ، فلیہ افضل ؛
فقال فناداۃ اشنا عشر مذکا
ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا کہ جب سینا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
مرئی مروجہ جل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا
موسیٰ علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اسے موسیٰ
فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دل

لے القرآن الکریم ۶/۱۸
لے ۱۰۹/۲۶

لے القرآن الکریم ۶/۲
لے ۵۴/۲۴

صفت علماء المشيئة، امضيت لهما
 امرت به، فاتا جهر صدنا امت نعلم
 هذا فلو نعلمه به
 میں کہا پھر میرے جاننے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر
 بارہ علماء کا کہنا کہ عظام علیہم تعلقہ والسلام نے کہا
 اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جاسیے۔
 یہ وہ راز ہے کہ باوصیت کو شش آج تک ہم پر بھی
 نہ نکلا۔

اور آخر نفع بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا پاک چوتھے دوستانِ خدا نے ان کی غلوں، ان کے
 غلاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں شتر جزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے،
 انما ہیت العلیین سب موسیٰ و ہارون یہ ہم اس پر ایمان لاتے جو رب ہے سارے سجدوں کا
 رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہاں کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔
 ولو شاء الله لمجمعهم على الهدى فلا تكونن
 من الجہلین یہ
 اور اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اسے
 سینے والے! کو ہرگز نادان نہ بن۔ (مت)

مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت باللہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ
 پہانتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے مروتے تو کسی کا صوف نام پاک لینے سے، کسی کا
 ہوا سونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتے سے روٹی پکانے تک جو نعمت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر
 اس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختوت رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ وہ کھوں پیٹ اس کے ذرے سے پلے ہیں۔
 اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین خانے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں اہم یقتسبون رحمة ربك و نحن قسمنا بينهم کیا تمہارے رب کی رحمت
 وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی ذلیلت کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ (مت) کی نیکیاں ہیں۔ الحق بطل
 یا اہل بدین وہ اس کے ناموس میں چون دھرا کر سے کریں کیوں کیا یوں کیوں نہ کیا؟ سنا ہے اسکی
 شان ہے يفعل الله ما يشاء اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے ان الله يحكم ما يريد اللہ
 ملے

۱۱ القرآن الکریم ۲۵/۶

۱۲ ۲۴/۱۳

۱۳ القرآن الکریم ۱۲۱ و ۱۲۲

۱۴ ۳۲/۳۳

۱۵ ۱/۵

جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے لایسٹل ستایفعل وہم یسئلون وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور سب سے سوال ہوگا۔
 زید نے روپے کی ہزار ایٹشیں خریدیں، پانسو مسجد میں دکھائیں، پانسو پانخانہ کی زمین اور قد پچوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آدے سے بنی ہوئی ایک روپے کی مولیٰ لی ہوئی ہزار ایٹشیں تھیں۔ اُن پانسو میں کیا خرابی تھی کہ مسجد میں صرف کیں؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی امتی اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی مٹی ملک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلہ پاک نرالا سچا ملک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دم زدن کیا معنی! کیا کوئی اس کا چسپاں اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ ملک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھایا ہے، شامت نہ کھیرا ہے۔ اس سے ہر مقل ہی کہے گا کہ او پر مقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا و کامل ہے تو مجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال! سہ

گدائے خاک نشین تو مافظاِ فزدش نظامِ مملکتِ خویش غمرواں دانستند
 تو خاک نشین گدا اگر ہے اسے مافظ! ضرورت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جہانتے ہیں۔ ت)

افسوس کہ دنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہِ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم تر تبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد و ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ یہ اتنا اذراک ہی نہیں رکھتا۔ مگر مقل سے حصہ ہے تو اس پر معترف بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

سُورَةُ الْاٰنِكْرِیْمِ ۲۳/۶۱

سُورَةُ الْاٰنِكْرِیْمِ رُوِیْفِ شَیْخِ مَعْمُورِ سَب رَنگ کُتُب گُھُورِی ص ۲۵۸

غرض اپنی فہم کو قاصر جانے کا ذکر اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السر والنجی عز وجلالہ کے اسرار میں غوص کرنا اور جو کچھ میں نہ آئے اُس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنتوں ہے۔ اگر جنوں نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ سبحانہ العلیین۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جانتے کے لئے اس کی حقیقت جانتی لازم نہیں ہوتی۔ دنیا جانتی ہے کہ مہنا طیس نو ہے کہ کھینچتا ہے، اور مہنا طیس قوت دیا ہوا لوہا ستارہ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و گزند کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکِ نو ہے اور اُس افلاکِ ستارے میں کہ یہاں سے کہ دروں میل دور ہے باہم کیا اُلفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ — اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فہم مند خاک چھان کر مر گئے اور اُن کی گزند نہ پائی — پھر اس سے اُن باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا فہم ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے، اور کیا چیز جب بھل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ فرقان حکیم میں فرماتا ہے :

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ سُبْحَانَ الْعَلِيِّنَ ۚ

تم کیا چاہو، مگر یہ کہ چاہے اللہ رب سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے :

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَشَاءُ ۚ

کیا کوئی اور بھی کسی چیز سے خالق ہے سوا اللہ کے۔

اور فرماتا ہے :

لَهُ الْخَبِيرُ ۚ

اختیار خاص اسی کو ہے۔

اور فرماتا ہے :

إِلَٰهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبَارَكَ اللَّهُ سُبْحَانَ الْعَلِيِّنَ ۚ

مُنْتِزَع ہوا! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لئے ہے، بڑی برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

یہ آیاتِ کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ پیدا کرنا، آدم سے وجود میں لانا خاص اُسی کا کام ہے، اور اگر کو اس میں اصلاً (بالکل) شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اُسی کا ہے، نیز بے اس کی مشیت کے

لَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۚ

لَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۚ

۳۵/۲

۲۹/۸۱

۵۴/۷

۳۶/۳۳ و ۶۸/۲۸

کسی کی مشیت نہیں ہو سکتی۔

اور وہی مالک و مولیٰ علیٰ و علا اسی قرآن کریم میں فرماتا ہے،
 ذٰلِكَ جَزَاءُ سَيِّئِهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ انہیں دیا، اور بیشک
 بالیقین ہم سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
 ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم
 کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے،

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
 جو تمہارا ہی چاہے کئے جاؤ اللہ تمہارے کاموں کو
 دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے،

وَقُلِ الْحَقُّ مَعَ رَبِّكَ فَمَتَّ شَاءَ
 فليؤمِّنْ وَمَتَّ شَاءَ فليُكَفِّرْ إِنَّا عَتِدْنَا
 لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَّاهُ قَهَا بَكَّة
 اے نبی! تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کے پاس ہے
 تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے،
 بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے
 جس کے سراپے انہیں گھیریں گے ہر طرف آگ ہی آگ
 ہوگی۔

اور فرماتا ہے،

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتَهُ وَكُنْتَ
 كَانَتْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
 لَا تَخْضَعُوا لِلدِّعَاتِ وَقَدْ
 قَدْ مَتَّ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ مَا يُبَدِّلُ
 الْقَوْلَ لَدِيعَاتٍ وَمَا أَنْبَا
 کافرا کا ساتھی شیطان بولا اے رب ہمارے! میں
 نے انہیں سرکش نہ کر دیا تھا یہ آپ ہی اور کی گمراہی
 میں تھا۔ رب خود بل نے فرمایا میرے حضور فضل
 جگر اندر وہیں تو تمہیں پہلے ہی سزا کا ڈر سن چکا
 تھا، میرے یہاں بات بدل نہیں جاتی، اور نہ میں

۱۱۸/۱۹ قرآن الکریم
 ۲۹/۱۸

۱۳۶/۶ قرآن الکریم
 ۳۰/۳۱

بظلام عبید

بندوں پر ظلم کروں۔

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار و ارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔ بے شک بے شبہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے، بے شک بندہ بے ارادہ الہیر کچھ نہیں کر سکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر ذہنی کر عقیقہ اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے۔ وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سردار و مولیٰ، امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ وجہ التکرم نے انھیں تعلیم فرمایا، ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبید اللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی،

انہ خطب الناس یومئذ فذکر خطبہ شہ قال (فقام الیہ مرجل من کانت شہد معہ الجمل، فقال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، فقال یحضر عقیق فلا تلجہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال بئرا اللہ فلا تشکلفہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال اما اذا بیت فانه امر من امر من لا جبر ولا تفویض، قال یا امیر المؤمنین ان فلانا یقول بالاستطاعة، وهو حاضرہ فقال علوت بہ فاقسا مسوہ، فقلت مراک، قد امر بکم اصحابہ، فقال الاستطاعة تمکھا

یعنی ایک دن امیر المؤمنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعہ جمل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر ارادہ ہے اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا ارادہ ہے نہ بدستی اس کا وجود نہ اٹھا۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دوامروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسے سپرد ہے۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا، میرے سامنے لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انجل کے قدر نیام سے

مع الله اوجہت دوی اللہ ؟ وایاک است
 نقول احدهما فترتہ فاضرب
 عنقک ، قال فما اقول یا امیر المؤمنین
 قال قل املکھما با الله السدع است
 شاء صکنہما۔ لہ

نکالی لی اور فرمایا، کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ تاک
 ہے یا خدا سے چڑا تاک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان
 دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور
 میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین
 پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا، یوں کہہ کہ اس خدا کے دیے
 سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار
 ہے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بکر ان دونوں کے بیچ میں
 ایک حالت ہے جس کی کنہ راؤ خدا اور ایک نہایت عین دریا ہے۔ — اللہ عزوجل کی بے شمار رضا میں
 امیر المؤمنین علی پر تازی ہوں کہ ان دونوں الجہنوں کو دو فقروں میں صاف فرما دیا۔ ایک صاحب نے اسی
 بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادہ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت
 کر لے گا افیعضی قہراً یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا اللہ زبردست
 پڑا معاذ اللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بندہ بست کریں
 پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملک الملوک بادشاہ حقیقی قادر مطلق ہرگز ایسا
 نہیں کر سکتا جس کے ملک میں ہے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں فکانتسا
 القننی حجباً تولى علی نے یہ جواب دے کر گویا میرے مز میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے ہیں ہی پڑا۔
 عمرو بن عبیدہ معزلی کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا
 الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟۔
 کہا خدا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے۔ کہا تو میں شریک
 غالب کے ساتھ ہوں۔ اسی ناپاک شتامت کے زد کی طرف مولا علی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو
 کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کر لے گا؟ — باقی رہا اس مجوسی کا اندر وہ بعینہ ایسا ہے کہ کوئی مجھ کا
 ہے مجھ کو سے دم نکلا جاتا ہے کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا

لہ علیہ السلام
 لہ قول مولا علی

تو میں ضرور کھاتا۔ اس حق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کہا ہے سے جانا؟ — اسی سے کہ تو نہیں کھاتا، تو کھاتے کا قصد تو کر، دیکھ تو ارادہ الہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اوندھی سنت اُسی کو آئی ہے جس پر مروت سوار ہے۔ عرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادہ کا انہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزا و سزا کیوں ہے! — اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا ابن ابی حاتم و اصہبال و لا نکائی و علی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال قيل لعلي بن ابي طالب ان ههنا
مرجلا يتكلم في المشيئة فقال له علي
يا عبد الله خلقك الله لما يشاء او لم
شاء ؟ قال بل لما يشاء قال فيعرضك
اذا شاء او اذا شئت ؟ قال بل اذا شاء
قال فيميتك اذا شاء او اذا شئت ؟
قال اذا شاء ، قال فيدخلك
حيث شاء او حيث شئت ؟
قال بل حيث يشاء ، قال والله لو قلت
غير ذلك لضربت السدى
فيه عينك بالسيف - ثم تلا
عليه : وما تشاءون الا ان يشاء
الله هو اهل التقوى و اهل
المغفرة .

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص شیت میں
گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے
خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے
اُس نے چاہا یا اس لئے جس لئے تو نے چاہا؟
کہا، جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا، تجھے جب وہ
چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تُو چاہے؟ کہا، بلکہ جب
وہ چاہے۔ فرمایا، تجھے اس وقت وفات ملے گی
جب وہ چاہے یا جب تُو چاہے؟ کہا جب وہ
چاہے۔ فرمایا، تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے
یا جہاں تُو چاہے؟ کہا، جہاں وہ چاہے۔ فرمایا،
خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری
آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تکرار سے مار دیتا۔
پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اور تم
کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقویٰ کا مستحق اور گناہ
عفو فرمانے والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو چاہا اور جو چاہے، بنا تے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا بھیجے وقت بھی

لے الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم واللا نکائی فی السنۃ والخلفی فی فوائدہ عن علی

تحت الآیۃ ۲۲/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۱۸ و ۱۹

نے لگا، تمام عالم اس کی بکبک ہے، اور ملک سے دربارہ بکبک حوال نہیں ہو سکتا۔
ابن مسکرتے عارث ہدائی سے روایت کی ایک شخص نے اگر امیر المؤمنین موفی علی سے عرض کی،
یا امیر المؤمنین! مجھے مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، تاریک رستہ ہے اس میں نہ چل۔ عرض کی یا امیر المؤمنین!
مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، گمراہ سند ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا
راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کہول۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ خالق ملک
کما شاء او کما شئت اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا یا جیسا تو نے چاہا۔ عرض کی، جیسا اُس نے
چاہا۔ فرمایا، فیستعملک کما شاء او کما شئت تو تجھ سے کام دلیا ہے گا جیسا وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟
عرض کی، جیسا وہ چاہے۔ فرمایا، فیبعثک یوم القیامۃ کما شاء او کما شئت تجھے قیامت کے دن جس
طرح وہ چاہے اُسے گا یا جس طرح تو چاہے؟۔ کہا، جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا، ایہا السائل تقول
لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسے سائل! تو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟۔ کہا،
اللہ علیٰ عظیم کی ذات سے۔ فرمایا، تو اس کی تفسیر جانتا ہے؟۔ عرض کی، امیر المؤمنین کو جو علم اللہ نے
دیسا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا، ان تفسیر ہا لایقدر علی طاعة اللہ ولا یكون قوۃ فی معصیۃ
اللہ فی الامریۃ جیسا الا باللہ اس کی تفسیر ہے کہ نہ طاقت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت، دونوں
اللہ ہی کے دیے سے ہیں۔ پھر فرمایا، ایہا السائل اللہ مع اللہ مشیتہ او دون اللہ مشیتہ، غائب
تحت انک دون اللہ مشیتہ، فقد اکتفیت بہا عن مشیتہ اللہ وان شاعمت انت ملک
فوق اللہ مشیتہ فقد اذعیت مع اللہ شرکاً فی مشیتہ اسے سائل! تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام
کا اختیار ہے یا بے خدا کے؟ اگر تو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے امادۃ الہیہ کی کچھ
عیادت نہ کی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کرے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے، اور یہ تجھے کہ خدا سے اوپر
تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر فرمایا، ایہا
السائل اللہ یشیع وید اوی فعنہ الداء ومنہ الداء اعقلت عن اللہ امر؟ اسے سائل!
بیشک اللہ زخم پہناتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اسی سے مرض ہے اور اسی سے دوا، کیوں تو نے
اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟۔ اس نے عرض کی، ہاں!۔ حاضریں سے فرمایا، الان اسلم اخوکم
فقوموا فمنا فحوا اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہوا، کھڑے ہو اس سے مصالحت کرو۔ پھر فرمایا، لوان
عندی من جلا من القدریۃ لاخذت برقبۃ ثم لا ازال اجرھا حتی اقطعھا فانہم یجسود
ھذا الامۃ ونصاراھا و مجوسھا اگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو انسان کو اپنے افعال کا خالق

جانتا اور تقدیر الہی سے وقوع طاقت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دبوچتا رہوں گا یہاں تک کہ انک کاٹ دوں، اس لئے کہ وہ اس امت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود و مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ میں خدا ملتے ہیں۔ مجوسی یزدان و انہرمن دو خالق مانتے ہیں۔ یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر جتن و انس کو اپنے اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں، والیہذا با اللہ رب العالمین۔ یہ اس مسئلہ میں اجمال کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی و کافی و کافی میں سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے، اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعظم۔

رسالہ

تلخیص الصدر لایمان القدر

متم ہوا

رسالہ

التحییر باب التدبیر

(آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مسئلہ ۱۲۲ مسئلہ مولوی الزیاد خان صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد یہ حقیقہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلایا بڑا ہوتا ہے
سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور تدبیرات کو کار دنیوی و دُغروی میں امر مستحسن اور مستبشر
مانتا ہے۔
دیکھ خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے، بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام و جواب سلام بھی
ترک کر دیا، اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، بالکل واپسیت ہے اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے
لکھاتے ہیں (خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ بھگ مار رہے ہیں، غرہ کھاتے ہیں، کیونکہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں
داخل ہے۔

پس ولیم نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کئے ولیم کے لئے کیا گناہ و تعزیر ہے؟ بَيِّنُوا لَنَا جُرُؤًا (بیان فرماؤ اگر دینے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المحمد لله الذي قدر الكائنات وربط بالاسباب
المسببات ، والقبطية والسلام على
سيد المتوكلين حمداً وجهراً ، وامام
العالمين والمدبرات امراً ، وعلى اله
وصحبه الذين باطنهم توكل ، وظاهرهم
في الكفا والعقل .

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے تمام ہونے والی
چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببات کا اسباب سے
رابطہ رکھا اور درود و سلام تحفہ اور علانیہ توکل کرنے
والوں کے سردار اور تمام عالموں کے امام پر اور ان
پر جو کام کی تدبیر کر نیوالے ہیں اور ان کی آل و اصحاب
پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محنت و
عمل میں لگا ہوا ہے۔ (ت)

بیشک خالد سچا اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب
اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے ۔

قال تعالى (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

هكَلُ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرِّجٍ
ہر چھوٹی بڑی چیز کھتی ہوئی ہے ۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامِهِمْ لَعَلَّ
اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی
کتاب میں ۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

وَلَا يَرْطَبُ وَلَا يَابِسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ
صَبِيحٍ يَكُونُ
اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک ہو ایک روشن
کتاب میں نکلا نہ ہو ۔ (ت)

التي غير ذلك من الآيات والاحاديث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ ت)

مگر تدبیرِ ذہناً معطل نہیں۔ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی مکتبہ اللہ کے مطابق اس میں
 مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سبقتِ الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔
 جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر بھولنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مفرد و فضول و
 مردود بتانا کسی کلمے گمراہ یا پستے مجنون کا کام ہے، جس کی رُو سے حدِ آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء
 و صحابہ و ائمہ و اولیاء و سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضراتِ مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ
 علیہم اجمعین (اللہ کے درود و سلام ہوں ان سب پر) سے زیادہ کس کا توکل اور اس سے بڑھ کر
 تقدیر الہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسبِ حال میں سہی کر کے
 رزقِ قلیب کھاتے۔

(۱) داؤد علیہ السلام بڑھیں بتاتے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكَ لَمَّا تَحْصَنُكَ مِنَ
 اُورہم نے اُسے تمہارا ایک پہناؤ بنانا سکھایا کہ
 تھیں تمہاری اُنچے سے بچانے، تو کیا تم شک
 کر رہے۔ (ت)

(۲) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَالنَّالَهُ الْخَیْدَانِ اَعْمَلَ سُبُحَتٍ وَقَدَرَفِ
 اور ہم نے اس کے لئے لوہا زم کیا کہ وسیع زریں
 بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ۔ اور تم
 سب نیکی کر رہے شک میں تمہارے کام دیکھ رہے ہوں۔

(۳) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اُجرت پر چراتیں۔

قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

قال انی اسرید ان افکحک احدی ابنتی
 کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے
 ہاتین علی ان تا جوفی شاف حجی
 ایک تمہیں بیاہ دوں اسی گھر پر کہ تم آٹھ برس میری
 فانت اتمت عشرافین عنہ لک و
 ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کہ تو
 ما اسرید انت اشق علیک مستجد فی
 تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈال

لہ العشر آن الکریم ۸۰/۲۱

۱۱/۱۰/۲۲

ان شاء اللہ صفت الصالحین ۵ قال دلالت
بیشی و بینک ایتما الاجلین قضیت
فلا عداوت علی و اللہ علی ما نقول
و کلیل ۵ فلما قضی موسم الاجل
و سار باھلہ ۵ الایۃ

نہیں چاہتا قریب ہے ان شاء اللہ تم مجھے نیکوں میں
پاؤ گے۔ موٹی نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان
اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں
تو تجھ پر کوئی مطالبہ نہیں۔ اور ہمارے اس کے پر اللہ کا
ذمہ ہے۔ پھر جب موٹی نے اپنی میعاد پوری کر دی
اور اپنی بیوی کو لے کر چلا۔ (ت)

خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کا مال بطور مضامبت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قتیبہ بن سبوح الاکثر بم تزاری کہتے۔ بلکہ
ولید مشکہ تدبیر خود کیا تدبیر سے خالی ہو گا؟ ہم نے فرض کیا کہ وہ ذرا امت، تجارت، نوکری، جوفت کچھ نہ کرتا ہو
آخر اپنے لئے کھانا پکھانا یا پکھانا ہو گا۔ آٹا چینا، گوندھنا، پکانا یہ کیا تدبیر نہیں؟ یہ بھی جانے دیجئے اگر
بغیر اس کے سوال یا اشارہ و ایما کے خود بخود کچھ پکائی اسے مل جاتی ہو تاہم ذرا لہ بٹانا، مزہبک لانا، چھانا،
نگھانا یہ بھی تدبیر۔ تدبیر کو معطل کہہ تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الہی میں زندگی ٹکھی ہے ہے کھائے جسے
یا قدرت الہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائے گا اور نہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل
نہ ہو گا کہ مذہب باطنیت میں دپائی پیاس بجھاتا ہے ذکاء بھوک کھوتا ہے۔ بلکہ یہ سب اسباب عادیہ ہیں
جن سے اللہ تعالیٰ نے مسیبتات کو مربوط فرمایا، اور اپنی عادت جاریہ کے مطابق ان کے بعد میری و سیرابی
فرماتا ہے۔ وہ نہ چاہے تو گھر سے پڑھائے، دھڑیوں کھا جائے کچھ مفید نہ ہو گا۔ آخر فرض استسقاء
د جو ع البقر میں کیا جاتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پیٹے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بیکار جاتا ہے۔
اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے بھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانہ و جال میں اہل ایمان کی پردہش
فرمائے گا اور ملائکہ کا ہے اب وہ غذا زندگی کن کئے نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خرق عادت ہے جس پر

علہ دھڑی، دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مصلحا

علہ جوع البقر، اس بیماری میں کتنا بھی کھائے بھوک نہیں جاتی جس طرح استسقاء میں جس قدر بھی پئے پیاس
نہیں جاتی۔ م

سہ المستمرات النکرم ۲۸ / ۲۹۶۲۴

ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھا جمل و حماقت — یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسے کا جھوٹا نام کر کے خود دوش کا عہد کر لے اور بھوک پیاس سے مر جائے، بیشک حرام موت مرے اور اللہ تعالیٰ کا گنہگار ٹھہرے۔

مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا:

(۴) وَلَا تَلْقُوا يَدَيْكُمُ الْمَوْتَ الْهَلَكَةُ ۖ لَكُمْ اَسْمَاءُ بِأَنفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَعَالَمُونَ۔

مے گرچہ نردن مقدر است و لے تو مرد در دہان از دہان

(اگرچہ موت مقدر ہے لیکن از خود از دہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جا۔ ت)

ہم نے مانا کہ ولید اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترک اسباب کر کے چنانچہ واثق (پکا عہد) کر لے کہ اصلاً دست و پا نہ ہوتے، نہ اشارۃً نہ کنایۃً کسی تدبیر کے پاس جائے گا، خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر و نہرنا قبول، تاہم اللہ تعالیٰ سے سوال کر سہ گا، یہ کیا تدبیر نہیں کہ دُعا خود موثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصولی مراد کا ایک سبب ہے۔ آدہ تدبیر کا ہے کا نام ہے! — سب جل جلالہ فرماتا ہے:

(۵) وَقَالَ رَبُّكَ ادْعُوْنِي اجِبْ ۚ قُلْ رَبِّ اِنِّیْ اَسْتَجِیْبُ دَعْوٰکَ اِنْ کُنَّ مِنْ شَیْءٍ اَسْمٰی ۚ

وہ قادر تھا کہ بے دُعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(حدیث ۱) :

مَنْ لَّمْ یَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ عَلَیْہِ ۖ

جو اللہ سے دُعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب

سۃ القرآن الکریم ۱۹۵/۲

سۃ

سۃ القرآن الکریم ۶۰/۳

سۃ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب فی فضل الدعاء حدیث ۹۲۱۸ احادیث القرآن کراچی ۲۰۰/۱۰

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۲/۱

جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۱۷۳/۲

سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب فضل الدعاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۰

المستدرک علی کم کتاب الدعاء باب من لم یدع اللہ الخ دار الفکر بیروت ۲۹۱/۱

رواہ الاثنیۃ احمد فی المسند و ابوبکر بن ابی شیبۃ واللفظ لہ فی المصنف ، و البخاری فی الادب المفرد ، و المستدرک فی المہام ، و ابن ماجہ فی المسند ، و المحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 فرماتے گا۔ (اس کو اللہ نے روایت کیا احمد نے مسند میں ، ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور لفظ اُسی کے میں ، بخاری نے ادب المفرد میں ، ترمذی نے جامع میں ، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے ساتھ تعالیٰ ان پر راضی ہو ۔ ت)

بلکہ خوف و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص وغیرہ تمام امور شرعیہ میں تدبیر میں کہ انتظام عالم و ترویج دین و دفع مفسدین کے لئے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے ۔

(۶) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکولہ
 حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں ۔ (ت)

(۷) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،

و قاتلوہم حتی لا یتکون فتنة و یکون الدین للہ کلہ
 اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے ۔ (ت)

(۸) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،

و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض و لكن اللہ ذو فضل علی العالمین
 اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرتا تو زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے (ت)

(۹) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،

و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض و لكن اللہ ذو فضل علی العالمین
 اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور اُحادی جاتیں خافیاں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام

اسم اللہ کشیداری

لیا جاتا ہے۔ (ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جلد اسی لئے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں، اور دین حق پھیلے، اگر
یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت گاہیں ڈھائے جاتے۔

(۱۰) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

الْأَفْعَلُولَ یَمُنُّ فِتْنَةً فِی الْأَرْضِ وَفَسَادَ کَبِیْرٍ یَلِیْہِ اِیْسَاءُ کُرْہِیْنِ فِی فِتْنَةٍ اَوْ بَرَا فِسَادٍ یُّکْرَہُ۔
فتنہ کفر کی قوت، اور فسادِ کبیرِ شعیفِ اسہام۔

(۱۱) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَنُکْمٌ فِی الْقِصَاصِ حَیْوۃٌ یَّأُوْلٰی الْاَلْبَابِ اَوْ رُخُوْنٌ کَا بَدَلٍ لِیْنِیْنِ فِی تَحَارِیْ زَنْدِکِیْ ہِیْ اے
لعلکم تتقون یلے
عقلندہ کہ تم کہیں بچو۔ (ت)

یعنی خون کے بدلے خون لو گے تو مغیروں کے ہاتھ رکھیں گے، اور بے گناہوں کی جائیں نہیں گی،
اور اسی نے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجبِ عبرت ہو۔

(۱۲) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلِیْشَہِدَ عِندَ اِبْہِمَا طَائِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَلِیْہِ۔
اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک
گروہ حاضر ہو۔ (ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمالِ دینیہ خود ایک تدبیر اور رضا کے الٰہی و
ثواب کا تقاضا ہی ملنے، اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔

(۱۳) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَمِمَّا اَسْرَادُ الْاٰخِرَۃِ وَصَفِیْ لَہَا سَعِیْہَا و
ہو مومن فاولیٰہا کامن سعیرہم
مشکوٰۃ۔
اور جو آخرت چاہے اور اسی کی سی کوشش کرے
اور جو ایمان والا، قرآن میں کوشش ٹھکانے
گی۔ (ت)

اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ

سُورَةُ الْعَنْتَرَانِ الْکَرِیْمِ ۴۳/۸

سُورَةُ ۲/۲۴

سُورَةُ الْعَنْتَرَانِ الْکَرِیْمِ ۴۰/۲۲

سُورَةُ ۱۴۹/۲

سُورَةُ ۱۹/۱۴

فريق في الجنة وفريق في السعير! ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کئے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اُسے وہی راہ آسان، اور اُسی کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔

قال تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَتَسِرَ لِّلْمَسْكِينِ توبہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے (ت)

وقال تعالى (الله تعالى نے ارشاد فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَتَسِرَ لِّلْمَسْكِينِ توبہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے (ت)

(حدیث ۲) اسی لئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

”دو زخمی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر ہم عمل

کاسے کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں، کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہونگے اور جو شقی ہیں

تا چار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا، نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لئے بنا ہے

اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت

کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المؤمنین علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ میں

شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑی اور زمین کو

کریہ سے لگے اور فرمایا، تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا

ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں

نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ!

کیا ہم تحریر پر مجبور نہ کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں،

اخرجه الاثمۃ احمد و البخاری و مسلم

و غیر ہم عن امیر المؤمنین علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال، کات النسبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی جنازۃ

فاخذ شیئاً فجعل ینکت بہ الارض

فقال ما منکم من احد الا و قد

کتب مقعدہ من الناس و مقعدہ من الجنة۔

قالوا یا رسول اللہ! افلا نتکل علی کتابنا و ندع

سۃ القرآن الکریم ۹/۹۲

سۃ القرآن الکریم ۹/۲۲

سۃ ۱۰/۹۲

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مُصلح (بیکار) ہو تو دین و شرائع (قوانین و شرع) و ازوالی کتب (کتابیں اتارنا) و ارسال رُسل (رسولوں کو بھیجنا) و ایقانِ فرائض (فرائض کا کرنا) و اجتنابِ مُخرنات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ! سب لغو و فضول و غبٹہ ٹھہریں۔ آدمی کی دینی کلاں کر بیکار (آزاد چھوڑنا) ہوا ساڑھ (کوڑی بیوی) و دنیا سب یکبارگی برہم ہو جائیں۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (دنگنا ہے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلند ہی و حکمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)

نہیں نہیں بلکہ تدبیر بیشک مستحسن ہے۔ اور اُس کی بہت صورتیں مندوب و مستحسن ہیں۔۔۔۔۔ جیسے

وَمَا وَدَّعَا —

(حدیث ۳) دُعا کی حدیثیں تو خود ستر اتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ مفسر نے یہ ارشاد فرمایا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۱۔ صحیح البخاری کتاب القدر باب قولہ تعالیٰ ولما کان امر الله قدرا مقدر ۹۰۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
 صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الاولیٰ فی بطن امہ الاولیٰ ۳۳۳/۲ ~ ~ ~
 مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۰/۱
 سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹
 مشکوٰۃ المصابیح باب الامان بالقدر الفصل الاول اصح المطابع کراچی ص ۲۰

لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ - مرواه
 الترمذی وابن ماجہ والحاکم بسند حسن
 عن سلمان الفارسی رضي الله تعالى عنه -
 تقدیر کسی چیز سے نہیں ملتی مگر دعا سے (یعنی قضا محقق)
 (اسی کو ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے سنہ حسن
 کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۴) دوسری حدیث میں ہے سیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لَا يَفْنَى حَذْرُ مَنْ قَدَرَ، وَالْدُّعَاءُ يَنْفَعُ
 مَا نَزَلَ وَمَا لَمْ يَنْزِلْ إِنَّ الْمَسَاءَ
 يَنْزِلُ فَيُتْلَقَاءُ الدُّعَاءُ فَيُعْتَلَجَاتُ فِي
 يَوْمِ الْقِيَمَةِ - مرواه الحاکم والبیہقی
 والطبرانی فی الاوسط عن ام المؤمنين
 الصديقة رضي الله تعالى عنها
 قال الحاکم صحيح الإسناد وكنه
 قال -
 تقدیر کے کھانے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس
 بلا سے اتر آتی اور حج ابھی نہیں اُتری دونوں سے
 نفع دیتی ہے، اور بیشک بلا اترتی ہے دعا
 اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی
 لڑتی رہتی ہیں، یعنی بلا کتنا ہی اترتا چاہے دعا
 اسے اترنے نہیں دیتی۔ (اسی کو حاکم، بزار اور
 طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا
 اسی کا اسناد صحیح ہے اور یونسی سے کہا۔ ت)

جیسے دُعا کے بارے میں احادیث مجملہ و مفصلہ و کثیرہ و جزیئہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب و
 تحسن و تحذیر و صلاح و غیرہ تصانیف علیہ کی طرف رجوع کرے۔

(حدیث ۵) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 تَدَاوَدُوا عِبَادَ اللَّهِ فَأَمَّا اللَّهُ فَمَا لَكُمْ اللَّهُ فَمَا لَكُمْ
 خدا کے بندو! دو اگر وہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری

۳۶/۲	سنة جامع الترمذی	ابواب القدر باب ما جاء لا يرد القدر الا الدعاء	امین کمپنی دہلی
۱۰	سنن ابن ماجہ	باب في القدر	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۹۲/۱	المستدرک للحاکم	كتاب الدعاء لا يرد القدر الا الدعاء	دار الفکر بیروت
۲۹۲/۱	سنة	الدعاء ينفع الخ	" " "
۲۲۲/۴	المعجم الاوسط	حدیث ۲۵۱۹	مکتبۃ المعارف ریاض
۳۹۲/۱	سنة المستدرک للحاکم	كتاب الدعاء الدعاء ينفع الخ	دار الفکر بیروت

لم یضع داء إلا وضع له دواء غیر داء
 واحد الہنزہ۔ اخرجہ احمد و ابوداؤد
 والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن
 جبان والمجاہد عن اسامة بن شریک
 رضى الله تعالى عنه بسند صحيح۔
 ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک مرض
 یعنی بڑھاپا۔ (اس کو احمد، ابوداؤد، ترمذی،
 نسائی، ابن ماجہ، ابن جبان اور حاکم نے اسلم
 بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ
 روایت کیا۔ ت)

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال دوا فرمانا اور اُشت مرمر کو خضر اراض
 کے علاج بنانا بکثرت احادیث میں مذکور، اور طب نبوی و غیرہ فنی حدیث میں مسطور (لکھا ہوا)۔
 اور تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں جیسے فرائض کا بجالانا، غزوات سے بچنا، بقدر مسہر رقی
 (جان بچانے کی مقدار) کھانا کھانا پانی پینا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے بحالت فحشاء (جان لیوا بھوک)
 شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(حدیث ۶) اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں اور حلال معاش کی سعی و تلاش جس میں اپنے
 اور اپنے متعلقین کے حق پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ قَرِيبٌ مِّنْ قَدَرِ
 الْفَرِيقَةِ۔ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر
 والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی
 فی مسند الفردوس عن ابن مسعود
 آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ
 کسب حلال کی تلاش کرے۔ (طبرانی نے کبیر
 میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے
 مسند فردوس میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ

سے جامع الترمذی ابواب الطب باب ما جاء فی الدوا والحک علیہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۵
 سنن ابی داؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی آفتاب عالم پریس لاہور ۴/۱۴۲
 سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب ما انزل اللہ داء الانزال للشفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵۳
 مسند احمد بن حنبل حدیث اسامة بن شریک المکتب الاسلامی بیروت ۸/۲۷۸
 موارد النکاح کتاب الطب حدیث ۱۳۹۵ المطبعة السلطیة ص ۳۳۹
 سنن شعب الایمان حدیث ۸۷۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۶/۴۲۰
 الفردوس بما تدر الخطاب ص ۳۹۱۸ دار المکتب العلمیة ص ۲/۴۴۱
 کنز العمال برزخ طب ص ۹۲۳۱ مؤسسة الرسالة ص ۴/۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تھانے عنہ سے اس کی تخریج فرمائی۔ (ت)

(حدیث ۷) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

طَبَّ الْمُخَلَّالِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ - طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔
اخرجه الديلمی بسند حسن عن انس بن مالک - (دیلمی نے سنو حسی کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

(حدیث ۸) اسی نے احادیث میں حلال معاش کی طلب و تلاش کی بہت تفصیلات وارد۔

مسند احمد و صحیح بخاری میں ہے حضور پر نور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان يأكل من عمل يده وان نبي الله داود كان يأكل من عمل يده - و اخرجنا عن مقدار بن معد يكرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہ کھایا اور بیشک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دستکاری کی اجرت سے کھاتے۔ (ان دونوں نے مقدم بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

(حدیث ۹) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان اطيب ما اكلتم من كسبكم - ان اخرج البخاري في الترمذي و الدارمي و ابوداؤد و الترمذي و النسائي عن امر المؤمنين الصديقة بسند صحيح۔

سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔ (امام بخاری نے ترمذی، دارمی، ترمذی اور نسائی نے سند صحیح کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

۵/۴	مسند احمد بن حنبل	حدیث ۹۲۰۴	مسند الرسالہ بیروت
۲۴۸/۱	صحیح البخاری	باب کسب الرطل و علم یده	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۳۲۶/۱۳۱	مسند احمد بن حنبل	حدیث المقدم بن معد يكرب	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶۲/۱	جامع الترمذی	الابواب الاحکام باب ما جاء ان الوالد یاخذ من مال ولده	ایمن کمپنی دہلی
۱۴۱/۲	شعنی ابی داؤد	باب البیوع باب الرطل یا کل من مال ولده	کتاب عالم پریس لاہور
۴۰۴/۱	التاریخ الکبیر	ترجمہ ۱۳۰۱	دار الباز کتب المکرمہ
۱۶۲/۲	شعنی الدارمی	باب البیوع حدیث ۲۵۴۰	نشر السنۃ طان

(حدیث ۱۰ تا ۱۳) کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اُنّی الکسب افضل؟ سب سے بہتر کسب کون سا ہے؟ فرمایا، عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کو مفسدہ شرعیہ سے خالی ہو۔

اخرجه الطبرانی فی الاوسط والكبير بسند الثقات عن عبد الله بن عمر، وهو في الكبير و احمد والبخاري عن ابي مروة بن خيسر، وايضا هذات عن سفيان بن عيينه، والبيهقي عن سعيد بن عمير مرسلًا والمحقق عنه عن ابي المومنين عمر الفاروق رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔

اس کی تحریک کی سند ثقات کے ساتھ طبرانی نے اوسط و کبیر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور طبرانی نے ہی کبیر میں اور احمد و بخاری نے ابورودہ بن خیاری سے، نیز ان دونوں نے رافع بن خدیج سے اور بیہقی نے سعید بن عمیر سے مرسلًا اور حاکم نے اُسی سے بحوالہ امیر المؤمنین عمر فاروق روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (ت)

(حدیث ۱۴) اور واروک فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان الله يحب المؤمن المحترف۔

الحججه الطبرانی فی الكبير والبيهقي في الشعب وسیدی محمد الترمذی في النوادر عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

جنگ اللہ تعالیٰ نے مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر، بیہقی نے شعب اور سید محمد ترمذی نے نوادر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تحریک کی۔ ت)

(حدیث ۱۵ تا ۱۷) اور مروی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من اصاب كالا من عمل يده اصاب مغفوره۔ اخرجه الطبرانی في الاوسط عن ام المؤمنين الصديقة

جسے مزدوری سے تک کر شام آئے اس کی وہ شام شام مغفرت ہو۔ اس کی تحریک کی طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین سیدہ صدیقہ

۵۲۳/۲	له الترغيب والترهيب كتاب البيوع الترغيب في الاکتساب بالبيع مصنفه ابوالمہر	
۳۶۵/۱	الدر المنثور تحت آية ۲۶۸/۲ خشت رکتبہ آیت العظمیٰ قم ایران	
۸۳/۲	شعب الایمان حدیث ۱۳۲۵ دار اکتبہ العلیہ بیروت	
۸۸/۲	کتاب شعب الایمان ۱۳۳۷	
۲۵۷/۸	کتاب المعجم الاوسط ۷۵۱۶	کتبہ المعارف ریاض

و مثل ابی القاسم الاصمہانی [ؒ] عن ابن عباس
 و ابن عساکر عنه و عن انس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم ۔
 سے ۔ اور اہل ابوالقاسم اصمہانی کے ابن عباس
 سے ۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس اور انس
 سے ۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو ۔ (ت)

(حدیث ۱۸) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

طوبی لمن طالب کسبہ، الحدیث ۔
 اخرجہ البخاری فی التاریخ و الطبرانی فی
 الکبیر و البیہقی فی السنن و البغوی و
 ابودردی و ابیہ قانع و شاہین و منذہ
 کلہم عن مرکب المصری رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ فی حدیث طویل، قال ابن عبد البر
 حدیث حسن قلت ای لغيرہ ۔
 پاک کما فی والے کے لئے جنت ہے (اس کی
 تخریج کی بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر
 میں، بیہقی نے سنن میں اور بغوی و ہارودی نے
 قانع، شاہین اور منذہ کے بیٹوں نے مرکب
 مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث
 میں اس کو روایت کیا۔ ابن عبد البر نے کہا یہ
 حدیث حسن ہے۔ میں کہتا ہوں یعنی حسن لغيرہ
 ہے ۔ (ت)

(حدیث ۱۹، ۲۰) ایک حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

الدنیا حلوة خضرة، من اكتسب
 منها حلا في حله وانفق في
 حقه اثابه الله عليه و لورده جنتہ
 الحدیث ۔ اخرجہ البیہقی فی الشعب عن
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 قلت والمت عند الترمذی
 حث خولة بنت قيس امرأة
 سيدنا حمزة بن عبد المطلب
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنفظ ان هذا المال خلو
 دنیاد بچنے میں ہری، چکنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر
 بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو
 اسے حلال و حرام سے کاسے اور حق بکھر پر اٹھائے
 اللہ تعالیٰ نے اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں
 لے جائے (اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ۔ میں کہتا ہوں
 اور ترمذی کے نزدیک خولہ بنت قیس زوجہ
 سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
 ان لفظوں کے ساتھ ہے کہ یہ مال سبز و عیشا

لہ الترغیب والترہیب الترغیب فی طلب الحلال مصنف ابوبائی مصر ۵۴۶/۲
 لہ شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دارالکتب الطلیع بیروت ۳۹۶/۲

مُحَلَّةٌ فَمِنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُورُكٌ لَهُ فِيهِ الْحَدِيثُ: قَالَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ حَسَنِ صَحِيحٌ: قُلْتُ وَاصِلُهُ عَنْ غَوْلَةٍ عَنْدَ الْبُخَارِيِّ، مُخْتَصَرًا۔

دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ جو اسے حق جگہ پر پہنچائے اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے الحدیث۔ ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی اصل بخاری کے نزدیک قول سے ہے۔ اختصاراً (ت)

(حدیث ۲۱) اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان من الذنوب ذنوباً لا یکن لها الصلوة ولا الصیام ولا الحج ولا الصیة، یکنها الهموم فی طلب المعیشتہ۔ رواہ ابن عساکر والنوعمی فی المحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزہ نہ حج نہ عمرہ۔ ان کا کفارہ وہ پریشانیوں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ معاشِ مٹالی میں پہنچتی ہیں۔ (اس کی روایت کیا ابی عساکر نے اور ابو نعیم نے علیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)

(حدیث ۲۲) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جارا رہا ہے عرض کی یا رسول اللہ! کیا غلب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کان خرج یسعی علی نفسه یعضها فہو فی سبیل اللہ، وامت کانت خرج یسعی علی ولدہ مفاراً فہو فی سبیل اللہ، وان کانت خرج یسعی علی ابویہ شیخین کبیریت فہو فی سبیل اللہ، وامت کانت خرج یسعی مریاء ومفاخرۃ فہو فی سبیل الشیطان۔ رواہ الطبرانی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و

اگر یہ شخص اپنے لئے کئی کو نکلا ہے کہ سوال و فیروز کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے بڑے ماں باپ کے لئے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، ہاں اگر دیا و تفاخر کے لئے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔ (اس کو طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے

لے جامع الترمذی ابواب الزہد باب ما جاء فی اخذ المال امین کفنی دہلی ۶۰/۲
لے حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۸۶ مالک بن انس رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۳۲۵/۶
لے المعجم الکبیر حدیث ۲۸۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲۹/۱۹

مرجالہ وجل الصبیح -
(حدیث ۱۲۱) اسی نے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لیس بخیر کومت ترک دنیا لاخرتہ
ولا اخرتہ لدنیا حقیب یصیب
منہما جیفًا فان الدنیا بلاغ الخ
الآخرة ولا تكونوا کلا علی الناس
مروءۃ اجبت لکم کرمۃ انفس بن
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تمہارا بستر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا آخرت کے لئے
چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لئے
ترک کرے۔ بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے
کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھادوں
پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو۔ (اس کو ابن عساکر نے
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ ت)

انہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ کاشی حلال و فکر معاش و تعاطی اسباب ہرگز ممانعت نہیں
بلکہ میں رضی اللہ عنہ کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔
(حدیث ۲۴ و ۲۵) اسی نے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
عرض کی اپنی اونٹنی یونہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد
فرمایا ایتدا وتوکل باندھو سے اور تمکد خدا پر رکھو

بر توکل زانو سے اشتر جبینہ

(اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اونٹنی کے ٹھٹھنے باندھو۔ ت)

اخرجہ البیہقی فی الشعب بسند جید
عن عمرو بن ایتہ الضمری، والمتروزی
فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما و اللفظ عندہ، احفظہا
وتوکل

اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں سند جید
کے ساتھ عمرو بن امیر شمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے، اس کے نزدیک لفظ یر ہیں، احفظہا
وتوکل

لے کنز العمال برز ابن عساکر عن انس حدیث ۶۳۴۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۲۴۰/۴
لے کنز العمال برز حب عن عمرو بن ایتہ ۵۶۸۸۰ " " " ۱۰۳/۴
لے جامع الترمذی ابراہیم صفحہ یوم القیمة باب منہ امین کمپنی دہلی ۷۴/۲

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرو، دل کی نظر تقدیر پر رہے۔ یوں اقدس ہوا
 ثنوی شریف میں فرماتے ہیں :
 توکل کن یحییاں باو دست رزق تو بر تو ز تو عاشق تراست
 (نہل کو اور ہاتھ پاؤں حرکت میں کہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے۔ ت)
 خود حضرت عزت جل جلالہ نے قرآن حکیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی
 ہدایت فرمائی۔

(۱۴) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
 و تزودوا فان خیر انما اذا التقویٰ التقون
 یا ولی الالباب ۝ لیس علیکم جناح ان قبضوا
 فضلاً من ربکم ۝
 اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پر ہیز نگری
 ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اسے عقل والو۔
 تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو (ت)
 جس کے کچھ لوگ بے زاہد راہ لئے حج کو آتے اور کہتے ہم متوکل ہیں، ناچار بیسک مانگنی پڑتی، حکم
 آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔ کچھ اصحاب کرام نے موسم حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کیسے اخلاص نیت
 میں فرق نہ آئے۔ فرما آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاش فضل الہی کی
 آیتیں بکثرت ہیں۔

(۱۵) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
 یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ
 الوسیلة وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم
 تفلحون ۝
 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف
 وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس
 امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)
 صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و قفل پڑتے
 تو اس کی کیا حاجت تھی !
 بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے، وہ خود ایک تقدیر ہے اور اس کا بجالانے والا

۱۰

۱۱ المسترآن الکریم ۱۹۶/۲ ۱۹۸

۱۲ ۳۵/۵

ہرگز تقدیر سے روگردان نہیں۔

(حدیث ۲۶) حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی؟ فرمایا،

الدوا من القدر، ينفع من يشاء بما شاء.
 رواه ابن أبي شيبة في المصنف والبيهقي
 في مسند الفردوس عن ابن عباس
 رضى الله تعالى عنهما وصدا عنده
 عند أبي نعیم والطبرانی في المعجم
 الكبير۔
 دوا خود بھی تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس
 دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔ (اس کو روایت
 کیا ہے ابن سنی نے طب میں اور ابی نعیم نے مسند فردوس
 میں اور اس کی ابتداء ابن عباس سے ابو نعیم کے
 نزدیک ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کی
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۲۷) امیر المومنین عسکرم فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بقصر شام وادی توجہ میں قرۃ سمرق
 ایک پہنچے مزار ابن شکر ابو عبیدہ بن الجراح و خالد بن الولید و عمرو بن العاص و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین ملے اور خبر دی کہ شام میں دبا ہے۔ امیر المومنین نے مہاجرین و انصار و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشورہ لیا، اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی، امیر المومنین نے بازگشت کی منادی فرمائی۔
 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، افرار امن اللہ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا؟
 فرمایا،

لو غيرك قالها يا ابا عبيدة، نعم،
 نعم من قدر الله اليك قدر الله.
 امايت لو كانت لك ابل هبطت
 واديا له عدد ونام احدها خصبه
 والاخرى جديبة اليس ان
 رعيته الخصبه رعيتهما بقدر
 الله وامت رعيته الجدبة رعيتهما
 بقدر الله۔
 کاش اسے ابو عبیدہ ایہ بات تمہارے سوا
 کسی اور نے کہی ہوتی (یعنی تمہارے علم و فضل
 سے بعید تھی) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر
 ہی کی طرف بھاگتے ہیں، بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ
 اونٹ ہوں انھیں لے کر کسی وادی میں لڑو میں کے
 دو کنارے ہوں ایک سرسبز و دوسرا خشک، تو
 کیا یہ بات نہیں ہے کہ اگر تم شاداب میں چراؤ گے تو
 خدا کی تقدیر سے اور خشک میں چراؤ گے تو خدا کی
 تقدیر سے۔

لے کنز العمال برز ابن اسنی عن ابن عباس حدیث ۲۸۰۸۲ حوتہ الرسالہ برز ۵/۱۰

اخرجه الاثمة مالك و احمد و البخاري
ومسلم و ابو داود و النسائي
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
اسی کی تخریج کی ہے ان کے معنی مالک، احمد، بخاری،
مسلم، ابو داود اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ (ت)

یعنی بالکل سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جنگل چھوڑ کر ہر جہاں چرائی کسے اختیار کرتا ہے اس سے تقدیر بالہی سے بچنا لازم نہیں آتا، تو نہی ہمارا اس زمین میں نہ جانا جس میں وہ پھیلے ہے یہ بھی تقدیر سے قرار نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہرگز متناقض توکل نہیں، بلکہ اصلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔ ہاں یہ بیشک ممنوع و مذموم ہے کہ آدمی بہت تنہا تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاوید نیک و بد و حلال و حرام کا خیال نہ رکھے۔ یہ بات بیشک اسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو محلول کر تدبیر پر اعتماد کر بیٹھا، شیطان اُسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ نثری جب تو کار پر آری ہے ورنہ مایوسی و ناکامی۔ ناچار سب این و آن سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لہو پانی بیک کر دیتا ہے اور ذلت و خواری، خوشامد و چا پوسی، مکر و دغا بازی جس طرح بن چڑھے اس کی راہ لیتا ہے، حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہوگا۔ ہونا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہے۔ اگر یہ طوہمت و صدق نیت و پاس عزت و لحاظ شریعت ہاتھ سے نہ دیتا رزق کو اللہ عز و جل نے اپنے دستے لیا جب بھی پہنچتا، اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا اور حرص و گناہ کی شامت نے خسرا الدنیا و الاخرۃ (دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھاسٹے میں رہا۔ ت) کا مصداق بنایا، اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزار تھ سے بٹس المطاعم حین الذل تکسبہا القدر منتقب والقدر مخصوہا (بڑی خوراک وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کر و قسمت بلند بھی ہے اور قسمت پست بھی۔ ت)

(حدیث ۲۸) اسی لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

صحیح البخاری کتاب الطب باب ما ذکر فی الطاعون قیدی کتب غاند کراچی ۸۵۳/۲
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ والا " " ۲۲۹/۲
مخطوطات امام مالک کتاب الجامع باب ما جاء فی الطاعون میر محمد کتب غاند کراچی ص ۶۹۹ و ۷۰۰
عہ القرآن اکرم ۱۱/۲۲
عہ

ويعتاد عند أبي يعلى بسند حسنة
ان شاء الله تعالى عن أبي هريرة رضي الله
تعالى عنهم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اس کے
ہم معنی ابو یعلیٰ کے نزدیک ان شاء اللہ تعالیٰ
سند حسن کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے۔ (ت)

(حدیث ۳۴ تا ۳۳) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان روح القدس نفث في روعي ان
نفالتم موت حتى تتكمل اجليها
وتستوي رزقيها. فاتقوا الله واجعلوا
في الطلب ولا يحملن احدكم
استبطاء الرزق ان يطلبه بمعصية
الله، فان الله تعالى لا ينال ما عنده الا
بطاعته. اخبرني ابو نعيم في الحلية
واللفظه عن ابي امامة الباهلي، والبخري
في شرح السنة والبيهقي في الشعب والحاكم
في المستدرک عن ابن مسعود، والبخاري
عن حذيفة اليمان ونحوه للطبراني في
الكبير عن الحسن بن علي امير المؤمنين
رضي الله تعالى عنهم اجمعين، غير ان الطبراني
له يذکر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام.

بیشک روح القدس جبریل نے میرے دل میں
ڈالا کہ کوئی جان نہ موت کی جب تک اپنی عمر اور
اپنا رزق پورا نہ کر لے، تو خدا سے ڈرو اور نیک
طریقے سے تلاش کرو، اور خبردار رزق کی دزدگی
تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے
اُسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی حاجت
ہی سے ملتا ہے۔ (ابونعیم نے علیہ میں اس کی تخریج
کی اور لفظ اسی کے ہیں، ابوی نے شرح السنہ
میں، بیہقی نے شعب میں اور حاکم نے مستدرک میں
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، نیز بخاری نے
حذیفہ بن الیمان سے اسی کی مثل طبرانی کی کبیر
میں حسن بن امیر المؤمنین علی سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔ مگر طبرانی نے جبریل علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر نہیں کیا۔ (ت)

(حدیث ۳۵) اور مروی ہوا، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اطلبوا الحوائج بعزة الانفس فاست
الامور تجرى بالمقادير. رواه تمام

حاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب
کام تقدیر پر چلتے ہیں۔ (اس کو تمام نے

۲۹/۱۰ شرح الاولیاء ترجمہ ۲۵۷ احمد بن ابی الخواری دار الکتاب العربی بیروت
۲۴/۱۴ شرح السنۃ باب التوکل علی اللہ حدیث ۱۱۱۱ المکتب الاسلامی بیروت

فی فوائده و ابن عساکر فی تاریخہ عت^{۲۵}
عبد اللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
فوائد میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن
بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش و تدبیر کی طرہ پرایت فرمائی، مگر حکم دیا کہ شریعت و عزت کا پاس رکھو،
تدبیر میں بہوش و مدہوش نہ ہو جاؤ، دست در کار و دل بایار، تدبیر میں ہاتھ، دل تقدیر کے ساتھ، ظاہر
میں ادھر باطن میں اُدھر، اسباب کا نام، مسبب سے کام، یوں بسر کرنا چاہئے۔ یہی رہش ہڈی ہے،
یہی مرضی خدا، یہی نسبت انبیاء، یہی سیرت اولیاء، علیہم جمیعاً الصلوٰۃ والسلام (ان سب کئے
درود اور ثناء ہو۔ ت)

پس اس بار سے میں یہی قول فیصل و صراط مستقیم ہے۔ اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حتی نہ ماننا،
یا تدبیر کو اصل ٹھہل جانا دونوں معاذ اللہ اگر اسی غفلت یا جنون و سفاہت، والیہذا باللہ سبب
العلمین۔

باب تدبیر میں آیات و احادیث اتنی نہیں جنسی کوئی ضرر کر سکے۔ فقیر فقیر اللہ تعالیٰ لا دعویٰ کرتا
ہے کہ اس مشاعرہ اللہ تعالیٰ اگر محنت کی جائے تو دشمن ہزار سے زائد آیات و احادیث اس پر ہجرتی ہیں
مگر کیا حاجت کہ ذکر

آفتاب آمد دلیل آفتاب

(سورج کی دلیل خود سورج ہے۔ ت)

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دار و مدار، اس میں زیادہ تطویل عبث و بیکار،
اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور پینتیس حدیثیں جملہ پچاس نصوص ذکر کئے اور عدد ہجڑ ہزار ہا
کے پتے دیے، یہ کیا تھوڑے ہیں! انھیں سے ثابت کر انکا بہ تدبیر کس قدر اعلیٰ و جلیل کی طاقت، انطباق
الامراض، اور قرآن و حدیث سے صریح امراض، اور خدا و رسول پر کھلا اعتراض، ولا حول ولا قوۃ
الاب اللہ العلیٰ العظیم۔

ولید پر فرض ہے کہ تائب ہو، اور کتاب و سنت سے اپنا عقیدہ درست کرے ورنہ بد مذہبی کی
شامت سخت جاننا ہے والیہذا باللہ سبب العلمین۔ باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے
کی نسبت وہ شیخ لفظ کہنا، اگر اس تاویل کا درمیان نہ ہوتا کہ شاید وہ ان لوگوں پر معترض ہے جو

لے کنز العمال پر مز تمام و ابن عساکر بن بشر حدیث ۱۶۸۰۵ مؤستہ الرسالہ بیروت ۵۱۸/۶

دنیا کے لئے علم پڑھاتے ہیں، اور ایسے لوگ بیشک لائقِ اقراض ہیں تو صریح کلمہ کفر تھا کہ اس نے علمِ دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اس کا خالہ کو اس پر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمانِ عقیدہ پر تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے حالانکہ جو اس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح — مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں —

(حدیث ۳۶ تا ۳۹) صحیح بخاری میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا یہ کافر ہو جائے۔

کیا اخرجہ الاثنیۃ مالک و احمد و البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی عن عبد اللہ بن عمر، و البخاری عن ابی ہریرۃ و احمد و الشیخان عن ابی ذر و ابن حبان بسند صحیح عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم باسناد عدیۃ و الفاظ متباينة و معانی متقاربة۔

جیسا کہ اس کی تحریک کی ہے، ائمہ کرام یعنی امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے اور بخاری نے ابو ہریرہؓ سے اور احمد و شیخین نے ابو ذرؓ سے اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ ابوسعید خدریؓ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین متعدد سندوں کے ساتھ جن کے الفاظ مختلف مگر معانی قریب قریب ہیں۔

اور اگرچہ اہل سنت کا مذہب محقق و متحقق ہی ہے کہ میں تاہم احتیاط لازم، اور اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نا ملائم، اور احادیث نے کورہ میں تاویلاتِ حدیدہ کا احتمال قائم۔ مگر پھر بھی صد بائندہ مثل امام ابوبکر علیؓ جو جہور فقہاء ربیع و غیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے مکفر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں کما فصلناہ کل ذلک فی رسالتنا النہی الاکید عن الصدوق و مراد عدی التفسید (جیسا کہ ہم نے اس تمام کی تفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصدوق و مراد عدی التفسید میں کر دی ہے۔)

تو ولید پر لازم کہ ازہر تو کلمہ اسلام پڑھے اور اگر صاحبِ نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدیدِ نکاح کرے۔

۱/۹۰۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب من الکفر اخاء بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی
۱/۵۴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا یشک یا کافر
۲/۱۱۳ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت

فی السُّنَنِ الْمُخْتَارَةِ عَنْ شَرْحِ الْوَهْبَانِيَةِ لِلْعَلَامَةِ
حَسَنِ الشُّرَيْبَانِي مَا يَكُونُ كَفْرًا اتِّفَاقًا
يَبْطُلُ الْعَمَلُ وَالنِّكَاحُ وَأَوْلَادُهُ أَوْلَادُ زِنَا
وَمَا فِيهِ خِلَافٌ يَوْمَسَّرَ بِالِاسْتِغْفَارِ وَ
التَّوْبَةِ وَتَجِدُ الْيَدَ الْفَاحِشَةَ ۱

دور مختار میں علامہ حسن شربانی کی شرح وہبانیہ سے
منقول ہے جو بالاتفاق کفریہ اس سے عمل اور نکاح
باطل ہو جائیں گے بلا تجدید ایمان و نکاح اس کی
اولاد اولاد زنا ہوگی، اور جس میں اختلاف ہے
قائل کہ استغفار، توبہ، تجدید نکاح کا حکم
دیا جائے گا۔ (ت)

(حدیث ۴۰) اور جس طرح یہ کلمات شنیعہ علانیہ کے یونہی توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اِذَا عَمِلْتَ مِثْلَهُ فَاحْدَثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً
السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ - رواه
الامام احمد في كتاب الزهد والطبراني
في المعجم الكبير عن معاوية بن جبل
رضي الله تعالى عنه بسند حسن -

جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً از سر نو توبہ کر۔ پوشیدہ
کو پوشیدہ، اور آشکارا کی آشکارا (اس کے امام احمد
نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سنہ حسن
کے ساتھ حضرت معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم
رسالہ التحجیر بباب التدبیر رقم ہوا

مسئلہ ۱۲۳ از قصبہ سرائیہ جہنمی منبع اعظم کلامہ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ عبدالرحیم خاں
۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رُوح پاک ہے یا ناپاک؟ اگر پاک ہے تو
بعد مردی عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر
میں کیوں داخل ہوا؟

۳۵۹/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب المرتد	کتاب الجہاد	سلسلہ المختار
۴۹ ص	دارالکتب العربی بیروت	حدیث ۱۴۱		سلسلہ الزہد للاحمد بن حنبل
۱۵۹/۲۰	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۳۳۱		المعجم الکبیر

الجواب

روح اصل خلقت میں پاک ہے، پھر اگر بد اعتقاد و اعمال اختیار کئے تو ان سے ناپاک ہو جاتی ہے جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۲ سہارن ۲۴ صفر ۱۴۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندیون باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کہ حدیث قدسی کا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلب مثل قلب حضور مژدہ کائنات علیہ افضل الصلوات والصلوات کے ہو جائیں یا مثل شیطان لعین کے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو مطلق پروا نہیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت و دوزخ میں محبت ہوگی۔ دوزخ کے گلے کہ میں محل جبارہ و افغره ہوں اور تو محل مساکین و غربا ہے اس لئے میں افضل ہوں یا مستحق اس کی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالے ہوں، جنت کچھ جواب نہ دے گی مکالمہ میں کوہر پڑے گی، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ تم دونوں کو استحقاق محبت کسی طرح نہیں ہے میں جس کو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اُن صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں؟ اور بر تقدیر اول یہ کچھ ٹکڑ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت علیؑ علیہ السلام کے ہو جائے، علمائے قرآنی ایسی احادیث کو جو صاحب دُر غم و غیرہ نے جبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارضا ہمارے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے اور نیز دوسرے مضمون میں جبارہ و افغره کا ہونا دوزخ کے لئے کب موجب فضیلت و فوقیت ہو سکتا ہے کہ وہ مشرکین و کفار ہوں گے۔ امید کہ جواب با صواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو بینوا تو جہودا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ علی اتق قلب ساجد واحد تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہر اس کے دل پر منکھو ہے۔
ہو جائیں۔

اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

قل امتی کان للرحمن ولد فانا اقل العابدین علیہ
تم فرماؤ اگر بغرضِ محال رحمن کے کوئی بچہ ہو تو سب سے پہلے میں پڑ جاتا۔ (ت)

حدیث قولہ لَوُیَ سے ہے کہ،

لو ان اولکم و آخرکم و انکم و جنکم کانوا علی اتق علیہ
اگر تمہارے پہلے، پچھلے انسان، اور جن سب سے بڑے پرہیز کے دل پر ہو جائیں (ت)

اور آیت کریمہ میں قولہ ان سے۔ بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ جنت روز قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ تمام نبی آدم میرے والد ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دے گی یا کز در پڑے گی، اسی طرح بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے یہ حدیث یوں ہے،

تعا جنت الجنة والناس فقال المناس
جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا
او ثرت بالتکبریں والتجبرین وقالت
مجھے شکروں اور جاہلوں کے سبب ترجیح دی گئی
الجنة فما لم لا یدخلن الا ضعفاء
اور جنت نے کہا مجھے کیا ہے کہ میرے اندر صرف
الناس الحدیث۔ کمزور لوگ داخل ہوتے ہیں الحدیث۔ (ت)

یہ گزشتہ کی حکایت ہے اُس وقت نار کا علم اُسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اس کے لئے کفار و مشرکین ہیں جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اُسے ان کمزوروں کا غسل و تقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا خود ان کی مشتاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵۰ العلم الزیچستان مرسدہ قادریہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندرین حکایت علامہ کو ام حبیبہ می فرماید
اس حکایت کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے
کہ قولے معتبر است آیا واعظ
ہیں کہ کیا یہ کسی معتبر قول سے منقول ہے وعظ
ذکر کند یا حقیقت است در کدام کتاب
کہنے والا اس کو اپنے وعظ میں بیان کر سکتا

۱۵ القرآن الکریم ۴۳/۸۱

۱۵ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم انظلم قیدی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

۱۵ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة قی " " ۴۱۹/۲

۱۵ صحیح مسلم کتاب الجنة باب جنم اعادنا الله منها " " ۳۸۱/۲

- ایں نقل است ، آن حکایت این است :
- ہے : اس کی کوئی حقیقت ہے ؟ کون سی کتاب
- میں منقول ہے ؟ حکایت یہ ہے :
- یک حکایت یاد دارم از رسول
- تا کہ معلوم تو گردد ، محتش
- پیر از ان آیم بدست چہ ریار
- جلد شبہا مصطفیٰ بیدار بود
- بود اندر خواب تا وقت نماز
- آفریدم من ترا از ہمسر آن
- اسے محمد خواب تو زیندہ نیست
- چوں بہ پروازی بخواب نیم شب
- دوزخ اندازم چہ از عام و خاص
- چوں شنید این آیت خیر البشر
- رفت زانجا او ندیدہ هیچ کس
- چوں گزشت از دوسرہ روز این قصہ را
- عاقبت روز سوّم بعد از نماز
- چوں برسیدہ نہ زام خوشی
- گفت او شین شب سید از حق خطا
- چونکہ این آیت بخوش اور رسید
- آنچنان برخواست از یاران غریو
- ناگہاں دید نہ یک چہاں ز دور
- پیش اور رفتند و رسید نہ اندو
- گفت من کے مصطفیٰ را دیدہ ام
- یک سر روز است پیغام خوش
- جانور از نالہ او دل خستہ اند
- ہر زمان از دیدہ می رانند آب
- تا کہ قبول حسد اہل قبول
- تا چہ خداست امتاں ما شفقش
- لے برادر یک زمان خوش دار
- اتفاقاً یک شبے خوابش پرورد
- ناگہاں آمد خطابش بے نیاز
- تا شدی پشت پنا ہے امتاں
- ہر کہ در خدمت نباشد زندہ نیست
- کہ دم اکنون امتانت را غضب
- یک سہ ذیشان نگردانم حسد من
- انت زانجا امتی گر یا ہر
- ماندہ اورا عالم الاسرار بس
- خون دل خورد نہ یاران غصہ را
- جلد پیش عاقبتہ رفتند باز
- داد ایشان را جواب این چنین
- امتاں را آیت از ہمسر عذاب
- شدہ بدون از حجرہ اورا کس ندید
- لرزہ افتادند اندر بحر و دیو
- یافت نال چہاں دل ایشان سرور
- بحر خبہرداری ز چہینہ بر گوی
- بلکہ اورا از کسہ نشنیدہ ام
- از میان کوی میآید بخوشش
- از چہرہ لکھ دہاں را بستہ اند
- بستہ اندازہ راہ دیدہ را و خواب

- (۲۴) چوں شنیدند این خمیر را آن گروه
جلد آوردند و سوسے سوسے کوه
(۲۵) شد نمایان در میان کوه عنبر
دید و آن غار آن صمد ریکار
(۲۶) سر بسجود بروہ پیش بی نیاز
باغیچے خوشن میگفت راز
(۲۷) گر یہ میکرد و ہی گفت لے الہ
تا نہ بخشی امت نام را گناہ
(۲۸) ما نہ بردارم سر خود از زمین
تا بروہ حشر نام این چنین
(۲۹) این چنین می گفت و می ناظر زار
اشک میبارید چوں ابر بہار
(۳۰) چوں شنیدند این خفاش بازور
جلد را از نالہ آتش خون شد جگر
(۳۱) گفت صدیق شفیع المومنین
اکرم بردار سر را از زمین
(۳۲) آنچہ من در عمر طاقت کلام
انچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام
(۳۳) آن ثواب از برائے امتان
دارم اسے معینم بر آخر زمان

الحی اخرا الحکایت (حکایت کے آخر تک۔ ت)۔ یہ حکایت رسالہ میلاد عظام شہید میں ہے۔

(ترجمہ حکایت)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مجھے ایک حکایت یاد ہے جو تمام نیک لوگوں میں مقبول ہے۔

(۲) تاکہ تجھے آپ کی محبت اقدس کا پتا چلے کہ امت پر آپ کی کس قدر شفقت ہے۔

(۳) اس کے بعد میں چاروں یا دوں کی طرح کی طرف آؤنگا، اسے بھائی! تصور اس وقت طور سے سنی۔

(۴) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام راتیں بیدار رہتے، ایک رات اتفاقاً آپ پر نیند غالب آگئی۔

(۵) نماز کے وقت تک آپ نیند میں تھے، اچانک آپ کو خدا نے بے نیاز کا حکم پہنچا۔

(۶) کہ میں نے آپ کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ آپ امت کے پشت پناہ بنیں۔

(۷) اسے میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سونا آپ کو زیب نہیں دیتا، جو خدمت میں مشغول نہ ہو وہ بندہ نہیں ہے۔

(۸) جب آدمی رات کو نیند میں مشغول ہیں تو میں آپ کی اُمت پر غضب نازل کروں گا۔

(۹) ہر خاص و عام کو دوزخ میں ڈالوں گا ان میں سے کسی ایک کو چھٹکارا نہیں دوں گا۔

(۱۰) جب غیر البشر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ آیت سنی تو فوراً وہاں سے اُمتی لکتے ہوئے باہر نکل گئے۔

(۱۱) وہاں سے آپ تشریف لے گئے، کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ کے بارے میں فقط چھپی باتیں جاننے والے کو علم تھا۔

(۱۲) اس قصہ کو جب دو تین دن گزر گئے آپ کے دوست یعنی صحابہ کرام غم سے دل کاخون پیتے رہے۔

(۱۳) آخر کار تیسرے دن نماز کے بعد تمام صحابہ کرام سستید و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔

(۱۴) جب انہوں نے ام المومنین سے پوچھا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا۔

(۱۵) آپ نے کہا کہ پہلی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کی طرف سے خطاب ہوا امت کے مذاہب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

(۱۶) جب آپ کے کان مبارک تکبیر آیت پہنچی آپ حیرت سے باہر چلے گئے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے اس قدر شور مچا کہ جنوں اور دیوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔

(۱۸) صحابہ نے اپنا کمرہ دور سے ایک چر داسے کو دیکھا، اس چر داسے کو دیکھنے سے ان کے دلوں کو کچھ چسپاں آیا۔

(۱۹) اس کے پاس پہنچے اور پوچھا اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجھے کوئی خبر ہے تو بتا۔

(۲۰) اس نے کہا میں نے محض اتنے ہی سنے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کب دیکھا ہے بلکہ میں نے ان کے بارے میں کسی سے سنا بھی نہیں ہے۔

(۲۱) لیکن تمہی دُعا سے پہاڑ کے درمیان سے شور کی آواز میرے کان میں آتی ہے۔

(۲۲) اس کے رونے سے جانوروں کے دل زخمی ہو گئے ہیں، چراگاہ سے انہوں نے اپنے منہ بند کر لئے ہیں۔

(۲۳) ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، نیند سے انہوں نے آنکھیں باندھ رکھی ہیں۔

(۲۴) جماعت صحابہ نے جب یہ خبر سنی تو ان سب نے اپنا رخ پہاڑ کی طرف کر لیا۔

(۲۵) پہاڑ کے درمیان ایک غار ظاہر ہوئی، اس غار کے اندر انہوں نے بڑوں کے سزا کو دیکھا۔

(۲۶) بے نیاز کی بارگاہ میں سر سجدہ میں رکھے ہوئے تھے اپنے خدا سے رازداری میں کہہ رہے تھے

(۲۷) فریاد کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! جب تک تو میری امت کے گناہ نہیں بخشنے گا

(۲۸) میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک میں اسی طرح روتا رہوں گا۔

(۲۹) اس طرح کہہ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے، موسمِ بہار کی طرح آنسو بہ رہے تھے۔

(۳۰) جب غار کے چمکا دڑوں اور صحابہ کرام نے گریہ و زاری کا یہ زور سنا تو سرکار کے رونے سے سب کے جگر خوں ہو گئے۔

(۳۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مومنوں کی شفاعت فرمانے والے! مہربانی فرمائی، زمین سے سرائٹھائیں۔

(۳۲) میں نے عمر بھر جہالت کی ہے، اور دنیا میں جتنی عبادت کی ہے،
(۳۳) اس کا ثواب آپ کی اُمت کے لئے دیتا ہوں میں اسے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الجواب

ایں نقل باطل و بے اصل ست و در بیچ کتاب یہ نقل باطل اور بے اصل ہے کسی معتبر کتاب میں معتبر از و نشانے نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و ست
مسئلہ ۲۶ بریلی محلہ بھاری پور مدرسہ معرفت سلطان احمد خاں ساہی پور محمد عبد اللہ
۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی، زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث زہرہ ہو لیکن تربیع و مقابلہ مریخ ناظر زحل ہو۔ امید کہ ماہرین علم ہیئت جواب با صواب دیں۔

الجواب

یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ سے زہرہ سے اگر ساقط ہوں اور باہم نظر عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے، بالکل غرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ و زحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو، صورت نہ اس سال ہے نہ سال آئندہ ہے، ہاں وہ کہ سائل نے بیان کی، ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء کو ہوگی زہرہ حوت کے ۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور کامل نظر تثلیث ہے۔ مریخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقہ زحل سنبلہ کے ۹ درجے ۶ دقیقہ کہ کامل نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ، لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ ۶ برج سے صرف ۵ درجے زائد ہوگا، زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے مشر ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع، ۹ و ۹ درجے کے مجموعہ کے نصف یعنی ۸ درجے سے حاصل کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جب تک ماہ سرطان سے بھی نکل جائے گا اور تثلیث سے بھی گزر جائے گا ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر تثلیث میں ہے کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

مسئلہ ۱۲۷ از شہر محلہ طوکپور مسئلہ قدرت علی خاں ۱۵ شوال ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کتابچہ کہ جملہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں دوسرا شخص
 کتابچہ کہ سوائے پنجتن پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کتابچہ کہ پنجتن پاک کوئی چیز نہیں ہیں
 سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب

- پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے، اور دوسرے کا قول صریح گمراہی و رفض و کفر ہے،
 اور تیسرے شخص کا قول بہتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۲۸ از ناگل گڑھی ضلع گورکھاؤہ ڈاکخانہ ڈھنڈہ مسئلہ حافظ علامہ کبریا صاحب پیش امام مسجد
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،
 (۱) زید کتابچہ اولیاء سے مدد مانگنا دوسرے، اور ہر وقت حاضر ناظر کھینا شرک ہے، کیونکہ یہ خاص
 اللہ تعالیٰ کی صفت ہے دوسرے کی نہیں۔ قرآن شریف کا ثبوت دیتا ہے (نواں پارہ) کہ دو
 میں نہیں مانگ اپنی جان کا نفع کا نہ ضرر کا۔
 (۲) اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لے کر منہ پر ملنا کیسا ہے، طواف قبر اولیاء کا کرنا بھینکنے
 ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔
 (۳) شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دُعا مقبول نہیں ہوتی۔
 (۴) خانقاہ اولیاء پر حج نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے یا اللہ! میری قبر کو عید گاہ نہ بنائیو۔
 (۵) اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ ان کو علم عطائے ہے وہ غیب نہیں ہو سکتا کیونکہ غیب کے
 معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب

- (۱) جس نے کہا کہ دُور سے سُنتنا صرف اُس کی شان ہے اُس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی نہ
 پاک ہے اس سے کہ دُور سے سُنے، وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دُور سے سُنتنا اس کی
 عطا سے اس کے مجبوروں ہی کی شان ہے، اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید و
 نصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے مجرب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہیں،
 کما فی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہ۔ اُس آیت کریمہ سے اس کا کیا ثبوت

ہوا، مجبوراً دعویٰ کرنا اور قرآن مجید پر اُس کی تمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں۔ نفع و ضرر کا مالک بالذات اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں، آیت میں اسی کی نفی ہے، ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عربی میں تو فرعون کو مالکِ نفع و ضرر لکھا ہے۔ پھر مجربانِ بارگاہ کا کیا کستا وہ بے شک اس کی قبیح سے ہمارے نفع و ضرر کے مالک ہیں، جس کا بیان کلمات و احادیث سے کتاب الاصل و اعلیٰ میں ہے۔

(۲) مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے اور طوائف تعلیمی مرف کیبر معطر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دُعائیں مستجاب ہیں، مومنیں سے حضرت عزت کا و مدد ہے مجھ سے دُعا کرو میں قبول فرماؤں گا، اور اس کا وجہ خوفِ خیر ہو سکتا۔ پھر انبیاء تو انبیاء بعض وقت وہ اس اظہار کے لئے کہ یہ امر خلافِ مقدور ہے اسے صورت و دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلیٰ جب پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں اسی کا ذکر ہے۔

(۴) مزاراتِ اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اُس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، اُس کا یہ مطلب ہے کہ میرے مزارِ کریم کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ انکے مقامِ صاف ہوں اور انھیں برکات ملیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہو سکے، جو کہے کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں،

النسبی هو المطلق علی الغیب
نہی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔
عطا سے غیب نہ رہتا آیاتِ کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۱۳۳۲ھ از مقامِ رامہ تحصیل گو حیدر خان ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ای مسائل میں کہ

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشمِ خود اللہ کو نہیں دیکھا۔

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ یَقْبِضُوا تَوْجِبُوا
(بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت معنی اساطیر کا انکار فرماتی ہیں کہ لا تدركہ الابصار
سے سند فرماتی ہیں اور اس حدیث صحیحہ میں روایت کا اثبات معنی اساطیر نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شے محیط
نہیں ہو سکتی وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امام اعظم سرائی علیہ السلام
داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۵ھ از لاہور مسجد بیگم شہی اندرون دروازہ مستی مسئلہ مولیٰ احمد الدین طالب علم
۱۳۶
۲۹ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی و رہنمائے سالکان قبلہ دو جہاں دام فیض السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے
اور رد و انقض کئے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی۔ پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف
اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے اسے
حق در آنجا بدست خمیر بود " جنگ با او خطا و منکر بود
(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا انکے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)
(۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع
جنگ کے۔

الجواب

(۱) رد و انقض کا قول کذب محض ہے۔ اعتقاد نامہ میں خطا و منکر بود " نہیں ہے بلکہ " غلطائے
منکر بود "۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطا اجتہادی تھی، اجتہاد پر
ظہن جائز نہیں۔ خطا اجتہادی دو قسم ہے، مقررہ منکر۔ مقررہ وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار

دکھا جائے گا اور اُنہی سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ اور منکر وہ جس پر اتکار کیا جائے گا جبکہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحاب۔ محل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قطعی جنتی ہیں اور اُن کی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سعیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، ہا اینہم اُنہیں پر انکار لازم تھا جیسا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِي فَاَصْكُوا لِي

جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

مُسْتَكُونٌ لِاصْحَابِي بَعْدِي زَلَّةٌ يَغْفِرُهَا اللَّهُ
لَهُمْ لِمَا بَقِيَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَأْتِي مَنْ يَجِدُ
قَوْمًا يَكْبَهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَنَاسِرَهُمْ
فَإِنْ تَنَاسَرُوا

قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی
جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو
ان کو میری سرکار میں ہے، پھر اُن کے بعد کچھ
لوگ آئیں گے جن کو اللہ تناسلے ناک کے بل جہنم
میں اوندھا کر دے گا۔

یہ وہ ہیں جو اُن لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے، اللہ عودجل سے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن حکیم میں دو قسم کیا ہر مین قبل فتح مکہ و مین بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرما دیا، و کلا وعد اللہ الحسنی سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ساتھ ہی اُن کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا منہ بند فرما دیا واللہ بما تعملون خبیر اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ ہا اینہم وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا چکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے، واللہ الہادی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بیشک امام مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی،

۱۔ المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۴ مکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹۶/۲
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۲ و مجمع الزوائد ۲۳۴/۲
۳۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۴
۴۔ ۱۰/۵۴

اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گرو میں لے کر فرمایا تھا:
 ان بنی ہذا امید لعل اللہ ان یصلح بہ بیت
 میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اسکے
 فتنہ عظیمہ میں من المسلمین لہ
 سید کے مسئلہ فتنہ کو دیکھے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔
 امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتہد ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ
 اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱/۵۲۰ قیدی کتب خانہ کراچی
 مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۶۹

22

22

.

رسالہ

اعتقاد الاحباب فی الجہیل المصطفیٰ الاولیٰ اصحاب

(اجباب کا اعتقاد جہیل (اللہ تعالیٰ) مصطفیٰ ﷺ آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

عقیدہ اولیٰ — ذات و صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد معجز (کہ شمار و گنتی میں آئے اور کوئی اس کا ہم ثانی و منس کلا کے قواعد کے ساتھ، اس کی

لہ عرض مرتب : امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "اعتقاد الاحباب" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر مبہم پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو متنا خیال آیا کہ توفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الہی کے بھروسہ پر قدم اٹھایا اور بغیضانہ اساتذہ کرام نہایت (باقی برصغیر آئندہ)

ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع و ایجاد ہے) خالق ہے (ہر شے کا) ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لئے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لئے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے) فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والی نہ جارح (دآلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لئے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کے لئے آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر لپٹ سے لپٹ آواز کو سُنا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خود بین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے۔ مگر کان آنکھ سے اس کا سُنا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کرے سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیت سے وہ پاک) قریب ہے (اپنے کمال قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں ممکن ہے) ملک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ صلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور و سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور باتدبیرتے ہیں)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تخلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کمان تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس بچہ راں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارک میں حاشیہ میں السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا) قوسین میں محدود ہے۔ اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اسطحضرت قدس سرہا ہی کے کتب و رسائل اور حضرت اساتذہ و استاذ العلماء صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "ہمارے شریعت" سے ماخوذ و ملتقط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دُعا کے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک انہیں کا سہارا ہے اور ابنِ شہداء اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔ والسلام

العبد محمد غلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

والی (ہے)۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کوئے (مگر) بے اختیار (ذکوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ خود کسی کے مشورہ کا محتاج۔ ذکوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ وہیت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں۔ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اُس کے تحت ملک و حکومت ہیں۔ اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات و کلام و سمیع و بصیر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ ملکوت و تخلیق و رزاقیت یعنی 'رنا، چلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بستہ ریج اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا، انھیں ان کے مناسب احوال و روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہ (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق و ملکوت کی تفصیل سمجھنا چاہئے۔ اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور برتر ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں۔ کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔ غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ، صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازلہ ابداً موصوف (ہے)۔ اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے مواسب چیزیں حادث و نوپید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الہی کو جو مخلوق کے یا حادث ہتائے گمراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات و صفات) تمام شیعہ (تمام نقص تمام کوتاہیوں سے) و شیعہ و حیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اولاً و آخراً بری (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی چیز کسی نقص کو کسی نامی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں ذکال ہونہ نقصان وہ بھی اس کے لئے محال)۔

ذات پاک اس کی تند و تند (تکبر و مقابل) شیعہ و مثل (مشابہ و مماثل) کیفیت و کم (کیفیت و مقدار) شکل و جسم و جہت و مکان و اد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جاتا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لئے

ممال ہیں، یا یوں کہئے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حیوات و حوائج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت میں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا جناس و ہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفات غلت و کمال کے ساتھ موصوف)۔

اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبت ذوات سے میرا اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مناسبت صفات سے معرّا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کسی ہی اثر و اعلیٰ ہوا اس کی شریک کسی حیثیت سے — کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)

مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد، صمد، لا شریک لہ جاننا فرض اول و مدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ ایسے کثرتہ شئی اس جیسا کوئی نہیں، نہ اسماء میں کہ ہل تعلق لہ صحت کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ ولا یشرک فی حکمہ احد اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ ہل صفت خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ تسلط میں کہ ولویکن لہ شریک فی السلط اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفات مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں و لہذا مثلاً) اوروں کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی) فقط عال، م، ق، و، رت میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالیٰ و کبریا (برتری و کبریا) کا سراپہ وہ کسی کو

سۃ القرآن الکریم ۱۵/۱۹

سۃ ۲/۲۵

سۃ القرآن الکریم ۱۱/۳۲

سۃ ۲۶/۱۸

سۃ ۲/۲۵

بار نہیں دیتا) اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ و ہاں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور نسبت (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبان حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معرفت اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی چلایا آسانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) اور سب بستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) جعل شئ هالك الا وجهه (بقا صرف اس کی وجہ کریم کے لئے ہے باقی سب کے لئے فنا، باقی باقی باقی فانی) وجود واحد (اسی حق و قیوم ازل ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حق و قیوم ازل ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود و نہ محض معدوم) ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجملہ کیف ہے (نامعلوم کیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (مادہ و ارواح) کو موجود و کائنات کما جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم در میان سے اٹھالیں۔ ہست نیست اور بود، تا بود ہو جائے۔ کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق رہا ہو) اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک نفل ایک ٹکس، ایک شعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے (اور اس تمام شام و عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرت کاملہ کے جلوے ہو رہے ہیں) اگر اس نسبت و پرتو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک غراب پریشاں کا نام رہ جائے۔ جو کامیابان عدم بخت کی طرح سفسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں نور ابدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبت فیضان کا عدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم فقہ فنا سے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوؤں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے۔ غیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سر پر وہ عزت کے گرد بار نہیں۔ پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نور باہریت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور چشم جسم و چشم عقل وہ فوں و ہاں تابینا ہیں۔ اور اس سے زیادہ بیان

سے باہر، عقل سے دور ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (البعاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیسا کہ انسان واحد یا شے واحد کہ گوشت پوست خون و استخوان وغیرہ اجزاء و البعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تحلیل و تجزیہ اور تجزیہ، انہیں اعضاء و اجزاء و البعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا، کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عزّ شأنہ، جسم و جہانیاں سے پاک و منزّہ ہے) نہ وہ واحد جو بہر تہمت حلول عینیت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت ٹکانی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احدیت میں حلول کئے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ) ادب وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعتوں) سے خفیض اثنینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں) میں اتر آئے۔ ہو و لا موجود الا ہو آیت کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عتایٰ شرکون (پاک اور برتری ہے آہن شرکیوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور یہ بتاتی ہے کہ خداوند قدّوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ و ہی آسمان والوں کا خدا اور زمینی ہین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں، لیس کہ مشابہ شے اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیت کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزّہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام ناناتی امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو)۔

غیر نفس غیر در جہاں نہ گزاشت

لاحسبدم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مغایم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد۔ باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی جد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں

رکھتے۔ اور عاشقِ ثم عاشقِ یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آن، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کا فروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا، کہ اہل اسلام وہ صاحب ایمان حقیقی ہیں)

عقیدہ ثانیہ۔۔۔ سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بائیں ہمد (کہ اُس کی ذاتِ کویم دوسری ذوات کی مناسبت سے معرا ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اور وہ کی صفات کی مشابہت سے ہوتا) اسی نے اپنی مکتِ کاملہ (و رحمتِ شاملہ) کے مطابق عالم (یعنی ماسویٰ اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علمِ قدیم ازل سے) جانا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلعتِ وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لائے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جو ہر معنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اور اک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو خدا کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور تکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل یا باغِ قائل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دُور فرماتے کر دیا، فسریتِ فی الجنة (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) و فریق فی السعیر (دوسرا جہنمی و ہالک جس نے قبولِ حق سے جی چرایا) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ بہت و موجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ عالیہ سے نصیبِ جنت میں ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور ظلم و فضلِ خاص کی دو تہوں سے اُس کے دامنِ بھرے) دبستان (مدرسہ) علمکِ عالم تک تعلیم (اور دارالعلومِ حسمہ الانصافِ عالمِ یصلو) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر) و کان فضل اللہ علیہ عظیماً نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کویم نے گونا گوں نعمتوں سے اسے فوازا۔ بہے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالبِ جسم میں ظاہر و باطن کو رذائل اور فضائلِ قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ و

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْکَرِیْم ۴/۴۲

سَلَّمَ • ۵/۹۹

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْکَرِیْم ۴/۴۲

سَلَّمَ • ۱۱۳/۴

سَلَّمَ • ۱۱۳/۴

پہراستہ کیا۔ اور قریب خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈالی دیا (اور یہ سب تصدیق (صدقہ و طفیل) ایک فیتہ جامع الہیہات کا محتاج ہے اپنا محبوب خاص فرمایا (مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جو یائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (مکین) و دائرہ مرکز کائنات و فون بنایا اپنی خلافت کا طہ کا خلعت رفیع المنزلت اُس کے قاصد موزوں پر سجایا کہ تمام افراد کائنات اُس کے ظل طفیل (سایہ حمد و درافت) اور ذیل جلیل (دامن معنور رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعظم مقربین (کو اُس کی بارگاہ عالی جاہ میں قرب خاص سے مشرف ہیں) (۱) گو (بھی) جب تک اس مامن جہاں (پناہ نگاہ کون و مکان) سے توسل نہ کریں (انہیں اس کی جناب والائیں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزت اسناد و جل مجدہ) ہمک پہنچا ممکن نہیں کجیاں، خزانہ علم و قدرت تدبیر و تصرف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ غفلت والوں کو سچے (مانند کے ٹکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتاب عالم تاب کیا کہ اس سے، قبا سب انوار کریں (مرغان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور انا زبان پر (اور اپنے فضائل محاسن ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں اس (محبوب اجل و اعلیٰ) کے سرا پرہ عزت و احسان کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ شش عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے بیدارے تاپید اکسار (وسیع و عریض بیابان، جس کا نہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ڈرہ کم مقدار (کرن و دق صرا میں اس کی اڑان کی کیا وقت اور کیا قدر و منزلت)

علم وہ وسیع و غزیر (کثیر و کثیر) عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین اس کے بحر علوم کی نہریں یا برشش فیوض کے چھپے قرار پائے (شرق تا غرب، عرض تا فرش انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہ بنایا۔ روز اول سے روز آخر تک کاسب ماکان و مایکون انہیں بتایا) ازل سے اب تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام انہیں) حاصل، الام شاء اللہ (اور ہنوز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے عدد و بے کنار سمندر لہر رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک مولیٰ جل و علا) بعد (و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ شش جنت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے زور و ایسے ہیں جیسے) جنت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا کے سامنے اٹھائی کہ تمام کائنات تابدوز قیامت، آج و احد میں پیش نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکر رہے ہیں جیسے اپنی بشیر کو اور ایمانی نگاہوں میں زیر قدر، الہی

پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار) سمجھ والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی جدا بجیے
 کان پڑی آواز ہے۔ اور (بھلائے قادر مطلق) قدرت (و اختیارات) کا تو کیا پوچھنا، کہ قدرتِ قدیر
 علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔ عالم علوی و سفلی (اتقار و اطراف زمین و آسمان) میں اس کا
 حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔ مردہ کو قسم کہیں (کہ حکم الہی کھڑا ہو جا تو وہ)
 زندہ۔ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دو پارہ ہو۔ جو (یر) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ
 وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ مشہور خلافت مطلقہ (تاتہ، عاتہ، شاملہ، کاملہ) و تقویٰ تام
 (کافران شاہی) ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا۔ اور سکھ و خطبہ ان کا ملاؤ ادنیٰ سے عالم بالا
 تک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت،
 تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں)
 تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں، اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے
 نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے عبادت
 سنت سے محروم۔ ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت
 ان کی جاگیر۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشتیاء سے ملتا ہے (جنت و نار کی
 گنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے
 تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

فان من جودك الدنيا وخرقتها

(بے شک دنیا و آخرت آپ کے جود و سخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و دُنیوی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دستِ عطا
 سے پائی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور انکے
 ہاتھوں عطا ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت،
 زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یہ نہی مال و دولت، شفا و
 صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دستِ اقدس سے
 ملی ہیں۔

قال الرضا، سے

بے امن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
ماشا غلط غلط، یہ جو کس بے بھر کی ہے

وقال الفقير، سے

بے امن کے تو شل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے امن کے تو سٹ کے، پرستش ہے نہ ششوائی (

وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت
السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوق الہی کو ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔
وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے سے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

جو سر ہے ان کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا (

سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو
انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدد و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نام الہی
کے برابر سے

(و دفعنا لك ذكرك كذا کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالاتیرا

اسلام تشریعی، شریعت کے فرامین، اور امر و نہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے
سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے۔ جس پر جو چاہیں حرام
فرمادیں، اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شرع ہے۔
معرض وہ کارخانہ الہی کے محنت برنگل ہیں، اور خسر و ان عالم اس کے دست نگر و محتاج۔

۹۴ ص	صل اول	کتبہ رضویہ کراچی	۹۴ ص
۹۵ ص	صل اول	در نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۹۵ ص
۹۶ ص	صل چہارم	در مناقبت اعداء الم	۹۶ ص

(وہ کون؟) اعفیٰ مستبد المسلمین (رہبر مہسداں)، خاتم النبیین (خاتم پیغمبروں)،
 رحمة للعالمین (رحمت ہر دو جہاں)، شفیع المذنبین (شافع خطاکاراں)، قائد الغر
 المحجلین (ہادی نوریاں و روشن جہاں)، سواۃ المکنون (رب العزت کا راز مہربانہ)،
 ذمہ اللہ المحزون (خزانہ الہی کا مرقی، قیمتی و پوشیدہ)، سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا
 سہارا)، عالمو ماکان و ماسکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار)، تاج الاتقیاء (شوکاروں کے کراتاج)
 جی الانبیاء (تمام پیغمبروں کا سرتاج) محتجب (المصطفیٰ) رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلمہ الی یوم الدین۔

بائیں ہمہ (فضائل جمیلہ و فرائض جلیلہ و محاسن عیدہ و محامد محمودہ وہ) خدا کے بندہ و محتاج ہیں
 (اور یسئلہ من فی السنوت والاسرہن کے مصداق) حاش بنہ کہ عینیت یا مشیت کا گمان (تو گمان
 یہ ہم بھی ان کی ذات کریم، ذات الہی عزت شانہ کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے)
 کافر کے سوا مسلمان کو چوسکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن (ومادث و مخلوق) کے لئے جو کمالات تصور تھے
 (تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے کر دوسرے کو ہم غنائی (و ہم سری اور ان مراتب
 رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر مازہ و جدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ
 بڑھا سکے۔ العظمۃ اللہ خدائے تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔ (اس
 سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطہ گوارہ سکے
 جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرور عالم، عالم اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک
 و سلم ان احسانات الہی کا جو بارگاہ الہی سے برآں، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہ بیکس پناہ
 و رمبہ دل رہتے ہیں، ان انعامات اور ان نعمائے خداوندی کے لائق جو شکریہ و شکر و ثناء ہے اسے پورا
 بجا نہ لاسکے۔ نہ ممکن کہ بجا لائیں کہ جو شکریہ کریں وہ بھی نعمت آخسر موجب شکریہ و شکر و ثناء و مالا نہایت
 لے نعم و افضال خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر خفا ہی ہیں۔
 (ان کی کوئی حد و نہایت نہیں، انہیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا) قال اللہ تعالیٰ و لا خیرۃ
 خیر لک من الاولیٰ (اے نبی بیشک ہر آنے والا کو تمہارے لئے گوارے ہوئے لمحہ سے
 بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ و ترقیوں میں ہیں) مرتبہ "قاب قوسین

اودنی لکھا کا پایا (اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لئے ممکن ہے اس تک رسائی۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شب اسری مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا) قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا ہے

(کمان اسکاں کے جھوٹے نقطہ با تم اول آخر کے پھر میں جو محیط کی چال سے توڑ چھو کہ مرے آئے کہ مر گئے تھے نہ)

دیدار الہی چشم سر دیکھا، کلام الہی بے واسطہ سنا (بدن اقدس کے ساتھ، بیداری میں۔ اور یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)

محکم لیلیٰ (اور اک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کہ دروں منزل (دور) (اور) خود فردہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر سے تو کیا خبر ہے) نیا سہاں ہے نیا رنگ ہے (ہوش و خواہش ان وسعتوں میں گم اور دامن نگاہ تنگ) قرب میں بعد (نزدیکی میں قری) بعد میں قرب (دوری میں نزدیکی) وصل میں بجز (فرقت میں وصال) عطر (جب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پھر نہ ملے تھے نہ)

فعل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں۔ دست و پا بستہ خود گم کردہ خواہش ہے۔ ہوش و خرد کو خود اپنے اسلے پٹے ہیں۔ وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں۔ عطر کو کھائی اور گرسے سے

سراغ این دخی کہاں تھا، نشان کیفیت وائی کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل، نہ مرے ملے تھے

جس راز کو اعلیٰ علی شہ نہ ظاہر نہ فرماتے بے بتائے کس کی بجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ وہ دن تھا خاص تک قدم بڑھائے)

گو ہر شناساورد دیا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) عطر (یوں کہ) صدف (یعنی سپہی) سنے وہ

۱۱۲۰/۲

۱۱۲۰/۲

۱۰۵

۱۱۰

۱۱۰

پردہ ڈال رکھا ہے کہ تم سے آشنا نہیں (قلوہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہرہ ور نہیں) اسے جاہل نادانِ اعظم (وکنہ حقیقت) کو علم واسے پر چھوڑ اور اس میدانِ دشوارِ جولان سے (جس سے سلامتی سے گزار جانا جو سہ شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) سمندرِ بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ ڈور) موڑ (اسی والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لئے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابلِ معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے جط (پر باد، ناقابلِ اعتبار، منہ پر مار دے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعلِ تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نامِ خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام والسلام علی خیر الانام والاول والا صحابہ علی السداہ۔

عقیدہ ثالثہ ————— صدر نشینانِ بزمِ عز و جہا

اس جنابِ عرشِ قیام کے بعد (جن کے قبۃ اطہر اور گنبدِ ابر کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا خیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ محرم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصولی محال۔ جو قریب الہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔ اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (و بالا) نشینانِ بزمِ عز و جہا ہیں۔ (اور والا مقامانِ محفلِ عزت و جہا ہست اور مقربانِ حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سرور (نبی متار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے: اولئک الذین ھدی اللہ فبھد اھم اقتدا (اللہ انہ! کوئی کیا انہانہ کر سکتا ہے اُس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محابہ جلیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاقِ حسنہ، خصائلِ محمودہ سے نوازا۔ سرائقِ سر پر محبوبیتِ کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا۔ جسے خلقتِ عظمیٰ کا خلعت والامرتبت پہنایا۔ جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انھیں ہے

یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے: فاتبعوا ہدۃ
ابراہیم حنیفًا تو پیروی کر شریعتِ ابراہیم کی، جو سب ادیانِ باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دینِ حق کی طرف
جھک آیا۔

(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول، ہر گاہ عزت
جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض میں بلکہ
اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ تو بہن مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی۔ (ان میں سے
کسی کی تکذیب و تنقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قتلِ کفر ہے جیسے خود حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جنابِ پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی۔ والیماؤ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق
ہوں خواہ مرفیض رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضراتِ قدسی صفات) کی غلامی و خاستگی پر داری (الطاعت و
فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیشِ خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضلیت و برتری و رکسار)
دعویٰ ہم سری (کہ یہ بھی مراتبِ رفیعہ اور ان کے درجاتِ علیہ میں ان کے ہمسرد و برابر ہیں) نقص ہے دینی
(الحاد و زندیقیت ہے) جس نگاہِ اجمال و توقیر (تکرم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض)
حاشا کہ اس کے سوجھنے سے ایک حصہ (یعنی) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرید رضی اللہ
تعالیٰ عنہما جس سرکارِ ابد قرار (و مبرہر کار) کے غلام ہیں، اسی کو مکمل ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی
اقدائے شکل (تا بہ دیگران چورسہ

اے عقلِ خبردار! یہاں مجالِ دم زدن نہیں)

حقیقۃ رابعۃ ————— اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا
و مرالینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیشِ قدمہ نگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں
کی خدمت میں وحی الہی لانا ہے) حضرت میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوقِ خدا کو روزی پہنچانے
پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں
قبض اور راح کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و مملکہ (یعنی عالمان) و کوشش جلیل اصوات اللہ و سلامہ علیہم

اجمعین۔ ان کے علو شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بیضہ وہی حکم (جو انبیاء و مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے) کو کفر قطعی ہے۔ ان ملائکہ مقررین میں بالخصوص (جبرئیل علیہ السلام) جس نے وحیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں حال تعالیٰ علیہ شہید القوی (سکھایا) ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنت قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرئیل علیہ السلام نے جو قوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم، قوت جہانی و عقل و نظر کے اعتبار سے کامل، وحی الہی کے بار کے تحمل، چشمِ زہن میں سدرۃ الغنقی تک پہنچ جانے والے، جن کی دانشمندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں وحی الہی لے کر نزولِ اجلال فرشتے اور پوری

عنه قال الامام الفخر الرازي وقوله شديد القوي، فيه فوائد الادوية. من مدام المعلم مدام المتعلم فلو قال عليه جبرائيل و لم يصفه ما كان يحصل للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم به فضيلة ظاهرة، الثانية هي ان فيه مودة عليهم حيث قالوا اساطير الاولين سمعها وقت سفره الى الشام فقال لم يعلمه احد من الناس بل معلمه شديد القوي. و لهذا قال الامام احمد رضا ما قال وهو حق ثابت - والله اعلم.

العبد محمد خليل عفي عنه

۱۔ القرآن الکریم ۵۳/۵
۲۔ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیة ۵۳/۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴۵/۲۸

دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ ٹھہرائے یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا ہے (کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں طائر اعلیٰ کے مقدار کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحی الہی کے امانت دار، کہ ان کی امانت میں کسی کو محال حوت زدنی نہیں پیام رسانی وحی میں۔ امکان نہ ہو کہ کسی غلام غصبی و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسند کا اور غفلت کا منصب رسالت کے پوری طرح تحمل، اسرار و انوار کے ہر طرح محافظ۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحب عزت و احترام کہ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں (اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمیعت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ و اعظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی خواہ سعادت جانیں پھر کسی کے خدمت گار یا غاشیہ دار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بادشاہ کون و مکان، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین و بارک و سلم)

حقیقۂ خامشہ۔۔۔۔۔ اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز) اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین ہیں، اور انہیں میں حضرت قبول جگر پادہ رسول، خاتون جہاں، بانوسہ جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقا زادوی کے دونوں شہزادے، عرش (عظمیٰ) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے سرپارے، باریغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، ایمین کریمین (ادیان پاکرامت و پا صفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدان جفا)، یقینین یقینین (پاک دامن، پاک باطن) نیرین (قرین، آفتاب رخ و ماہتاب رُخ)، طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ نثر)، ابرحمہ (حضرت

صلی القرآن الحکیم ۱۹/۸۱

۲۱ و ۲۰/۸۱

امام (ع) ابو عبد اللہ (حضرت امام حسین) بطور تمام مادرانِ اُمت، بافتاب رسالت (امت المؤمنین، ازواج مطہرات) علی الصلوة وعلیہم السلام (ان صحابہ کرام کے زموں میں) داخل کہ صحابی پروردگار مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات حق رسا) کی زیارت سے شرف ہوا۔ اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا (مرد ہو خواہ عورت، باغ ہو خواہ تاباغ) ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی طرب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کے سینہ الوہ اور عرفان سے نور اور انکس جلال حق سے شرف ہیں۔ حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لئے مرتب ہے اور قبول حق اس کا وظیفہ ہے) آفتابِ نبوہ (دو پہر کے چڑھتے سورج) سے روشنی ترکہ محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو محبت بہ (بڑے ہم نشینوں اور بہ کار رفیقوں) سے بچاتا ہے (اور مسلمانوں کا نچو بچو جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادر مطلق (احد علیہ اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سیدہ المہربین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تلق) کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا تدبیر (فعال تسامیسید) جو چاہے اور جیسا چاہے کرے (ایسے عظیم ذی وجاہت، جلالِ محبوبی و کائنات عزت) کہ جو ہو گیا، جو ہوگا، اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا، انہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لئے خداداد غلّی (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوق پر غنائی ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس و آئیس (ہم نشین و مخزن) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مرگے قادر و قدر پر عمل جواز نے انہیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت و محبت کے لئے منتخب فرمایا تو اب) جو اللہ میں سے کسی کی طعن کیا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و نقائص کا لگنا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت کبریت (کمال شانِ محبوبی) و نہایت منزلت (و انہما نے عزت و وجاہت - اور ان مراتب رفیعہ اور مناصب جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے (جو انہیں بارگاہِ وحدیت میں حاصل ہیں تو یہ بولنے قدس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبانیں درازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بیعت) اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ اللہ فی اصحابی، لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فحببی احبہم ذو من ابغضہم فببغضی ابغضہم ذو من اذا ہم فقد اذانی ومن اذا فی فقد اذعہ اللہ ذو من ادعہ اللہ فبوشک امت یاخذہ ذلک سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری

محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عدوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی وغیرہ۔

اب اسے خارجی، ناصبیو! (حضرت خنیز و امامین علیین سے خصماً اپنے سینوں میں بغض و کینہ رکھتے اور انھیں چنیں و چناں کئے والو!) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیت کریمہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المؤمنین علی بن ابی طالب) و حضرات سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کو مستثنیٰ کر دیا اور اسلئے شمار کو تمہارے کان میں ٹھونک دیا ہے) یا اسے شیعو! اسے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور مجدد صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا و رسول (جل و علا و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے (امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (و امیر المؤمنین کامل الجبار والایمان) حضرت مجاز حبیب العسرة (فی رضی الرحمن عثمان بن عفان) و جناب ام المؤمنین، محبوبۃ سید العالمین (طلیہ، طاہرہ) حفیظہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اول کے ہارے میں ارشاد وارد کہ "اسے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا" اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا "یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا" بیان تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی آڑنی چٹکاریاں دوڑ کر دوں گا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں سننہ صحیحہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اللہ

سے جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اصحابی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکر بیروت ۱۳۹۳ھ

مسند احمد بن حنبل حلی عبد اللہ بن مغفل الزنی المکتب الاسلامی بیروت ۵/۵۴ د ۵۷
سے القرآن الکریم ۱۰۰/۹

۲۴۹/۱۳	ترجمہ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۶۷۳۶	سے کنز العمال
۶۸۲/۱۱	" " "	۳۳۲۹۴	سے
۲۴۹/۱۳	" " "	۳۶۷۳۶	سے

حضرت امیر معاویہ تو اولیٰ ملوک اسلام اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف قرآنِ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

مولدہ بمکة و مهاجرة طيبة و ملکہ بالشام۔

وہ نبیؐ کا زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہو گا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگر یہ سلطنت ہے، اگر کسی کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الیوم الدین کو خارج کر دیا اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ گہر دیا کہ "اصحابی" سے ہماری مراد اور آیت میں "میرے" کے مصداق ان لوگوں کے ہوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اسے خوارج (اور اسے روافض) دشمن ہو گئے۔ اور عیاذ باللہ (انہیں) لعن لعن سے یاد کرنے لگے (اور شومی بخت ہے) نہ یہاں کہ یہ دشمنی درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اور ان کی ایذا رقی تبارک و تعالیٰ کی ایذا (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا) مگر اسے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور ملکستانِ صحبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثنائے بغیر) نگاہِ تعظیم و اجلال (اور نظرِ تکریم و توقیر) سے دیکھا اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور ملکِ عزت کے ستارے جانا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (ہار و نیکو کار) سرور و مدد و اختیار و اقرار کا سر اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکو کار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سکوتا ج ہے) تابعین سے ملے کو تا بقیامت امت کا کوئی دلی کیسے ہی پایہِ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ طبرستان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ صادق کے مطابق اور دن کا کوہِ احد کے برابر سونا اللہ کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قریب خدا انہیں حاصل

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قادی کتب خانہ کراچی ۵۱۸/۱
 ۲۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابة ۳۱۰/۲
 ۳۔ سنن ابن ماجہ فضل ابی بکر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵
 ۴۔ سنن ابی داؤد کتاب السنن باب فی النہی عن سب اصحاب رسول اللہ کتاب عالم پریس لاہور ۲۸۳/۲

دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ پر پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے (اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو باوجود جمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے) از اول تا آخر (پہلے درجے کا بدو تک) (نیکو کار متقی) جانتے اور تفصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہو (جو نظر قاصر) (دنگاہ کوتاہ ہیں) میں ان کی شان سے قدر سے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرج زنی کی گنجائش ملے) اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوص قلب و حسی نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "رضی اللہ عنہم" کس کو آئینہ دل میں رنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل نہیں) دل کے آئینے پر چڑھتے نہیں دیتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے۔
اذا ذکر اصحابی فاصبروا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

(شورِ حقیقت اور بدگمانی کو قریب دیکھنے دو، تحقیق عالی و قطعی مال میں نہ پڑو) تا چار اپنے آق کا مشرمان عالی شان۔ اور یہ سخت و عیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراو سے اور دھمکیاں) سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ (اور بلا چون و چرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے ورار ہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاجرات (صورتِ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گداے خاک نشینی تو حافظ غزالی

دعویٰ ملک و خلیفہ خرواں دانستند

(تو خاک نشین گدا ہے اسے حافظ! شرمت کو کہ اپنی سلطنت کے مجید بادشاہ جانتے ہیں)

(ظہیر المصنف کہ کھولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا لکھتے تھیں، یا ان نزاعوں میں ایک منبرین کو

لے القرآن الکریم ۱۰۰/۹

لے المعجم البحیر

حدیث ۱۴۲۷

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

۹۱/۲

لے دیوانہ حافظ

روایت ششیں مجید

سب رنگ کتاب گھر دہلی

ص ۲۵۸

دنیا طلب ٹھہرائیں بکرا یقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سریندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جہات دین الہی و شرع رسالت پسند ہی جلی جلائے وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اصلح و السب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی اختیار کی، اگر اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات دین میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروج مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بکھران کے مجتہدین مثلاً امام اعظم، ابوحنیفہ و (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ پرگز ان نمازنا کے سبب، ایک دوسرے کو کمر لہ فاسق ماننا نہ ہی کاذمیں بد جاننا) جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ،

اخواننا بضوا علینا۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کر ٹسہ ہوتے۔
مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معتمد و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں اصحابی کاملین جو ہم

پاکیزہ ارشادات خدا و رسول عز مجتہد و محقق اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور مدلل و ثقہ، نقی، نقی ابرار (خاصاً پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر گراہ کرنے والی ہے النظر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اہلسنت و جماعت (مشاہدہ عقیدت پر چل کر) (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (خوایت و اہل) باطل تفصیلات میں غرض (و نامتی غور) کر کے مناک (غلطی اور) بددینی (کی گراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا و عطی اودھ سہ بہ غوی (کہ اس میں حسیاں اور بقا ہر تعمیل حکم ربانی سے رُو گردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

سہ السن الکبریٰ کتاب قتال اصل البغی دار صادر بیروت ۱۴۳/۸
سہ کشف الخفا حنف العزہ مع الصاد حدیث ۲۸۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۸/۱
سہ القرآن الکریم ۱۲۱/۲۰

١٥	القرآن الكريم	٢٨/١٥
١٦٥	مفتاح الغيب (التفسير الكبير)	٢٣/٢٨ تحت الآية ٢٣
١٦٥	دار الكتب العلمية بيروت	٢٩/٢٩
١٦٥	المختصر في القرآن الكريم	٩/٩٩
١٦٥	"	٣٩/٤١
١٦٥	"	٩/٨٠
١٦٥	"	١١/١٠٤

اَللّٰهُمَّ اَشْبِہْہٗ عَلٰی الْہٰدِیْ اِنَّكَ اَمَّا الْعَلٰی الْاَعْلٰی۔

(اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں یہ شک تو ہی بلند و برتر ہے)

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہئے کہ

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عز و جل نے سورۃ حدید میں صحابہ سید المرسلین علیہ السلام کی دو قسمیں فرمائیں،

۱۔ مَنِ اتَّقٰ مِنْ قَبْلِ الْاٰمَةِ وَقَتْلَہٗ

۲۔ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدِ وَقَاتِلُوْا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید بوجھ گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سہارا اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات ہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے راتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، ماہ مولد میں حسد چ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس اغلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، ابراہن کا بھی حکیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقین اولوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لئے قرآن حکیم نے ان پہلوؤں کو ان پھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا،

مَنْکَلَّا وَعَدَ اللّٰہُ الْحَسَنٰی بَلَّہٗ

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محسوس کوئی نذر ہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے،

لِلّٰہِ الْعُسْتَرَاکِ الْکَرِیْمِ ۱۰/۵۷

لِلّٰہِ ۱۰/۵۷

اولئك عنهما بعد موتہ

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لا یسمعون حسیسہا

وہ جہنم کی چمک تک نہ سنیں گے۔

وہم فی ما اشتہت انفسہم خلدون

وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھائی مرادوں میں رہیں گے۔

لا یحزنہم الفزع الاکبر

قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں فلکیں نہ کرے گی۔

تتلقہم الملائکہ

فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

ہذا یوم مکو الذہب کنتم توعدون

یہ کہتے ہوئے کر رہے تھے اوروں دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو

جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد تھا کہ جھٹلاتا ہے۔

اور ان کے بعض معاصات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام

کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ وہ فوجوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا

واللہ بما تعملون خبیر

اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

بائیں ہر اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامت

۱۰۲/۲۱ سورۃ القرآن الکریم

۱۰۳/۲۱ سورۃ

۱۰۴/۲۱ سورۃ

۱۰۱/۲۱ سورۃ القرآن الکریم

۱۰۲/۲۱ سورۃ

۱۰۳/۲۱ سورۃ

کتاب ہے صحابہ کا وعدہ فرمایا ہے۔

کتاب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے حبسہ اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھاسے اور خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفا سے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،
 ”یوحضرتم معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کُترے میں سے ایک کُترے ہے۔“
 (احکام شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری

اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ وکلف عن ذکر الصحابة الا بخیر یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ انہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تاہم مرگ ثابت قدم ہے اور صحابہ کرام جہود کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکال اور وہ بد نصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہرگز اس کامدعاقی نہیں اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو عوامل کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فاسق، فجار، طاعن و پافنی تھے اور ایک نئے فرقہ کے سامی و سامتی جو غدار کے نام سے موسوم ہو اور اُمت میں نئے نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العارف وغیرہ)

عقیدہ سادسہ ————— عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے تعلق جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ ﷺ سے تھی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت عمر بن عبد اللہ، حضرت زبیر بن العوام،

نسیم الریاض ابواب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/۲۳۰
 دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۶

حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوسعید بن الخدری۔
 ۵۔ وہ یار ہشتی اند قلی، بوکر و عمر، عثمان و عسل
 سعد ست سعید و ابوسعید، طلحہ ست و زبیر و عبد الرحمن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اربعین اور ان چار ارکانِ قمریت (ملتِ اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انبارِ باغِ شریعت (اور مکتبائے شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ میں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہو گا۔

بہر گئے کہ ازیں چار بارخ می نگر، بہار دامن دل می کشد کجا اینجاست
 (ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو پہنچتی ہے
 کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

علی الخصوص شیعہ شہستانِ ولایت، بہارِ مکتبائے معرفت، امام الواسعین، سید العارفین (داستانِ حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافتِ نبوت، خاتمِ سلاسلِ طریقت، مولیٰ السلین، امیر المؤمنین، ابرارِ اللہ الطاہرین (پاک طہنت، پاکیزہ خلعت، اماموں کے جدِ امجد طاہر طہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجایب و الغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کہم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ النور و حشرنا فی نورہ) فی یومِ حقیقہ کہ اسی جنابِ گردوں قباب (رحم کے قبہ کی مجلسِ آسمانِ بار ہے ان کے مناقبِ جلیلہ (ادعائے حمیدہ) و محمد مجلیہ (خصائلِ حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبانِ زدِ عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضراتِ یقین، صاحبینِ صہرین (کہ ان کی عاجز ادایاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے معرفت ہوئیں اور اہمات المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی باتیں کہیں گئیں) وزیرین (جیسا کہ حدیثِ شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان میں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر وہ امیر المؤمنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ شوریٰ کے دو حکم) جمیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو پہلو آگے بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غمگسار) سیدنا و مولانا عبد اللہ العقیق

ابوبکر صدیق و جناب خدیجہ ابوعبیدہؓ سمرقادر دق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان و الاسباب کی شانوں سے ہوا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و علائہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور سب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ و عرضداشتیہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں اور منازل جنت و مواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصیات بخششوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (پہلی سب پر تقدم، یہی پیش پیش) ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو نبین و شرافت دارین حاصل کی (ان کے فضائل و تحریر میں لائے ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے ادبیات و خصوصیات لگائے) ورنہ غیر قنابہ ہی (جو چارہی فہم و فراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار و اللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں گے از ہزار تحسیر میں نہ آئیں گے

وعلی تغت واصفیہ بحسنہ یعنی الزمان وفیہ مالہ یوصفہ

(اور اس کے عس کی تعریف کرسنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس

میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا وجود اور پاکیزہ و برتر و عزتوں کا مشہور ہونا) پھر نہ دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امر سے آخر (ایک اور بات ہے اس سے بعد و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے قبل ان الفضل پسند اللہ یؤتیہ من یشاء

اس کی کتاب کویم اور اس کا رسول عظیم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیم علیہ السلام کو ای دے رہے ہیں حضرت امام خمینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کویم اللہ و جہد الحکیم سے روایت کرتے ہیں

عہ مطبوعہ رسالہ میں ”وزاب بے منت“ مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہے، فقیر نے اسے مزاحیہ کھا جبکہ ”منازل“ کا ہم قافیہ ہے ”منازل“ یعنی چٹنے، اور ان سب ہی ہے ۱۲ محمد غنیل

کہ وہ فرماتے ہیں،

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان
ميتا كما هول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين
(رواه الترمذی و ابن ماجہ وعبد اللہ بن ابی امام احمد)

”میں خدمتِ اقدس حضورِ افضل الانبیاء علیہ السلام میں حاضر تھا کہ ابو بکر و
عمر سامنے آئے حضورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں
اہلِ جنت کے سب پورے اور جوانوں کے بعد انبیاءِ مرسلین کے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا
ارشاد ہے،

ابو بكر وعمر خير الاولين والاخيرين وخير اهل السموات وخير اهل
الارضين الا النبيين والمرسلين
(سواء المحاكم في الكنى وابت عدى وخطيب)

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب انگلوں پھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور
بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے۔
خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کسی مجلس و مجلس (و دیگر) خلافت میں
افضلیتِ مطلقہ خیرین کی تصریح فرمائی (اور صفاتِ صاف و اشکاتِ الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں
حضرات علی الاطلاق بلا قیدِ حجت و حقیقت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بڑا قرین ثابت
ہوا کہ انہی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیتِ شیخِ کبیرین)
کو جیسا کہ بابِ مرقی نے صفاتِ صاف و اشکاتِ ہر کثرت و مراتب (بار بار موقع بہ موقع اپنی)
بطوات و غلات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) و مشاہیر عامہ و مساجد جامعہ (عانتہ الناس کی
سے مسئلہ احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۰/۱

جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث ۳۶۸۵ دار الفکر بیروت ۳۷/۵
مشق ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰
کنز العمال بحوالہ المحکم فی الکفی حدیث ۳۲۶۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵۶/۱۱
الصواعق المحرقة بحوالہ المحکم و ابن عدی و الخطیب الباب الثالث الفصل الثالث
دار المکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا (ازال بجلد دوم ارشاد گرامی کی) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال قلت لابی احمٰت الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قال ابوبکر۔ قال قلت ثم من؟ قال عمرؓ یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین مولیٰ علیؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا، عمر۔

ابو عمر بن عبداللہ، حکم بن مجمل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کون فرماتے ہیں،

لا اجد احداً افضل من علی ابی بکر وعمر الا جلداته حد العفتریؓ جسے میں باؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاؤ (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مغربی (افترار و ہتکان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسے کوڑے ہیں۔

ابو القاسم طلمی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی،

بلغ علیؓ ان اقواماً یعصونہ علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ و اتنی علیہ ثم قال ایہا الناس! انہ بلغنی انہ اقواماً یفضلون علی ابی بکر و عمر ولو کنت قد صمت فیہ لما قبت فیہ فمن سمعہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فهو مفسد، علیہ حد العفتریؓ ثم قال ان خیر ہذا الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدہ قال وفي المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لوسی الثانی لستی عثنؓ یعنی جناب مولیٰ علیؓ کو غیر پہنچی کہ لوگ انھیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا، اسے لوگو! مجھے غیر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کلاچی / ۵۱۸
۲۔ الصواعق المحرقة بحوالہ دارقطنی الباب الثالث دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۹۱
۳۔ ازالۃ التفتار عن خلافت الخلفاء بحوالہ ابی القاسم مسند علی بن ابی طالب سہیل اکیڈمی لاہور / ۶۸

مُتَابِعَاتِ اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تَعْلِیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کئے
سُتُون کا تو وہ مفتری (مُتَبَانِ بَانَدِ حَقِّهِ وَاللّٰہ) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس
اُمّت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں، پھر عمر۔ پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد۔
اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم! اگر تیسرے
کا نام نیچے تو عثمان کا نام لیتے۔

بِالْجَمْلَةِ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرقی و اہلبیت نبوت اس بار سے میں لا تعداد دونا تھیں
(بے شمار و لانتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام)
نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیعین کی حد ہا تفسیریں (سیکڑوں مراعتیں)
علی، لا طلاق پائیں کہیں جنت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے
دوسروں کو الفضیلت (حاصل ہے) لہذا انھوں نے عقیدہ کر لیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ (تفسیری فضیلتیں
اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل
(اور بعضا سے انہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیعین (کریمین جلیلین) نے دپاسے جیسے کہ
اس کا عکس ہی صادق ہے (کہ امیرین و وزیرین کو وہ خصائص عالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہ الہی سے مرحمت
ہوتے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کئی (کسی جنت و حیثیت کا لحاظ کے بغیر
فضیلت مطلقہ تکتیر) جو کثرت ثواب و زیادتِ قرب و دُربابت الارباب سے عبارت ہے وہ انھیں کو عطا ہوا
(اور ان کے نصیب میں آیا)

(یعنی اللہ عز و جل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف
حضرات شیعین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بار بار مفضول کے لئے
ہوتی ہے۔

حدیث میں ہر اہل بیت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے
پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے؟ فرمایا: "بلکہ تم میں سے"۔ (راجح)

۱۔ اے حضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوٹسے جُز کے قریب ایک کتابچہ بہ
فقہی التفصیل لمبث تفضیل تھیں، پھر مطلع القمیین فی ابانۃ سبقتہ العرین میں اس کی تلیص کی۔ غالباً اس
ارشاد و گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم محمد خلیل قادری عفی عنہ

ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر اخلاصیت میں وہ صحابہ کے ہمسر ہی نہیں ہو سکتے، زیادت و رکنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا، تو انعام انہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انہوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر عظم کا اعزاز۔ (بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکم ہے کہ) اس عقیدہ کا خلافت اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں، اور اگر بالفرض کہیں بوسے خلافت پاسے بھی تو کچھ سٹے کر یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) در نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) و اہلبیت کرام (صحابہ البیت اور ی باقیہ کے مصداق، اسرار خانہ سے مقابلہ واقف تر) کیوں بلا تعقید (کسی جہت و بیثیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل و خیر امت و مزار اولین و آخرین بتائے کیا آید کہ یہ فعل تعالیٰ و انعام ابشاء نا و اباد کہ و نساء نا و نساء کہ و انفسنا و انفسکم ثم نبذہم فلیجعل لعنت اللہ علی الکنذ بینہ (تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جائیں اور تمہاری جائیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ٹالیں) و حدیث صحیح من کنت مولاً فعلی مولاً (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے) اور خبر شدید المضعف و قوی المجدح (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل) لعلک لحمی و دمک دمی (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

سۃ القرآن الکریم ۶۱/۳

سۃ جامع الترمذی اجواب الناقب باب مناقب علی رضی اللہ عنہ امین گیسپی دہلی ۲۱۳/۲
مسند احمد بن حنبل علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۳ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۵۴
سنن ابن ماجہ فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ اصحابہ من کنت مولاً فعلی مولاً دار الفکر بیروت ۱۱۰/۲
المعجم الکبیر حدیث ۲۰۳۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸۹/۲
کنز العمال حدیث ۳۲۹۰۴ و ۳۲۹۴۶ و ۳۲۹۵۱ و ۳۲۹۵۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۰۹ و ۶۰۹ و ۶۰۹
سۃ کنز العمال حدیث ۳۲۹۴۶ " " " " ۶۰۹/۱

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) وغیرہ ذلک (احادیث و اخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی (جو کوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یکجانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار و درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں غریب گزار دیں) یا (انھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلائل الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفصیل شیخین کا خلاف پایا (مگر غامض رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھنا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تفسیر ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کہہ کر خلاف سمجھ لیں (کہہ کہہ دیں کہ ان کے دلی میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بینہ و قاطع الدلائل (روشن صراحتیں قطعی دلائل) وغیرہ محملہ الخلاف کو (جن میں کسی خوف کا احتمال نہیں کوئی میر پھر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العالمین کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انسان پسند ذی ہوش) کے لئے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لئے کافی) اور مشغوبہ کو (کہ آتش غلو میں سٹگنا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غلطی بے نہایت (قل هو تو بافیظ کو انھیں آتش غضب میں جہنم مبارک) (ہم مسلمانان اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی نسبت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تعاضا) یہی تقاضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اتنی کڑوئی کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)۔

اللہ! اللہ! اؤہ امام القیدیقین، اکمل الاولیاء العارفين سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ ظلم عدو مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعلیم و محبت وہاں شامی و پروانہ داری شیعہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ "ابوبکر کو کثرت صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی

وہ صدیقی جس کی نسبت ارشاد ہوا: اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے۔

وہ صِدِّیق کہ خود ان کے مولود نے اکرم و اَقا کے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عرض نہ کر دیا ہو سو ابوبکر کے کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انھیں روزِ قیامت دے گا۔"

وہ صدیق جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا، ان اکرمکم عند اللہ انتما کتم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اعلیٰ ہے۔
اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا، وصیب جنبہا الا تقیٰ قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ التقیٰ۔

بشہادت آیت اُولیٰ ان آیات کہ یہ ہے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امت مرحومہ ہے، اور یہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔ اور تفضیلیہ در و افضل کے نزدیک یہاں امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مگر اللہ عزوجل کے لئے عذر کہ اس نے کسی کی تکبیریں دیکھیں اور حق و باطل میں امتیاز نہ کیا اور جس کو جگہ نہ چھوڑی، آیہ کریمہ نے ایسے وصف خاص سے انتہائی کی تکبیریں فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔

فرماتا ہے: **وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمُنَافِقُ** اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

دارالکتب العلمیۃ بیروت	۱۴۰۲/۲
دارالحدیث بیروت	۷۸
دارالکتب العلمیۃ	۹۹/۱
امین کینی دہلی	۲۰۰۲/۲
۱۴۰۹/۱۲	۱۴۰۹/۱۲
۱۳/۲۹	۱۳/۲۹
۱۹/۹۲	۱۹/۹۲

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی میں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ : بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابوبکر نے کیا ہے۔

جب کہ مولیٰ علی نے مولائے نکل، سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارہ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات ہیں سے پایا۔ تواریخ کرمہ و ملاحضہ عندنا من نعمۃ تعجز عنہ (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر ابھاریا مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریفتہ گ کے بعد پہلے ہی سالی میں امیر المومنین مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جہد کا ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بے شک ہم نے خود کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لئے ہم نے امور خلافت کی انجام دہی کے لئے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا اور اسی لئے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں مضمحل اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ فاروق جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ،

اللہم اعز الاسلام بعصی بن خطاب خاصۃً بک

اللہی! اسلام کی خاص عصی بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دُعا کے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزمیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالفت موافق سب پر روشن و مبین، ولہذا سیدنا جید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲۰۷/۲
لے القرآن الکریم ۱۹/۹۲

لے الصواعق المحرقة ابواب الاول الفصل الرابع دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۴۳

لے سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱
المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۲

عائشہ عائشہؓ ہندو اصولیہ (نچاری)

وہ فاروق بھی کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عسبر ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاظمی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ غلامِ حق جن کے بارے میں ارشادِ محبوبِ رب العالمین موجود کہ :

۴۔ عمر کہیں ہوتی اس کی رفاقت میں رہے گا بہت

وہ خاتون جن کے لئے صاحب کرام کا اجماع کہ "عزلم کے نوختے سے مجھے" جبکہ الیہیکر مسدوق
صاحب میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ عاشق کو جس راہ سے وہ گزر جائیں شش طبع کے دل و دل جانیں ہے

وہ فاروق کرجب وہ اسلام کے مظاہر اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راگام میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں خزانے میں پیش کیں:

وہ خادق کہ ان کے روزِ اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سرِ بلندیاں ہی پاتا گیا، ان کا اسلام فتح تھا، اُن کی ہجرت نصرت، اور ان کی خلافت رحمت (مرفوعہ اللہ تعالیٰ عنہ)۔

و درج ثابت ہو گیا کہ قُرب الہی (معرفت و کثرت ثواب میں) فیضِ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مزیت

۱۰ صبح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قدری کتب خانہ کراچی ۱۲۰/۱

۲۰۹/۲

المستدرك للحاكم معروفة الصحابة دار الفكر بيروت ٨٣/٣

۵۴۴ و ۵۴۲/۱۱ مؤسسه الرساله بیروت

سنة تاريخ الخلاف ذكره في الخطاب فصل في احوال الصحابة فيه دار ابن حمود بيروت ص ٩٨

۵۱۰/۱ مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۴۴۰ھ کنز العمال حدیث ۲۲۷۲۸ مؤسستہ الرسالہ بیروت

تفریق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قریب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو بعض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے) بھی انھیں کی اعلیٰ ہوتی (اور ولایت شیخین، جلد اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)

(ہاں) مگر ایک درجہ قریب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا (ضروری الاماں اور خصوصاً حضرات ملارہ فضلہ اُمت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولانا علی مشکین کشاکش کو، تو جملہ اولیاء نے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انھیں کے دست نگر تھے، انھیں کے دست نگر ہیں اور انھیں کے دست نگر رہیں گے۔

پہلا ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر جوتے ہیں اور وہاں لا تفرق بعین احد من تہ سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لائے ہیں فرق نہیں کرتے) کی طرح لا تفرق بعین احد من اولیاءہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)۔

کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر جوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب ساکن عالم لاہوت پر پہنچا سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحدہ نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لئے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قرسب (بارگاہ الہی میں عزت و منزلت اور کثرت ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ ذائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر لیئے جاتے ہیں (اور جذب الہی انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے) یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی (اور بعض کو دعوت خلی (درہنائی مخلوق الہی) کے لئے منزل ناموسل عطا فرماتے ہیں (جسے عالم شہادت و عالم خلق و عالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں، اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلائی سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ فرق و بیعت کا رد اچھا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے، مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ آنکھوں سے بڑھ جائے (اور یہ دعوت خلق و درہنائی مخلوق کے باعث

بارگاہ الہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پابائیں)

ہاں یہ ایک فضل جہانگاہ ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا احد یا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہ الہی میں) قرب و رفعت درجات میں انھیں کو افزودنی رہی (انھیں کو عزت ملی اور انھیں کے قدم پیش پیش رہے) ورد کیا و چرا، کہ ارشادات مذکورہ بالا میں انھیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی ملے الاطلاق کسی بہت و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا ہر تاکید، کید (مؤکد و مؤکد) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولیٰ اعلیٰ ولیٰ سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آفرودیکھے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کوام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بھری کو منزل ناسوئی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امام مہتمی (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بھری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلوں قبا (شہید کرب و بلا) پر بھی ان کا فضل ثابت مرخص اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ سابعہ ————— مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کئے (اور اس حق آب جانب الرائے کی راستے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے برعکس آئے، مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو (مورد لغزش) برخط و خطا اور حضرت اسد اللہ کو بدرجہا ان سے اکل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بخانا و احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و کشنج ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انھیں ان کے مراتب پر جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائ نفس سے تفضیل نہیں دیتے، اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات

کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چنانچہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع (اور بارگاہِ رفیع) میں طعن کریں، عائشہؓ ایہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت (پاکہ دہنی و عفت) اور منافقین کی بہتان تراشی سے برائست) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر سخت دھڑکنے والوں کو حدیں مذاہلیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں مندرکہ کو عائشہ صدیقہ پانی نہیں حضور اُسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پییں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طہیات، طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی پیچیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔ حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کر میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا،

أُحِبُّ بَنِيَّ! أَلَسْتُ تَحِبُّنَّ مَا أَحَبُّ؟ فَقَالَتْ بَلَىٰ. قَالَ فَاحْبَبِي هَذَا بَنِيَّ
 پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتی ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا، ہاں کل
 یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اُسے چاہوں گی)۔ فرمایا، تب تو بھی عائشہ
 سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا، ”عائشہؓ“

نوٹ، بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیافہ ہے درمیان میں کچھ ناقص سطور ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔ اس فیقر نے ان اضافوں کو اصل عبارت سے طاکر تو سب میں محدود کر دیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے۔ محمد خلیل عفی عنہ

سے القرآن الکریم ۱۹/۲۴

۲۸۵/۲	صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۱۶/۱	صحیح البخاری ابواب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۷۳/۲	صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
۲۰۳/۴	مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت

وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُمّ المؤمنین، جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا آفتابِ نبیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصویر ہستی حیر میں روح القدس خدمتِ اقدس میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں۔ وہ ام المؤمنین کہ جبریل امین بائیں فضل میں انھیں سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لئے حاضر نہ ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المؤمنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں دعا و سواہ فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برادری و پاکدامنی کی شہادت اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے۔ بتول مریم کی تطہیر و عفت مآبی روح اللہ کلہ اللہ فرمائیں، نگہان کی برادری، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کو کیر نزول فرمائیں۔ وہ ام المؤمنین کہ محبوبہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ گوز سے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک و خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وعلیٰ آہلہا وبارک وسلم۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اُسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آئے گا اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کل پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاجول ولاقہ الا باللہ العلی العظیم)

اور زبیرہ ظہر ان سے بھی انفل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹی زاد بھائی اور عاری (جاں باز، معاویہ و دیگر) اور یہ (یعنی ظہر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لئے سپر۔ وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی شہر فروش حافظ)۔

وہ ابیر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔ اور حضرت مولیٰ علی (مرتفعہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی) کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و شان رفیع (عزت و منزلت حکم و اعلا) تک قرآن سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کو ادا لے کشا و فراغ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا گندا (جہاں سے بات کرنا اسے، تیز و

تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضلِ صحبت (دشمنِ مصابیت و فتنی و شرفِ سعادتِ خدائی دین ہے) جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہینِ تنقیہیں کیسے گوارا کر لیں اور کیسے بھولیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا برہنہ نفاذیت تھا صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی تکتے ہیں کہ ہم تو بھلائے سرکار اہلبیت (کرام) کے غلامانِ خاندانِ زاد ہیں (اور موردِ فی خدمتِ گار، خدمتِ گزار) ہمیں (امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ، خدا کو استعان کی حمایت ہے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امر حق میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزامِ بیگوناہ (اور دریدہ دہنوں، بد زبانوں کی تہمتوں) سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جہ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اقصیٰ مدت (خلافتِ راشدہ کو منہاج نبوت پر تیس سال) رہی اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عینِ معرکہ جنگ میں (ایک فوجِ جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والا اختیار) اور ملک (اور امورِ مسلمین کا انتظام و انصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جا رہے تھے یا غاصب جا رہے تھے (ظلم و جور پر کمر بستہ) تو الزامِ امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبارِ مسلمین و انتظامِ شرع و دین با اختیار خود (باجبر و اکراہ بلا ضرورتِ شدد میر) باوجودِ مقدرات (ایسے شخص کو تفویض فرما دیا) اور اس کی تعمیل میں دے دیا (اور غیر خواہی اس نظام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا) اس سے ہاتھ اٹھایا (اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہتِ منصور نہیں فرماتے تھے) تو صحابہ مجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا (اور انھیں کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کر لی) حاشا! نہ بکر یہ مات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضورؐ نے اپنی پیش گوئی میں اسی کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نیوٹھرایا کہانی صحیحہ البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا۔

ان ابی ہذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فتنین عظیمین من المسلمین

لے صحیح البخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و نائب الحسن قدیمی کتابہ کراچی ۱/۳۷۳، ۵۳۰

(میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا عزیز دار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل اس کے باعث دو بڑے
مگروہ اسلام میں شمع کراوے۔
آیہ کریمہ کا ارشاد ہے:

وَنُزَعْنَا صَافٍ صَدْرَهُمْ مِنْ غُلٍّ

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے۔

”جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کمورت و کشیدگی تھی اسے رفتی و افست سے بدل دیا
اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔“

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور
طلحہ و زبیر ان میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نَزَعْنَا الْأَذِيَّةَ“

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل و خود سے جنگ ہے مولیٰ علی سے
جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جب کہ تاریخ کے ادراک شاہر عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو چڑھنے کی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے
فرزِ جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ
علی سے بیعت اطاعت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون پھیل سکتا ہے کہ جنگِ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ
نے حضرت عائشہ کے برادرِ معتمد محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ ہائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نخواستہ
کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ اجماعت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: آپ کا مزاج کیسا ہے؟
انہوں نے جواب دیا: الحمد للہ اچھی ہوں۔

مولیٰ علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔

حضرت صدیقہ نے جواب دیا: اور تمہاری بھی۔

پھر مقتولین کی تجیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی واپسی کا انتظام کیا
اور پورے اعزاء و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی ٹکرانی میں چالیس معزز عورتوں کے فخرست میں ان کو

جانب مجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ: مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہنچتی تھی اور ذاب ہے، ہاں ساکس، داماد (یاد لور، بھالوچ) میں کبھی کبھی جوبات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: لوگو! حضرت عائشہؓ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خداداد کچھ جو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المؤمنین)۔

اللہ اللہ! ان یارِ ابنِ پیکرِ صدق و صفایں باہمی یہ رفیق و مودت اور عزت و اکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور اُن سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں، دلائل و دلائل و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، تینتوں میں فتنہ اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو رضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولا کے حکیم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمالی بارگاہ و عوالت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ،

ولکن اللہ حبیب الایمان و من یتنبہ فی قلوبکم الایۃ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے۔

اب جو کوئی اس کے خلاف کے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

عقیدہ ثامنہ — امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کبریٰ اور اس منصبِ عظیم پر مقرر

ہوتے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر مصیبت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر مستند ہوتی ہے۔

اس امام کے لئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ بائشی ملوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا رد افضل کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق ائمہ کو نہیں خلفائے ثلاثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے عہدہ کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولیٰ علی کیسے ملوی ہو سکتے ہیں۔ یہی مصیبت توحید انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا رد افضل کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت)

ہم مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالقطع التحقیق (قطعا، یقیناً، تحقیقاً) عقد شدہ ہے (ثابت و درست، رُشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصب جائزہ (کو غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) وقتِ رافت (مہربانی و شفقت) حسن سیادت (بہتر و لائق تر امامت) و کمالِ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایتِ ملت (شریعت کی حمایتوں کے محور) و پناہ امت سے مزین (آراستہ و پلاسٹہ) اور عدل و داد (الصفاء و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قطع اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی) سے عمل (سنواری ہوئی) اول گویات و نصریات (روشن و صریح ارشادات) سید الکائنات علیہ و علی آلہ افضل الصلوات و التحیات اس بارے میں بہ کثرت وارد۔

دوسرے خلافت اس جناب لغوی مآب کی با جماع صحابہ واقع ہوئی۔ (اللہ آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تختِ خلافت پر جلوں فرما، فرامین و احکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امور مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا و تائیدی واقعہ مشہور و متواتر اظہارِ شمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ اور ان مجاہدِ خدا و خواجہانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابداً اچھے شیعیان علیٰ

کو زیادہ عداوت کا مٹی ہی ہے کہ اسی کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کریم اللہ تعالیٰ وجہ الاستی میں منحصر تھا۔

جب حکم الہی خلافت راشدہ، اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معساذاً اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جائزہ ٹھہرایا۔
آتنا ہی نہیں بلکہ تفسیر شقیہ کی تحت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بزدل و تارکِ حق و مطیع باطل ٹھہرایا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست

(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الفرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت (خصوصاً اصحاب حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) نہیں (اور مان لیا جائے تو غضب و عظم پر اتفاق سے عیاذاً باللہ سب فتناء ہوئے، اور یہی لوگ عادلانِ قرآن مبین و راویانِ دین متین ہیں، جو انہیں ناسی بکنے اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح ان کے بعد خلافت فاروقی، پھر امامت ذی النورین، پھر جلیلہ فرمائی اور الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

عقیدہ تاسعہ — ضروریاتِ دین

تصویر قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرمائیہ) و احادیث مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید) و اجماع امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الاذعان و الثبوت، ان) سے جو کہ دربارہ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوت انبیاء و مرسلین، وحی رب العالمین) (و کتب سماوی) و ملائکہ و جنت و بعث و نشر و قیام قیامت، قضاء و قدر) و مآکان و مایکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائل قطعیہ سے دل ان پر ایمان واضح سے میرا بن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان مانا۔
جنت اور اس کے جائزہ احوال (کہ لا عین مرآت ولا اذن سمعت ولا خطر یبال احدیٰ وہ عظیم نعمتیں

کے صحیح البخاری کتاب التفسیر تحت آیت ۱۷/۳۲ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۴۰۴
جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة السجدة امین کمپنی دہلی ۱۵۱/۲
سُنی ابن ماجہ ابواب الزمر باب صفۃ الجنة ایک ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۱

وہ عظیم عقبتیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جاں گزراعات (کو وہ ہر تکلیف و اذیت جو اور اک کی جلتے اور تصور میں لائی جلتے ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا مذہب کا، والہیاء باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کو وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر کبیرے سوال و جواب روز قیامت حساب و کتاب و وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کو میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و حراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشتِ جہنم پر ایک پُل) و شفاۃ عصاة اہل کبار (یعنی گناہگار اہل امت موجود کر کبرہ گناہوں میں طوط رہے اہی کے لئے سوال بخشش) اور اس کے سبب اہل کبار کی نجات الی غیر ذلک میں الوار و ات سب حق (ہے) اور سب ضروری القبول (جبر و قدر باطل) (اپنے آپ کو مجبور محض یا باطل مختار کھنادونوں گرا ہی) و لکھت اصرار بیت اصرار (اختیار مطلق اور جبر محض کے بین نہیں راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سبب ہلاکت، صدیق و خاریق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرماتے، ماد شمس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آئی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اور اندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکل بخدا کرتے (اللہ عز و جل کو سونپتے کہ وہ اللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیب اصابہ کھل من عند من بتنا بتنا ہے جس (کو سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان) ہے

مصطفیٰ اندر میاں آنکھ کو کی گریہ بقفل آغاب اندر جہاں آنکھ کو کی جوید سہا
(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کوئی بات کرتا ہے
سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کوئی ڈھونڈتا ہے۔ ت)

(قال الرضا)

عرش پر جا کے مرغ عقل تک کے گرا غش آئی اور ابھی منزلوں پہلے، پہلا ہی آستان ہے
یاد رکھنا چاہئے کہ وحی الہی کا نزول، کتب آسمانی کی تنزیل، حق و طمانکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر،

سۃ القرآن الکریم ۴/۳

سۃ

سۃ حدائق بخشش

مکتبہ رضویہ کراچی

حصہ اول

ص ۹۹

حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر مسلمانوں سے اب تک چودہ سو سال کے کافر مسلمین و مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی لکھ کر شکیلوں کے کہ جنت و دوزخ و عذاب و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر تنگیں ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام الہی بت کر پیش کیا وہ ہرگز کلام الہی نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو ہمارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے پوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔ یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیری ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے۔ نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ عورتیں ہیں، نہ ظلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فرونی، بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع و یقیناً کفر ہے۔

یونہی جن وحشیانہ کفر کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

فائدہ حلیلہ

۷۵

مانی ہوتی باتیں چپکار قسم ہوتی ہیں،

(۱) ضروریات دین ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات واضعہ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ مذہب پر دین کہلاتا ہے۔

(۳) ثنایات محکمہ ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جبکہ اس کا مفاد اکبرائے ہو کر جانب غلات کے لئے حدیث اعداد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سواد اعظم و جمہور علماء کلاسیک و اسلامی، فائز الیہ اللہ علیہ الجماعة (اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت) ان کا منکر و خروج امر کے بعد غلطی و آثم خطا کا رنگ بھار قرار پاتا ہے، نہ دین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

(۴) ظنیات محکمہ ان کے ثبوت کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانب غلات کیلئے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف محلی و قصور وار کہا جائے گا نہ گمراہ، نہ چپکاری گمراہ، نہ چپکاری کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا مستکار فیلسوف جو ہر حق وقت ہر نکتہ مقامے دارو (ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اللہ صر

مگر فرق مراتب نہ کنی زندیقی
(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیقی ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں تھی کہ مرتبہ اعلیٰ اٹنی ضروریات دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر منکر بالتصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً ہاری عزوجل کا جلّ محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم و اعظمیٰ کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر افتتاح و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہہ کہ واقع میں تو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب و الشہادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہو گا کہ اس کے امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ مائش اللہ با ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہہ خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجہ کی بات پر یہ مڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے بڑی جمالت ہے یا صریح منکرات۔ مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لو باطل پر نقش رکھو کہ جسے کہنا سنو تم اماموں کا قول نہیں جانتے ہیں تو قرآن و حدیث چاہئے "جان لو کہ یہ گمراہ ہے۔ اور جسے کہنا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہیں صرف قرآن درکار ہے" مجھے لو کہ یہ بد دین، دین خدا کا بد خواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک دُستور اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این دآں نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجہ پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا اخبار حق کے برستے ہونے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضلّال متعلّطے بجائے نظر آئیں گے کا تھم حملاً مستنصرۃ فرت عن قسورۃ ثڈ (گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔ (العصارم الربانی مفضا)

عقیدہ عاشرہ ————— شرعیّت و طریقت

شرعیّت و طریقت دو راہیں متباہن نہیں دک ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباع شرعیّت خدا تک وصول محال۔ شرعیّت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب

سنة القرآن الکریم ۳۷/۵۰ و ۵۱

وجہ علوم الہیہ و معارف ناقصا ہے کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے و لہذا
باجامع قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہر
حق و قبول ہیں و نہ مردود و مخدول (مطروود و ناقبول)۔

(تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے شریعت ہی حکمت و معیار ہے
اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جماعتی سے خاص۔

یہی وہ راہ ہے کہ پانچویں وقت ہر نماز ہر رکعت میں اس کا پلٹنا اور اس پر صبر و استقامت کی
دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اهدنا الصراط المستقیم" (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یہ تہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت ہی راہ ہی کا نام
ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا یک ذہن پانے گی بلکہ شیطان تک جنت
تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔

فاجرم ضرور ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا لکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا
محال و ناممکن ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے
مگر ماشاء، طریقت ختم راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے) نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و مجاہدات
بجالائے (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے) اس رتبہ تک پہنچے کہ
تکالیف شریعت (شریعت و مطہرہ کے فرائض و احکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے
اسپ بے نگاہ و مشتربے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا)

امت ما جف حلف صواط مستقیمۃ

بیشک اسی سیدھی راہ پر میرا بھلتا ہے۔

اور فرمایا:

وَأَتِ هَذَا صِرَاطَ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ الْاُثَمَةَ۔

شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے، اور اسے محبوب اتم فرماؤ کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے ہٹا کر دیں گے۔

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منہا اللہ ہے، اور جس سے وصولی الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شریعت بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی ناپہنچیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ (مقالہ اعراف)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شریعت کرے (بے اتباع شریعت کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہوا (دوسرے اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شریعت سے دست بردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد) شریعت خدا ہے اور طریقت قوت، جب خدا ترک کی جائے گی قوت آپ نہ ال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ ٹھوٹ کر نظر (کا باقی رہن) طبعیہ منصور (عقل سلیم قبولی نہیں کرتی تو شریعت مطہرہ میں کب مقبول و مقبتر) بعد از وصول (منزل) اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوئی (اور احکام شریعت کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں غفلت رہتا) تو ستیہ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے (اور ترک بندگی و اتباع شریعت کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے شریعت کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) حسنات الابرار میں صیغہ صفت (ابرار کی نیکیاں بھی مغربین کے لئے عیب ہوتی ہیں)

نزدیکان را بیش بود حیرانی
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

سے القرآن اکرم ۱۵۳/۶

دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۱۸/۱

حدیث ۱۱۳۵

سے کشف الخفاء

جن کے رتبے میں سو ۱۰۱ ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و فرائض میں مشغول اور کبریاقت کے لئے گریاں و طلر رہتے۔ نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ اُمت کے لئے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ رزم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو اصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چچو اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، جو فرائض و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے گا وہ خلافت و پیغمبر کے راہ گزیدہ کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید (جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا)

تو بہین شریعت کفر (اور ملائے دین کو سب و شتم، آخرت میں نصیحت و رسوائی کا موجب) اور اس کے دائرہ سے خروج فسق (و نافرمانی) صوفی (تقویٰ شعار) صادق (عمل) عالم سنی صیح العقیدہ پر خدا و رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے) (ملائے شرع میں و ارشاد خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمبردار) تو ان کی تعظیم و تکریم صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار (اور عالم متدین خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی ہے) (یہاں اصل میں بیاض ہے) (بتراضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے افضل و اعلیٰ جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست و حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب

والشہادۃ پر چھوڑے گا بمصدقہ

ایک جمال حبیب خورشیدی طعنہ بر عیب دیگران مکنید

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو)

الحمد للہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور چچے

چچے عقیدوں پر جہان گزراں ہے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین!

اللهم لك الحمد واليك المنة وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي

العظيم وصلى الله تعالى على الجبيب المصطفى وعلى آله الطيبين وصحبه الطاهرين اجمعين۔

رسالة اعتقاد الاحباب في الجميل والمصطفى والاول والاخيرا ختم ہوا

مسئلہ ۱۲ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مستور مولوی محمد افضل صاحب ۵ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ

موسى عليه الصلوة والسلام خواہش امتی بود
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد
حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق
آن و مرتبہ امت اسفل از ان و دیگر اینکه اس طور
حدیث را بر عقائد حکام زیر اگر اخبار عظیم اسلام
در ملوئیں تمام عالم احتیاج ایشان از ایشان احتیاج
کے نیستند۔ جینہ اتوجہ روا۔

ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں۔ بیان مواد اجمرد دئے جاو گئے۔ (ت)

الجواب

افضل فنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کسبندی و
وجہ فضائل عالیہ چنان بخشیدند کہ مرکب کسے
بغبار او نرسد تیرہ در و نان بر فضل دیگران حسد
برند و اہل کمال چوں بینند کہ ما را با آن دسترس
نیست انتساب با آن محبوب خواہند

افضل فضیلت سے مستغنی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوبیت کبریٰ کا بلند مرتبہ
اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر ماحصل ہوئے کہ
کسی کا مرکب ان کے غبار تک نہیں پہنچ سکتا۔
تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے
ہیں اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ میں اس عظیم

کہ در زیر عنایتش برو جھے خاص باشند انبیاء
را بدیگران احتیاج بودی مسلم قانا یہ سید انبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر را نیاز ست چنانکہ
کریمہ اخذ یشاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم
یرغب الہ الخلق کلہم حتی
خلیل اللہ ابواہیم برائ شاہ عدل
ست این چنین احادیث را با بیح عقیدہ خلاف
نیت۔ واللہ تعالیٰ اعلم
میری نظر را خوب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ اس قسم کی حدیث کسی عقیدہ کے
مخالفت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۸ از گونڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں؟
عوام مومنین کی تشریح فرمائیے۔

الجواب

حدیث میں ہے رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے:

جہدی المؤمن احب الی من بعض میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ
محبوب ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیائے افضل ہیں،
اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں، اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہیں، نہ فساق و
فہار کہ ملائکہ کسی طرح افضل نہیں ہو سکتے۔ انساں صفت مخلوق دہی و سبعی و شیطانی سب کا جامع ہے
جو صفت اس پر غلبہ کرے ل اس کے غروب الیہ سے زائد ہو جائے گا کہ اگر مخلوق صفت غالب ہوئی
کہ وہ ملائکہ سے افضل ہو گا اور یہی غالب ہوئی تو بہائم سے بہتر اولیٰ کمال انعام ہیل ہس۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ اعراف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۳۲
۲۔ اتحاف السادة المتعلمین کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۴/۱۹۳

اضل (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ت) یہ بھی سبھی و شیطان و ہابیدہ کو دیکھو شیطان کن سے سبق لیتا ہے، ابھیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سوچیں تھیں جو انھیں سوچتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۹۱ھ از دارالطلبہ مدرسہ سبحانیہ الرآباد مدرسہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ
(۱) زید کہتا ہے کہ تعلقہ شخصی واجب نہیں کو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ مگر کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

(۲) زید کا قول صحیح ہے یا مکر و کا؟
(۲) زید کہتا ہے قرأت خلف امام کرنی چاہئے نہ کیا ہے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس کے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے۔ مگر کہتا ہے نہ کرنا چاہئے۔ زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا، کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں۔
(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہئے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ مگر دانت ہے، محسوس کا قول ٹھیکہ ہے؟

الجواب

(۱) تعلقہ فرض قطعی ہے، قال اللہ تعالیٰ،
فاسئلوا اهل الذکرات کنسہ
لا تعلمون یہ
تو اسے مگر اعلم و اولیٰ سے پوچھو اگر تمہیں مسلم
نہیں ہے (ت)

و قال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
الاسئلوا ان لہ یعلموا فانا شفاء العی
السؤال یہ
اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی
شفاء سوال کرنا ہے۔ (۱۔ ت)

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شنی واحد کو حرام بھی جانے کا اور حلال بھی
جیسے قرأت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شنی کا

۱۷۹/۷ القرآن الکریم

۲۲/۱۶

۲۹/۱ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدۃ تیمم آفتاب عالم پریس لاہور

حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کرے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام، تو یہ اس آیت میں خلل ہونا ہوگا کہ یہ مخلوند عام و یحرموند عاصما (ایک سال اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ت) لاجرم یا بندہ مذہب لازم، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے۔ ائمہ کا دامن جوتہ تھا ہے وہ قیامت تک کوئی استدلالی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا، جسے دعویٰ ہو سائے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کر گت کھانا حلال ہے یا حرام، کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتنا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصہ فرمایا ہے، مردار، اور رگوں کا خون، اور خنزیر کا گوشت، اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تو کتنا در کنا رسوئی کی چرئی اور گڑ دسے اور ادب جڑی کھانے سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں، مضرض یہ لوگ شیطانی ہیں۔ ان کی بات سننا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) عمر و کا قول ٹیک ہے۔ آمین دُعا ہے اور دُعا کے اخفا کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ:

وَذَقَلْ وَلَا الضَّالِّينَ قَوْلُ الْأَمِينِ فَانِ جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام
الامام یقولہا۔ بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا، اصل یہ ہے کہ امام کے فعل کے ساتھ اس کا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو یہاں یہ نہ دُعا بلکہ اس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو، اور اس کی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲ از شہر معلومہ اگر ان مسئلوں صان علی طالب علم در منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر ل

سے القرآن الکریم ۳۰/۹

سے سنن النسائی کتاب الاغتسال باب جبر الامام بآئین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۳۷
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۷۰

وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روفی افروز ہوئیں تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے روفی افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فظہر قولہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھے ہی تشریف لے جاتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فظہر قولہ کہنے پر موقوف ہے، کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ جینوا توجودا (بیان فرماؤ اگر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

زید کی یہ سب محقق جماعتیں سفاہتیں ہیں عقل و لایعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور جوہر حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی، تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تعظیم ذات باخلاق حالات مختلف ہوتی ہے، معکم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت بادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے، ذکر تشریف میں بھی ذکر قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بادب قعود سے۔ ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون (لیکن وہابی قوم بے عقل قوم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ مولانا مولوی سید غلام قلب الدین صاحب پریسی جی برہمپوری از شہر
حکملہ بامندھی ۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کی دس جنوری کی اشاعت میں رامان سنگھ نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" تیسری آیت کا مطلب یہ ہے "فی الراقی ہم نے تیرے واسطے بلاشبہ گامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے" مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں "تو" سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروؤں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی چھپیہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد

رکھتے اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صفت کو مانتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ مسٹر حسنی نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض مرقوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جن کی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھ نے نقل کی ہیں، اول سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی انتیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ”تو معافی مانگ اسے اپنے گنہگاروں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت“ یہاں پر کسی حالت میں بھی ”تو“ کے معنی پیروؤں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آپ کا ہے ”اور“ حرف عطفت سب پیپیڈیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیروؤں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔

دوسری سورہ موسیٰ کی چھپویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے ”تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ“ اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسنی نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہو گا اگر وہ دریافت کر لیتے تو بھی نہ کہتے کہ دے لوگ اس بات کو راما سنگھ پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں اب جس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح سے کہتے ہیں، ”وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ لَتَقْصِيرَ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَلَمَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَصْحَابِكَ“ اسی کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔

زمخشری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں، لکن یغفر اللہ لک ما تقدّم من ذنبك قبل الوحي وما تأخرو وما يكون بعد الوحي الى الموت۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔ بیڑا تو جروا۔

الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نافرمانی و بے ایمانی سے کام لیا۔

- (۱) جہارت کہ کُشاف کی طرف نسبت کی محض یہاں ہے، کُشاف میں اُس کا پتہ نہیں۔
 (۲) بالفرض اگر کُشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کو منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن سے ثابت۔
 یہ بسند محمد بن مروان عن ابی الجلی عن ابی صالح مروی ہے اور اندر دین اس بسند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔
 تفسیر الاتقان شریف میں ہے ۱

واوہی طریقہ طریق النکبی عن ابی صالح
 عن ابن عباس فان انعم الی ذلک روایۃ
 محمد بن مروان اسد عن الصغیر
 فہی سلسلۃ الکذب لہ
 اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا الجرح
 سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان
 اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ

ہے۔ (ت)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آیہ نے تخریف کی ہے، جہارت یہ ہے،
 لتقصیر انشکر علی ما انعم اللہ علیہ
 وعلی اصحابک۔
 یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر
 جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کئی اچھ ہوئی
 اس کے لئے استغفار فرمائیے۔

کہاں کی اور کہاں فضلت، نعمائے الہیہ ہر فرد پر ہے شمار حقیقت غیر متناہی بالفعل میں کہا حقیقتہ
 المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (بسیا کہ مفتی ابو السعود نے ارشاد العقل السلیم میں
 اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قال اللہ عزوجل، وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها اگر اللہ کی نعمتیں
 گنتا چاہو تو نہ گن سکو گے۔ جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا
 کر سکتا ہے، ہ

از دست و زباں کہ برآید کز عمدہ شکرش برآید
 (کس کے ہاتھ اور زباں سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عمدہ برآجوسکے۔ ت)

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والستون فی غرائب التفسیر مصطفیٰ ابابلی مصر ۱/۱۸۹
 ۲۔ القرآن الکریم ۱۴/۳۴

مشکر میں ایسی کی ہرگز گناہ معنی معروف نہیں بلکہ لازماً بشریت ہے لہذا الہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں مترادف ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً اُن پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پیتے مٹانے میں مشغول ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کی کو تعبیر اور اس تعبیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقتہً ذنب بمعنی گناہ نہیں۔ مآخذہ سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشہ کے۔ اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفتِ فرمان کو۔ اور فرمان کا ہے سے معلوم ہو گا، وحی سے۔ تو جب تک وحی نہ اُتری تھی فرمان کہاں تھا، جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی، اور جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیا۔

(۶) جس طرح مآخذہ میں ثابت ہوا کہ حقیقتہً ذنب نہیں۔ یوں ہی مآخذہ آخر میں نقد وقت سے قبل ابتدائے نزولِ فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُترا اور انھیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقتہً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یوں ہی بعد نزولِ وحی و ظہورِ رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کہ اُن کی مخالفت اُتری اُسی طریقے سے ان کو مآخذہ آخر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوتی نہ کہ دفعہً۔

(۷) نہ ہر تعبیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب۔ مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے تا معتبر تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و غشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انھیں بچتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے مار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہل گنہل پھر رہی ہیں اور خود ہندو گان وید نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گنہ گنہ آؤ گنہ گنہ لکھے اُن سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹنے کی مثلاً بکروید میں ایشور کی بیماری کا حال لک کر بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ "او سیکڑوں کی طرح کی عقل و علم رکھنے والو! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی برائیاں ہیں ان میں سے میرے شریکِ نزدیک کرو" اسے امان جان! تو بھی ایسا ہی کر۔ نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "میرے بڑوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماما! میں فرزندِ تھکوا بہت نصیحت کرتا ہوں" ماما جی کبھی ہیں اسے لائق بیٹے! میں دادہ تیرے گھوڑے گاؤں زمین پکڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر" اسی بکروید کے ادیبانے ۲۱ ستر اول میں ایشور کے متعلق ہے اس کے ہزار ستر ہی ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے اٹا سیدھا تہہ بھی دس انگلی کے ماحصل پر ہر آدمی کے آگے جیسا ہے۔ نیز ویدوں میں اس کا نام سرو بیابک ہے یعنی وہ ہر جگہ سایا ہوا ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خط میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقصد ہر مادہ کی فرج ہر پانچ خانہ کی ڈھیری میں ایشور

ہی ایسور ہے۔ دیکھنے والے محض زبردستی اُن کی لایا پلٹ کی اور انہیں فٹس سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں یہاں کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو وہ ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کلام کا معنی فٹس سے مکت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فٹس سے ترجمہ کر دو خواہ مکت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھانسی کا گور کہ دھندل ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کرنا چاہی ہے یا گالی بکھی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آپرہ جیسا کہ اس سے مدد برآ ہو سکتا ہے۔
نیا شدہ آئین تحقیق دال پکوری و پوری و بھیا دال

شرط تمام استدلال قطع ہر استدالی ہے علم کا قاعدہ مسئلہ ہے،
لہذا اجباء الاحتمال بطل الاستدلال ہے جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔
سورۃ نون و سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کو یہ میں کوئی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، مومن میں تو اتنا ہے، واستغفر لذنبک اے شخص اپنی غلطی معافی چاہ، کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کیلئے اترا نہ صرف اس وقت کے مروج دین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے، اقیبوا الصلوۃ نماز پڑھو۔ یہ خطاب جیسا صابرا کو ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے،
لانذمرکم بہ ومن بخلکم لکم تاکر میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو

پہنچے۔ (ت)

کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے یہاں اس حد کہ اللہ تعالیٰ (تو جان لے اللہ تعالیٰ

۵۵	۵۵	۵۵
۵۴	۵۴	۵۴
۵۳	۵۳	۵۳
۵۲	۵۲	۵۲

تجھے سعادت مند بنائے۔ (ت) میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔ خود قرآن عظیم میں فرمایا،
 اِذَا يَتْلُو ۙ اِلٰهٌ اِذَا هُوَ ۝ (ابو جہل اے میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غار سے روکنا چاہا اس پر یہ آیات کریمہ اتریں)
 اِنَّا اِنۡزَلْنٰهُ عَلٰۤیكَ الْوَحۡیَ ۝ اِذَا هُوَ ۝ (ابو جہل اے میں نے تجھے وحی کی کتاب سے روکنا چاہا اس پر یہ آیات کریمہ اتریں)
 وَهٖ اَنۡزَلْنٰهُ عَلٰۤیكَ الْوَحۡیَ ۝ اِذَا هُوَ ۝ (ابو جہل اے میں نے تجھے وحی کی کتاب سے روکنا چاہا اس پر یہ آیات کریمہ اتریں)
 وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم فرماتے۔

یہاں بندے سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور غائب کی خیمہ صحریٰ طرف
 ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے،
 فَمَا یَكۡذِبُكَ بَعۡدَ بِالۡسَدِیۡنِ ۝ (ان روشن دلیلوں کے بعد) کیا چیز تجھے روز قیامت
 کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے۔

یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین آریہ و ہنود سے، یہ وہی دُوزخ سورۃ
 کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اسے سُنے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ
 کی معافی مانگے۔

(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں،
 اس کی ابتداء یہی ہے،

فَاعۡلَمۡ اَنۡہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغۡفِرۡ لَذَنۡبِکَ ۝ وَلِلّٰہِ مُنِیۡنٌ ۝ (جہاں لے کر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی
 اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔)

تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل
 حاصل ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اسے سُنے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کئے، یا مشرک توحید پر یقین لا
 اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگے، توحید آیت میں اس علم کو واضح فرما دیا کہ
 وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مُتَقَلِّبِکُمۡ وَمُثَوِّلِکُمۡ ۝ اللہ جانتا ہے جہاں تم سب کو گھومنے لے رہے ہو،
 اور جہاں تم سب کو ٹھکانا ہے۔

اگر فاعل میں تاویل کرے تو ذَنۡبِکَ میں تاویل سے کوئی مانع ہے، اور اگر ذَنۡبِکَ میں تاویل نہیں

۱۵ القرآن الکریم ۹۵/۲
 ۱۹/۴

۱۵ القرآن الکریم ۹۹/۱۱
 ۱۹/۴

کرتا تو فاعلوں میں تاویل کیسے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔
(۱۰) دونوں آیہ کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دانی نہیں تو حاصل اس قدر کہ بغرض وقوع استغفار واجب، نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اگر مرفیضہ اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی خواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن حکیم کے حرف میں اطلاق معصیت عمدی سے خاص نہیں، قال اللہ تعالیٰ: **وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ** آد نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے، فتنسی ولم نجد له عزماً آدم بھوا، گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔ لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ۔ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دُعا ملیم فرمائی: **مُوبِنًا ذُتُوْا** اخذنا مات لیتنا او اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم مجھیں یا خطائے۔

(۱۲) جتنا قرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ نظر جن کے رتبہ ہیں سوائے کو سرا مشکل ہے بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگل گنوار کی جو بات سنی لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہو گا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا: **حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ** مہینات المقربین کیجے نیکیوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترک ادنیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک ادنیٰ ہرگز گناہ نہیں (۱۳) آریہ بچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا۔ اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۰/۱۲۱

سُورَةُ ۲۰/۱۱۵

سُورَةُ ۲۰/۲۸۶

سُورَةُ الْاَبْرَارِ (تفسیر الخازن)

ارشاد العقل السید

نہایت آیہ ۱۹/۴ مصطفیٰ ابی عمر ۱۸/۶

دارالاجار التراث العربی ۹/۴

مسئلہ از شہر مستور مولوی غلام قطب الدین صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۲۹ء
را اسٹیکم اب آریہ نہیں نھرائی ہے، روئے جواب جانب نصاریٰ ہوتا چاہئے۔

الجواب

بھراؤ وہ جواب کافی دوائی ہے صدر کلام اور مکہ و مدینہ میں آریہ کی جگہ نھرائی نہ کیجئے اور
۵ کا شعر کاٹ دیجئے اور ۳۱ میں آریہ کی جگہ کر لیں۔ ہاں عہد بائبل تبدیل ہو گا اُسے یوں لکھئے :
(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، نھرائی کا علم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے
تا معتبر تفسیرات کا۔ حرقی زبان تو لسان مبین ہے، نہ ہر محل قابل تاویل، نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ ہر شخص جہاں
چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنائے، اور محل محل میں تاویل صحیح کا باب بیشک واسع اور ہر زبان اور
ہر قوم میں مشائخ و ذائع، اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکار مفتون، اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ
مجنون۔ ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف حرمت کی جگہ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی
دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۱۰ میں لکھا : وہ جیسے برس کی عمر میں بادشاہ ہوا
۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے
بیٹے اغریاہ کو اس کی جگہ بادشاہ کیا اغریاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باب ۱۰ ہم برس کی
عمر میں مر اس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باب سے دو برس پہلے پیدا ہو لیا تھا۔ حق کی انجیل میں
مسیح وہ داؤد علیہا الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے میں صرف ۲۹ پشتیں ہیں اور اس میں عدد بھی گنا دیل ہے
کہ مسیح تا داؤد ۴۸ شخص ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں، ۵۰ پشتیں زاد
اور اس بار بھی بائبل نامطابق۔ ایسا انجیل متی باب ۵ درس ۱۷ از یہ خیال مت کر دو کہ میں قرینت یا فری
کی کتابیں نسخ کر کے نہیں بلکہ پوری کتبے یا پڑھ لکھا : کیونکہ میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین
کل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرینت کا ہرگز نہ ملے گا۔ یہاں توفیق کا اس شدت سے انکا
ہے اور جا بجا انجیل ہی میں نسخ احکام قرینت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ و ۳۲
میں ہے : یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جود کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ دے دے یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ
جو کوئی اپنی جود کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کہلاتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی
ہوئی سے بیاہ کرے زنا کہتا ہے۔ ایسا درس ۳۲ و ۳۳ : تم سن چکے ہو کہ انھوں نے کہا گیا کہ اپنی نہیں
خداوند کے لئے پوری کر اپنی نہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا۔ ایسا درس ۳۸ و ۳۹ : تم سن چکے ہو کہ
کہا گیا انکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں نہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو ترے

وہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ ایضاً باب ۱۹ درس ۸ و ۹، کوئی نے جوڑوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جوڑو کو سواڑنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۲ تا ۱۴ میں ہے ان کے سوا بہت نفاذات ناقص و نامفہم کے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہی زبان ہی ایسی ہے جس سے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔ اور (۱۵) کے بعد یہ خبر اور اضافہ کیجئے۔

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور تو سنا خلافتِ ادنیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں بلکہ نیک ہونا تو نبی کے لئے لازم ہے نہ وہ کہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے، مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں دیکھو مٹی باب ۱۹ درس ۱۶ و ۱۷، ایک نے اس سے کہا اے نیک استاد اس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے، نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۴ و ۱۸ و انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ و ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہگار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بد بتا رہی ہیں۔ (۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن بائیسبل تو شریعت کو راست باطل کر رہی ہے۔ کلیتوں کو پولس کا خط باب ۴ درس ۱۰ سے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں۔ درس ۱۱ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راست باز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں۔ اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راست باز و کامل ایمان ہیں تو خود شریعت سے جدا ہیں تو گناہگار ہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے، مگر زمین کس نے دیران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ انھوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اونے یا کسی صغیرہ کا سدھ دریا بد ہونا بھی درکنار بائیسبل تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے، خط مذکور باب ۳ درس ۱۲ مسیح نے ہمیں بول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کہہ کر نکلا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا ہو سو لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ قہار نے، ایسے پوپ و لجر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنی چمکڑی کرکشی نہ سمجھنے لگیں۔ واللہ یجہدی من یشاء الہی صراط مستقیم (اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۵ از موضع پارہ پر گزہ مور انوار صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد عبد الرؤف صاحب ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شیعہ متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ
عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب
بالواسطہ یا بالعطایا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پر نور کو کل علم غیب یعنی از روز ازل تا ابد شبہ معراج میں
عطا فرمایا گیا تھا البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات
نوشترہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے، مثلاً سورۃ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب اس
سوالی کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے فرمایا کل ثلاثوں کا، اور لفظ انشاء اللہ تعالیٰ
نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا، اگر علم غیب ہوتا تو توقع نہ فرماتے۔

دوئم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عادتہ کہ کفار و کلمہ نے آپ کو مستہم کیا اور آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے، اگر آپ کو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا، وحی کے نزول
پر آپ مطمئن ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنے کی کیا ضرورت تھی ؟

(عقیدہ عمرو) برعکس اس کے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزت نے جملہ اولین و آخرین
مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ماکان و مایکون سے صدر مبارک حضور پر نور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں سے آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ
سکوت اختیار فرمایا ان کو خدا اور حبیب خدا کے درمیانی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے اور روز اول
سے لے کر یوم النحر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و مخیر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سنہ
کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔

الجواب

اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ العلییۃ بالمانافۃ الغیبیۃ
پر اکابر علمائے محکمہ دینہ طیبہ وغیرہ بلاد اسلامیہ نے ٹھہری کیں گراۃ نقد رقمیں لکھیں خالص الاعتقاد
دس سال سے شائع ہے انباء المصطفیٰ میں سال سے ہزار کی تعداد میں جیسے ویرلی و مراد آباد میں چھپ کر
تمام ملک میں شائع ہوا اور کچھ تعالیٰ نے سب کتابیں آج تک لا جواب ہیں مگر وہ اپنے اپنے جہان سے باز
نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہوتا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اہل کلام میں اگرچہ ہندو میں
کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

للملا علی القاری (جیسا کہ علی قاری کی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ الصالحین میں ہے۔ ت) بکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

کان من جلا یعلم علم الغیب ^۱ وہ مرد کامل ہیں جو علم غیب جانتے ہیں (ت) مگر ہماری تحقیق میں لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق حضرت عزت عز وجلہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفا علم بالذات قبلاور ہے۔ کشف میں ہے:

المراء بہ الخفی الذی لا ینفذ فیہ ^۲ اس سے مراد پرشیدہ شخص ہے جس تک ابتدا (بالات) سوائے باری کی جانتے والے یا غیر (اللہ تعالیٰ) لا یجوز ان یطقت فیقال فلان ^۳ کسی کے علم کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علم الغیب ^۴ علی الاطلاق یں کہنا کہ فلان غیب جانتا ہے جائز نہیں (ت)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز وجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل سے نہ ہو سکتا ہے۔ مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن النیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں:

کم من معتقد لا یطقت القول بہ ^۵ بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا خشية ایہام غیورہ مما لا یجوز ^۶ اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے اعتقادہ فلا یسبغ بہن الاعتقاد ^۷ غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں لہذا والاطلاق ^۸ اعتقاد اہل اطلاق کے درمیان کوئی لازم نہیں (ت)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مشدداً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق، اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطار کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ قرآنی کشف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ ^۹ علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لئے ناجائز ہے

۱۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت و علمہ من لدنا علما دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۴/۱
۲۔ کشف تحت آیت ۳/۲ انتشارات آفتاب تہران ۱۲۱/۱
۳۔ الانتصاف

تعالیٰ لانہ یتبادر منہ تعلق علمہ
 بہ ابتداء فیکون تناقضا و امسا اذا
 قید و قیل اعلمہ اللہ تعالیٰ
 العیب او اطلعه علیہ فلا
 محذور فیہ یہ

کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء
 (بالذات) متعلق ہونا تبادر ہوتا ہے تو اس طرح
 تناقض لازم آتا ہے۔ لیکن اگر علم غیب کے ساتھ
 کوئی قید لگا دی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ
 نے اس کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے یا اس کو غیب
 پر مطلع فرمایا ہے تو اس صورت میں کوئی محالیت
 نہیں (ت)

نزد کا قول کذب صریح و جہل قبیح ہے، کذب تو ظاہر کہ بے محالیت شرعی اپنی طرف سے مجرم ہوا
 کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رب العزۃ جل و علا پر اقرار کر رہا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ، ولا تقولوا لما تصف
 السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام
 لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین
 یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون
 متاع قلیل ولہم عذاب الیم ۵

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اور نہ کہو اسے جو تمہاری
 زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ
 حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باز ہو، بیشک
 جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا
 نہ ہوگا، تمہارا ہر تناسخ ہے، اور ان کے لئے دردناک
 عذاب ہے۔ (ت)

اور جہل فاسخ یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے مجرم ہوا کہ متفرغ
 کر رہا ہے شاید اُس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے
 دے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو
 اس سے بڑھ کر اور کفر ارشاد کیا ہے۔ گنگوہی صاحب نے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات
 بے عطائے الہی ملنے کے اعتقاد کو کفر زنا ناما تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۸۳
 میں ہے :

”جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے

لہذا امام نہ بتانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکنے کا

حالا کہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردید کرے وہ بھی کافر۔ اسماعیل دہلوی صاحب نے دوسری شقی لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث و اختیاری مانا، تقویت الایمان میں ہے، ”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے“

یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی، یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصا ہے۔ دواوقے کے زید نے پیش کئے اگرچہ ان پر ابھارت اور بھی ہیں مگر کیا ”انبار المصطفیٰ“ میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ ”بجہ اللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون (جو ہو چکا اور جو ہو گا۔ ت) کا علم دیا، اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تیما نکل شئی ہونے نے دیا اور پرتلاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، دہر آیت یا سورت کا، تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو کہ نقص علیک (ہم نے آپ کو بیان نہیں کیا۔ ت) ہرگز احاطہ علم مصطفویٰ کا کافی نہیں، مخالفین جو کہہ پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کے ہیں، ہاں ہاں تمام تجزیہ دہلوی گنگوہی جیشل کو ہی سب کے دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ دلائل جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ماکان و مایکون سے خلاص امر حضور پر مضمونی رہا اگر ایسا نص نہ مل سکا اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ مل سکے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے کر کو آٹھ غلط۔

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید جیانی ہے، بلاشبہ غرور کا قول صحیح ہے جمیع ماکان و مایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ قادری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرع ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

لے فتاویٰ رشیدیہ

الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوباری دروازہ لاہور ص ۱۴
رضا اکیسڈیجی بمبئی ص ۱۰ تا

لے تقویۃ الایمان
لے انبار المصطفیٰ

مسئلہ از سیما پور محلہ زائن پور مکان مولوی الہی بخش صاحب مسئولہ علی حسین خاں

۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا بہ ثبوت اس روایت کے کہ ایک بار ابو جہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوشش کر دیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کر کے پڑ رہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رگزر میں تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ یتقوا توجروا (بیان فرمائیے اجرو سے جاؤ گے۔ بت)

الجواب

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوا رب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بلکہ اس کے بتائے، اور یہ باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم و احادیث مجیدہ سے یہ ثابت ہے کہ ماکان وما یکون الی آخر الایام (جو ہو چکا اور قیامت تک ہوگا۔ ت) کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرمادے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے ہیں کشف والہام و وفوں ان کے جانتے کے ذریعہ ہیں اور ان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفیٰ و خالص الاستغفار وغیرہا میں ہے اور وہ ابو جہل کے کنویں والی حکایت محض سخرہ و بے اصل ہے۔ و حق تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ڈاکٹر محمد مولوی گنج ضلع گجستان مسئلہ عبد المجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں، ماتہ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے جہاں لکھا ہے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرا دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض غیب الا اللہ وما یشرعون ایاہن یبعثون (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معارضہ کی وجہ سے، تم تمسخر ہو گے) القرآن الکریم ۲۷/۶۵

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیگے۔ ت)
 بدینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

زید عمرو کچھ کہیں مگر قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو روز ازل سے روز آخر تک کے تمام غیب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اسی قدر جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا جو شبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ اشیاء بتایا گیا کہ وہی جیسا بعد میں ہی اترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاطلاق مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوتیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں اسی اشیاء تعلیم میں شرق و غرب و عرض و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز ازل سے روز آخر تک تمام مشکشف کر دیا، آئیہ کریم میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا، یہ بیشک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل انبیاء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد میں دیکھا چاہئے کہ ایمان درست ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

رياح القهار علي كفر الكفار

(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)

(تمہید غائص الاعتقاد)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله هادي القلوب و افضل القلوب
والسلام على النبي المظلم
على الصوب المنزه من جسيم
النفائس والعيوب وعلى اله و
صحيه المطهرين من الذنوب القاهرين على
كل شقي معتركون بصلوة وسلاما يتجددا
بكل طلوع وغروب۔
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دلوں کو ہدایت
دیئے والا ہے۔ اور افضل درود و سلام اس
نبی کریم پر جو تمام فیوض پر آگاہ اور تمام عیوب و
نفائس سے پاک ہے اور آپ کی آل پر اور صحابہ
پر جو گناہوں سے معذور اور ہریدہ بخت افسر اور پرداز
(محبوس) پر غالب ہیں ایسا درود و سلام جو ہر طلوع
غروب کے ساتھ تجدید ہوتا رہتا ہے۔ (ت)

اللہ عز وجل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم ثبات بادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر
زوریت شیطان اپنے وسوسے شوشے کچھ ڈالتی بھی ہے تو ہرگز اس پر اعتقاد نہیں کرتے کہ ان کے

رب نے فرمادیا ہے،

ان جاء فاسق نبياً فستبينوا

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر دے تو فوراً تحقیق
کرو بے تحقیق اعتبار نہ کر بیٹھو۔

پھر حیب امر حقیقی اپنی جھٹک انھیں دکھاتا ہے فوراً ان کا وہ حال ہوتا ہے جو ان کے رب نے فرمایا،
ان الذين اتقوا اذا مسهم طغف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبعدون
بیشک وہ جو ڈرو اسے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (دست)

مثلاً ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ابلیس لعین کی ذریت نے جو پردہ ڈالنا چاہا
تھا دُھواں بن کر اڑھاتا اور آفتاب حقیقی نورانی کوفوں سے شعلہیں ڈالتا جگ آتا ہے۔ وہاں یہ
خدا ہم اللہ تعالیٰ نے جب اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابراہیم علیہ السلام کی توحید
تکذیب اس حد تک پہنچائی کہ ابلیس لعین کی ہزار ہا سال کی کمائی پر طوق لے گئی اور اللہ تبارک
تعالیٰ نے اپنے بندہ عالم اہلسنت محمد و بنی و ملت دام علم الاقدس کو ان نبی کی سرکوبی پر مقرر فرمایا، الحمد للہ
سرکوبی بھی وہ فرمائی جس سے عرب و عجم گونج اٹھے، اکابر علمائے کرام حرمین شریفین نے ان شیاطین
کے اقوال تکذیب و توہین پر ان کو کافر مرتد زندیق طرد کیا اور صاف فرمادیا کہ من شک فی کفرہ وعذابه
فقد کفرت جہانوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی انھیں
طرح کافر ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت
کو ہٹکا جانا ان کے بدگوئیوں کا فرمایا، الحمد للہ یہ مبارک فتویٰ مسیحی بہ حسام المحرمین علی منہر الکفر
والہین (۱۳۲۲ھ) ایسا بے نظیر مرتب ہوا جس نے وہابیت کے دلوں میں رعب، قلعوں میں
زلزلے ڈال دیئے۔ پھر نقیض و بے مثال قہید ایمان بایات قرآن (۱۳۲۶ھ) اس
محمدی خبر پر اور الہی فیصل ہوئی جس نے خدا اور رسول کے دشمنان و ہندوں کے سب پیلے مٹا دیئے
اور صاف صاف صرف قرآن عظیم کی آیتوں نے ان پر حکم کفر لگا دیا۔ کافروں کے پاس اس کے

۱۔ القرآن الکریم ۶/۲۹

۲۔ ۲۰/۴

۳۔ حسام المحرمین علی منہر الکفر والہین مطبع اہلسنت و جماعت بریلی ص ۹۷

جواب کیا ہوتے اور بے توفیق الہی تو بہ کیونکر کرتے تھارے؟ دُورِ غریب، جھوٹ، کذب، تحت، افتراء، بہتان، گالیوں، دُبیانوں پر اترے جو عاجزوں کی کھلی تدبیر ہے غلامی سنت نے گالیوں سے اعراض اور اپنی ذات سے متعلق تہمتوں افتراءوں سے بھی اعراض ہی کیا باقی دھوکے بازیوں کے جو اسب ظفر الدین الجیدہ وکیس کش پنجہ پنج و بارش سنگی و پیکانی جانگداز و ضروری نوٹس و نیاز مانہ و کشف راز و غیرہ رسائل و اعلانات سے دیتے رہے ان رسالوں اشتہاروں کے جواب سے کفر پارٹی نے پھر ایک کان گڑنگا ایک بہار کا اصفو کسی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹائیں ٹائیں سے باز بھی نہ آئی۔ جب دیکھا کریوں کام نہیں چلتا بالآخر مارتا کیا نہ کرتا پارٹی نے دو تدبیریں وہ بے مثال سرپس کر ابلیس لعین بھی شش شش کر گیا کان ٹیک دیے اسی کے حسن پر غش کر گیا۔

تدبیر اول معارضہ بائبل یعنی علمائے اسلام نے کفر پارٹی کے کفر پر حرمین طیبین کا فتویٰ شائع فرمایا تمام اسلامی دُنیا میں کفر پارٹی طعون پر حقو حقو ہو رہی ہے، پارٹی کے رنگ لٹی ہوئے، جگر شق ہوئے، دُم اُلٹ گئے، کلیے پھٹ گئے مگر تہمتار کا کیا جواب۔ اچھا اس کا جواب نہیں ہو سکتا تو لاؤ جاہلوں کے پستلے نے احمقوں کے بہکانے کو انوکھے افتراء کے پارٹیکس، معارضہ بائبل کا جُل کھیلے یعنی پارٹی نے تو ضروریات دین کا انکار کیا ہے، اندھ دُجیل کو جھوٹا کہا ہے، ختم نبوت کا بکھڑا اکھڑا ہے، نئی نبوتوں کا رال چھڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے کس کی بزرگی ابلیس لعین کے علم کو بڑھایا ہے، کس پاگلوں چوپایوں کے علم کو علم اقدس کے مثل بنایا ہے، شیطان لعین کو خدا کی صفت میں شریک ٹھہرایا ہے، ان باتوں پر علمائے اسلام سے کفر و ارتداد کا حکم پایا ہے، دیکھ کسی نرمی اختلافی مسئلے میں عرب کے کسی مفتی کو ان علمائے کرام سے خلاف ہو تو اس کے متعلق کچھ لکھو آئیں اور اس میں گھناؤنی تہمتیں گنہے افتراء اپنی طرف سے ملائیں، اور بایں ہر حکم من ماننا نہ ملے تو حکم بھی جی سے نکال لیں افتراء کی مشین تو گھر میں چل رہی ہے خائلی سانچے میں ڈھال لیں۔ بس نام کر کہیں بڑے خلاف طنی چاہئے، پتھر کیا ہے ابلیس دے اور ذریت لے، سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علم نفس کا بلا جس میں درپہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شبہ تھا اور ایک انھیں کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہرین جانب انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے عظام علمائے کرام جانب اثبات و اقرار رہے۔ ایسے مسئلے میں کسی طرف تکفیر چھوٹے، تفصیل کسی، نفیق بھی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک ضروریات دین اُن کا منکر بلکہ اُن میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ضروریات عقائد اہلسنت، ان کا منکر بہ مذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کو عقائد اہلسنت میں مختلف فہم ہوں ان میں کسی طرف تکفیر و تفسیل ممکن نہیں

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کو رائج جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اُسے وہی مریخ فطر یا خواہ تقلید اُگڑے اپنے نزدیک اکثر علماء یا اپنے معتد علیہم کا قول پایا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ کی صورتوں میں یہ تینوں قسمیں موجود ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے یہ کلام بدیعین کا مسئلہ۔ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ید یدہم (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) وقال تعالیٰ ولتقسمن علی عینی (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اس لئے کہ تم میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔ ت) ید ہاتھ کو کہتے ہیں، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے کمرے اللہ عزوجل کے لئے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دینی سے ہے۔ اور جو کہے کہ اس کے ید و عین بھی ہیں جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بدین کو اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے، اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کے لئے یہ دو عین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و میرا ہیں وہ اس کی صفات قدیر ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ ان میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سُنی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خفیہ ہے تاخیر نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوئے نہ وہ کہ اجرام علی المظاہر یعنی مذکور کرتے ہیں جس کا حاصل صرف اتنا کہ امتنا بہ کل من عندہ بنا۔ (ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے، اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے یہ اُس کے بتاتے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اور وہی سے زائد ہے ابلیس کا علم معساذا اللہ

علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔
(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ایسی کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

(۵) زید و عمرو ہر نیچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاتق کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کُفّہ ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکران میں ادتے شک لانے والا قطعاً کافر۔ یہ قسم اول ہوتی۔

(۶) ادیانے کو ام نقصا اللہ تعالیٰ بے برکاتہم فی الدارین کو بھی کہ علم غیب ملتے ہیں مگر ہر طاقت رسل عظیم الصلوٰۃ والسلام، معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کیلئے اطلاق غیب مانتے اور ادیانے کو ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و بدعت ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ غیب میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃً الخلفیہ کا منکر اور بد مذہب خاص ہے۔ یہ قسم دوم ہوتی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کریم استثناء جمیع جزئیات غیب کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ کمونات قلم و کتوبات لوح یا جلد روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زیادہ کامل ہے جس میں ماورائے قیامت کو جملہ افراد غیب داخل اور دوبارہ قیامت اگر ثابت ہو کر اس کی تعمین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ تشاہدات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود طیار و ائمہ اہل سنت مختلفہ ہے جس کا بیان ابوہریرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واضح برہکان میں ثبت ثنائی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سات مسکون پر ایمان

رکھتا ہوا اور ان پانچ کا انکار اس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو دوا بیہ قاتلم اللہ تعالیٰ کے تجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضا کی سے چلتے اور جہاں تک بنے تنقیص دلی کی راہ چلتے ہیں فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً ولا ھل الستۃ من اللہ احمد رضا امین! (ان کے دلوں میں بیماری ہے ان کی بیماری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین رضا ہو، آمین ۱- ت)

دوا بیہ کی مکاریاں

دوا بیہ کی مکاریاں دیکھتے،

اولاً جب انہیں معلوم ہو کہ سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کو باتباع اہل ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلافت ہے، خبثت کا اپنا خلافت تو مسائل قسم اول میں تھا انکار ضرور یا ست دین تو بین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خود انہیں مفتی شافعیہ و جملہ مفتیان کرام ہر دو حرم محترم کے روشن فتوؤں سے کافر متہ مستحق لعنت بد شہر چکے تھے جھٹ سب سے ہر قسم سوم میں خلافت لاؤ والا۔ دوا بیہ سے سوچ کر ایک یہ کہ جب مسئلہ طرد اہلسنت کا خلافت ہے تو ادھر بھی عبارات طارل ہائیں گی تاوا قفوں کے سامنے غل چمانے کی گنجائش تو ہوگی دوسرے سب سے بڑا جمل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر ہاتھ آئے گی جسے بزور زبان و زور بہتان حسام الحرمین کا معاوضہ ٹھہرا سکیں اور محلے پھاڑ کر حق شروع کی کہ علم غیب میں مناظرہ کرلو۔ یہی کی پھوٹوں سے کئے کہ مسائل قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں، خبیثت اتم ان کے منکر چکر ہا حسماع علما سے حرمین شریفین کافر شہر چکے ہو، انہیں چھوڑ کر سب سے چکے مسائل قسم سوم کی طرف کھد سے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلافت ہیں، پہلے مسلمان تو ہو لو پھر کسی ذمی مسئلہ کو چھڑو، اسکی نظیر یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عزوجل کے لئے ہمارے ہی سے ماتم، پاؤں، آنکھ، کان، گوشت پوست، استخوان سے مرتکب ماسے۔ اور جب اہل اسلام اس کی تکفیر کریں تو میدان و عین میں مسئلہ خلافت تاویل و تفویض میں بحث کی آڑ لے، اس سے یہی کہا جائے گا کہ اہلسنت کے مسخرے تو تو صراحتاً اس قدر دس متعالی عز جلالہ کو اپنا سا جسم مان کر کافر ہو چکا ہے تو اسے اور اس مسئلہ خلافت اہلسنت سے کیا علاقہ۔ و حال کے گھر سے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو۔ پھر تفویض و تاویل پر چھو۔ مسئلہ فرما ان خبثت کے علم غیب رٹنے کا یہ حاصل ہے قصا لہم و اخسل

اعمالہم) ان پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال پر باد کرے۔ (ت۔)

ثانیاً پیش خویش یہ منصوبے گمانہ کر ایک مقہور مغموم ماثوم ماثوم زنگی کا فور موسوم کو (کہ مکہ معظمہ میں
بعون اللہ تعالیٰ غائب و غاسر و ذلیل و مغموم ہو چکا تھا یہاں تک کہ ملائے کرام حرم شریف نے اس کا
تام ہی بدل کر مغموم رکھ دیا تھا) متعین کیا کہ مکہ معظمہ میں تو پھل بیج نہ چلا مجتہد دین و ملت کے انوار مسلم
نے حرم شریف کے گوشے کو جگہ لگا دیا ہے یہاں کے ملائے کرام بعون الملک العلام فریب میں نہ آئیں گے
سرکارِ عظمیٰ مدینہ طیبہ میں ہنوز الدولۃ المکیۃ بالمدادۃ العیجیۃ (۱۳۲۳ھ) کا آفتاب طالع نہیں ہوا
اور مفتی شافعیہ کو خمس میں اشتباہ ہے ہی وہاں جل کیلیں۔ مغموم ماثوم ہے ذی پوش سمجھا کہ اس
قدر سے اپنے جگری چھیتوں کو وارنہ ادکی مصیبت جیوں کے اندرونی گھر سے زخم جانکاہ کا کیا مرہم
ہو گا کہ مسئلہ خود اہلسنت کا خلا فیہ ہے بڑھ سے بڑھ اتنا ہو گا کہ مفتی صاحب اپنا قول مختار رکھ دیں اور
دوسرے قول کو خلاف تحقیق بتائیں یہ تو اترو ملار میں صاب کرام کے وقت سے آج تک برابر جوتا آئی ہے
اور ہوتا رہے گا اس سے کیا کام چلے گا، لہذا اس میں یہ نمک مرچ ملائے گئے کہ اعظم حضرت مجدد
دین و ملت نے اپنے رسالہ میں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا علوم ذات و صفات الہی
کے جملہ معلومات الہیہ غیر متناہیہ بالفعل کو تفصیل نام محیط ٹھہرایا اور اس میں احاطہ میں علم الہی و علم نبوی
میں صرف قدم و حدود کا فرق بتایا ہے مفتر لوں پر کمال قہر الہی کا ثمرہ یہ کہ یہ من گھڑت باتیں
رسالہ اعظم حضرت کی طرف نسبت کیوں جس میں صراحتاً ان ابا طیل کا رد و دشمن زد ہے جس کا ذکر بعونہ تعالیٰ
عنقریب آتا ہے رسالے میں اگر ان باتوں کی نسبت ہاں نہ کیجئے ہر تا تو ان کا اس کی طرف منسوب کرنا
سخت غیث افزار تھا نہ کہ رسالے میں تبصریح نام روشن و واضح طور پر جن باتوں کا رد ہو انہیں کو اس کی
طرف نسبت کر دیا جائے اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون کہے قرآن عظیم میں جیسے مسیح کو خدا لکھا ہے
ان اللہ هو المسیح ابن ماریہ۔ (بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ ت۔) اس سے
یہی کہا جائے گا کہ او ملعون مجنون المیس کے مفتون سوچو کہ قرآن عظیم میں ایسا فرمایا ہے یا اس کا
رد ارشاد ہوا ہے کہ

عن ماثوم مجرم مزایا فہ کہ خدائے کبر کر وارشش بنارش نہاد ۱۲۔

سۃ القرآن الکریم ۵/۱۷

27

27

فقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح
ابن مريم قل فمن يملك من الله شيئا
ان امراد ان يهلك المسيح ابن مريم و
اصه ومن في الارض جميعا
بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں
تم فرمادو کہ کسی کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح
ابن مریم اور اُن کی ماں اور تمام اہل زمین کو فست
کر دینا چاہے۔

حضرت نے یہ مبارک رسالہ منظر میں تصنیف فرمایا اکابر علمائے مکتبہ خواہشیں کر کے اسکی
نقلیں لیں اس رسالہ کی قسم اول جناب مفتی برزنجی صاحب نے پڑھا کر کشتی عاشق شہ ہزار ہزار عاشق
اللہ زہار معقول و مقبول نہیں کہ معاذ اللہ خود حضرت ممدوح ایسے اجنبی انجس افراتے طغون تراشیں یا
اُن کا تراشدار وار کھیں بلکہ ضرور ضرور ان دل کے اندھوں نے اس مقدس مفتی کی عاہری تابینائی سے غادرہ
اٹھایا اور کوئی زکوٰۃ کارروائی دھوکے فریب یا تحریف تصنیف کی عمل میں لائی گئی۔ انہی بظری الکذب
الذین لا یؤمنون (افراہی بانہتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ ت) اپنے پرانوں المر جفون
فی الصدینۃ (بیز میں جھوٹ اڑانے والوں۔ ت) کا ترک پایا دیہ علم الذین ظلموا اے
منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کو کس کر دھڑ پر پٹا کھائیں گے۔ ت)۔

ثالثاً جناب نے کیا بھی اور کمال بھی نہ کیا۔ مفتی صاحب نے ان اقرائی اقوال پر بھی اتنا ہی
حکم دیا کہ غلط اور تفسیر قرآنی پر بے دلیل جرات ہے اشقیار کے طائفہ بھر کی چھاتیاں پھٹ گئیں کہ کھٹے ہاتھ
رسول کے شہر میں خدا کا تہ سر پر اوڑھنا اور کچھ کام نہ چور اب رامپور، بریلی، دیوبند، شاد جہون، انجمہ،
گلگود، دہلی، پنجاب وغیرہا کے سب پنج صیب جو اگر کینیاں ہوئیں اور اسے پاس ہوئی کراچی مسخو
تم اور عزم کرو۔ اسے افراہی کی کشین تو تمہارے گھر مل رہی ہے، مجد و ملت پر افراہی جوڑے سے
حضرت مفتی صاحب پر جوڑتے ہوئے یہ کہل مہے جاتے ہو بتا برآں پٹے افراہی وہ جو علوم ذات و
صفات الہی کا استشار رکھا تھا اب اپنے ہی چھپے ہوئے رسالے غایۃ المامول سے اُسے بھی اڑا دیا
جناب منور علی رامپوری اینڈ کو جو اس رسالہ غایۃ المامول کے لانے والے چھاپنے والے ہیں مسلمان
سب سے پہلے انھیں کی دن دیاڑے چوری اور سرزوری ملاحظہ فرمائیں۔ رسالے کے صفحہ ۲ پر مفتی صاحب

۱۴/۵

۱۰۵/۱۶

۶۰/۳۲

۲۲۴/۲۹

کی طرف منسوب عبارت تو یہ چھاپی :

ذهب فیہا ای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیہ محیط بكل شئ حتی المغیبات
الخصی وانه لا یستثنی من ذلک الا العلم
المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته۔

اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر شے کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیبات نفس کو بھی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے سوا کسی علم کو اس سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ (ت)

جس میں علم متعلق بذات الہی و صفات الہی کا صریح استثناء موجود ہے اور اس عبارت کے منطوق کا خلاصہ کا ترجمہ آخر کتاب میں یوں چھاپا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بھی ایسا ہی محیط ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا اور آپ کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی فرق نہیں سوائے حدوث و قدم کے۔ علامہ جو کہ وہ علم ذات و صفات کا استثناء ایک لغت اڑ گیا۔ اور بلا استثناء جمیع مطوعات الہیہ کو علم نبوی محیط ماننے کا بہتان جوڑ گیا۔ یہی اہل دین لوگ اکثر افسران کا نشانہ کرتے ہیں اس کا کچھ ٹکڑے نہیں مگر

ظہر بطلانہ است و ذودے کہ کف چراغ دارد

(چراغ کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔ ت)

کاموں اور ہی مزہ رکھتا ہے۔ جس کتاب میں تخریق کریں اسی کے ساتھ اسی کی پشت پر چھاپ دیں اور پھر سب بازار مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ نف نف نف نف سے کیا ہوتا ہے جب خدا کی لعنت ہی کا خوف نہیں پیرا۔ پھر اس چالبازی کی کیا شکایت کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی اعلانی علیہ رسالۃ ذہب فیہا، جس کا صاف مفاد یہ کہ یہ مضمون اس رسالہ کا ہے حالانکہ رسالہ میں اس کا صاف رد لکھا ہے، اور باطنی طائفہ نجدیت کے امام معصوم سخی آسان کذب و افتراء کے درمیان اس کا ترجمہ یوں کاٹتے ہیں، اپنے دوسرے رسالہ علم خیب کی مجید کو خبر دی اور اس کا یہ مدعا بیان کیا یعنی یہ مدعا زبانی بیان میں تھا نہ کہ رسالہ میں

تاکہ کوئی رسالہ کا تپا نہ دے کہ مجھ کو بچنے والا لوٹ دے کہ مقرر رسالہ میں یہ قول لکھا ہے یا اس کا رد کیا ہے۔ پھر اس ننھی سی کتب بیونت کا کیا ٹکڑے مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی فلہذا لجمہد اف بیات ان الایۃ الصمد کو رسالۃ لا تدل علی مدعا دلالة قطعیۃ

علیٰ اہل ذہب کی صراط مستقیم میں

جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنی جلتی اس بیان میں کی مذکی کہ آیت اُن کے دعویٰ پر ایسی دولت نہیں کرتی جو یقینی قطعی ہو۔ اب قصود ہا بیت کے خور عمل کا چمکتا ترجمہ سنئے۔ آیت مذکورہ تمہارے دعویٰ کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کہاں نفی یقین کے یقینی طور پر اثبات نہیں اور کہاں استہلال کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی دوسط کے ترجمہ میں یہ ڈھٹائیاں اور واں گھٹائیاں یہ دلربائیاں اور پھر وہیں و دیانت کا دعویٰ برقرار رکھنا چوں و صورتے محکم بی بی تمسیر (بی بی تمیز کے محکم مضبوط وضوح کی طرح - ت)

پھر یہ شرمیل جہانولی تو خاص انا نام دینے کے قابل کہ اسی صفحہ ۲۰ عبارت نفی صاحب میں قادیانی، پھر طاغہ امیر یہ امیر حسن سہسوائی، پھر طاغہ نذیر یہ نذیر حسین دہلوی، پھر طاغہ قاسم قاسم نالوتوی، پھر رشید احمد گنگوہی، پھر اشرف علی تھانوی یہ سارے کے سارے نام بنام مذکور تھے اور ان سب پر جبکہ وہ اقوال ان کے ہوں احکام کفر و منکول مسطور تھے، جن وہا بیت کی منور جان جو سرمائی نظروں سے اس کے ترجمہ پر آئیں تو یوں جھک دے کہ الوپ ہو جائیں کہ بندہ سستان میں کچھ لوگ گمراہ احمد اہل کفر ہیں جو ایسا ایسا کہتے ہیں منجملہ ان کے غلام احمد قادیانی وغیرہ وغیرہ۔ ملاحظہ ہو اپنے پانچوں کو کیا وغیرہ وغیرہ کے پر دے میں بٹھایا، وغیرہ کی خاک ڈال کر بتی کی طرح چھپایا ہے غرض سے

عیار جو متکار ہو جو آج ہو تم ہو

بندے ہو مگر خوف خدا نہیں رکھتے

ارے میاں! کیا کہنا ہے تیری اسس وغیرہ کا

یہی پردہ ہے سارے ایر غیسر انٹو خیرا کا

برقی کے وہابیہ بھی انہیں حضرت کی چال پر ٹھول کر اپنی بیاں والی تحریر سر بازار تشہیر کرا بیٹھے۔ مسلمانوں نے پانسو روپے انعام کا اشتہار دیا اگر ایک ہفتہ میں اپنے افتراؤں کا ثبوت دے دیں۔ یہ عداوت گری اور اس سے دو چند زمانہ گزارا اور پھر سہ چند تک فوجت پہنچی مگر کسی مغتری کذاب کے لہجہ نہ کھلے فہمت، ہندی کفر، واللہ لا یمہدی القوم اظالمین تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اشرارہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ (ت)۔ جسٹس روز بعد بعض بے جا پردہ نشینوں نے کسی اپنے سعید کی فرضی آرٹ سے دیوبندی کمیٹیوں کا نتیجہ چھاپا۔ پہلے دو اندھیر تھے تو اس میں افترا ۱، افترا ۲، افترا ۳ کے ڈھیر تھے اور واقعی کوئی

ملعون طائفہ اپنے لعنتی افراتوڑ کا ثبوت کہاں سے لے سوا اس کے کہ لعنتوں پر لعنت، غضبوں پر غضب اور ٹرے۔ اس پر مسلمانوں نے العذاب البلیس علی انجس حلائل ابلیس ان پر نازل کیا اور تیس ہزار روپے کا اعوان دیا اور ان کی مصلحت میں ہفتے کر دی اور ہر شہادت ان کے العباد کی ٹوکری ورجبٹی وغیرہ سب کے ظاہر پر تھانوی صاحب کے سر و گردی، اگرچہ برسوں کا تحسیر بہ شاہد ہے کہ وہ نہیں توڑے دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے، ان کی غبر دہن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوجھے خیر ایک تدبیر تو کفر پارٹی کی رہتی۔ دوسری تدبیر لعنت تحیر اسٹیلوٹی کی ہوتی تصویر فلک شیخت کی بہر منیر ابلیس لعین کی بڑی جمشیر افندہ و رسول پر حملہ کے لئے کفر پارٹی کی شکل شمیر یعنی رسالہ ملعون و شقی ظلمتیں سیف النقی۔ اس خبیثہ ملعونہ رسالہ نے وہ طرز اختیار کی کہ وہاں یہ خدا ہم اللہ تعالیٰ پر سے ۲۵ برس کا قرضہ ایک دم میں اتر دیا ہے۔ آستانہ طوبیہ رضویہ سے پینتیس سال کا مل جوئے کو دیا گیا زوال شامت پار ہا ہے اور آج تک بفضل وہاب جل و علاہ جواب رہا ہے کسی گشتگوئی، نا توئی، اتبٹنی، تھانوی، دیوبندی، دہلوی، امرتسری کو کتاب نہ ہوئی کہ ایک حرف کا جواب لکھیں اور جب مطالبہ جواب کتب کا نام آیا ہے جنکھیں طائفہ نے جو منظر درشت رہے ہیں وہ وہ چک پھیریاں لیں وہ وہ ارمان گھاٹیاں دکھائیں جن کا بیان رسالہ الاستمتاع بذوات القناع سے ظاہر شریفہ و خلیفہ رشیدہ رسیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادب پر و ضیق کو ایسی فراخی حوصلہ کی لئے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے خصلوں کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں، اور وہ بھی بے مثل و لا جواب لکھ دیں یعنی خصم کا جو قول چاہیں نقل کریں اور اس کے مخالف جتنی جہاد چاہیں خصم کے آثار و اہلاد و مشائخ کی طرف سے گھر لیں اور ان کی تصانیف کے ہم بھی تراش لیں، ان کے مطبع بھی اپنے افراتوڑی سنانے میں ڈھال میں اور سر بازار بکمال حیا آنکھیں دکھانے کو ہو جائیں کہ تم تو کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف ظلال کتاب میں یوں فرماتے ہیں، تمہارے ہمدرد کا ظلال کتاب میں یہ ارشاد ہے، ظلال مشائخ کو ام ظلال ظلال کتاب میں یوں فرمائے ہیں، ان کتابوں کے یہ نام ہیں، ظلال ظلال مطبع میں چھپی، ان کے ظلال ظلال مطبع پر یہ جہاد ہیں، کہتے اس سے بڑھ کر پکا اور کامل ثبوت اور کیا ہوگا، اور بنائیت الہی حقیقت دیکھتے تو ان کتابوں کا اصل کہیں روئے زمین پر نام و نشان نہیں، بڑی من گھڑت خیالی تراشیدہ خواہائے پریشان جن کی تعبیر فقط اتنی کہ لعنتہ اللہ علیہ

عہ یہی واقع ہوا دس برس سے زیادہ گزرے تھانوی صاحب خاموش باغ ہوش۔

الکذیبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت - ت) شفا،

(۱) صفحہ ۲ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتعلین علی حضرت کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد ثقی علی خاں قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑی اور بکمال بیچائی کہ دیا کہ مطبوعہ صمدی سیٹاپور صفحہ ۱۵۔

(۲) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام ہدایۃ الاسلام علی حضرت کے جد امجد حضور پر نور سیدنا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے تراشی اور بکمال طعونی کہ دیا کہ مطبوعہ صمدی سیٹاپور صفحہ ۳۰۔

(۳) صفحہ ۱۱ اور صفحہ ۲۰ پر ہدایۃ البریہ مطبوعہ صمدی کے علاوہ ایک ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور علی حضرت کے والد روح اللہ روحہ کے نام سے گھڑی اور اپنی تراشیدہ جہاتیں اس کی طرف منسوب کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں، صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں اور سب محض بناوٹ۔

(۴) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام خزینۃ الاولیاء حضور اقدس اور حضرت سیدنا شاہ حمزہ ماریہ روی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اقدس سے گھڑی اور بکمال شقاوت کہ دیا کہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۔

(۵) صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتعلین علی حضرت کے جد امجد نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے نام سے گھڑی اور بکمال شیطنت کہ دیا مطبوعہ ٹکھنہ صفحہ ۱۲۔

(۶) صفحہ ۲۱ پر حضرت اقدس حضور سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات دل سے گھڑے اور بکمال ابلہیت کہ دیا کہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۱ اور خبیثہ شقیہ نے جو عبارت جی سے گھڑی وہ ہوتی تو مکتوب ہوتی نہ کہ ملفوظ اور اس کے اخیر میں دستخط بھی گھڑائے کتبہ شاہ حمزہ ماریہ روی رضی اللہ عنہ کی مہر کا اثر کہ اندھی خبیثہ کہ ملفوظ و مکتوب کا فرق تک معلوم نہیں اور دل سے گھڑنت کو آندھی۔

حبیب بھی کرنے کو ہنسہ چاہئے

حکم فقہ پر بیشتر بہتر

(۷) خبیثہ ملعونہ نے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مراۃ الحقیقۃ حضور انور و اکرم خورشید دو عالم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم ہر ماہ نور سے گھڑی اور کمال بے لہائی کہہ دیا کہ
مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۔

(۸) صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد عطر اللہ مرقدہ کی ہر مبارک بھی دل سے گھڑی، اور اس کی یہ
صورت بنائی،

نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱

حالانکہ حضرت والا کی ہر اقدس یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہوتی ہے،

۱۲۶۹
مولوی رضا علی
مولوی علی خاں

(۹) حضرت اعلیٰ قدس سو کی وفات شریف، ۱۲۹ھ میں واقع ہوئی خبیثہ نے ہر کائنات ۱۳۰۱ھ کا
یعنی دصال شریف کے چار برس بعد ہر کندہ ہوئی۔ سچ ہے جب لعنت الہی کا استحقاق آتا
ہے۔ آنکھ، کان، دل سب پٹہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) تقویت الایمان بر سے اعتراضات بزور زبان اٹھانے کو صفحہ ۲۸ پر ایک تقویت الایمان
مطبوعہ مصر طبعی گزشتہ اور اس سے وہ عبارتیں نقل کر دیں جس کا دنیا بھر کی کسی تقویت الایمان
میں نشان نہیں۔

جب حالت یہ ہے تو اپنی طرف کی فرضی خیالی تصانیف گھڑ دینے کی کیا شکایت۔ محمد تقی امیری جو
کوئی شخص اس کا مصنف ٹھہرایا ہے، غالباً یہ بھی خیالی گھڑایا کم از کم اسم فرضی ہے۔ ایک بزرگوار نے
پہلے ایک اسی رنگ کا رسالہ حمایت اعلیٰ حضرت میں لکھ کر یہاں چھاپنے کو بھیجا تھا جس میں مخالفت ان
حضرت والا کے کلام ایسے ہی فرضی نقل کئے تھے۔ الحمد للہ اہل سنت ایسی طعن باتیں کسب
پسند کریں، یہاں سے دھتکار دیا تو مخالفت ہو کر دامن و بایرون کا پکڑا اور ان کو یہ رسالہ سیف النقی
بھیجا۔ جوئے معبود کے پجاری تو ایسوں کے بھوکے ہی تھے باسم المعبود الکذاب اللہیم
کہہ کر قبول کر لیا اور اعلان چھاپا کہ ہندہ کی معرفت یہ رسالہ اشرف علی وغیرہ بزرگان کی جملہ
تصانیف مل سکتی ہیں۔ راقم اصغر حسین مدرسہ دیوبند۔

مسلمان اپنی ہی عادت پر قیاس کرتا ہے، گمان تھا کہ وہ حضرات بچیا سے بے حیا ہوں

پھر بھی ایسی ہی سخت سے سخت ناپاک ترغیبت گندی گھنواؤں ابطیسی طعون تحریر کا نام لیتے کچھ تو شرابی
جس کی کمال بیجا تریوں ڈھاتیوں کی نظیر جہاں بھر میں کہیں نہ پائیں گے۔ مگر واضح ہوا کہ وہاں بغضب الہی
ایک حمام میں سب نکلے ہیں، مدرسہ دیوبند سے اس کی اشاعت تو دیکھ ہی چکے، اب درجہ بھٹی صاحب
کی حیا راجحہ جو ۱۴ ربیع الآخر شریف کو جناب تھانوی صاحب سے رجسٹری شدہ نوٹس میں استفسار
فرمایا تھا کہ کیا آپ مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے درجہ بھٹی صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا ہے۔
آج سوا مہینہ گزرا تھانوی صاحب کو تو حسب عادت جو نوٹنگ جاتا تھا سوٹنگ گیا یا دماغ شریف سوٹنگ کی
ناس سے اُدھکتا ہی رہتا ہے اور بھی اُدھکتا گیا۔ مگر ۲۰ ربیع الآخر شریف کو درجہ بھٹی جی اچھا اُدھاپنی ہی غفلت
نسبت کے موافق بہت کچھ کلمات ناپاک اُدھ غلیظ اپنے وہی شریف سے اُگلے اور ایک دو ورق اپنے نصیبوں کی
طرح سیاہ فرمایا جس کا حاصل صرف اس قدر کہ ہاں ہم تھانوی صاحب کے وکیل ہیں۔ کیا ہم نہیں کہتے
کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہم نے معززوں کے سامنے کہہ دیا ہے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہاں ہاں
لو، خدا کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں تھانوی جی سے یہ کہہ دو چھو کہ تم نے وکیل کیا یا نہیں، ہم جو کہہ رہے ہیں
کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اچھا تھانوی جی نہیں بولتے کہ ہم ان کے وکیل ہیں، تو ان کے نہ بولنے سے
کیا یہ بٹ جائے گا کہ ہم تھانوی کے بول ہیں، ہم خود قبول رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں تو گنگوہی
کی آنکھوں کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ مسلمانو! خدارا انصاف یہ صورتیں مناظرہ کرنے کی ہیں۔ اللہ و
رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جیسی عزت ان کی نگاہوں میں ہے طشت اذہام
سے اسی پر تو عرب و قحط میں حل و حرم میں ان پر لعنتوں کا لام ہے۔ ہاں بعض دنیاوی عزتوں کا بھاری
بوج پڑا کہ دفع الوقتی کو درجہ بھٹی صاحب مناظرہ دہی کے لئے اپنے منہ آپ جناب تھانوی صاحب کے
وکیل بن بیٹھے۔ اول روز سے تھانوی صاحب پر تمام رسائل و اعلانات میں یہی تعاضا سوار تھا کہ
خود مناظرہ میں آتے ہول کھاتے ہو، کھاؤ، اپنے ہر دستخط سے کسی کو وکیل بناؤ، بار سے اب
خدا خدا کر کے وکالت کی پھٹک سنی تو اس کی تحقیقات حرام ہے۔ خود ساختہ وکیل صاحب کا جبروتی حکم
ہے کہ جناب تھانوی صاحب کی ٹہر کیسی دستخط کہاں کے۔ ان سے پوچھنا ہی بہ ضابطہ ہے۔ ہم
خود ہی جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے۔ تھانوی کو
رجسٹری شدہ نوٹس پہنچا جس میں وکیل کرنے نہ کرنے کو ان سے پوچھا وہ نہ بولے، لاکھ نہ بولیں، ان کے
نہ بولنے سے کیا ہوا، بس اتنا ہی نہ کہ یہ سمجھا گیا کہ انہوں نے ہم درجہ بھٹی صاحب کو وکیل ہرگز نہ کیا۔
پھر اس سے کیا ہوتا ہے ہم خود فرما رہے ہیں کہ ہاں ہم کو تھانوی جی نے وکیل کیا ہے۔ اس ہماری

ہاں کے آگے تھانوی جی کے نامے نوئے یا ہائے ہوئے یا ٹال مٹول یا اول قول یا قول فعل کسی حرکت کا اصل اعتبار ہی کیا ہے، آپ نے نہیں سنا کہ عثر گھر سے آیا ہے معتبر نافی

مسلمانوں اور فقط مسلمانوں بھان بھر کے ذرا سی بھی قتل و قہر و کھنڈ والو! کہی اسس مزہ کی وکالت کہیں سنی ہے، گویا اس پرانہ سالی میں دیوبندیوں نے گھر گھار کر دو گز اٹیا کیا سر پر لپیٹ دی گورنمنٹ گنگوہیت نے درجنی صاحب کے پیرسٹری کا بٹا لگا دیا کہ موکل کے انکار اقرار کی کچھ حاجت نہیں فقط ان کا فرمانا کافی ہے، یادہ تمام دیوبندیوں خواہ خواہ تھانوی صاحب کے گھر کی عام مختاری کا ڈپلومہ اُن کے پر دینا تھا جس کے بعد توکیل کی نسبت دریافت کرنا ہی بے ضابطگی ہے۔

مسلمانوں! کیا وکالت یونہی ثابت ہوتی ہے، کیا اس سے درجنی صاحب کی محض جھوٹی وکالت کا ہوائی جہولہ نہ چھوٹ گیا۔ جناب تھانوی صاحب نے دبی زبان بھی اتنی ہانک کر دی کہ میں نے وکیل تو کیا ہے کیا ایسے ہی منہ مناظرہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اشدہ جناب تھانوی صاحب کی یہ گریز فرار! یہ بھول، یہ خوف، یہ صحت اور اس پر اذتاب کی یہ حالتیں! اور پھر مناظرہ کا نام بدنام! اسے نامزدی تو خدا نے دی ہے۔ مار مار کر تکتے جاؤ ازل ذلت لعیبو! انہیں حالتوں پر غلغلے اسلام کو لکھتے ہو کہ خدا نے جو ذلت اور رسوائی آخری عمر میں آپ کی گردن کا طوق بنادیا ہے کیا ان ناپاک چالوں اور بے شرمی کے جیلوں سے ٹال سکتے ہیں۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة (ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری۔ ت) کے مصداق ہو کر عزت کی طلب فضول اور عیث ہے۔

ارے منافقو! تمہارے اگلے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ گئے تھے کہ،
لشن ماحضانی المدینۃ لیخرجن
والاعزمنہا الاذل
اگر ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے (ت)

اس پر قرآن عظیم نے کیا جواب دیا:
وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین و
لکن المنافقین لا یعدون۔
عزت تو اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقین کو خبر نہیں۔

وہ ملازم ہمیشہ الہی عورت کو ذلت ہی تعبیر کرتے یا اندھے ابلیس کی اندھی نسلوں کو عورت کی ذلت نہیں سمجھتی، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انہیں مارے کہاں اور نہ سے جانتے ہیں۔

یہی ترکہ اگر آپ نے پایا کیا جائے شکایت ہے۔ واقعی جن کو اللہ عزوجل اور خدا کے انکی اور نہ ہی اور نہ ہی مت میں اس سے بڑھ کر ناپاک چال اور بے شرمی کا جیل کیا ہے کہ زید سے پوچھا جائے خود جو اپنے آپ کو تیراکیل بتاتا ہے کیا تو نے اسے وکیل کیا ہے اور کمال پاک چال اور بڑی شرمیلی جید گری کیا ہے یہ کہ ۳۵ سال فرہیں کھا کر بعض دنیاوی رئیسوں کے دباؤ سے جب دم پر بنے تو ایک بے معنی خود وکیل بنے جب فرمائی موکل صاحب سے تصدیق طلب ہو کر کیا آپ نے اسے وکیل کیا تو پھر یا منظر العجائب جواب مع عجیب غائب بس اور تو کیا کہوں اور اس سے بہتر کہ بھی کیا سکوں جو قرآن عظیم مندرجہ چکا کہ،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انہیں مارے کہاں اور نہ سے جانتے ہیں دلتا خیر، یہ تو مناظرہ دہلی کا خاتمہ تھا جو تھانوی صاحب کی کمال دہشت خواری بے تکلف خواری یا درجہ بندی یوں میں اُن کی آخری عمر کی سخت ذلت و خواری پر ہوا۔ اور ہونا ہی چاہئے تھا کہ مستردان پاک فرما چکا تھا،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۰ بیشک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (ت) اور صاف ارشاد کر دیا تھا،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انہیں مارے کہاں اور نہ سے جانتے ہیں (ت) یہاں کہنا یہ ہے کہ سالہ طعونہ جیٹہ مذکورہ کے کو تک آپ علامہ فرما چکے اور عا شاہ اس کے چارم کو تک بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیوبندی حد سے اگرچہ اس کی اشاعت کا اعلان ہے، مگر کوئی دیوبندی مٹانا ایسی ناپاک طعونہ کو اپنی کتے کھ تو لے جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ اب بھی درجہ بندی صاحب، نہیں نہیں بلکہ کچھ دنوں کے لئے ان کے منہ میں تالوی صاحب، ہاں ہاں یہی سارے کے سارے دیوبندیوں کے مشککشا، مناظر، پریسٹر، پلیڈر، حاوی جملہ اصول و نظائر اپنے اُسی خواری نامہ ۳۰ ربیع الثانی میں فرماتے ہیں، تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے۔ سیف النقی اور

۳۰/۹ ۱۰ القرآن الکریم
۳۰/۹ ۱۰ ۱۰

۳۰/۹ ۱۰ القرآن الکریم
۶/۳ ۱۰ ۱۰

دین کا دوسکا تو طبع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ سے گزرا ہو گا، لشہاب الثاقب اور رجم بھی طبع ہونے والا ہے وہ دیکھتے کس فخر کے ساتھ اس ملعونہ کا نام لیا ہے۔ اللہ اللہ مسلمانوں، نہ صرف مسلمانوں، دنیا بھر کے ماعلوں سے پوچھ دیکھو کہ کبھی کبھی ایسا ہی کیا گیا ہو گا، کوئی سے گھناؤنی، بیباک سے بیباک، پاجھی، کینٹی، گنڈی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔ آنکھیں میچ کر گندہ اندہ پھاڑ کر ان پر فخر کئے۔ انھیں سر بازار شائع کیا اور ان پر افتخار ہی نہیں بلکہ ہنسنے ہیں کہ ان میں کوئی تھی تو بی، چادار، شریلی، بانگی، ٹیل، میٹھی، رسیلی، اچیل، ایلیل، چنپل، ایل، اجدو، دھیا، باشی، آنکھ یہ تان لیتی اچھی ہے مگر ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہساں کی گھونٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی یا غزوہ تراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا ہے کہ خود اسی کے شیطان بھائی پر شہاب ثاقب ہے اس میں وہ حیا پریدہ گیسو پریدہ افتخار سے استناد، استناد سے اعتماد تک بڑھی ہے کہیں تو اسی ملعونہ بظلم مسات سیف النقی کا آنچل پکر کے سند لاتی اور اس کا بھی سہارا چھوڑ خود اپنی طرف سے وہی جہ شری ثانی وہ تازہ فخرہ پاروں تک پہنچا تو ان شاء اللہ العزیز اس کی جہ انگریز جانیگی۔ مسلمانو! بلکہ ہر مذہب کے ماعلو! کیا ایسوں سے کسی مناجات کا عمل رہ گیا کیا ان کا حجر لاکھ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا۔ بد نصیبوں میں کچھ بھی سکت ہوتی تو ایسی ناپاک حرکت جس کی نظیر آریوں، پارویوں، ہندوؤں، بُت پرستوں کسی میں نہ ملے ہرگز اختیار نہ کی جاتی۔

ارے دم ہے کسی تھا تو، درجنگی، سرہنگی، سرہنگی، انٹھی، دیوبندی، تان توئی، گنگوہی، امرتسری، دیوبی، جنگلی گڑھی میں کہ ان من گھڑت کتابوں، ان کے صفوں، ان کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی ماعل کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے سے

اسی کو ٹھٹھ یہ لپکا کہ کوئی منہ نہ لگے تیرے

جو تجھ سے بڑھ کے گندہ جودہ پاجھی منہ لگے تیرے

بھلا یہ تو اصغر حسین جی دیوبندی و مرتضیٰ حسن جی درجنگی و حسین احمد جی ابودھیا باشی کے تاجھے تھے خود پرانے جہان دیدہ گرم و سرد چشیدہ عالیجناب تھا تو صاحب کا چرخہ ملاحظہ ہو۔

ارے بے دم ہے کسی دیوبانی بے دم میں

اسی ذی القعدہ سن ۱۳۲۰ کی تاریخ کو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے تھا تو صاحب کا چرخہ کے نام ایک مفاد مذہب عالیہ منشی بنام تاریخی ایجابات اخیر (۱۳۲۸ء) اضافہ فرمایا جس کے تذکارات نمبر ۹ میں ارشاد ہوا: یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کچھ کسی گھر سے دیکھے مگر والا جناب! ایسی ایسی صورتوں

میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے شرماتے۔ اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہ دی یہاں تک کہ انہوں نے سیف النقی جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی اور پر یا پادری سے بھی بن نہ پڑی۔ پھر استفسارات میں فرمایا،

(۷) آخر آپ بھی اللہ واحد قہار جل و علا کا نام تو لیتے ہیں اُسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علمائے مناظرین کہہ رہے ہیں صاف صریح اُن کے غیر بحال اور نہایت گنہگار حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں۔

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلفی اختیار کریں، چھوڑیں، بیچیں، بانٹیں، شائع و اشکار کریں، پیش کریں، حوالہ دیں، افتخار کریں، امر بے کورہ کو رد وار کریں، تو کب انسداد و انکار کریں کسی غفل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا۔

(۹) اُسی واحد قہار جل جلالہ کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کے مشورے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور اس سکوت کا حاصل اجازت ہے یا نہیں اُن۔

تھاوی صاحب حسب عادت خاموش و خود فراموش غرض بات وہی ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے تھے

بیجا باش آنچسہ خواہی کُن

(بے حیا ہو جا پھر حیا ہے کہ - ت)

خیر ایسوں کے منہ کہاں تک ملیں اصل بات جس پر اس تمہید کا آغاز شاعر عن کریں کہ اللہ عز و جل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدم ثباتِ حادۃ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریتِ شیطان دوسرے ڈالے تو اس پر اعتقاد نہیں کرتے پھر جب امر حق جھٹک دکھاتا ہے معاً ہوشیار ہو جاتے اور اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کی تصدیق والا حضرت بالا درجت مصلیٰ برکت حضرت سید حسین عید ربیہا صاحب قبلہ حسینی زیدی واسطی مارہری دامت برکاتہم کا واقعہ نفیس ہے حضرت والا اجلہ سادات عظام و صاحبزادگان سرکار مارہرہ مطہرہ و تلامذہ اہل حضرت تاج الفحل محب الرسول مرثیہ مولوی حب فظ حاجی شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ الشریف سے ہیں لکھنؤ اپنے بعض ائمہ کے

معالجہ کو تشریف لائے تھے۔ شیاطین غراب نوار دیوبندی کی غزائیں تو ہندوستان میں برساتی شہرات الارض کی طرح پھیلی ہیں حضرت جھوٹائی ٹولہ میں فروکش تھے دروازہ کے قریب ایک شب کچھ دیوبندی غزالیوں کا آپس میں یہ ذکر کرتے سنا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل ہو گئے ہیں اور یہ عقیدہ کفر کا ہے اور حسب عادت افراتفرات ہٹ رہے تھے حضرت کو بہت ناگوار گزرا، مگر اللہ اکبر اور رب عزوجل کا ارشاد کہ :

اِنَّ جَاهِدَكُمْ فَاَسَقُّ بِنَبِيٍّ فَتَبَيَّنُوْا ۙ جِب کوئی فاسق تھا رہے پاس کچھ خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر رہے۔

اور حضرت میں دین میں ہی کی حرارت، صبح ہی انحضرت مجدد المائۃ الحاضرہ کے نام والا نام تحریر فرمایا جس کے ہاشمی تئوریہاں تک تھے کہ ہر نوع مجکو اپنی تسکین کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو فرما دیجئے۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا تھا، اگر اس میرے عزیز کا جواب شافی آپ نہ دینگے تو یہ عقیدہ علم غیب کا مجھ کو اپنا تبدیل کرنا پڑے گا۔

انحضرت مجدد دین و ملت نے فرمایا یہ خط جو اس وقت بنام خالص الاعتقاد آپ کے پیش نظر ہے حضرت والا کو جیڑی بھیجا اور اس کے ساتھ اتباع المصطفیٰ وحسام الحرمین ذہبہدایمان و بطش غیب و ظفر الدین الطیب و غیرہ بھی ارسال کئے۔ الحمد للہ کہ اُسی آیت کریمہ کا ظہور ہوا کہ تذکرہ افاذہم مبعوث تقویٰ والوں پر شیطان کچھ دوسرے ڈالے تو وہ معاً موشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اس خط درست تل کو تمام و کمال تمہیں ہفتہ میں ملا حفظ فرما کر حضرت والا نے یہ دودھ گرا می نامی اعلیٰ حضرت کو ارسال فرمائے۔

نامہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین ونسئلہ علی نبیہ الکریم

حضرت مولانا و بالغفل اولنا و ام ظلم و برکاتہم و عمرہم۔

از احقر سید حسین حیدر بعد تسلیم نیاز عرض خدمت عالی اینکه فراز شش نامہ عالی عرضدار لایا

عہ اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی وہ تو سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

معزز فرمایا اور تعالیٰ ذات والا کو بایں تجرید و تاسیس دین متین سلامت رکھے اس صدی کے مجدد اللہ تعالیٰ نے ہمارے سب کے واسطے ذات عالی کو بھیجا ہے رسائل غایت فرمودہ جناب میں نے حق بکون پڑھے اور تمام دن انھیں کے مطالعہ میں گزارتا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کی زبان سے سنا تھا اسی جہل متین کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا اب اس تقریر والا نے تو میرے اس عقیدہ کو ایسا فلول کر دیا ہے کہ جس کا بیان نہیں فتویٰ انبار المصطفیٰ نے بوجہ اپنی طبع کے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس تحریر کے بعد مجھ کو حاجت رہی، فسقہ تمہید ایمان مگر دیکھ کر میں اپنی مسرت کا حال کیا عرض کر دوں علامتے حمید شریفین نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ مشتے نمونہ خردوار ہے اور میرا یہی عقیدہ ہے اخوت اسلامی و رشتہ خاندانی سے قطع نظر کر کے ابتداء سے میرا یہی عقیدہ ہے کہ اب ہندوستان و عرب میں آپ کا شل نہیں ہے اور یہ امر بلا مبالغہ میرے دل میں داغ ہو گیا ہے وہ لوگ جن سے اس بات میں مجھ سے گفتگو ہوتی تھی ابھی تک مجھ کو نہیں ملے ہیں اب وہ ملیں تو رسالہ عربین دکھاؤں اور جواب لوں میں نے دیوان نعت برادر محسن رضا خان صاحب مرحوم کو لکھا مرحوم مجھ سے وعدہ فرما گئے تھے کہ بعد طبع تجرید کو ضرور بھیجوں گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی آغوش رحمت میں رکھے۔ مورخہ ربیع الثانی یوم دو شنبہ رسالہ مطبوعہ جدید مجھ کو ضرور مع دیوان بھیج دیں آج کل انھیں سے دل بہلتا ہے مگر وہی مطالعہ میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے، زیادہ نیاز فقط، احقر سید حسین حیدر از نکتہ جہوائی تولد، مکان حکیم حسن رضا مرحوم۔

اس مدت میں رسائل کیں کس طرح پہنچے و بارش سنگی و پتھان جاگڈاڑ بھی بغضہ تعالیٰ تھا رہ گئے کہ حسب الحکم مع دیوان نعت شریف مصنف حضرت مولانا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روانہ خدمت حضرت والا کئے گئے ادھر اس مدت میں حضرت والا کو وہ مخالفین بھی مل گئے جن کو پرانی تلواریں دکھا کر حضرت نے پسپا کیا اور یہ دوسرا نامہ نامی احضار فرمایا۔

نامہ دوم

حضرت مولانا ابوالفضل والحمد اولستادہ ظلم و برکاتہم علی سائر المسلمین۔ بعد تسلیم نیاز آنکہ پولندہ دیوان نعت شریف مع رسائل علیہ حضور پہنچے اللہ آپ کو زندہ رکھے جن لوگوں سے میری گفتگو ہوئی تھی وہ انھیں مرتضیٰ حسن و برکتی کے اتباع میں ہیں، بارش سنگی و اشتہارات میں نے سب ستائے

عہ مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲

اس پر بڑا تعجب ظاہر کیا، میں نے کہا کہ مولانا صاحب نے مناظرہ سے انکار نہ فرمایا، بلکہ ان شرائط پر مباحثہ و مناظرہ تمام طاقت سے فرمایا، اشتہارات وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ ان تک پہنچے نہیں ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ رسالہ کا جواب فوری نہ دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا منہا ہوا سچ ہے کہ ڈاک ٹٹ گئی۔ اُس پر کہا کہ اب ہم تحریر کرتے ہیں رسالہ کا نام وغیرہ جو جواب آئے گا آپ کو مطلع کریں گے، پھر کہا کہ مولوی صاحب کو لازم نہ تھا کہ علمائے دین کی کفیر کرتے قلم اہل کا بہت تیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لئے پیدا ہوئی ہے، اب نکواریں رہی تو خدا سے تعلق نہ رہی گاٹ چھانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے۔ اثنائے ذکر میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ایک شاگرد کے مقابل میں مولوی صاحب کا سارا ادب دشمن ہو گیا اگر وہاں سے پہلے نہ آتے تو بڑی مشکل پڑتی۔ میں نے کہا یہ ہی ایک فقرہ آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے مضمون کی شہادت جو علماء عربین نے دی ہے وہ میرے پاس ہے اسے دیکھ لیجئے کیسا کیسا بڑا کھٹا مگر اس طرح کا کوئی فقرہ آپ نکال لائیں تو میں مانوں، جہاد میں نے پڑھنا شروع کیا اور ان حیا داروں کا رنگ متغیر ہونا شروع ہوا میں لا حول پڑا کہ کھڑا ہوا فقط ۲۹-۳-۱۔

مسلمانو! حضرات کی حیا ریاں نکاریاں حیا داریاں ملاحظہ کیں حضرت والا سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی طرح جس بندہ کو خدا عقل و ایمان و انصاف دے گا وہ ان نکاروں و اجیس شعاروں پر لا حول ہی پڑے گا۔ اب بے رحم نہ تھے خالص الاتحاد مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان و یقین و محبت و غلامی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تازگی دیجئے والحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام علی سیدنا و مولانا و آلہ و صحبہ و اہلہ و حزبہ اجمعین آمین۔

سید عبدالرحمن غفرلہ

عہد اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لیا تھا سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

رسالہ

خالص الاعتقاد

(اعتقاد خالص)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلي على رسولہ الکريم

بشرف خطہ عالیہ حضرت والا درجیت بالا منزلت، عظیم البرکۃ حضرت مولانا مولوی سید حسین حیدر

میاں صاحب قبلہ و امت برکاتہم الطیر، بعد تسلیم و آداب خادمانہ عارض،

(۱) حضرت والا کو معلوم ہو گا کہ دہلی سیدہ کنگوہ و دیوبند و نالوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سسوان خزانہ

تعالیٰ نے اللہ عزہ و جلا و حضور پر نور سید الانبیاء و المرسلین افضل الصلوٰۃ و الشانہ کی شان میں کیا کیا کلمات طعنہ

نوٹ کیا، یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے

جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیباچہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورت حال

پر پریشانی ہو کر تحقیق کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں

مذکور ہیں۔

الحمد لله

بکے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامرہ علیہا حرب و ہند نے ان کی تکفیر کی۔ کتاب حسام الکرمین مع تمہید ایمان و خلاصہ فوائد فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے اولین تمہید ایمان و خلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً خلاصہ فرمائیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتاب مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول (جل و علا و عظمت اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے برگزیدوں کی جو حالت اضطراب و یق و تاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چھپنے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے۔ پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سوسو پہلو بدلتے، اداہر اداہر پٹے کھاتے ہیں، مگر اصل بمبٹ کا جواب دینا درکنار اس کا نام لے کر بول کھاتے ہیں۔ برگزیدوں میں مرنے والے حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار و خاں شہداء اللہ امرتسری غیر مقلد صرف اسی لئے غل مچاتے، بخشیں بدلتے، گالیاں چھاپنے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کا بھی جواب غائب اور پیچیدہ دستور۔ یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ نظریاتین الجید و نظریاتین الطیب و استہدایہ ضروری نویس و استہدایہ نیاز زمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ لکھنؤ شمس پور و رسالہ باریش سنگی و رسالہ پیکان جاگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالیٰ ان سے کہہ دوں گا کہ ارسال خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصر عرض کروں کہ بعونہ تعالیٰ اظہار حق و بطلان باطل کو پس ہوں۔

امراول

وہابیہ کی افراط پر ازیاں

ای چاروں کے علاوہ خدا و رسول جل و علا و عظمت اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برگزیدوں نے ادھر یہ کمر لگائے کہ کسی طرح سارہ ضد بالتعب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کعبہ یا خصال لگا سکیں۔

اس کے لئے مسئلہ غیب میں افراط چھانٹنے شروع کئے۔

(۱) کہیں یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ذاتی، بے عطاء الہی مانا ہے۔

(۲) کہیں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، عظیم الہی سے مساوی جانتا ہے، صرف قدم و

حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۳) کہیں یہ کہ باشتیارات و صفات الہی باقی تمام مطوعات الہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط ہوتا ہے۔

(۴) کہیں یہ کہ امور غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حسابی شمراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ سب ان اشقیاء کا اقرار ہے۔

پتے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس قریر

میں ہے ؟

قل ھا تورا برھا نگو ان کنتم صدقین ۱
فاذلم باتوا بالشہداء فاذلک عند اللہ
ہم الکذ بون ۲

تم فرادہ اپنی دلیل اگر پتے ہو۔ (ت)
تو جب گواہ نہ دے تو وہی اللہ کے نزدیک
جھوٹے ہیں۔ (ت)

انما یفتقری الکذاب الذین لا
یؤمنون بائ اللہ اولہک ہم الکذ بون ۳
جھوٹ بھتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر
ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (ت)

یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو پریشان کرتے ہیں، ان کا پریشان ہونا حق بجانب
ہے۔ اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مفسرین کذاب اگر ان کلمات
کا خود مجھ سے استفسار کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رد و البطل نہیں کرتا۔
فقیر نے مکتبہ میں جو رسالہ "الدولة العلیة بالمادة الغیبیة" اس باب میں تصنیف
کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رد صریح موجود ہے۔ ان باطل
کلمات یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رد نکھے وہ رد و خلاف حقیقۃً انہیں طعن افراؤں پر عائد ہوگا
نہ اس پر جو ان اکاذیب سے بچد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مفسرین کذاب دین دیا ہے۔

و یصلو الذین ظلموا اعت منقلب
ینقلبون ۴
اور اب جانتا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کو روٹ پر
پٹا کھائیں گے۔ (ت)

۱ القرآن الکریم ۱۳/۲۴
۲ " ۲۲۹/۲۶

۳ القرآن الکریم ۱۱۱/۱
۴ " ۱۰۵/۱۶

حضرت والا کو حق سبحانہ و تعالیٰ شفا سے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اگر براہ کرم قدیم لطف عظیم
یہاں تشریف فرما ہو کر خادم فوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین ایبکس و مولانا عثمان
بن عبد السلام مفتیانِ مدینہ منورہ کی اصل تقریقات اُن کی مہری دستخطی موجود ہیں، نظر انور سے
گزار دیں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مغفروں کے اقرائس
درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی یدِ باطن کے اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ثبرا اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اٹھاتا ہے۔ والعیاذ
باللہ رب العالمین۔ میرے رسالہ کی نظر ادل میں ہے،

(۱) العلم ذاتی مختص بالمولیٰ سبحانه
وتعالیٰ لا یکن لغيره ومن اثبت شیئاً عنہ
ولو ادنی من ادنی، من ادنی من ذرۃ لاحد
من العالمین فقد کفر واشترک بیلہ
(۲) اُسی میں ہے،

اللاتناہی الکی مخصوص بعلم
اللہ تعالیٰ یہ
(۳) اُسی میں ہے،

احاطۃ احد من الخلق بعلوم ما مت اللہ
تعالیٰ علیٰ جہۃ التفصیل اتمام معال شریعا
وعقلا بل لو جمیع علوم جمیع العلمین
اولاً و آخرالما کانت لہ نسبت ما اصلا الی
علوم اللہ سبحانه وتعالیٰ حتیٰ کفیۃ حصۃ
من الف الف حصص قطرة الی الف الف بحر
کسی مخلوق کا معلوماتِ الہیہ کو تفصیلِ تام محیط
ہونا شرع سے ہی محال ہے اور عقل سے بھی۔
بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے کھیلوں سب کے جملہ
علوم جمع کئے جائیں تو اُن کو علومِ الہیہ سے وہ نسبت
نہ ہوگی جو ایک پوند کے دس لاکھ حصوں سے
ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

لے الدولۃ المکیۃ	النظر الاول	مطبوعہ اہلسنت بریل	ص ۶
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

(۴) اُسی کی نظر ثانی میں ہے :

نہ ہر وہیہر متا تقران شبہة مساواة
علوم المخلوقین طرا اجمعین بعلم ربنا
اللہ العلیین ما کانت لتخطر ببال
المسلمین یئہ

ہماری تقریر سے روشن دیاں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
جملہ علوم مل کر بھی علم الہی سے مساوی ہونے کا شبہ
اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ
گزرے۔

(۵) اسی میں ہے :

قد اقمنا الدلائل القہرة علی ان احاطة
علم المخلوق بجمیع المعلومات الانہیة
محال قطعاً ، عقلاً و سمعاً یئہ

ہم قاہرہ دلیل قائم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات
الہیہ کو محیط ہونا قفل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً
محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے :

العلم الذائق والمطلق والحیط التفصیلی
مختص باللہ تعالیٰ وما للعباد الا مطلق
العلم العطائی یئہ

علم ذاتی اور بالاحتیاج محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل
کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لئے صرف ایک خود
علم بطنائے الہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے :

لا نقول بساواة علم اللہ تعالیٰ ولا بحصولہ
بالاستقلال ولا بنسبت إعطاء اللہ تعالیٰ
ایضاً الا البعض یئہ

ہم نہ علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم
بالذات جانیں، اور عطائے الہی سے بھی بعض علم
ہی مانا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتویٰ انباء المصطفیٰ مجبئی مراد آباد میں تین بار ششگاہ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع
ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے۔ اسی سے
بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مخفی کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

۱۵ ص	مطبوعہ اہل سنت بریلی	النظر الثانی	۱۵
۱۶ ص	"	"	۱۶
۱۹ ص	"	النظر الثالث	۱۹
۲۸ ص	"	النظر الخامس	۲۸

فہ : الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ

امر دوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سنہیں اور آیات نفی کی مراد

انہیں جہارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے، اور کیوں ہو

کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْءًا مِّنْ غَيْبِ اللّٰهِ اِلَّا بِمَا يَشَاءُ ۚ

تم فرما دو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عز وجل کے لئے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔ علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عز وجل کے لئے ہر ہی نہیں سکتا اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عز وجل کا عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

(۱) وَمَا كَانَ لِلّٰهِ يَطْلُعَ عَلٰی الْغَيْبِ وَتَكُنَ اللّٰهُ يَجْتَبِيْ مَنْ مِّنْ سُلٰسِلَةٍ يَّشَاءُ بِهٖ

اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے
اں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے
پہنچاتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے،

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مِمَّنْ اَمَرْنَا مِّنْ رَّسُوْلٍ ۖ

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلا نہیں
کہ اسوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے،

وَمَا هُوَ عَلٰی الْغَيْبِ بِقَنِيْنٍ ۚ

یہ بھی غیب کے بتانے میں نخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے،

فَاِنَّكَ مِّنْ اَنْبِیَاءِ الْغَيْبِ تُوحِيْهِ اِلَيْهِمْ

اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

۱۷۹/۳ القرآن الکریم

۲۴/۸۱ " کہ

۶۵/۲۷ القرآن الکریم

۲۷/۷۳ " کہ

۱۰۲/۱۲ " کہ

يَوْمَ نُوَفِّيهِم بِأَلْفَيْ مِائَةٍ أَوْ مِائَةٍ أَوْ نَحْوِهَا فَيَكُونُوا مِنْهَا شَرَأً مَسْكُومًا

یومنون بالغیب یہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شی کا اصلہ علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن، لا جرم نفس کفر

۱۵۴

(۶) لَا يَسْتَحِبُّ أَنْ تَقُولَ نَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ
عَالَمًا عِنْدَ دَلِيلٍ يَمُ

(۷) نسیم الریاض میں ہے،

(۷) سیم اریاس میں ہے :
 ثم یخلف الله الایمان بالغیب الا وقد فتح لنا
 باب غیبه یتے
 فقیر نے تو رسول اللہ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا یہ اللہ کا عطا ہوا اپنے لئے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ
 مخالفین ان پر کون سا حکم جوڑیں۔

(۸ و ۹) امام شہزادی کتاب الیقوت والجوہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں :

(۱۱۹) مولانا علی قادری (کہ مخالفین براہِ نامہ فی اس مسئلہ میں ان سے سند لاتے ہیں) مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد تابع حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں،

نعتقد ان العبد ينقل في الاحوال حتى يصير
الى نعت الروحانية فيعلم الغيب

پہا را عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پاک صفت
روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب
حاصل ہوگا۔

(۱۲) یہی علی قاری مرقاۃ میں اُسی کتاب سے ناقل،

بسم الله الرحمن الرحيم

٢٨/٢ مفتاح القيب (المقصير الكبير) تحت آية ٢/٢ المطبوعة البيئية المصرية مصر

۵۴ نسیم الراضی فصل دوم: اطلع علیہ من القیوب مرکز اہلسنت برکات رضا حجرات ہند ۱۵۱/۲

۴۸۰/۲ المواقف والمناظر البحث التامع والاربعون وادراج التراث العربي بيروت

۱۲۸/۱

یظلم العبد علی حقائق الاشیاء ویتجلی له
الغیب و غیب الغیب یہ
فرہ ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیا پر مطلع
ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بل غیب
کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

(۱۴) یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں،
الناس ینقسم الی فطن یدرک الغائب کالمشاهد
وہم الانبیاء والی من الغالب علیہم
متابعۃ المحس ومتابعۃ الوهم فقط وہم اکثر الخلق
فلا بد لہم من معلو یکشف لہم المخبیات
وما ہوا الا لنبی المبعوث لہذا الامر یہ

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ زیرک کہ غیب کو
مشاہدہ کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے
وہ جو صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے اگر مخلوق
اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت
ہے جو ان پر غیبیوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا
نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(۱۴ و ۱۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل،
الفراسة مکاشفة النفس ومطابقة الغیب
وہی من مقامات الایمان یہ

فراست مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد
ہوا ہے) وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے
اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶ و ۱۷) امام ابن حجر مکی کتاب الامام، پھر علامہ شامی سئل الحسام میں فرماتے ہیں،

الخواص یجوز ان یعلموا الغیب فی قضیة
او قضایا کما وقع لکثیر منهم اشتهر
بما ترے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا نتائج میں غیب
سے جیسا کہ ان میں بہت کچھ واقع ہو کر مشہور ہوا۔

(۱۸ و ۱۹) تفسیر معالم وتفسیر غارن میں زیر قولہ تعالیٰ "وما ہو علی الغیب بضین" ہے،

یقول انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعنی اللہ عز وجل فرماتا ہے: میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ

سے مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الجبیبہ کوثر

سے منہ الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر خوارق العادات الخ مصطفیٰ ابابا مصر

سے الاعلام بقواطع الاسلام مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفۃ استنبول ترکی

سل الحسام رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور

سے القرآن الکریم ۲۴/۸۱

(۴۰) تفسیر ریاضی زیر قول تہائی و علمتہ من لدنا علما ہے :

نہیں ہوتا وہ علم غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۶۲) اُسی میں ہے عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا، تحضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا،

(۳۴) امام قسطلانیؒ کو اسبابِ کفر و شرعیت میں فرماتے ہیں،

(۴۴) اُسی میں تہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا،

ای ان اللہ تعالیٰ اطالعہ علی غیبہ یہ ہے تصور فرمائیے کیسے کام دیا۔
۴۲۲/۴

باب الرابع في معنى التزوي (تفسير عارف)

٢٣/١٥ دار احياء التراث العربی بیروت

٤٩/٢ المكتبة الإسلامية بيروت

(۲۵) اُسی میں ہے،

قد اشتهرو وانتشرا صرحہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بیت اصحابہ بالاطلاع
علی الغیوبؑ

بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم
ہے۔

(۲۶) اُسی کی تشریح زرقاتی میں ہے،

احتیایہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون
باطلاہ علی الغیبؑ

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے

(۲۷) علی قاری تشریح بردہ شریفین میں فرماتے ہیں،

علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصار
لفنون العلم (الی ان قال) ومنها علمہ
بالامور الغیبیۃؑ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام
علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بنی علم متشرک کی شاخوں
سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ استاد امام بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ
محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے،

انہ قال فی قوله تعالیٰ ولئن سألتم لیقولن
انما کنا نخوض ونلعب قال رجل من
المتفقین یحدثنا محمد بن ابی نافع
فلان یوادی کذا وکذا وما یدریہ
بالغیبؑ

انہوں نے فرمایا اللہ کے قول ولئن سألتم لیقولن
کی تفسیر میں کہ متفقین میں سے ایک شخص نے کہا
کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے
ہیں کہ فلاں کی اوشنی فلاں خلاں وادی میں ہے بجلا
و غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے۔ ایک منافق

۱۔ المواہب اللدیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۵۵۴/۲
۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ ~ ~ ~ دار العرفۃ بیروت ۲۰۰/۷
۳۔ الزبدة العروة شرح البردة تحت شعرو واقفون لیدر عندہم اجماع حجة علماء سکنیہ خیر پور سندھ ص ۵۷
۴۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت ۶۵/۹ ارا حید التراث العربی بیروت ۱۹۶/۱۰
۵۔ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ ~ ~ ~ ~ ~ ۲۱۰/۲

یوں، ”غضب کیا جائیگا۔“ اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کفر اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ ”اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھکراتے ہو، یہاں نے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔“
حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے !

دوبابہ پر غصہ کی ترقیاں

ان پر پہلا غضب اُس کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کئے ان پر تو میں تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین ان مخالفین دین کے مذہب پر معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔
دوسرا غضب اُس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن عباس نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔
تیسرا غضب اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور ذرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبد اللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر دوبابہ کے دھرم میں کافر ٹھہرتے جاتے ہیں۔
چوتھا غضب اُس سے سخت تر ہون کا آفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لئے علم غیب بتا کر معاذ اللہ (خاکم بدین و بابہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

پانچواں غضب اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسیٰ علیہ السلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک دوبابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گر قی دیوار بے اجرت سیدھی کر دینے پر وہ اعتراض کر باوصف و مدہ صبر نہ ہو سکا اور دوبابی شریعت کی رو سے منہ بھر کلمہ کفر سننا اور شریعت کا گھونٹ پی کر چپ رہا۔

خیر، ان سب آفتوں کا دوبابہ کے پاس تین کماتوں سے علاج تھا؛
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر کے لئے علم غیب تسلیم کیا تو دوبابہ کہہ سکتے تھے کہ موسیٰ بدین خود مایاں بدین خود، حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مثل کی آٹھ کھٹے

کرنا و کس نے ڈبائی خواہ مخبر نے۔

ابن عباس و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب جانا تو کسی دہن دریدہ و باہنی کو کہتے کیا لگتا کہ،

پراں نمی پزند مریداں سے پراستند
(پیر نہیں اڑتے بلکہ مرید انہیں اڑاتے ہیں۔ ت)
لعنة الله على الظالمين (ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ ت)

مگر چھٹا غضب دھر کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے وعاہدی پورا کر اس آیت پر اور اس کی شای نزول نے توڑا، یہاں اللہ عز و جل یہ حکم لگا رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کر کے مرتد ہوتا ہے افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہہ سکتے۔

ما زیاں چشم باری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
(ہم دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ ت)
بھلا جس خدا کی توحید بنی رکھنے کے لئے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے مسلم پر دولتی بگاڑی، غضب ہے وہی خدا و باریہ کو چھوڑ کر رسول کا ہو جائے، انا و باریہ پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سرگرد ہوں یا فتویٰ مانتے ہیں یا اللہ واحد قہار کا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ (ذمہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)۔

امر سوم

ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو یہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تنویری سی عقل والا کجہرہ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔
علم یقیناً اُن صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعلائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی۔ اسی میں اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔

تو آیات و احادیث و اقوال علما جن میں دوسرے کے لئے اثباتِ علم غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہاء کہ حکم تکفیر کرتے ہیں انھیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مینا سے تکفیر ہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دوسرے کے لئے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لئے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی۔ حاشا اللہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکار خدا کے لئے محال قطعاً ہے کہ دوسرے کے دے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لئے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا اللہ علم محیط خدا کے لئے محال قطعاً ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لئے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف تا نظر ہو تو معنی یہ ٹھہری گئے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لئے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو نہ خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لئے ثابت کرنی چاہتے تھے جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق سا احمق ایسا اثبات جنون گوارا کر سکتا ہے ولکن النجديہ قوم لا یعقلون (لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔ ت)

(۲۹ و ۳۰) امام ابن حجر کی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وما ذکرنہ فی الایۃ صریح بہ النودی
رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ فقال معانہا
لا یعلم ذلک استقلالاً و علم احاطۃ
بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ یلہ

یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع مخلوقات کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزہ میں فرماتے ہیں:

انہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ
فلان فی ذلک اطلاع اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ
علیٰ کثیر من المفیبات حق من الخمس
القی قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ من
خمس لا یعلمہن الا اللہ یلہ

غیب اللہ کے لئے خاص ہے مگر بعض احاطہ تو اس کے معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

۲۲۸ ص مصنف ابوبی مصر
مجمع الشیخ ابو علی ۱۴۲-۱۴۳

۱۴۲۰-۱۴۲۱

۱۴۲۰-۱۴۲۱

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے :

قوله ولا اعلم الغيب يدل على اعترافه بانه
غير عالٍ بكل المعلومات

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد
ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی
ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو مادی نہیں۔

(۳۳ و ۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض
میں فرماتے ہیں،

(هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى
عليه وسلم على الغيب (المعلومة على
القطع) بحيث لا يمكن انكاسها او التردد
فيها لاحد من العقلاء (كثرة روايتها و
اتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب)
وهذا الايضاح الايات الدالة على
انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت
اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان النفي
عليه من غير واسطة واما اطلاعه صلى
الله تعالى عليه وسلم عليه باعلام الله تعالى
له فامراً متحقق بقوله تعالى فلا يطمس على
غيبه احدا الا من ارتضى من رسول به

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محضہ
علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو شک
یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں اس حدیث بکثرت
آئیں اور اس سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب
ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی
ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے کلمہ ہوا کہ میں
غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کرتا۔ اس لئے
کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو غیر خدا کے بتائے
ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے
کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسط نہیں کرتا سوا اپنے
پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے :

لا اعلم الغيب فيه دلالة على ان الغيب
بالاستقلال لا يعلمه الا الله

آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہر وہ
خدا کے ساتھ خاص ہے۔

لے نتائج الغیب

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ذلک الاصل علیہ من الغیب مکرراً بہ نسبت بکرات ۱۴/۱۵
۱۱/۶ تحت آیت ۵۰/۶ مصطفیٰ ابابن مصر

(۳۶) تفسیر الخوارج خلیل میں ہے،

معناه لا يعلم الغیب بلا دلیل الا الله او
بلا تعلیم الا الله او جميع الغیب الا الله۔

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم
جاننا یا جمیع غیب کو محض ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے،

يجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفى هو
العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام
او المنفى هو المجزوم به لا المظنون
ويؤيد قولنا تعالى اتجعل
فيها من يفسد فيها
الآية لانه غيب اخبر
به الملائكة فلما منهم
ادب الاعلام الحق فينبغي
ان يكفروا وادعاه
مستقلا لا لو اخبر به باعلام
فب نومه او يقظته بنوع
من الكشف اذ لا منافاة بينه
وبين الآية لما مرمون
التوفيق به

(یعنی فقہانے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں
اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں
موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا) اس کا جواب
یہ ہے کہ ان میں تطبیق تو ہو سکتی ہے کہ فقہانے
اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لئے بذات خود علم غیب
مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی
ذکی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی
تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض
کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس
میں فساد و غریزی کریں گے، مگر خدا نے خبر
بولے مگر ظن یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس
پر چاہئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب کئے کا
دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے
میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے
کچھ منافی نہیں۔

(۳۸ و ۳۹) رد المحتار میں امام صاحب ہدایہ کی عبارات التوازل سے ہے،

لو ادعى علم الغیب بنفسه اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ

جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلمی کتب خانہ کراچی ۳۰۲/۲

یکفریہ

کوسے تو کافر ہے۔

(۴۴ تا ۴۴) اسی میں ہے:

قال في التفسير خاتمة في الحجة ذكر في
الملتقط انه لا يكف لان الاشياء تعرض
على روح النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم وات الرسل يعرفون بعض الغيب
قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر
على غيبه احدا الا من اراد من
رسول الله قلت بل ذكروا في كتب العقائد
ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع
على بعض الغيبات وردوا على
المعتزلة المستدلين بهذه الآية
على نفيها

تاما رخانہ میں ہے کہ فتاویٰ جو ہیں، الملتقط میں فرمایا
کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر
نہ ہوگا اس لئے کہ اشیا ربی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی بیچ بہانہ پر عرض کیا کہ بیشک رسولوں
کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غیب
کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرے
مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو: علامہ شامی نے
فرمایا کہ بلکہ اللہ المسنت نے کتب عقائد میں فرمایا
کہ بعض غیبوں کا علم ہونا ادویہ کی کرامت سے
ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو ادویہ کرام سے
اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا
رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیت کریمہ ادویہ سے بھی
مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے:

لم ينفع الا الدراية من قبل نفسه
وما نفع الدراية من جملة الوحي
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات
سے جاننے کی نفی فرماتی ہے خدا کے بتانے سے
جاننے کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۶ و ۴۷) تفسیر محل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے:

المعنى لا اعلم الغيب الا ان
آيت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا

لہ رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احوار التراث العربی بیروت ۲۹۴/۳
لہ کتاب النکاح قبیل فصل فی الحرات " " " " ۲۹۶/۲
لہ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیت ۴۶/۹ مصنف ابوبائی مصر ۸/۲۶

يطلعني الله تعالى عليه له

اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سبہ خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے:

لا اعلم الغیب ما لو یوحی الی ولو ینصب
علیه دلیل ینہ

آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذات خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(۴۹) تفسیر غایۃ القاضی میں ہے:

وعند ما مفتاح الغیب وجہ اختصاصها
به تعالى انه لا یعلمها کما هی ابتداء
الاهوت

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا اُس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر ابتداءً ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے:

(قل لا اقول لکم) لکم یقل لیس عندی
خزائن الله لیعلم ان خزائن الله وحی العلم یحقق
الاشیاء وما هیاتھا عندنا لا صلی الله
تعالیٰ علیہ وسلم باستجابہ
دعاءه صلی الله تعالیٰ علیہ
وسلم فی قوله امرنا الاشیاء کما
هی ولكنہ یکلم الناس عن
قد وعقولهم (ولا اعلم الغیب) انک
لا اقول لکم هذا مع انه
قال صلی الله تعالیٰ علیہ

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! افراد و کرم میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے ان کی کجی کے قابل باتیں نہ کرتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیا کی حقیقت نہایت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عز وجل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا

۱۔ باب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیت ۱۸۸/۲ ۲۸۶/۲ والفتوحات الہیہ (تفسیر الجلی) ۱۵۸/۳
۲۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیت ۵۰/۶ دار الفکر بیروت ۳۱۰/۲
۳۔ غایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی ۵۸/۶ دار صادر بیروت ۴۳/۳

وسلم علمت ما کانت وما سیکون^۱ مختصراً۔

میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

الحمد للہ اس آیت کریمہ کی کہ "فرما دو میں غیب نہیں جانتا" ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جانے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف ترین تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لئے کہ اے کافر و اتم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

امرہ چہارم

علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہور ائمہ دینی کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلاشبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و خلائکہ و مقربین سب کے علوم دل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کہ درہا کہ در سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کہ در وہی جھے کہ کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کہ درواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور متناہی کہ متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں

علم غیب

۱۔ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت الآیۃ ۶/۵۰ مصطفیٰ ابابلی مصر ۱۱۲/۷

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دوسروں کے اندر چوسب مٹتا ہی ہے۔
بالفعل غیر مٹتا ہی کا علم تفصیل مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الہی سے اصلاً
نسبت ہوتی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔
(۲) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دین سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر وافر
غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو گا فرسہ کہ سرے سے نبوت ہی
کا منکر ہے۔

(۳) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و
تمام جہان سے اتم و اعظم ہے اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اتنے غیبوں کا علم ہے جی کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔ مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر
وہابیہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے صاف
کہہ دیا کہ:

- (۱) حضور کو دیوار کے پچھے کی بھی خبر نہیں تھی
- (۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی حال نہ جانتے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ:
- (۳) خدا کے جانے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لئے مانے جب بھی شرک ہے
- (۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور
ابلیس لعین کے لئے تمام زمین کا علم محیط حاصل جانیگا۔
- (۵) اس پر غرر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کو کسی نص
قطعی ہے یہ
- (۶) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لئے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵

کے لئے اس کے ماننے پر بحث حکم شرک جڑ دیا یعنی خاص صفت ابلیس کے لئے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لئے ثابت کرو تو شرک ہو۔

(۷) اس پر بعض غالی اور بڑے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہوتا ہے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)

اصل بحث ان کلمات ملعونہ کی ہے، خبثت کا داکاٹ کر (پلینٹر ابدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص و غیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوٹتے ہیں کہ علم غیب کو آیات و احادیث نے خاص بخدا بتایا ہے۔ فقہانے دوسرے کے لئے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے۔ اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لئے اسی کے اثبات کو فقہار کفر کہتے ہیں۔

علم عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لئے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم ہم نے نہ غیر خدا کے لئے مانا نہ وہ نصوص و اقوال ہم پر وارد۔ مگر ان حضرات سے پوچھئے کہ آیات و احادیث حصراً و اقوال فقہار، علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دعوے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ کونسی صاحب آپ ابلیس کے لئے جو علم محیط زمیں اور تھاوی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لئے جو علم غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لئے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر، بر تقدیر اول قطعاً کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی مذہب سے وہ آیات وہ احادیث و اقوال فقہار تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافر و مرتد۔

اب کہتے، مفرکہ صر؟

ہاں مفر وہی ہے کہ ابلیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیات و احادیث و اقوال فقہار اُن کے لئے نہیں وہ تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی علم کے لئے ہیں۔
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ت)

امریچہ

علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عارف

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تمہارا کلام استماع فرمائیے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مرنے والوں نے اپنے تجربہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے کیا وہ روزِ اول سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو مشتمل ہیں جیسا کہ علومِ آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔

بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص تھے ہیں، کئی نے کہا مشابہات کا، کئی نے کہا خمس کا، کئی نے کہا ساحت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے علم پر رکھا ماکان و مایکون سمجھنے میں انہیں انکار کیا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں محتمل ہیں ساحتِ اُخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجرہ بھی علومِ الہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ انباء المصطفیٰ حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح طاعلی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علمِ الہی تو علمِ الہی جو غیر کتابی و غیر کتابی اور اس کی شرح طاعلی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علمِ الہی تو علمِ الہی جو غیر کتابی و غیر کتابی ہے، یہ مجرہ ماکان و مایکون کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سند سے ایک ہے، پھر علمِ الہی غیر کتابی کے آگے اس کی کیا گنتی۔ اللہ کی قدرت جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علمِ الہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں و ما قدرہ اللہ حق قدرہ (اللہ کی دہی قدرت کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ ت)

اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیر کے پتے گن دینے پر خدائی آگئی تو ماکان و مایکون تو بڑی چیز ہے۔ غیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائلِ خلافہ اشاعرہ و ماتریدہ کے مثل ہے کہ اصلاً محلِ اوم نہیں۔

۱۱ چار اختیار قولِ اخیر ہے جو عام مرفعات کو ام و بکثرتِ اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات و احادیث و اقوالِ ائمہ حضرت کو فقیر کے رسالے انباء المصطفیٰ میں طبع گئے، اور اللہ لولا المکنون فی علم المشیور و ماکان و مایکون وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر و وافر ہیں

تجلی کی شمع و عرفۃ الہ
اور فرمایا :
ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔

علمت ما فی السموات وما فی الارض ہے میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین

(۵۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

وفا قسم ہرچہ در آسا خدا و ہرچہ در زمینا بود
عبادت ست از حصول تمامہ علوم جزئی
و کلی و احاطہ آں ہے

”میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں
تھا“ اس حدیث میں تمام علوم تجزی و کلی کے حاصل
ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔ (۱۰)

(۵۲) امام محمد بن عسیری قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں، سہ

فانت مت جوہدك الدنيا وضرتهاہا
ومن علومك علم السور والقلم

یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش
سے ایک حصہ میں اور لوح و قلم کا علم (جس میں تمام
ماکان و مایکون ہے) حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اسس کی شرح میں فرماتے ہیں،

مکون علیہا من علومہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ان علومہ متنوع الی
الکیلیات و الجزئیات و حقائق و

۱۶۰/۵. جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ممتی حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت

[illegible]

کتاب الصلوة باب المساجد بحقیقہ نویریہ در جنوریہ سکر ۲۳۳/۱

٥٣ مجموع المتن تم تصحيحه البردة الشئون الدينية دولة قطر من ١٠

دقائق و عوارف و معارف تتعلق بالذات
والصفات و علمهما يكون سطر امن
سطور علمه و نهرا من بهر علمه ثم
مع هذا هو من بركة وجوده صلى
الله تعالى عليه وسلم

(۵۴) ام القرى شریف میں ہے،

وسم اعین علما و حلما

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

لاق الله تعالیٰ اطعمه علی العالم فعلم

علم الاولین و الاخرین ما کانت

وما یکون لک

حضور کا علم و علم تمام جہان کو محیط ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام عالم پر

اطلاع دی تو سب اولین و آخرین کا تسلیم

حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب

جان لیا۔

(۵۶ و ۵۷) نسیم الریاض میں ہے،

ذكر العراقی فی شرح المہذب انہ صلی

الله تعالیٰ علیہ وسلم عرضت

علیہ الخلائق من لدن آدم علیہ

الصلاة والسلام ان یتقام الساعة

فعرفهم حکلم کہا علم آدم

الاسماء لک

امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ

الصلاة والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام

مخلوقات الہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا جواب دیا

یا جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام

تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی نے امام ابو بصیر مدنی ہمزہ میں عرض کرتے ہیں،

۱۔ الزیادة العدة فی شرح البردة ناشر جمعیۃ علماء اسکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

۲۔ مجموع التوی من قصیدۃ الہمزیر فی مدح خیر البریۃ المشوۃ الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸

۳۔ افضل القراء ام القرى

۴۔ نسیم الریاض الباب الثانی فصل فیما ورد من ذکر مکانتہ مرکز اہلسنت بکاتب رضا لکچر انڈیا ۲۰۰۸

لك ذات العلوم من عالم الغیب : جب ومنها الأدمر الاصمعاء
عالم غیب سے حضور کے لئے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ وسلم
کے لئے نام۔

(۵۹ و ۶۰) امام ابن ماجہ کی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں،
قد قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالیٰ ان الزائر یشرع نفسه بانه واقف
ببین ید یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کما هو قف حیاتہ اذ لا فرق بین
موتہ و حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اغنی
فی مشاہدہ لامتہ و معرفتہ باحوالہم
و نیاتہم و عنائہم و خواطرہم
و ذلک عندہ جلی لا خفاء فیہ
جیشک چارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا
کہ حضور کی حیات ظاہر میں اس لئے کہ حضور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس
بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے
ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل
کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور سب حضور پر
رہش ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے :
لا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی امر ید
من ذلک والقی علیہ علوم الاولین
والآخرین
کچھ شک نہیں کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے
بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پھسلوں کا
علم حضور پر العافریا۔

(۶۲ تا ۶۴) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ منادی تیسیر شرح جامع صفیر امام سیوطی میں
لکھتے ہیں،

النفوس القدسیۃ اذا تجردت پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جہدا

۱۱	من	لے مجموع المتن من قصیدۃ الہمزۃ	الشعرون الدینیۃ دولة قطر
۲۵۲/۱	۱	سے المدخل لابن الحاج	فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین دار الکتب العربی بیروت
۵۸۰/۴	۴	المواہب الدینیۃ	المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی
۵۶۰/۳	۳	۵۲	المقصد الثامن الفصل الثالث " " "

عن العلائق البدنية اتصلت بالملاء
الاعلى ولم يبق لها حجاب فترعب و
تسمع الكل كالشاهد

(۶۵) علی قاری شرح شفا شریف میں فرما
ان س و م النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حاضراً فی بیوت اہل الاسلامیۃ

(۶۶) مدارج النبوة شریف میں ہے :
ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان لغز اولی
بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختہ
تا ہمہ احوال اور از اول تا آخر حسنہ معلوم کہ
و یار این خود را نیز از بعضی از احوال خیر
داوید

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ :
وہو بکل شرف علیم و دے صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و انما ست بر جمہ چیز از شیئونات ذات
الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال
و آثار یکجہ علوم ظاہر و باطن اول و آخر
احاطہ نمود و مصداق " فوق کل ذی علم
علیم " شدہ ۔ علیہ من الصلوٰات افضلہا و
من التحیات اتمہا و اکملہا ۔

١٤٥
 ١٤٦
 ١٤٧
 ١٤٨
 ١٤٩
 ١٥٠
 ١٥١
 ١٥٢
 ١٥٣
 ١٥٤
 ١٥٥
 ١٥٦
 ١٥٧
 ١٥٨
 ١٥٩
 ١٦٠
 ١٦١
 ١٦٢
 ١٦٣
 ١٦٤
 ١٦٥
 ١٦٦
 ١٦٧
 ١٦٨
 ١٦٩
 ١٧٠
 ١٧١
 ١٧٢
 ١٧٣
 ١٧٤
 ١٧٥
 ١٧٦
 ١٧٧
 ١٧٨
 ١٧٩
 ١٨٠
 ١٨١
 ١٨٢
 ١٨٣
 ١٨٤
 ١٨٥
 ١٨٦
 ١٨٧
 ١٨٨
 ١٨٩
 ١٩٠
 ١٩١
 ١٩٢
 ١٩٣
 ١٩٤
 ١٩٥
 ١٩٦
 ١٩٧
 ١٩٨
 ١٩٩
 ٢٠٠
 ٢٠١
 ٢٠٢
 ٢٠٣
 ٢٠٤
 ٢٠٥
 ٢٠٦
 ٢٠٧
 ٢٠٨
 ٢٠٩
 ٢١٠
 ٢١١
 ٢١٢
 ٢١٣
 ٢١٤
 ٢١٥
 ٢١٦
 ٢١٧
 ٢١٨
 ٢١٩
 ٢٢٠
 ٢٢١
 ٢٢٢
 ٢٢٣
 ٢٢٤
 ٢٢٥
 ٢٢٦
 ٢٢٧
 ٢٢٨
 ٢٢٩
 ٢٣٠
 ٢٣١
 ٢٣٢
 ٢٣٣
 ٢٣٤
 ٢٣٥
 ٢٣٦
 ٢٣٧
 ٢٣٨
 ٢٣٩
 ٢٤٠
 ٢٤١
 ٢٤٢
 ٢٤٣
 ٢٤٤
 ٢٤٥
 ٢٤٦
 ٢٤٧
 ٢٤٨
 ٢٤٩
 ٢٥٠
 ٢٥١
 ٢٥٢
 ٢٥٣
 ٢٥٤
 ٢٥٥
 ٢٥٦
 ٢٥٧
 ٢٥٨
 ٢٥٩
 ٢٦٠
 ٢٦١
 ٢٦٢
 ٢٦٣
 ٢٦٤
 ٢٦٥
 ٢٦٦
 ٢٦٧
 ٢٦٨
 ٢٦٩
 ٢٧٠
 ٢٧١
 ٢٧٢
 ٢٧٣
 ٢٧٤
 ٢٧٥
 ٢٧٦
 ٢٧٧
 ٢٧٨
 ٢٧٩
 ٢٨٠
 ٢٨١
 ٢٨٢
 ٢٨٣
 ٢٨٤
 ٢٨٥
 ٢٨٦
 ٢٨٧
 ٢٨٨
 ٢٨٩
 ٢٩٠
 ٢٩١
 ٢٩٢
 ٢٩٣
 ٢٩٤
 ٢٩٥
 ٢٩٦
 ٢٩٧
 ٢٩٨
 ٢٩٩
 ٣٠٠
 ٣٠١
 ٣٠٢
 ٣٠٣
 ٣٠٤
 ٣٠٥
 ٣٠٦
 ٣٠٧
 ٣٠٨
 ٣٠٩
 ٣١٠
 ٣١١
 ٣١٢
 ٣١٣
 ٣١٤
 ٣١٥
 ٣١٦
 ٣١٧
 ٣١٨
 ٣١٩
 ٣٢٠
 ٣٢١
 ٣٢٢
 ٣٢٣
 ٣٢٤
 ٣٢٥
 ٣٢٦
 ٣٢٧
 ٣٢٨
 ٣٢٩
 ٣٣٠
 ٣٣١
 ٣٣٢
 ٣٣٣
 ٣٣٤
 ٣٣٥
 ٣٣٦
 ٣٣٧
 ٣٣٨
 ٣٣٩
 ٣٤٠
 ٣٤١
 ٣٤٢
 ٣٤٣
 ٣٤٤
 ٣٤٥
 ٣٤٦
 ٣٤٧
 ٣٤٨
 ٣٤٩
 ٣٥٠
 ٣٥١
 ٣٥٢
 ٣٥٣
 ٣٥٤
 ٣٥٥
 ٣٥٦
 ٣٥٧
 ٣٥٨
 ٣٥٩
 ٣٦٠
 ٣٦١
 ٣٦٢
 ٣٦٣
 ٣٦٤
 ٣٦٥
 ٣٦٦
 ٣٦٧
 ٣٦٨
 ٣٦٩
 ٣٧٠
 ٣٧١
 ٣٧٢
 ٣٧٣
 ٣٧٤
 ٣٧٥
 ٣٧٦
 ٣٧٧
 ٣٧٨
 ٣٧٩
 ٣٨٠
 ٣٨١
 ٣٨٢
 ٣٨٣
 ٣٨٤
 ٣٨٥
 ٣٨٦
 ٣٨٧
 ٣٨٨
 ٣٨٩
 ٣٩٠
 ٣٩١
 ٣٩٢
 ٣٩٣
 ٣٩٤
 ٣٩٥
 ٣٩٦
 ٣٩٧
 ٣٩٨
 ٣٩٩
 ٤٠٠
 ٤٠١
 ٤٠٢
 ٤٠٣
 ٤٠٤
 ٤٠٥
 ٤٠٦
 ٤٠٧
 ٤٠٨
 ٤٠٩
 ٤١٠
 ٤١١
 ٤١٢
 ٤١٣
 ٤١٤
 ٤١٥
 ٤١٦
 ٤١٧
 ٤١٨
 ٤١٩
 ٤٢٠
 ٤٢١
 ٤٢٢
 ٤٢٣
 ٤٢٤
 ٤٢٥
 ٤٢٦
 ٤٢٧
 ٤٢٨
 ٤٢٩
 ٤٣٠
 ٤٣١
 ٤٣٢
 ٤٣٣
 ٤٣٤
 ٤٣٥
 ٤٣٦
 ٤٣٧
 ٤٣٨
 ٤٣٩
 ٤٤٠
 ٤٤١
 ٤٤٢
 ٤٤٣
 ٤٤٤
 ٤٤٥
 ٤٤٦
 ٤٤٧
 ٤٤٨
 ٤٤٩
 ٤٥٠
 ٤٥١
 ٤٥٢
 ٤٥٣
 ٤٥٤
 ٤٥٥
 ٤٥٦
 ٤٥٧
 ٤٥٨
 ٤٥٩
 ٤٦٠
 ٤٦١
 ٤٦٢
 ٤٦٣
 ٤٦٤
 ٤٦٥
 ٤٦٦
 ٤٦٧
 ٤٦٨
 ٤٦٩
 ٤٧٠
 ٤٧١
 ٤٧٢
 ٤٧٣
 ٤٧٤
 ٤٧٥
 ٤٧٦
 ٤٧٧
 ٤٧٨
 ٤٧٩
 ٤٨٠
 ٤٨١
 ٤٨٢
 ٤٨٣
 ٤٨٤
 ٤٨٥
 ٤٨٦
 ٤٨٧
 ٤٨٨
 ٤٨٩
 ٤٩٠
 ٤٩١
 ٤٩٢
 ٤٩٣
 ٤٩٤
 ٤٩٥
 ٤٩٦
 ٤٩٧
 ٤٩٨
 ٤٩٩
 ٥٠٠
 ٥٠١
 ٥٠٢
 ٥٠٣
 ٥٠٤
 ٥٠٥
 ٥٠٦
 ٥٠٧
 ٥٠٨
 ٥٠٩
 ٥١٠
 ٥١١
 ٥١٢
 ٥١٣
 ٥١٤
 ٥١٥
 ٥١٦
 ٥

افاض علی من جانیہ المقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من
حیثزہ الی حیثزہ القدس فیدتجلی لہ حیثہ ذی
کل شئ کما أخبر عن ہذا المشہد فی
قصۃ المعراج النامی بہ

(۶۹) نیز اسی میں ہے،

اعراف میں جذب الی حیۃ الحق فیصیر
عبد اللہ فتجلی لہ کل شیء

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا کہ وہ تمام نشاۃ منصری جسمانی پرستولی ہوتا ہے۔ پھر لکھا کہ یہ استیلا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

(۱۷) اسی میں تقریر مذکور تفصیل و قافق فرد کے بعد ہے،

بعد ذلك كله جبلت نفسه نفساً
قدسية لا يشغلها شأ من شأن
شأن ولا يأتق عليه حال
من الأحوال المتجدد الحال
النقطة الكلية الا وهو غيب

۱۔ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ خلیفہ کی طرف کتاب تازی کرنے کے وقت کمار کاچ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۸

۲۔ - - - قدم حیدری عند ربهم کی تفسیر محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۰۵

۳۔ - - - مشہد آخری معنی و قافی اور ایسے اثرات - - - - - محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۸۹، ۲۹۰

بہا الاث و انما الاث تفصیل اور اب سے لے کر اُس وقت تک کہ وہ سب سے
لاجمال ہے
جو کہ حال اس پر آنے والا ہے اُس سب کی اس وقت اسے خبر ہے وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی
ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں،

هذا مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم كانت لا يكتب ولكنه اذ قد
علمه كل شئ حتى قد وردت اشارة
بمعرفته حروف الخط وحسن تصويرها
لنقله لا تقعدوا بسم الله الرحمن
الرحيم رواه ابن شعبة عن
طريق ابن عباس وقوله الحديث
الاخر الذي روى عن معوية رضي الله
تعالى عنه انه كانت يكتب بين
يديه صلى الله تعالى عليه وسلم فقال
له انك الدواة وحرف القلم واقم الباء
وفرّق السين ولا تعور الميم وحسن الله
وصفا الرحمن وجود الرحيم
وذات الجبار كبره (اس کے چشمہ کی سفیدی کھل رہی ہے اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو
اور لفظ الرحمن میں کشش ہو) (رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ الرحيم
اچھا لکھو۔

(۷۳ و ۷۴) امام شعرائی قدس سرہ کتاب الجواهر والدرر نیز کتاب درۃ الفواص میں سید علی خواص

لے فیوض الحرمین شہد آخر یعنی دقائق اور ان کے اثرات محمد سیدائہ ستر کراچی ص ۸۵-۸۵
عن الشفاء بحق المعطف فصل من معجرات الباهرة الطبعة الشکرہ الصحافیة ۱/ ۲۹۸ و ۲۹۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل،

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قہسوا
الاول والاخر والظاهر والباطن قد ولج
حين اسرى به عالم الاسماء الذي اولها مركز
الارض واخرها السماء الدنيا بحميم
احكامها وتعلقا تها ثم ولج العرش ثم
انتهاه وهو السماء السابعة ثم ولج
عالم العرش ثم ما لا نهاية اليه، و
انفتح في برزخيته تصور العوالم الالهية
والكونية ثم مدققاً -

تحرر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و
باطن میں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک
تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور
تعلقات جہاں لے پھر آسمان سے عرش اور عرش
سے آسمان تک اود حضور کے برزخ میں تمام عالم
علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔

(۵۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ و کذٰلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض (اور اسی طرح
ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ ت) فرمایا،

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صفوں اور
شخصوں اور تجربوں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے
آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء
میں علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لئے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اٰلہی!
ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔

الاطلاع علی اٰلہ حکمت اللہ تعالیٰ فی کل
واحد من مخلوقات هذا العالم بحسب
اجناسها وانواعها واصنافها واشتقاقها و
احوالها ما لا يحصل الا لاکابر من الانبياء
عليهم الصلوٰۃ والسلام ولهذا المعنى كان
رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول
فی دعائه اللهم اسما الاشیاء كما هي

أقول یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس
عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص، جسم اور ان سب میں اللہ کی مکتبیں یا تفصیل

۱۔ الجواہر والدرر علی ہمش الابرار
۲۔ القرآن الکریم ۶/۶
۳۔ منافع الغیب (التفسیر الکبیر)
مستطاب ابابنی مصر
ص ۲۱۱ تا ۲۱۳
تحت آیہ ۶/۵ الملعونۃ البیتۃ المصریۃ مصر ۶۵/۱۳

جانتے ہیں، وہ آپس کے نزدیک کافر و مشرک ہونے کو بھی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام محدود کو کافر و مشرک سے بہت بڑھ کر گنا چاہتے۔

گنگوہی صاحب نے صرف انتہائی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکم شرک جو دیا کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے۔

تو امام کہ صرف زمین در کنار زمین و آسمان و فرش و عرش و تمام عالم کے جملہ اجناس و انواع و اصناف و اشخاص و اجرام کو در صورت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں۔ گنگوہی دھرم میں ان کو تو کئی لاکھ درجے ڈبل کافر ہونا چاہتے والیہذا باللہ تعالیٰ، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصالتہ علوم غیب اور ان کے عطا دنیا بت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ایک ایک ذہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہوتا ہرگز ممنوع نہیں نہیں بلکہ تصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے، و اللہ اعلم۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں باقی عبارت ہے،

الاطلاع علی تفصیل آثار حکمة اللہ تعالیٰ ان عالموں کی مخلوقات میں نہ ہر ایک کے تمام فی کل احد من مخلوقات ہذا العوالم آثار حکمت اللہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں بحسب اجناسہا و انواعہا و اصنافہا و اشخاصہا و عوارضہا و لواحقہا کہا ہی لا تحصیل الا لاکابر الانبیاء و لہذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ ارا فی الاشیاء کما ہی

ان عالموں کی مخلوقات میں نہ ہر ایک کے تمام آثار حکمت اللہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں نیز عوارض و لواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائیں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)

اس میں آثار حکمت اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہے اور ہذا العالم کی جگہ ہذا العوالم ہے کہ نظر تفصیل پر زیادہ دلالت کرتا ہے، اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ تجلہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

لہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع بلا س واقعہ دھور ص ۵۱
لہ خزائن القرآن (تفسیر النیشاپوری) آیہ ۶/۵، مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱/۴

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کماہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطا۔
والوہم (غفلتی اور وہم کی آلائش سے پاک۔ ت) کی تاکید ہو۔ فخر اہم اللہ تعالیٰ خیر جزا آمین۔
(۷۷) عیش پوری میں زیر آئہ کریمہ و جنابك على هؤلاء شہیداً (اور اسے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ
اور گواہ بنا کر لائیں گے۔ ت) فرمایا،

لا تروا روحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
شاہد علی جمیع الاسرار والقلوب و
النفوس لقولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اول ما خلق اللہ
روحی بے

یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے فرمایا کہ تم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر
لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اللہ کس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح نور تمام جہان میں
ہر ایک کی روح ہر ایک کے دل ہر ایک کے

دل ہر ایک کے نفس کا مشابہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کریم سے ادھیل نہیں،
جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشابہ ضرور ہے) اسی لئے کہ حضور اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے
سامنے ہی ہوا)۔

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجانی قدس سرہا اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ایریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیہ کریمہ و علو آدم
الاسماء حکمها (اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسمیاء کے نام سکھائے۔ ت) کے
متعلق فرمایا،

المراد بالاسماء الاسماء العالیۃ لا الاسماء
النسانیۃ فان کل مخلوق له اسم عال
واسم نازل، فالاسم النازل هو الذی یسحر
بالمستی فی الجملة والاسم العالی هو الذی
اس کلام نورانی و اعطام ربانی ایمان افزوز، کفران نکر
کا نفا صریح ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و
سغلی۔ سغلی نام تو صرف مستی سے ایک گونہ آگاہی
دیتا ہے۔ اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

لے القرآن الکریم ۴۱/۴

لے غرائب القرآن

لے القرآن الکریم ۴۱/۴

هذا الملك هذا المقام واستحق غيرا
مقاماً آخر وهكذا في كل ملك في العرش
الى ما تحت العرش فهذه علوم آدم واولاده
من الانبياء عليهم الصلوة والسلام والاولياء
الكل من رضى الله تعالى عنهم اجمعين
انما خص آدم بالذكور لانه اول من علم هذه
العلوم ومن علمها من اولاده فانما علمها
بعده وليس الصادق لاي علمها الا اده و
انما خصنا بها بما يحتاج اليه و ذريته و
بما يتيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص
الاحاطة بعلومات الله تعالى وانما قال
تنزلت اشارة الى الفرق بين علم
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
بهذه العلوم وبين علم آدم وغيره من
الانبياء عليهم الصلوة بها فانهم اذا توجهوا
اليها يحصل لهم شبهة مقام عن مشاهدة
الحق سبحانه وتعالى واذا توجهوا نحو
مشاهدة الحق سبحانه وتعالى حصل لهم
شبه النوم عن هذه العلوم كونينا صلى الله
تعالى عليه وسلم لقوته لا يتغلبه هذا عن
هذا فهو اذا توجه نحو الحق سبحانه وتعالى
حصلت له المشاهدة التامة وحصل له
مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرها مما
لا يطلق واذا توجه نحو هذه العلوم حصلت
له مع حصول هذه المشاهدة في الحق

تمام علوم صرف آدم عليه الصلوة والسلام هي
نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں
علیہم الصلوة والسلام۔ آدم کا نام خاص اس
لئے دیا کہ ان کو یہ معلوم پہلے ملے، پھر فرمایا
کہ ہم نے بعد رطاعت حاجت کی قیید
نہیں صرف عرش تافرش کی تمام اشیاء کا احاطہ
اس لئے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ
مکمل آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوة
والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان معلوم
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی مشاہدہ
حضرت عزت جلالت سے ایک گونہ غفلت سی
ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف
توجہ فرماتیں تو ان علوم کی طرف سے ایک
نیند سی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے
سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں
کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان
تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے
ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی
طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے
ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے
پردہ ہو نہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے
پاک و بلند ہی اُسے جس نے ان کو
یہ معلوم اور یہ قوتیں بخشیں، صلی اللہ

سبحنه وتعالى فلا تحجبه مشاهدة الحق
عن مشاهدة الخلق ولا مشاهدة الخلق
عن مشاهدة الحق سبحنه وتعالى -

کیوں دہا بیو! ہے کچھ دم، ہاں ہاں تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی شرک انی کے کر دوڑو،
مشرک مشرک کی تسبیح بھائیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد، خاسر کون تھا یہ معلوم
عذاب اللہ اب الاشر (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا ترنا۔ ت)۔

اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں،

(۱) اشر قولی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز نہ آئے۔

وہابیہ اشر قولی و اشر فعلی دونوں میں، قاتلہم اللہ اتی یؤفکون (اللہ انہیں مار سکے گا اور بھی

جاتے ہیں۔

حضرت سیدی شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ و العزیز، اجلۃ اکابر اولیاء عظام و اعظم سادات کرام
سے ہیں، بہ نظام وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی شان کریم میں حسب عادت لہجہ گستاخی و زبان درازی
کریں، لہذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، لاد لے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں
کے مولیٰ، اللہ واحد قہار کے غالب بشیر، سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مشککش صاحب ردا، کافر کش، مومن
پناہ کرم اللہ تعالیٰ و جہد الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگان زرد کے برادر شغال اس سید الجلال
کی بوسٹو گد کر بھاگیں اور شرک شرک بگنے والے مرنے میں قہر کے پتھر ہوں اور پتھروں سے آگیں۔

(۷۹) ابن النجار ابو المعتمر مسلم بن اوس و حار بن قہار سعدی سے راوی کہ امیر المؤمنین ابو الامت

الطاہر بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا،

سلونی قبل امت تغفدونی فانی
لا أسأل عن ثقت دون العرش الا
مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش
کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

اخبروت عنه ۱۰

بتادوں گا۔

30
30

عرش کے نیچے کرسی، بہت آسان، بہت زمیں اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے
تحت الثریٰ تک سب داخل ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شے
مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عسبر بن عبد البر کتاب العلم میں ابوالفضل
عامر بن واہل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لا تسألونی عن شیء الا یوم القیمة الا حدتکم به ۱۰
میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خطبہ میں حاضر تھا
امیر المؤمنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، مجھ سے
دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے
والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔

امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں
امام جلیل ابوالفضل علی بن ابی طالب نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

(۸۱) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام و میری پھر علامہ ذرقانی شہر حواہب لدینیہ میں
فرماتے ہیں،

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ
لاہل ابیت کل ما یحتاجون الی
علمہ وکل ما یکن الی یوم القیمة ۱۰
جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے
جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ
قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمایا۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حقائق میں فرماتے ہیں،

الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالیٰ
یعنی جفر و جامع امام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

۱۰ جامع بیان العلم وفضلہ باب فی ابتداء العالم بطاء بالفائدة وقول سلونی دار الفکر بیروت ۱۳۶

۱۰ حیرۃ الجوان الکبری تحت لفظ الجفر مصطفیٰ البانی مصر ۲۴۹/۱

وفیات الامامی ترجمہ عبد الرحمن صاحب المغرب ۴۰۰ دار الثقافت بیروت ۲۴۰/۳

کی دو کتابیں ہیں بیشک امیر المؤمنین نے اُن دونوں میں علم الحروف کی روشنی پر ختم دنیا تک جتنے قانع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کتابوں کے روز پہچانتے اور ان سے احکام نکالتے تھے۔ اور مامون رشید نے جب حضرت ابام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولیعہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنا کر مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے، اس لئے میں تمہاری ولیعہدی قبول کرتا ہوں۔ مگر بغیر جامعہ بتا رہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہو گا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انساب کا سلسلہ رکھتے ہیں، اور میں نے ملک شام میں ایک قلم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رموز میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکلے ہیں انتہی۔

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے رسالہ ۲۸ مجتبیٰ العروس و مراد النفوس میں ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔

(۸۶) حضور پر نور سیدنا محمد الاکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

و عنہ مرابی ان السعداء والاشقیاء
لیس فیہم علی عینک فی اللوح

حوت الہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے
سامنے پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ

عنہ قد ذکر فیہما علی طریقۃ علم
المحدوث الحوادث التي تحدث الحـ
انقرض العالم وكانت الائمة العصر وفوت
من اولاده یعرفونہما ویحکون بہما
وفی کتاب قبول العہد الذی کتبہ علی
بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحـ
المامون انک قد عرفت من حقوقنا ما
لو یعرفہ أبأؤک فقبلت منک عہدک
الات الجفر والجامعة یدلان علی انہ
لا یتیم ولشائخہ المقاربة نصیب من
علم المحدث ینتہون فیہ الی اہل
البیت و مرأیت انا بالشام نظما اشیر فیہ
بالرموض الحـ احوال ملوک مصر و
سمعت انہ مستخرج من ذینک
الکتابین اللہ

المحفوظ ۱۶

میں ہے۔

(۸۷) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

لولا لجام الشريعة على لسانى لاضربتكم بسما
تاكلون وما تذخرون في بيوتكم انتم بين
يدي كالقوارير يذرى ما في بواطنكم وظواهركم

اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں
تھیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں
اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی
مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(۸۸) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

قلبي مطعم على اسرار الخليفة ناظر الى
وجوه القلوب قد صفا الحق عن دنس
سوية سواء حتى صار لوحاً ينقل
اليه حافى اللوح المحفوظ و سلم
عليه انما امور اهل زمانه وصرفه
في عطائهم ومنهم

میرا دل اسرارِ مغلقات پر مطلع ہے سب دلوں کو
دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے رویتِ اسوا کے
خیل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف
وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے (اللہ
تعالیٰ نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے
سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا
کریں جسے چاہیں منہ فرمادیں۔

(۸۹ و ۹۰ و ۹۱) والحمد لله رب العالمين یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسہ اجلہ اکابر
ائہ مثل امام احمد سیدی نور الحق والدین ابو الحسن علی شہنشاہ صاحب کتاب مستطاب بھجۃ الاسرار،
و امام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یا قمی شافعی صاحب خلاصۃ المفاد وغیرہا نے حضور سے
بر اساس نبیہ صحیحہ روایت فرمائی، اور علی قاری وغیرہ علما نے نزہۃ الخاطر وغیرہ کتب مناقب شریفہ
میں ذکر کئے۔

(۹۲) عارف کبیر احمد الاقطاب الاربعہ سیدنا حضرت سید احمد رفاہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیات کامل
کے بارے میں فرماتے ہیں،

۱۵	بھجۃ الاسرار	ذکر کلمات اخیرہما عن نفسہ محدثا بمنۃ ربہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰
۱۶	~	~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~
۱۷	~	~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~
۱۸	~	~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~ ~

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی اسحاق دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(۹) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیدی امام عبدالوہاب شہرانی قدس سرہ الربانی نے طبقات کبریٰ میں نقل کئے۔

(۹۶) حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے،

از نظر ایساں غائب نیست یگہ
ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی سطح کی طرح ہے، کوئی چیز
ان کی نظر سے غائب نہیں۔

۱۔ قرل سید احمد رفاعی

٢١٢

۳۰ لغات الانس ترجمہ خواجہ بہاء الحق والدین النقشبندی اختصارات کتابفرشی ص ۳۰۴

١٢٠٠

گنگوہی صاحب! اب اپنے شیطانی شرک براہین کی خبر لیجئے۔

(۹۷) یہ دونوں ارشاد مبارک حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی نے نقحات الانس میں ذکر کئے۔

(۹۸) امام اجل سیدی علی وغار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

ليس الرجل من يقبض العرش وما حواه
من الافلاك والجنة والنار وانما الرجل
من نفذ بصيرة القلب خارج هذا الوجود
مكمله وهناك يعرف قدر عظمة موجد
سبحنه وتعالى بـ

مردہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ
میں ہے آسمان و جنت و نار یہی چیزیں محدود و
مقید کر لیں، مردہ ہے جس کی نگاہ اس تمام
عالم کے پار گزر جائے وہاں اُسے توحید مسلم
سبحنہ و تعالیٰ کی عظمت کی قدر رکھے گی۔

(۹۹) یہ پاکیزہ کلام کتاب البواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے،

سمعتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احيانا يقول
ما السموات السبع والارضون السبع
في نظر العبد المؤمن الا مخلقة مخلقة في
فلاة من الارض بـ

یعنی میں نے حضرت سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
بار بار سنا کہ فرماتے، ساتوں آسمان اور ساتوں
زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں
جیسے ایک میدانِ بانی و دوق میں ایک پتھر پڑا ہو۔

(۱۰۱) امام شعرانی کتاب الجواہر میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
الکامل قلبه مراة للوجود العلوي و
المفلى كمله على التفصيل بـ

کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بروچہ تفصیل
آئینہ ہے۔

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں رد معتزکہ کے لئے حقیقت کلمات ادلیا پر دلائل قائم کرنے میں
فرماتے ہیں،

الحجة السادسة لا شئ من المتولى لا فعال
هو الروح لا البدن ولهذا نوع ان
كل من كان اكثر علما باحوال عالم الغيب

یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ ہر شہد افعال
کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن۔ اسی لئے ہم دیکھتے
ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا

لہ البواقیت والجواہر البحث الرابع والثلثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۴۰

لہ الابریز الباب السادس مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۴۲

لہ الجواہر والدرر علی ہاشم الابریز ص ۲۲۳

دل زیادہ تر بردست ہوتا ہے۔ ولہذا مولیٰ علی نے فرمایا، خدا کی قسم میں نے خیر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ کھڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب اجل الہی کا نور اُس کا کان ہو جاتا ہے۔ بندہ نزدیک، دور سب سمٹتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تعارفات کرتا ہے۔

کَانَ اقْوٰی قَلْبًا وَلِهٰذَا قَالَ عَلٰی كَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَجْهَهُ وَاللّٰهُ مَا قَلَعَتْ بَابَ خَيْرٍ بِقُوَّةِ جَسَدَانِيَّةٍ وَلٰكِنْ بِقُوَّةِ سُبَانِيَّةٍ وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ اِذَا دَاخَلَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی كُنْتُ لَهُ صَاحًا وَبَعِيرًا فَاِذَا احْصَا نَفْسَ اَجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی سَمِعَ الْقَرِيبَ وَ الْبَعِيدَ وَاِذَا احْصَا ذٰلِكَ النَّوْسَ يَصُوِّرُ لَهُ سُرَاى الْقَرِيبَ وَ الْبَعِيدَ وَاِذَا احْصَا ذٰلِكَ النُّورَ يَبْصُرُ لَهُ قَدْرَ عَلَى الصُّورِ فِي الصَّعْبِ وَ السَّهْلِ وَ الْبَعِيدِ وَ الْقَرِيبِ

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث ثلثی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر گز ہر غیبی خدا کا راز نمود دل و راس لفظ بخود مشغول ہو کر (اگر ہر غیب خدا سے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔)

(۱۰۴) مولانا بحر العلوم علیہ السلام قدس سرہ شرح میں فرماتے ہیں، محمد رضا لغتہ اسے فکر تن نہاشت و از جست استفراق یعنی مغیبات پر انبیاء مستور شوند انتہی، معنی بیت ایں چنین است کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل را مشاہدہ می کرد و ذات باحدیث جمیع اسما و در دل مست پس لیبیب یعنی تھم در خاکتہ ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استفراق کی وجہ سے بعض غیب انبیا سے چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات احدیت تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

۱۔ معانی الغیب (تفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۱۸/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۷۷
۲۔ ثلثی معنوی درود عقاب موزہ و سولہ خدا صلی علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم

(۵-۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸) امام قرطبی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدر بخود، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر علامہ علی قاری مرقاة شرح مشکوٰۃ حدیث و خمس لا یعلمہن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں،

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیور کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بنا سکتے ہیں اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

١
٢
٣
٤
٥
٦
٧
٨
٩
١٠
١١
١٢
١٣
١٤
١٥
١٦
١٧
١٨
١٩
٢٠
٢١
٢٢
٢٣
٢٤
٢٥
٢٦
٢٧
٢٨
٢٩
٣٠
٣١
٣٢
٣٣
٣٤
٣٥
٣٦
٣٧
٣٨
٣٩
٤٠
٤١
٤٢
٤٣
٤٤
٤٥
٤٦
٤٧
٤٨
٤٩
٥٠
٥١
٥٢
٥٣
٥٤
٥٥
٥٦
٥٧
٥٨
٥٩
٦٠
٦١
٦٢
٦٣
٦٤
٦٥
٦٦
٦٧
٦٨
٦٩
٧٠
٧١
٧٢
٧٣
٧٤
٧٥
٧٦
٧٧
٧٨
٧٩
٨٠
٨١
٨٢
٨٣
٨٤
٨٥
٨٦
٨٧
٨٨
٨٩
٩٠
٩١
٩٢
٩٣
٩٤
٩٥
٩٦
٩٧
٩٨
٩٩
١٠٠

علو امتی یوتون وعلو صافی الاس حصار
حال حمل المرأة وقبده لہ

ان کے جاتے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے
دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کہ مریں گے اور انہوں نے

عورت کے حمل کے زمانے میں بکھول سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔
(۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں،
المراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے
تعالیٰ منہ لہ بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

(۱۱۱) علامہ بخاری شرح بڑہ شریف میں فرماتے ہیں،
لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من الدنيا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ
بہذہ الامور ای الخمسة لہ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف
نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے
حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔
(۱۱۲) علامہ شرنوائی نے جمع النہایۃ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ،
قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی
اطلعه علی کل شئ لہ

حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی نوٹ الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے راوی،

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یخفی
علیہ شئ من الخمس المذكورة فی
الایۃ الشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذلک
والا قطاب السبعة من امتہ

یعنی قیامت کب آئے گی، یزید کب اور کیسے
اور کتاب سے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اکل کیا
ہوگا، فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کرمہ
میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول آصیے

لہ روض النضر شرح الجامع الصغیر
لہ لمعات التفتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت الحدیث ۲ مکتبۃ المعارف العلویہ لاہور ۱/۳۲
لہ حاشیۃ اباجوری علی البرۃ تحت البیت فاف من جودک الدنیا لہ مصطفیٰ ابابنی مصر ص ۹۲
لہ

الشريفة يعلمونها وهم دون الغوث فكيف بالغوث فكيف بسيد الاولين والاخيرين الذي هو سبب كل شئ ومنه كل شئ له
جو سبب انگوں پھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابیریز عزیز میں فرمایا،

قلت للشيخ رضي الله تعالى عنه فأتى علماء الظاهر من المحدثين وغيرهم اختلفوا في النسب صلى الله تعالى عليه وسلم هل كان يعلم الخمس فقال رضي الله تعالى عنه كيف يخفى امر الخمس عليه صلى الله تعالى عليه وسلم والواحد من اهل التصوف من ائمتته الشريفة لا يمكنه التصوف الا بمعرفة هذا الخمس له

یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا انکار کرتا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر پچھے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہل معرفت ہیں (جو عالم میں معرفت فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں معرفت نہیں کر سکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیر آیر کریم عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا الا من امر تقنی من رسول فرمایا،

ای وقت وقیح القیمة من غیب یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

لہ

کلمہ ابیریز الباب الثانی
کلمہ القرآن الکریم ۱۰۲/۴

مصطفیٰ البابی مصر

ص ۱۹۷ و ۱۹۸

الذی لا یظهرہ اللہ لاحد فان قیل
فاذا احلتم ذلك على القیمة فكيف قال الا
من ارتضى من رسول ثم انه لا یظهر هذا
الغیب لاحد قلنا بل یظهره عند قروب
القیمة (ملخصاً)

اس نفیس تفسیر نے صاف مجھے آیت پر شہرے کہ اللہ عالم الغیب ہے۔ وہ وقت قیامت کا
علم کسی کو نہیں دیتا سوا اسے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ قد لہم اللہ تعالیٰ کے کرامات اولیاء
سے انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں،

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبيات
قوله تعالى عالم الغیب فلا یظهره علی غیبہ
احدا الا من ارتضى من رسول
خص الرسل من بين المرئیین
بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع
غیرهم وانت كانوا اولیاء مرتضیین،
الجواب ان الغیب ههنا ليس
للعوم بل مطلک او معین
هو وقت وقوع القیمة بقرینة
السباق ولا یبعد ان یطلع

یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے
میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم
نہیں ہو سکتا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے غیب کا
جاننے والا تو اپنے غیب پر مستط نہیں کرتا مگر
اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع
رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر
غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت نے جواب دیا
کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں
کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا
جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی

عہ فائدہ: اس نفیس جارت کتاب عقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ وہ باہر معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر
ہیں معتزلہ کہ صرف اولیائے کرام کے علوم غیب میں کلام تھا انبیاء کے لئے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء
سے منکر ہو گئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت انبیاء و اولیاء سب کے لئے مانتے ہیں واللہ اعلم

سے مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۴۶/۲۶ المپبعة البیروت المصریة مصر ۱۶۸/۲۰

علیہ بعض الرسل من المشکة او البشر فیصح الاستثناء
 ہو سکے بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسی ہی
 کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت
 وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر
 قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت
 قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہ کیجئے کہ
 اللہ تو رسولوں کا استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے، اب
 اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔
 اس کا جواب یہ فرمایا کہ) ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملن کچھ بعید نہیں تو استثناء
 کہ اللہ عز وجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ زمرہ میں فرماتے ہیں،

لا یصلو متی تقوم الساعة الا
 من ارتفع من رسول فانه
 یطعمه من یشاء من غیبہ و
 الولد التابع له یاخذ
 عنہ یتلہ
 کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی
 سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں
 اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی
 وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے
 اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم
 حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لئے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصلاً انبیاء کو ہے اور
 ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کو یہ غیر رسول سے علم غیب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے
 ذکر مطلق علم کی۔

(۱۱۸ و ۱۱۹) علامہ حسن بن علی مابنی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر کی اور فاضل ابن علیہ فرمات
 وہبہ شرح اربعین امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں
 الحق کما قال جمع امت اللہ سببہ یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت عطا نے

لے شرح المقاصد المبتدئین فی العلم والحدیث دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۰۵
 سئلہ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ الزمرہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۸۶/۷

و تعالیٰ لم یقض نیینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق اطلعه علی کل ما ابہمہ عنہ الا انہ امر بکتبہ بعنن والاعلام ببعضہ
فرمایا کہ اللہ عز و جل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرما دیا ،
ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کو حکم دیا کہ کسی کو بتائیں اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عثمانی کتاب مستطاب عجب العجاہ شرح صلوۃ سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں ،

قیل : نہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذق علمہا (ای الخمس) فی آخر الامر لکنہ امر فیہا بالکتبتان و ہذا النقیل ہوا الصحیح
یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہو گیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا ، اور یہی قول صحیح ہے۔

تنبیہ حلیل

الحمد للہ یہ بطور نمونہ ایک سو بیس عبارتیں قارہ میں جن سے دعا بیت کی پرچ ذلیل عبارت نہ صرف منہدم ہوتی بلکہ قارہ و اداس کے گھر کی طرح بفضلہ تعالیٰ تمت الثری پہنچتی ہے ، اور بکرمہ تعالیٰ یکل سے بھر ہیں ، ایسے ہی صد نصوص مبیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیر کی کتاب "مافی الجیب بعلوم الغیب" و رسالہ "الاولیٰ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یكون" ملاحظہ فرمائیں کہ نصوص کے دریا ہیں چمکتے ، اور حقیقت مصطفیٰ کے چاند چمکتے ، اور تعظیم حضور کے سورج دکتے ، اور نور ایمان کے تارے چمکتے ، اور حق کے باغ لگتے ، اور تحقیق کے پھول میکتے ، اور ہدایت کے پھول چمکتے ، اور نجدت کے کوئے بسیکتے ، اور دعا بیت کے بوم بلکتے ، اور مذہب و گستاخ پھڑکتے ، والحمد للہ رب العالمین ۔

دعا بیت خذ لہم اللہ تعالیٰ ان نصوص قارہ کے مقابل ادھر ادھر سے کچھ عبارات دربارہ تخصیص

عہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ

عہ عجب العجاہ شرح صلوۃ سیدی احمد کبیر بدوی

غریب نقل کرتے اور بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت کی فہمی بکد صریح منکاری اور بیٹ دھرمی ہے۔ انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کر چکا کہ مستطعم و مخصوص اُن اجماعات بعد کہ امر چہارم میں معروض ہوئے علیہ السلام اہلسنت کا خلافت (اختلافی) علامہ اولیاء کرام و بکثرت علمائے عظام جانب تقسیم میں اور یہی ظاہر نفوس اُن عظیم و مقام اس حدیث حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، اُن میں بھی شاید نرے متعشغوں کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لئے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائر فقیر کے رسالے انباء الہی ان کلامہ المصنوع تبیان نکل شوٹ (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے ہیں کیا ضرر ہم نے کیا دعویٰ اجل کیا تھا کہ خلافت دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجاب جزئی سے موجب کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دنش جہارتیں خصوص میں لاؤ ہم تنو خصوص عموم میں دکھاتیں گے، پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامۃ اولیائے قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ علیک مالہ تکی تعلہ وکان فضل اللہ علیک عظیماً سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

جسے اللہ بڑا کرے اسے گھٹائے کیونکر بنے، معذرا اگر بغرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوڑنا اور مختصر ہی ہوا، مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صدائے ظاہر و باطن کے اسباب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ رفعت شان چاہ کر اُسے بڑا مانا تو بعد اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضل الہی ویسا ہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر نفوس قرآن و حدیث اسے ہلکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملہ معکوس ہوا، فاقی الفریقین احق بالامتن خیال کرو کونسا فرق زیادہ مستحق امتیاز ہے۔

غرض یہاں چند پریشان جہارات خصوص کا سنانا محض جہل ہے یا سخت کھر۔ کلام تو اس میں ہے

کہ تم اقوالِ عموم یعنی مرقوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے نیچے پر علمِ شرک و کفر چڑھے ہو۔ لنگوہی جی کی
تعالفہ براہین دیکھو صرف اتنی بات کہ کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اطلاح ہو جائے، علمِ محیط زمین ٹھہرا دیا۔ پھر اسے خدا کا خالص اور ساتھ ہی اپنے معبودِ ابلیس کی صفت
بتا کر صاف علمِ شرک پھنسا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ پھر عرض فرما کہ
علمِ تو زمین کے علمِ محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان و مایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔
اسی طرح اور تعبیہات کہ کلامِ ائمہ دین و علمائے معتہدین میں گزریں، اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ
ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو یہی ہو سکتا ہے کہ کافروں کے برابر ایک کافر ہو گا۔
یونہی تھا کہ امام علیہ السلام علیہ تقویۃ اللایمان میں بعض علمائے الہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو
شرک کہہ چکا۔ پھر لنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اچھلا تھا، ان امام جی نے ایک پرکے
پتے ہی جاتے پر شرک اُٹھل دیا۔

تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء و بابیوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ کتنی گہری و استغیث و دو بابیہ نے معاذ اللہ کن کن ائمہ، علماء و مشائخ و فقہاء و مفسرین
و متکلمین و اولیاء و صحابہ و انبیاء طہیم الصلوٰۃ والسلام کو کافر بنا دیا۔
انہیں کو گھنٹے جی کے اقوال و ارشادات اس فقرہ میں گزر رہے،

- | | |
|--|--|
| (۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی | (۱۱) امام ابن حجر مکی |
| (۲) مولانا ملک العلماء بکر العلوم | (۱۲) علامہ محمد زرقانی |
| (۳) علامہ شامی صاحب رد المحتار | (۱۳) علامہ عبد الرزاق مناوی |
| (۴) ائمہ اہلسنت و معتزلات معتاد | (۱۴) علامہ احمد قسطلانی |
| (۵) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی | (۱۵) امام قرطبی |
| (۶) علامہ شہاب الدین خفاجی | (۱۶) امام بدر الدین عینی |
| (۷) امام فخر الدین رازی | (۱۷) امام بیہقی (صاحب تفسیر معالم) |
| (۸) علامہ سید شریف جرجانی | (۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بن ہادی (صاحب تفسیر طائری) |
| (۹) علامہ سعد الدین قضا زانی | (۱۹) علامہ بیضاوی |
| (۱۰) علی قاری مکی | (۲۰) علامہ نظام الدین عیشا پوری (صاحب تفسیر قرآن القرآن) |

- (۲۱) علامہ مجمل (شارح جلالین)
- (۲۲) امام ابو بکر رازی (صاحب تفسیر انوار مجمل)
- (۲۳) امام قاضی حیاض
- (۲۴) امام زین الدین عراقی
- (۱) استاد امام ابن حجر عسقلانی
- (۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجاسی
- (۲۶) ابن قتیبہ
- (۲۷) ابن خلکان
- (۲۸) امام کمال الدین دیمیری
- (۲۹) علامہ ابراہیم بجوری
- (۳۰) علامہ شبنوائی
- (۳۱) علامہ ابنی
- (۳۲) علامہ ابن عطیہ
- (۳۳) علامہ عثمانوی
- (۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب منطق)
- ۳۵ علامہ ہدایت الدین محمود بن اسرائیل
- (صاحب جامع الفصولین)
- (۳۶) شیخ عالم بن صاحب آثار غازیہ
- (۳۷) امام فقیہ صاحب غاوی حجہ
- (۳۸) امام عبد الوہاب شمرانی
- (۳۹) امام یاقینی
- (۴۰) امام اویس ابو الحسن شطنوفی
- (۴۱) امام ابن حجر مکی
- (۴۲) امام محمد صاحب مدحیہ پردہ شریف
- (۴۳) حضرت مولانا جامی
- (۴۴) حضرت مولوی معنوی
- (۴۵) حضرت سید عبد العزیز دہلوی
- (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
- (۴۷) حضرت خواجہ بہاء الحق والدین
- (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان رامینہ
- (۴۹) حضرت شیخ اکبر
- (۵۰) حضرت سیدی علی دقا
- (۵۱) حضرت سیدی رسلان دشتی
- (۵۲) حضرت سیدی ابو عبد اللہ شیرازی
- (۵۳) حضرت سیدی ابو سلیمان دارانی
- (۵۴) حضرت قطب کبیر سید احمد رفائی
- (۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم
- (۵۶) حضرت امام علی رضا
- (۵۷) حضرت امام جعفر صادق
- (۵۸) حضرات عالیہ دیگر ائمہ اطہار
- (۵۹) امام مجاہد
- (۶۰) حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس
- (۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ
- (۶۲) عامۃ صحابہ کرام
- (۶۳) حضرت خضر بلکہ
- (۶۴) حضرت موسیٰ بلکہ
- (۶۵) (خاک پرورین دشمنان) خود حضور سید الانبیاء
- (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلکہ
- (۶۶) (لعنة الله على الظالمين) خود اللہ
- رب العالمین۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
وسیعلم الذین ظلموا انک منقلب
ینقلبون۔

زنگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت مگر بلندی و حکمت والے خدا کی طرف سے۔
منقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے

ہیں (ت)

یہ گنتی میں ترجیحاً سٹو ہیں اور ان میں ائمہ اہلسنت، مصنفان عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے کیا،
اور ائمہ اہل ہارن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی و علامہ زرقانی نے
دیا سب خود جانتے ہیں۔

اوپر ہے یہ کہ جب اللہ و رسول تک فوبت ہے تو اگلے پچھلے جن و انس و ملک تمام مومنین سب ہی
وہابیہ کی کفیر میں آ گئے۔

آج بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروں کی جو کفیر ہوئی اس
پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہاتھ سارے جہان کو کافر کہہ دیا (گویا جہان انھیں دھاتی نفروں سے جہارت ہے)
ہاتھ اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے اُن کا قافیہ تنگ ہو کر
تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہو گیا)۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علما کو چھوڑیں نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عز وجلالہ) کو۔ سب پر حکم کفر لگائیں اور خود ہٹنے لگے مسلمانوں کے بچے
بتے رہیں، الا لعنة اللہ علی الظالمین (خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت)

ہاں ہاں وہابیو! منگو بیرو! دیوبندیو! تہا فیر! دیوبندو! امر قسرو! بات کے بچے اور قول کے بچے
ہو تو آنکھیں بند کر کے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہار، محدثین،
مفسرین، متکلمین، اکابر علماء، اکابر علما سے لے کر اولیاء، اولیاء سے لے کر ائمہ اہل ہارن، ائمہ اہل
سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے
لے کر واحد تباریک تمہارے دھرم میں سب کافر ہیں۔ اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دھچکار
دس بیس جہارات تحفیں دکھانے، کروٹیں بدلتے، کہنے، مکرنے، اڑے اڑے پھرنے سے کام نہیں لیتا۔

سے القرآن الکریم ۲۴/۲۶

سے ۱۸/۱۱

عبداللہ

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہو گیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک دانتوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علما، اولیاء، ائمہ، صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب الغلیب حکم
 گرچہ خوریم قبیحہ سست بزرگ
 (اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بلند ہے۔ ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے: وہ
 رومی سخن کفر نگفتست و محمود منکر مشیہ
 (رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا، اسی کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مردود جہاں ہو گیا۔ ت)

اب ایسا ہی حال سوچو کہ تمہاری آگ کا ٹوکا کہاں تک پہنچا جس نے علما، اولیاء و ائمہ و صحابہ و انبیاء و مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و حضرت کبریا (جل و علا) سب پر معاذ اللہ وہی طعون حکم لگا دیا اور کافر شود مردود جہاں شد کائنات لیا۔

پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟
 حاشیہ اللہ! بلکہ تمہیں کربلائے گی، اور بے توہم مرے تو ان شاء اللہ القہار ابد الابد تک "ذوق
 انک انت الا شرف الرشید" (اسی کا مزہ چکے بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام ائمہ و اولیاء و محبوبان خدا کو تم کافر کہو تو جانے شکایت نہیں، انہوں نے قصوری ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعت علم نامنی تھائے کلیجے کا شکہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، اے کرچلے وسعت علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم وسلم۔ پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کوئی سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی کفر پریشی کھیر ہو گی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے نے سانپ کے منہ کی چھچھندہ رکھنے تو بجا ہے، نہ اٹکتے بنتی ہے نہ نکلتے۔ وہ کہہ کر چل بیٹھ کہ

محمد رسول اللہ ﷺ نے علیہ وسلم ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوئے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں۔ کہاں تو وہ عباس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا ٹکھنڈ شرک بلکہ اوندھی گج میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ حنفیہ کی تکفیر اور کہاں یہ ولی اللہی بڑے بول جو کمال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب شیعوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہ بایست کی مٹی پلید ہو وہ الگ۔ اور اگر دل کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑی تو وہ بایست بچاری کا کٹھن ناٹھ ہو گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدا و پیرو و پیشوا و حکیم امت و صاحب وحی و عصمت مانیں۔ کافر و کافرا کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسمعیل جی کے شاہ صاحب کے معتقد و مدراج بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے تھیں ان کے گھن تم سب کے سب کافران کہیں۔ اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پلو چلو، کوئی روپ بدلو وہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا ہار ہوتا ہے۔

گر براند زود و زبرد باز آید
(اگر جھگڑائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہے کفر کی کھی و ہابی کے ہرے کا تل ہے۔ ت)

کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر
لو کانوا یعلمون ﷺ و صلی اللہ
تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین ، والحمد للہ
رب العالمین۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار
سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔
اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا
و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے
تمام صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے
ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

فقیر احمد رضا خاں قادری مدنی عنہ از پریل ۱۴۱۳ ربيع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا

رسالہ

انباء المصطفى بحال ستر واخفی

۱۳

۱۸

(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دنیا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ از دینی چاندنی چوک مرقی بازار۔ مسئلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ
حضرات علمائے کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ نبیؐ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو گا حتیٰ کہ بدالخلق سے لے کر
دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک تمام حال اور اپنی امت کا فیروشر تفصیل سے جانتے ہیں، اور جمیع
اولیٰین و آخریٰین کو اس طرح کا حقد فرماتے ہیں جس طرح اپنے کعبہ و مسجید مبارک کو، اور اس دعوے کے
ثبوت میں آیات و اہادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔

بجو اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے

علم زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنؤی مرحوم ہیں۔

اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی جہاد میں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہہ لے عطا فرمایا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسرِ حق و رافقی عقیدہ سلف صالح ہے اور کوی بد مذہب جہنمی ہے، نیز عمر و کاوغی ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۴ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان کو وسعت علم نص سے ثابت ہوئی مگر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے یہ ثابت

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد موصداً وصل وسلم
وباركك على من علمته
الغيب وزهته من كل عيب
وعلى آله وصحبه اعداء ما ب
اف اعوذ بك من هزات الشياطين
واعوذ بك ما بان يحضرون۔

اے اللہ تمام تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے لئے ہیں،
درود و سلام اور برکت نازل فرما اس پر جس کو
قرآنِ غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور اُس کو ہر عیب سے
پاک بنایا ہے اور اس کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے۔ اے میرے پروردگار! تیری پناہ شاہین
کے دوسروں سے اور اے میرے پروردگار! تیری
پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق و صحیح اور جبر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بیشک حضرت عزت عزت عظمیٰ نے اپنے
حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش
سب انھیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہر بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب
ہا کان و ہا یکنون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم
حبیب کو تم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر
رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو داڑھیں پڑا ہے سب کو جہادِ نفسیہ جان لیا، اللہ
اکبر کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ یا پورا علم نہیں ملے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین و
کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہزار احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر

لے البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع بکواسا واقع دہلی ص ۵۱

ہر ارے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلیٰ اعلیٰ۔

کتبِ حدیث و تصانیفِ علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیانِ دلی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآنِ عظیم خود شاہِ مدلل و حکمِ فصل ہے۔

آیاتِ شرآنی

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

ونزّلنا علیک الکتاب تبیاناً لكل شیءٍ وحدی
وسرّ حید و بشریٰ للصلیین
اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے
اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

ما کان حدیثاً یفتقری ولكن تصدیق الذی
بیین یدیه و تفصیل کل شیءٍ
قرآنی وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کا
تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

ما فرطنا فی الکتاب صنف شیءٍ
ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کتابوں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) جب فرقان مجید
میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہلسنت کے مذہب میں
شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرض تافرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے
اور منجملہ موجودات کتابتِ لوحِ محفوظ بھی ہے تا بالافزودت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی بالتفصیل
شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآنِ عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

وکل صغیر و کبیر مستطرب
ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

۱۱۱/۱۳ القرآن الکریم

۸۹/۱۶ القرآن الکریم

۲۸/۶ -

۵۲/۵۲ -

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)،

وكل شيء احصيناه في امام مبين ^{۱۷} ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)،

ولا حية في ظلمات الارض ولا ساطع ^{۱۸} کوئی داند نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر

ولا يابس الا في كتب مبين ^{۱۹} اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب

میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نگرہ چیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کلی تو ایسا عام ہے کہ کبھی

خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادۂ استقراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول

رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث

اسناد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مشعل ہو جائیں گی بلکہ

تخصیص مترافی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے

اعتقاد پر کسی عقلی سے تخصیص ہو سکے تو بجز اللہ تعالیٰ کیسے نفس صحیح قطعی سے روشن ہو کہ ہمارے حضور صاحب

قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ممالک

وما یکون الا یومہ القیمة جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و مسا و ادنیٰ و عرض

فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا واللہ الحجة الساطعة اور جبکہ علم قرآن عظیم کے

تبدیل ناسل شئی ^{۲۰} (ہر چیز کا روشن بیان۔ ت) ہونے سے دیا، اور پھر ظاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید

کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا۔ تو نزول جمیع قرآن شریف ^{۲۱} اے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

کی نسبت ارشاد ہو لم نقص علیکم ^{۲۲} (ان کا قصہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ست)

یا منافقین کے باپ میں فرمایا جائے لا تعلمہم ^{۲۳} (آپ ان کو نہیں جانتے۔ ت) ہرگز ان آیات کے

منا فی اور علم مصطفویٰ کا نافی نہیں۔

الحمد لله جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۷ القرآن الکریم ۵۹/۶

۱۸ " ۷ ۷۸/۲۰

۱۹ القرآن الکریم ۱۲/۲۶

۲۰ " ۸۹/۱۶

۲۱ " ۱۰۱/۹

۲۲ " ۱۰۱/۹

کے گھٹائے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں اس سب کا جواب انھیں دو لغزوں میں ہو گیا ہے دو حال ہے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخِ مطہر ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخِ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہوتا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخِ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، برتھیر ثنائی اگر دماغ نے مخالفت میں نص صریح نہ ہو تو استدلال محض خطا القاد مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الاقارہ نہیں دکھا سکتے، اور اگر بغرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قاصع سب کے لئے کافی، کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں خبرِ احاد سے استدلال محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے اجتہاد کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں مثلاً مدعی فاکھر بھاری ہے گو اہی تیری

نصوص قطعیہ قرآنِ عظیم کے خلاف پر احادیثِ احاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبرِ واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔ اسی براہین قاطعہ صاۃ اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علمِ غیب کی تقریروں لکھے ہیں، عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا،

”اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، وظنیات صحاح کا۔“

صفحہ ۸۰ پر ہے،

”احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فی اصول میں مبرہن ہے۔“

الحمد للہ تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فاجمعوا شریکاء کہ (اپنے شرکار کو جمع کر لو)

۵۱ ص	طبع بلا سادۃ واقع دہور	بحث علمِ غیب	۵۱ ص
۸۹ ص	شبِ جمعہ میں ارواح کے اپنے گھر آنے کے اثبات میں روایاتِ سندِ دوش ہیں	۸۹ ص	۸۹ ص
۹۶ ص	مسئلہ فاکھر اعتقاد ہے اس میں ضمانت کیا احاد صحاح بھی قابل اعتقاد نہیں	۹۶ ص	۹۶ ص

چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی اللہ لا الہ الا ایک حدیث تراویحی الا قادمہ چھانٹ لائیں جس سے صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزولی قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ صاگان و مایکون سے فلان پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معنی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا،
 فان لو تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان الله اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ کر سکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا
 لایہدی کید الخائنین لہ
 و غایبازوں کے مکر کو۔

والحمد لله رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ست)
 یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں،
 ”خود قرآن عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واقعہ لا ادري ما يفعل بي ولا بكم (الحديث)
 (اور مجھ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ ست)
 اور شیخ عبدالحی روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔“

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احماد ہے، سلیم الخراسانی کو سند لانی تھی تو وہ حضور خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم، احادیث صحیحہ بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا ناسخ موجود کہ جب آیت کریمہ،

لِيُفَقِّرَنَّكَ اللَّهُ مَا تَقْدُمُ مِنْ ذَنْبِكَ تاکہ اللہ تجھ سے تمہارے واسطے سے سب
 وما تاخر به اچھے پچھلے گناہ۔

نازل ہوتی تو صحابہ نے عرض کی،

هنيئاً لك يا رسول الله لقد بيتي يا رسول الله! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ
 اللہ لك ما اذا يفعل بك عروہل نے یہ ترصاف بیان فرمادیا کہ حضور کے

لہ القرآن الکریم ۲۴/۶

لہ ۵۲/۱۷

لہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبعہ البلاسا واقعہ دہلی ص ۵۱

لہ القرآن الکریم ۲/۴۸

فَمَا ذَا يُفَعِّلُ بِنَائِهِ

ساتھ کیا کرے گا۔ اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ
کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری:

لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتُ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَلِكَ
عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا

تاکہ داخل کئے اللہ ایمانی والے مردوں اور ایمانی
والی عورتوں کو باغوں میں جہنم کے نیچے نہریں بہتی
ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے
ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد
پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

ربا شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل
حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقار ہے۔ شیخ رحمہ اللہ
تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے،

ایسا اشکال ہی آئندہ کہ در بعض روایات آمدہ
است کہ گفت آن حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من بندہ ام نمی دانم آن چو در پس این دیوار صفت
چو آبش آنست کہ این سخن اچھے نہ وارد، و روایت
بدان میگردد است بکہ

اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ
اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی لا تقربوا الصلوة (غماز کے قریب مت جاؤ۔ ت) پر عمل کرو گے تو خوب چین سے

رہو گے

اس آنکھ سے دُریے جو خدا سے نہ دُرسے آنکھ

امام ابی حنبلہ مستقانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں لَا أَصْلَ لَهَا فِي حِكَايَاتِ مَنْ

۱۔ صحیح البخاری کتاب المنازی ۶۰۰/۲ و سنن الترمذی کتاب تفسیر حدیث ۲۲۷/۴ ۱۷۹/۵

۲۔ القرآنی الکیم ۵/۴۸

۳۔ مدارج النبیۃ "لا علم ما وراہی جدارہی ایں سخن اصل ندارد" مکتبہ فدویہ رضویہ سکھر ۶/۱

۴۔ الموابہ اللدنیۃ المقصداً لث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۸/۲

بے اصل ہے۔

امام ابی جرحی نے فضل القرنی میں فرمایا، لہٰذا یُتَوَقَّفُ سَنَدُ اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔
افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بنانا، احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم حکم لٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور قطع کاری کے لئے
شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحتاً فرما رہا ہے کہ اس حکایت کی جڑ نہ زیادہ آپ اس کے ہوا کیا کہنے کہ ایسوں
کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلا کر اس
تنگدے میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تعظیم شان میں
یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند منقولے سب ساجاتیں ٹھہر

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانتے دو

بالجملہ بھرا اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جلیل طور سے
ہدایت جس میں اصلاً مجال دم زدنی نہیں۔ اگر یہاں کوئی دلیل قطعی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی
قرآن عظیم کے حضور منہمک ہو جاتی، نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ اسنی و صحاح و مسانید و معاجم کی
احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

احادیث مبارکہ

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم	قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں کھڑے ہو کر ابتداء سے آفرینش سے قیامت	علیہ وسلم مقاماً ما تترك شیدئا
تک کہ ہونے والا مناسب بیان فرمایا، کوئی	یکون فی مقامہ ذلک الی قیام
چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یا دربارہ جو بھول گیا	الساعة: الاحداث بہ حفظہ من حفظہ
بھول گیا۔	ولیہ من نسیہ

لہٰ افضل القراء ام القری

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح برز متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتہائی دہلی ص ۲۶۱

صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۰/۲

مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۵/۵ و ۳۸۹

عمرہ ریضہ

یہی معنوں احمد نے مسند بخاری سے تاریخ، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

تمام فیما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبه من نسبه	ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتداء آفرینش سے لے کر جنتوں کے جنت اور دوزخوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔
---	--

صحیح مسلم شریف میں حضرت عسمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمة فاعلمنا احفظہ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جیسے زیادہ یاد رکھا۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ کثرت حدیث میں باسانید حدیدہ و طرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

فرايت عزة وجل وضع كفه بين كفتي فوجہات بود انا مله بين شدای فتجلی لی کل شئ وعرفت کیم	میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔
---	--

امام ترمذی فرماتے ہیں،

هذا حدیث حسنٌ سألت محمد بن اسمعيل یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے

۱۔ صحیح بخاری کتاب جبر الخلق باب ما جاز فی قول اللہ وحوالہ ذی بیہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الخلق قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۰
۳۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۴۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵/۱۶۰

عن هذا الحديث فقال صحيح بنه
اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
فعلمت ما فی السموات وما فی الارض
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے
علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں :
پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین
چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم
و کلی و احاطہ آن
کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ
علوم جبروی ہوں یا کُلّی (ت)

امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابی یعلیٰ و ابن عباس و طبرانی حضرت ابوذر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و ما یحترک طائر
جناحہ فی السماء الا ذکر لنا
منہ علمایک
نہ فرما دیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح درقانی گواہب میں ہے :
هذا تشیل لبيان کل شیء تفصیلاً
یہ ایک مثال دی ہے اس کے کہ نبی صلی اللہ

-
- | | | | |
|-------|-----------------------------|------------------------------|---------------------------------|
| ۱۹۱/۵ | سفن الترمذی کتاب التفسیر | حدیث ۳۲۴۲ | دارالطکریروت |
| ۱۵۹/۵ | " " " " | " " " " | " " " " |
| ۳۲۲/۱ | اشعة اللمعات کتاب الصلوٰۃ | باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ | کتبہ خیر رضویہ سکھر |
| ۱۵۲/۵ | مسند احمد بن حنبل | عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ | المکتب الاسلامی بیروت |
| ۲۶۲/۸ | مجمع الزوائد عن ابی الدرداء | کتاب علامات النبوة | باب فیما اوتی من العلم دارالکتب |

تاسرے و اجساد اُخرویٰ ہے

تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً
کبھی اجمالاً۔

براہبہام قسطاً فی میں ہے:

ولا شك ان الله تعالى قد اطلعوه على
أشياء من ذلك والقب عليه
علم الأوليئ والآخرين به

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام
اگلے پھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم علیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها
والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة
كأنها انظر الى كفى هذا جليان من
الله جلالة نسبته كما جلالة نسبته
من قبله
بیشک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا
اُٹھائی ہے اور میں اسے اور کچھ اس میں قیامت
تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں
جیسے اپنی سمیٹیل کو دیکھ رہا ہوں اس روشنی کے
سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی
جیسے تمہارے پٹے انبیاء کے لئے روشن کی تھی۔ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سمادات و ارض میں ہے اور جہ قیامت تک ہوگا، اس سب کا
علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزوجل جلالتہ اس تمام ماکان و مایکون
کو اپنے اہل محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماں سے سک تک، ارض سے فلک

- ۱۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل من ذلک الموضع، مرکز المہنت برکاتیت ضابطہ ۱۵۳/۴
شرح الزرقانی علی الواہب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثاني دار المعرفۃ بیروت ۲۰۶/۴
۲۔ الواہب اللدنیۃ - - - - - ناخبر برکت علیہ وسلم من الغیب المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۶/۴
۳۔ حمیۃ الاولیاء - ترجمہ ۴۴۲ حدیث بن کریم دار الکتب العربیہ بیروت ۱۰۱/۶
۴۔ کثر العمال - حدیث ۳۱۸۱۰ و ۲۱۹۷۱ - موسسۃ الرسالہ - ۲۵۹/۱۱ و ۲۲۰/۴

نیک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے تسبیح و تہلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار بار برس پیلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ عورت و جاہت انبیاء کے مقابل بسیار، مگر مقررہ بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پڑ کے پتے گن دیتے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو ان کو عام و عام کے سہ سہ لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جیسے امام غلام جلال اللہ والدین سیر علی مصنف غنائی کبریٰ و امام شہاب احمد محمد خلیف قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابو الفضل شہاب ابن حجر مکی بیہقی شارح ہزیر و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب فیسم الریاض شرح شفا رقا فی عیاض و علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ انہیں مشرک کہیں۔ واللہ اعلم بالصواب العالمین۔

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا میری ساری اُمت اپنے سب اعمال نیک و بد و قبیحہا
طہرائی اور خیار مختارہ میں عزیز بن اسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عرضت علی امتی البامرحۃ لصدیٰ مگر ششہ رات مجھ پر میری اُمت اس حجرے کے پاس
ہذا الحجرة حتی لا نأمن منہ میرے سامنے پیش کی گئی بیشک میں ان کے ہر
بالتحیل منہم من احدکم شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم
بماحبہ فی میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانتے۔
والحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۶/۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۸۰/۵
۲۔ المعجم الکبیر حدیث ۳۰۵۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸۱/۲
کنز العمال حدیث ۳۱۹۱۱ حوسنۃ الرسالہ بیروت ۲۰۸/۱۱

اقوال ائمہ کرام

امام اجل سیدی بوسیری قدس سرہ ام القرّی میں فرماتے ہیں،
وسع العالمین علما و حکماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حکمت
تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر کی اس کی شرح الفصل القرّی میں فرماتے ہیں،
لا ت الله تعالیٰ اطلعه علی العالم
فصلہ علم الاولین و الآخرین
و ما کان و ما یکون
یہ اس لئے کہ بیشک عرب و عجم نے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب
انکے کھیلوں اور ماکان و مایکون کا علم
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔

امام حلیل قدوة المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی
شرح مہذب میں پھر علامہ غفاری نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرضت
علیہ الخلائت من لشدت
اومعلیہ الصلوة والسلام الخ
قیام الساعة فعر فہم کلہم کما علم
ادہ الاسماء
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت
تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات
گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا جس طرح آدم
علیہ الصلوة والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں،
النفوس القدسیة اذا تجسدت
عن العلائق البدنیة انفصلت
باللاء الاعلیٰ ولدیق لها حجاب
پاکیزہ جانیں جب بدن کے ملاقوں سے جدا
ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لئے کوئی
پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور

لہ مجموع المتن من قصيدة الهمزية فی مدح خیر البریۃ الشہون الدینیہ دولة قطر ص ۱۸
لہ افضل القراء ام القرّی

لہ نسیم الریاض الباب الثالث الفصل الاول فی اورد من ذکر مکاتئہ مرکز البہشت برکات رضا گورۃ اللہ ص ۲۸

فترتی وتسمع الكل كالشاهد^۱ سستی میں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج کی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں،

قد قال علماءنا رحمهم الله تعالى لا فرق بين موتهم وحياتهم لله تعالى عليه وسلم في مشاهدته لاقتبته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائهم وخواطرهم وذلك جلياً عند لا يخفاء به^۲

بیچک چارے ملائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال ان کی ہر نیت ان کے ہر ارادے ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چرخی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی شے ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں ملائے ربانیین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں، جل بلاءہ ووصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ عتیق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم صدارج شریف میں فرماتے ہیں،

ذکرکن أوراخ درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و باشش در حال ذکر گویا حاضر صفت پیش او در حالت حیات و می بینی تو او را متادب با حبلال و تعظیم و جیبت و امید بدان کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج۔ اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں انکے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، جیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیونکہ وہ صفات الہیہ سے متصف ہیں اور

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱
۲۔ المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین وار الکتاب العربی بیروت ۱۵۲/۱
المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی ۵۸۰/۴

متصف است بصفت اللہ ویکے از صفات الہی اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو تجھے یاد کرتا ہے
آنست کہ انا جلیس من ذکر فی لہ میں اس کے پاس جوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ رحمہ اللہ پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہیں بیان کیا جدا جدا
بڑھایا تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ کیجے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر
کھینچ دی کہ،

اعبد اللہ کا تلک تراء فان لوتکت تراء اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے
قائم یراک ۛ اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے
بل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں،

ہرچہ در دنیا است زمان آدم تا فحشہ اونی ہر کچھ دنیا میں زمانہ آدم پہلے فحشہ کے جاننے تک ان
بروے سے ملے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکشف ساختہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر تکشف کر دیا یہاں تک
تاہم احوال را از اول تا آخر معلوم کرد کہ ارضیں اول سے آخر تک احوال معلوم ہو گئے،
یاران خود را نیز بعضی از احوال خبر بعضی نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض
دادتہ کی اطلاع دی۔

نیز فرماتے ہیں،

وہو بکل شیء علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوال
احکام الہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال
آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ
کئے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیہ کے مصداق ہیں۔ آپ پر افضل و رود اور اتم
وہو بکل شیء علیم ۛ و دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیزیں
از شیرینات ذات الہی و احکام صفات
حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و
باطن اول و آخر احاطہ نموده و مصداق فوق
کل ذی علم علیم ۛ علیہ من الصلوٰت افضلہا

ۛ مدارج النبوة باب یازدہم وصل نوع ثانی کہ تعلق مغزی است ۛ مکتبہ فورید رضویہ سکھر ۛ ۶۲۱/۴

ۛ صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل الفجر صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۛ ۱۲/۱

صحیح مسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۛ ۲۹/۱

ۛ مدارج النبوة باب پنجم وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ فورید رضویہ سکھر ۛ ۱۲۳/۱

وصف التحيات اتھاواکملھا۔
واکمل سلام ہو۔ (ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

فَمَنْ عَلَنَ مِنْ جَنَابِهِ الْمُقَدَّسِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
كَيْفِيَّةً تَرَقَّى الْعَبْدُ مِنْ حَيْثُ وَجَّهَ الْفِ
حَيْثُ الْقَدْسُ يَفِيضُ جَلَّ لَهُ جِنْدُ
كُلِّ شَيْءٍ كَمَا أَخْبَرَنَا هَذَا الشَّهيدُ قَبْلَ
قِصَّةِ الْمُعْجَازِ النَّاصِحِي يَلِي

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فاقص ہوا
کہ بندہ اپنے مقام سے مقام اقدس تک کیونکر ترقی
کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس
طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
اس مقام سے معراج خواب کے قصبے میں خبر دی۔

قرآن وحدیث واقوال ائمہ حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف سے تو
یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے۔ غرض شمس واسس کی طرح روشن ہوا کہ عقیدہ مذکورہ زید
کو معاذ اللہ کفر و شرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور
بکثرت ائمہ دین و اکابر علمائے عالمین و اعظم علمائے کاطین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک
کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو یہی عیاذ باللہ کافر و مشرک بنانا اور یکم ظاہر احادیث
صحیحہ و روایات معتبرہ فقہیہ خود کافر و مشرک بنانا ہے اس کے متعلق احادیث و روایات و اقوال ائمہ و
ترجمیات و تصریحات فقیر کے رسالہ النہی الاکید عن الصلوۃ وادعی التقلید
و رسالہ النکوبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ وغیرہ صا میں
ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔
وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا
یہ حیات الفنا، وہ ممکن التغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا
مگر کسی مجنون کو بصیرت کے اندر سے اس علم مالک و مالکوں یعنی مذکور ثابت جاننے کو معاذ اللہ
علم الہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمت اللہ علیہ و علیہ وسلم جس میں غیر متناہی علم

لے مدارج النبوة مقدمۃ الکتاب مکتبہ فوریر رضویہ سکسٹر ۱/۲ و ۳
۱۱۹ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کیا کرتا ہے محمد سید المرکز کراچی

تفصیل قراوانی بالفعل کے غیر متناسبی سطحی غیر متناسبی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناسبی کا مکتب کہتے بالفعل و بالہوام از قہ ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و مساوات و ارض و عرش تا فرش و ماکان و ما یکون من اول یوم الی آخر الا یام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا و بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکتوبات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مسلمان کرام علیہم وعلیہم ائمتہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعظم اولیائے عظام قدس است اسرارہم کو ملا، اور ملتا ہے۔ ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بحار و ذخائر پیدائندہ ہیں جن پر ان کی افضلیت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔ اللہ عز و جل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد مصیری شرف الملی والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں،

فات من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علوم اللوح والقلم
یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے خزانہ مجد و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و ما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حقہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مرادنا علی قاری علیہ رحمۃ اباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں،

توضیحه ان المراد بعلوم اللوح ما ثبت	یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ لوح مراد نقوش
فیہ من النقوش القدسیة و	قدس و صور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے
الصور الغیبیة و بعلوم القلم ما ثبت	اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عز و جل نے
فیہ کما شاء و الاضافة لادنی ملازمة	جس طرح چاہا اس میں وادیت رکھے، ان
و کون علمہما من علومہ	دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنی ملازمہ یعنی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	محلیت نقوش و اثبات کے باعث ہے اور ان

فت، تمام ماکان و ما یکون کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے، یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے ۱۲

لے مجموع المتن متن قصیدۃ البرود الشون الیغیۃ دولة قطر ص ۱۰

ان علومہ تنوع الف کلیات والجزئیات
وحقائق ومعارف وحواس من
تعلق بالذات والصفات وعلیہما انما
یکون سطرًا من سطوح علمہ و
نہرًا من بحور علمہ ثم مع هذا
هو من بركة وجودہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم

دو نوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہوتا ہے اس لئے
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت
اقسام کے ہیں، علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق
اشیاء و علوم امریہ خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ
ذات و صفات حضرت عزت جل جلالہ سے متعلق
ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم علوم محمدیہ کی سطوح
سے ایک سطر اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، پھر یہی ہر وہ حضور ہی کی برکت و جود سے قریب
کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
منکرین کو مدد رہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روز اول سے قیامت
تک کے تمام ممالک و ممالک کا علم تفصیل مانا جاتا ہے لیکن بجز اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ممالک و ممالک
علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر طرے پایاں موجوں سے ایک
لہر قرار پاتا ہے۔

والحمد لله رب العالمین ۝ و خسرو
هناك البطلون ۝ في قلوبهم مرض
فزادهم الله مرضا ۝ وقيل بعدا
للقوم الظالمین ۝

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے
تمام جہانوں کا۔ اور باطل والوں کا دہاں خسار ہے۔
ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی
بیماری اور بڑھائی۔ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں
بے انصاف لوگ۔ (ت)

نصوحی حصر

یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عزوجل
کے سوا کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بجز اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان میں جو منکر مستکبر کا اپنے دوائے
باطلہ پران سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ممالک و ممالک بمعنی

مذکور ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنوں و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔
 علم پر اعتبار مٹنا دو قسم کا ہے، ذاتی، مگر اپنی ذات سے بے عطائے غیر پر اور عطائی، کہ اللہ
 عز و جل کا عطیہ ہو۔ اور ہر اعتبار متعلق ہی دو قسم ہے، علم مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع
 معلومات الہیہ عز و علا کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار و جل
 اور خود کنہ ذات الہی و احاطہ تمام صفات الہیہ نا متناہی سب کو شامل فردا فردا تفصیل مستغرق ہو اور
 مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقہ نہ ہو۔ ان تقسیمات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ
 عز و جل کے لئے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے کہ علم ماکان و مایکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروحہ اتم و اکمل ہو
 علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا، پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ ہیں، جل و علا و جملے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 اور مطلق علم ہرگز حضرت حق عز و علا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔
 مونی عز و جل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوص مصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے
 نہ کہ قسم اخیر، اور بدایتہ ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ماکان و مایکون بمعنی منزور بلکہ اس سے
 ہزار در ہزار انبیا و افراد علم بھی کہ بے عطائے الہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے مراد، تو نصوص مصر کو
 مدعائے مخالفت سے اصد مس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جمالت پر نص ہیں واللہ المحمد، یہ معنی
 پاکہ خود بدیہی و واضح ہے، اتنے دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابو ذر کریم نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ
 حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

لا یعلم ذلك استقلالاً و علم	یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ
احاطة بكل المعلومات الا	معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے
الله تعالى اما المعجزات	بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو
وانكسارات فباعلام الله	محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں
تعالى لهم علمت و	رہے انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں
كذا ما علم باجراء العادة	یہ تو اللہ عز و جل کے بتانے سے انھیں علم ہو لے
	فونہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جہ کا علم ہوتا ہے۔

لہ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم، اذا قال قائل فلان یعلم الغیب مصطفیٰ ابوالی مصر ص ۲۳۸

مناہغین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہوتا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلالت کے خود اقراری کفر و ضلالت کا تمغہ ہے، نیز انہیں میں روشن کیا کہ خلق کے لئے اودھائے علم غیب پر فقہا کا حکم کفر بھی درجہ اولیٰ حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اولیٰ طرز فقہا میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بجز پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کچھ نہیں جانتے " کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر و ضلال مباح ہے۔ بجز کہ جس حقیقت کے کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام بدر فرجام بکا، خود اسی میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، و جرم بکر کی یہی مطلق شامل علم عطا ہی ہے اور خود بعض شیاطین افس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے۔ اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تاویل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعین مکان بلکہ رب العزت جلالت کی قرین شاک۔ ایک کفر ہوں تو مجھے جانتیں۔ والیہا فی اللہ صواب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا صریح کلمہ کفر و خسار اور پیشہ آریات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیت کریمہ لیخفض لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم، بعض اور سینے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

و لاخرة خیر لك من الاولیٰ اے نبی! بیشک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ بکے بیشک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ہنہ، اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

یوم لا یتخزى اللہ النبی والذین آمنوا معہ
نورہم فی سفی بن اید میہم و بایمانہم ینہ

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

عسی انت یبشک ربک مقاما
محمودا۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

تبرک الذی شاء جعل لك خیرا من ذلك
جنت تجری من تحتها الانهار
و یجعل لك قصورا

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے
تمہارے لئے اس خزانہ و باغ سے (جس کی
طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں جنہیں
جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ نہیں بہشت بریں
کے اونچے اونچے محل بنائے گا۔

علی قرأۃ المرفق قرأۃ بنت کثیر
وابن عامر و ہدایۃ الہ بکر من
عاصم۔ الی غیر ذلک من الآیات ۔

یجعل کو مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر جبکہ ابن کثیر
اور ابن عامر کی قرأۃ ہے اور ابوبکر کی عام
سے یہ روایت ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی
متعدد آیات ہیں۔ (ت)

اور احادیث کثیر میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و
خصائص وقت وفات مبارک و برزخ مطہر و عشر منورہ شفاعت و کثرہ خلافت علیہ و سیادت کبریٰ
و دخول جنت و رویت وغیرہ وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے۔ یہاں صرف

ص ۷۷ دوٹکے گا ۱۲

۱۰ القرآن الکریم ۹/۱۰

۱۰ القرآن الکریم ۸/۶۶

۱۰ ۱۰/۲۵

ایک حدیث تبرکاً سن لیجئے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا
خطيبهم اذا وفدوا، وانا خطيبهم اذا
انصتوا، وانا مستشفعهم اذا حُجسوا
وانا مبشرهم اذا يشعوا بكرة مسقة
المغاتيح يومئذ بیدی، وانا اکرم ولد
آدم علی مربي يطوف علی، الثقب
خادم کانهم بیض مکنون اولو لوسو
منشوراً به

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزاراں
سے باہر تشریف لآؤں گا، اور جب وہ سب
دم بخور رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا،
اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ
میں ہوں گا، اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے
تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا عورت
کیلئے اور تمام کنیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی،
وار الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہ

عزت میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے، ہزار خدمتگاری کے ارد گرد گھومیں گے گویا وہ گرد و خبار سے
پاکیزہ انگے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جنگ لگاتے موتی ہیں بکیر سے ہوئے۔

بالجملہ بکیر پر مگر کے گم راہ و بدویں ہونے میں اصلاً شبہ نہیں، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا
ہی کہ تقویٰ الایمان پر جو حقیقتاً تقویٰ الایمان ہے اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت
درکھنے کو بس تھا، جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبة الشهابیة وغیرہ کے مطالعے سے ظاہر ہے۔

اذکان الغراب ولیل قوم سیہدیہم طریقت الہا لکیت

(جب تو کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر ڈال دے گا۔)

والہیاذ باللہ تعالیٰ۔

جامع الترمذی ابواب المناقب باب من این کیتی دہلی ۲۰۱/۲
دلائل النبوة ذکر الفضيلة الرابعة باقسامہ اللہ بجاتہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم اکتب پرتو ص ۱۳
سنن الدارمی باب ما اعلیٰ انبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۴۹ دارالحاسن للطباعة ۳۰/۱
الدر المنثور بحوالہ ابن مردودیة عن انس رضی اللہ عنہ مکتبة آية الحق قم ایران ۲۰۱/۲

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکون و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ العزیز (اگر بہت قہر فرمایا خدا نے چاہا۔ ت) روز جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گنہگار کو پہنچے گا وسیعہ الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کو کوئی کر دے پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر ہے اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لہنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ط واعد لہم عذابا مہینا
اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں، اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے آگت والی مار۔

شفاعۃ امام اجل قاضی عیاض اور شریعہ علامہ شہاب خفاجی مسنی پریم الریاض میں ہے
یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی قرہیں کی اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو
جیبہ من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشتمۃ او عابہ ہو اعم من السب فامس من قال فلاں اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ وان لم یسبہ (فہو سائب والمحکم فیہ حکم السائب) من غیر فرق بینہما (لانستثنی منہ) (فصلاً) اعم سورۃ (و لا نمتنع) فیہ تصریحاً کات

او تلويعاً وهذا كله اجماع من العلماء
والائمة الفتوى من لدن الصحابة
رضي الله تعالى عنهم الى ههنا
جزاً الله مختصراً.

فستل الله العفو والعاقبة في الدنيا
والآخرة ونعوذ به من الخور بعد الكور
ولاحول ولا حول الا بالله العلي العظيم
وصلى الله تعالى على سيد المرسلين
والله سبحانه تعالى اعلم.

راہ دیں، صاف صاف کہا ہوا کیا یہ سے ، ان
سب احکام پر تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا اجماع
ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج
تک برابر چلا آیا ہے۔ اور مختصراً

ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت
چاہتے ہیں، اور کثرت کے بعد قلت سے اسکی پناہ
چاہتے ہیں۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
نیکی کرنے کی قوت مگر بندگی و عظمت والے خدا کی
توفیق سے۔ اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ
رسولوں کے سردار پر۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب
جانتا ہے۔ (ت)

فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے اس سوال کے درود پر ایک مبسوط کتاب بحر عباب "منقسم بہ چار باب
مستثنی بہ نام تاریخی حاشی الحبيب بعلوم الغیب کی طرح ڈالی۔

باب اول فصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔
باب دوم فصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلال قرآن و حدیث و اقوال ائمہ قدیم و حدیث۔
باب سوم فصوص و خصوص کہ احاطہ علوم تجزیہ میں تحریر عمل نزاع کرے۔

باب چہارم قطع الفصوص یعنی اسس مسئلے میں تمام مہلوت تجدید نو و کمین کی سرنگنی و بکسرکتی
مگر فصوص و خصوص کے بجوم و دفر نے ظاہر کر دیا کہ اطالنت تاحد طالنت متوقع، لہذا باذن اللہ تعالیٰ
نفع عامہ کے لئے اس بکر ذخار سے ایک گزہر شہسوار لامع الانوار گویا خواہن الاسرار سے درختار
مستثنی بہ نام تاریخی اللؤلؤ لؤلؤ السکنون فی علو البشیر ماکان و ما یکنون (پوشیدہ موقی بشیر
جیلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و ما یکنون کے بارے میں۔ ت) چنی لیا، جس نے جمع و تلفیس کے موقی
نفع و تحقیق کی طرف بجز اللہ زیادہ رخ کیا، اس کے ایک ایک فور نے فور السموات والارض جمل جلالہ کے
عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلمات باطلہ کا فور ہوتی نظر آئیں۔

لے نسیم الریاض القسم الرابع ۱ باب الاول مرکز اسل سنت برکات رضا گجرات ہند ۴/۲۲۵

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لغات سے ایک مختصر شمشیر اور بلحاظ تاریخ تمام انباء المصطفیٰ بحال ستر و اخفی (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوشیدہ اور پوشیدہ تر ہی کے حال کی خبر دینا۔ ت) مستثنیٰ ہے۔ اس کے تمام اشارات غنیہ کا بیان مفصل اسی پر محمول ذی علم ماہر قرآن ہی چند حروف سے ان شاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخالفین کو کیفر پیشانی کر سکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسالہ مذکورہ کے قالی مندرجی سے بہرہ ور ہوں۔ حضرت مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیق الہی مسامتہ کرے یہی حرف مختصر ہدایت کرے تو ازیں چوبہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم و غلبہ دہم و قلت تدبیر و شدت تعصب اپنی تمام جمالات فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں، تو اسی صبر جماد کا انتظار کریں جو بہ عنایت الہی و اعانت رسالت پتا ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کر دے گا۔ ان کا ہر کاسہ سوال آب زلال زود و ابطال سے بہرہ ور دے گا۔

الاتق موعدا هم الصبح الیس الصبح
بقریب ط و ما توفیق الایا اللہ علیہ
توکلت و الیہ اُنیب ط
خبردار! بے شک ان کا مدد صبح کے وقت ہے
کیا صبح قریب نہیں۔ اور میری توفیق اللہ ہی
کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ت)

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کے ذریعہ کارنگہ دکھائے، اور صبح ہدایت
افتی سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ صبح

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کس افسانہ تھا
معہذا طائفہ اراغب و ثمالیہ کو یہی مناسب کہ جب شیر زیاں کو چیل قدمی کرتا دیکھ لیں سنے
سے ٹل جاتیں، اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں، دیر کہ اس وقت اسی کے خرام زہم پر غرہ
ہو کر آئیں اس کی آتش غضب کو بھڑکائیں اپنی موت اپنے منہ بلائیں سے
نصیحت گوش کن جانان کہ از جاں دور تر خواہند شغالان ہزیمت منہ خشم شیر بیچارا
(اسے دوست نصیحت سن کہ اپنی جان سے دور چاہتے ہیں شکست پسند گیدڑ
بچہ سے ہونے شیر کے غصے کو۔ ت)

اَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي
 وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
 الصَّلَوَاتِ الْتَرَاكِيَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ
 النَّامِيَّاتِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَجْمِ
 الْمَقِيبَاتِ مَنَظَرِ الْخَفِيَّاتِ وَعَلَى آلِهِ
 وَصَحْبِهِ الْأَكَاوِثِ السَّادَاتِ وَاللَّهُ بِحُجَّتِهِ
 تَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَبَلٌ مَجْدُودٌ
 أَشْهَدُ وَأُحْكَمُ

میں کہتا ہوں یہ میرا قول ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پاکیزہ درود اور پڑھنے والے سلام ہوں ہمارے سردار محمد پر جو غیب کی خبریں دینے والے اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو بزرگی والے سردار ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اللہ جل مجدہ کا کلام اتم اللہ مستحکم ہے۔ (ت)



عبد المناقب احمد رضا البریلوی
 علی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الاتقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ
 انباء المصطفیٰ بحال ستر و اخف
 ختم ہوا

رسالہ

ازاحة العيب بسيف الغيب

(عیب کو دُور کرنا غیب کی تلوار سے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی سُلُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

مسئلہ ۱۴۹ از مدرسہ دیوبند، ضلع سہارن پور، مسلمانوں کے از اہلسنت فہم اللہ تعالیٰ
پوساٹت جناب مولانا مولوی وحی احمد صاحب محدث سورتی مسئلہ اللہ تعالیٰ
تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاں گزشتہ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے،
جناب عالی! (یعنی جناب مولانا وحی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق
میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سب ٹھیک نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمعہ اکابر علماء و طلباء و رؤساء نے
مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جاریہ پنجم بادشاہ ہند کو ہمیشہ پائے عروں
پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا معفرت کرے۔ اور جس وقت جاریہ پنجم ولایت سے بعثی کو آیا
اور مبلغ چوبیس روپیہ کا نابرائے خیر مقدم یعنی سلاوی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ
کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعا بیان کیا اور خوشی کے واسطے مٹھائی
تقسیم کیا اور عین غلبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو، امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری کتنی عمر باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں۔ پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا، خمس لا یعلمہ الاہو (پانچ اشیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ ت) تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں۔ دوسرا ذوالیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سو ہوگا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے اتنی۔ یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمان کی شفاعت کی اور سب کو نجات دے دیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ، تو آپ نے ان کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جہمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط ہے، محض افراتہ ہے، علم غیب کا کیا ذکر، اللہ اکبر۔ ترمذی شریف کے سبق ۲۷، صفحہ آخر میں ہے، ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اگر اس کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو جرم کا حکم فرمایا، پس دوسرا شخص اٹھا اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا جرم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تاب توبۃ انہ (اس نے تکی توبہ کی) ت۔ اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے، یہ ابھی غیب! انی ہے۔ ہذا کلمہ قولہ (یہ سب اس کا قول ہے۔ ت) اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ بڑے بڑے کے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اللہ اکبر، معاذ اللہ من شرہ (اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے، اللہ کی پناہ اس کے شر سے۔ ت)۔

الجواب

اللہ عزوجل گراہی دے حیاتی سے پناہ دے، فقیر نے انبار الصلطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختصر جلوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر دہا بیہ اپنی فراغات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور اس کی تعلیق الفیوض المکیہ میں بیان امین ہے، میں پھر تذکیر کروں کہ ان مشاعر اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم شفی ایسے لاکھ شبہ ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع ماکان مایکون

لے مسند احمد بن حنبل حدیث ابی عامر الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۶۳ و ۱۶۴

یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شے، ہر بات کا علم عطا فرمایا، اور اصول میں میری ہر چکا کہ آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو تو مخالفت قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اسی پر چار باتوں کا لحاظ لازم:

اول وہ آیت قطعیہ الدلالت یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم واقعہ تمامی نزول قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم اس دلیل سے راہِ عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالفت مستعمل ہے اور محلِ ذہول میں اس پر جزم محال، اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا ثبوت و تقضی ہے۔

چہارم صراحتہ نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا انکار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طبع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ نفی عطائیہ کو مستلزم نہیں۔ اللہ عز و جل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فریاد کیا ما ذا اجبتم تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انھوں نے کیا جواب دیا عرض کریں گے لا علم لنا ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو بھی چار جملے بس ہیں، اور یہاں امرِ تعجب اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے ہو جو رُوحِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انھیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے، امر متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہِ جنونِ سفاہت میں صریح و لوم ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہاں بیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں کثبہرۃ خبیثۃ اجتث من فوق الارض ما لہا من قرار (جیسے ایک گندہ پڑ کر زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہے اب اُسے قیام نہیں۔ ست) اب یہیں طحکہ کیجئے۔

اوّل چاروں شبہ امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کوئی سی آیت یا حدیث قطعیہ الدلالت ہے۔ ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ مردوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایامِ نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثاً دوسرا شبہ امرِ سوم سے سد بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہ دوم میں تو صریح بدیہی یعنی ذہول تھا، نماز فعل اختیاری ہے اور فعل اختیار یہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہاں بیہ

بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں ذلک بانہم قوم یکا بیون (یہ اس لئے ہے کہ وہ حق کا انکار کر نیوالی قوم ہے۔ ت) اور شبہ سوم کا حال بھی ظاہر، روز قیامت کا عظیم ہجوم، تمام اولین و آخرین و انفس جن کا ازدحام، لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور عرض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر مختلفہ کام اور ہر جگہ خبر گیری ان صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام، اس سے کروڑوں جتنے کا کروڑوں حصہ ہجوم، کارہائے عظیمہ اگر ایسے دس ہزار پر ہوجیں کی عقل نہایت کامل اور جو اس کمال مجتہع اور قلب اعلیٰ درجہ کائنات قواں کے ہوش پران ہو جائیں، آئے تو اس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عالم صحرائے حق ووق میں بچنے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے، الم نشرح لك صدرک (کیا ہم نے تمہارا سینہ کٹا دہ نہ کیا۔ ت) پھر ان عظیم و غار از حد کاموں کے علاوہ وقت وہ مہمان کی اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عز وجل اس غضب شدید کے ساتھ تہل فرماتے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو۔ پھر ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکلوتا بچہ، وہ ہوشِ طہیت، وہ کام کی کثرت، وہ وفورِ رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھوں طرف خیال، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اجازت ہے، جس سے بالاحرف علم الہی ہے ولس، و لکن الوہابیہ قوم لا یعقلون (لیکن وہابی وہ قوم ہیں جنہیں عقل نہیں۔ ت) اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام امت کا دیکھا جانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی، جس پر احادیث کثیرہ ناقد، اگر چہ دبا یہ اپنی ڈھائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر وہ زقیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آئے کہ حدیث بیان کون فرماتا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں اگر اس ہجوم عظیم کارہائے عظیمہ میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لیقضاء اللہ امرکان مفعولاً (ناکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ ت) و لکن الوہابیہ قوم فیض قوی (لیکن وہابی تفریق پیدا کرنے والی قوم ہے) میں ابھی پہلا شبہ امر چارم سے دہ بارہ مردود ہے کسی کی مقدار غرور وقت موت اسے بنا دینا

سے القرآن الکریم ۱/ ۱۹۴
۲/ ۴۴

غالب اوقات اکثر تاس کے لئے مصمت وغیرہ کے خلاف ہے تو ایسے اہل سوال کے جواب سے، اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرمادیا، کیا مستبعد ہے۔

فائدہ : یہ انھیں جہلوں سے ان چاروں شبوں کے متعدد ذرا ہو گئے، اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض اوقات ذکر کریں کہ وہاں سیر کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبوں میں ہی ایک پر چار چار ہوا ہو جائیں۔

فاقول و بالله التوفیق (چنانچہ میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) **شبہ اولی** کے ذکر و گزرے امرا و اول و چہارم سے، ناشائستہ حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کردی۔ امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ! جھوٹ گھرے تو ایسا گھر ہے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن (۵۳ ۱/۲) برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے، ابن سیرین کی وفات نہم شوال ایک سردس (سنہ ۱۶۳) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (سنہ ۱۶۳) میں۔ تقریب میں ہے،

محمد بن سیرین ثقة ثبت عابد کبیر
القدس مات سنة عشر ومائة ١٠٠
محمد بن سیرین ثقة ثبت، عبادت گزار اور بڑی
قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال سنہ ۱۰۰
میں ہوا۔ (ت)

وفیات الایمان میں ہے،

محمد بن سیرین له الیوم الطویل فی
تعبیر الرضا توفی تاسع شوال یوم
الجمعة سنة عشر ومائة بالبصرة ١٠٠
تقریب میں ہے،

احمد بن محمد بن حنبل ماست
احمدی دارالین ولہ سبع و سبعون سنة ٧٦
امام احمد بن محمد بن حنبل نے سنہ ۱۶۳ میں وصال فرمایا جبکہ
آپ کی عمر مبارک ۷۷ برس تھی۔ (ت)

۸۵/۶	دارالکتب العلویہ بیروت	۵۹۶۶ محمد بن سیرین	لہ تقریب التہذیب ترجمہ
۱۸۲/۴	دارالشفافہ بیروت	۵۶۵	لہ وفیات الایمان ترجمہ
۴۴/۱	دارالکتب العلویہ بیروت	۱۹۶ احمد بن محمد بن حنبل	لہ تقریب التہذیب ترجمہ

وفیات الایمان میں ہے،

الامام احمد بن حنبل خرجت أمه من
مرو وهي حامل به فولدت له
بغداد في شهر ربيع الاول سنة اربع
وستين ومائة لله

امام احمد بن حنبل کی والدہ ماجدہ مرو سے نکلیں
جبکہ امام احمد ان کے شکم میں تھے، چنانچہ آپ کی
والدہ نے آپ کو شہر بغداد میں ربیع الاول شریف
۱۶۳ھ میں جنا (ت)

مگر یہ سنی کہ امام احمد علیہ الرحمہ نے جبکہ اپنے جد امجد کی پشت میں فطنت تھے یہ خواب دیکھا اور امام
ابن سیرین نے عافی الا-، حام (جو رحموں میں ہے۔ ت) سے بھی خفی تر غیب عافی الاصلاب
(جو پشتوں میں ہے۔ ت) کو جاننا اور تعبیر بیان کی۔ یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضرات و پایہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں
کے فضائل سے اتنی عداوت نہیں تھی اصل اصول جملہ فضائل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے ہے۔
لطیفہ جلیلیہ: دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قابل ہے، ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے
قابل تھی۔ عالیجناب امام ابو یوسف مولوی گنگوہی صاحب انجمنی اپنے ایک فتوے میں اپنی داؤد قابلیت
دیتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے
اور سید العلماء نے حنیفہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتویٰ قتل کا
دیا، بجا ہے۔ (حاشیہ قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابل تماشا ہے۔ یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو)۔
در غنی تاریخ ہم کاسے دارند (غنی تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)۔ یہنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الآخر یک سو بیاسی ہجری (۱۳۸ھ) کو ہے اور حضرت حسین بن منصور
علیہ السلام قدس سرہ کا یہ واقعہ ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۸ھ (تین سو نو ہجری) میں دونوں میں قریب ایک سو
اٹھائیس (۱۳۸) برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیب و ان کئے کہ اپنی وفات سے
سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر علیہ السلام کے قتل کا پیشگفتاری دے گئے۔ تذکرۃ الخلفاء علامہ ذہبی میں ہے
القاضی ابو یوسف الامام العلامة الفقیہ
الواقین صاحب ۱۳۰ حنیفۃ اجتماع

قاضی ابو یوسف امام، علامہ، اہل کوفہ و بصرہ کے
فقیہ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ تمام مسلمان

عليه السلام مات في ربيع الآخر سنة
ثنتين وثمانين ومائة عن سبعين سنة
الاسنة وله اخبار في العلوم والسيادة^۱
میں آپ پر متفق ہیں۔ آپ نے ماہ ربیع الثانی ۸۲ ہجری
کو ۶۹ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ علم سیادت
میں اس کی متعدد خبریں ہیں۔ (د ت)

وفیات الاعیان میں ہے،

كانت ولادة لقاضي ابي يوسف سنة ثلث
عشرة ومائة وتوفي يوم الخميس اول
وقت الظهر لخمس حلون من شهر
ربيع الاول سنة اثنتين وثمانين و
مائة ببغداد^۲
قاضی ابویوسف کی ولادت ۱۱۳ھ کو اور وفات
۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ بروز جمعرات
بوقت اول ظہر بخمس حلوات میں
ہوئی۔ (د ت)

اسی میں تاریخ شہادت حضرت ملا علی کا،

يوم الثلاثاء لسبع بقين وقيل لست بقين
من ذي القعدة سنة تسع وثلثمائة^۳ (د ت)
۲۳ یا ۲۴ ذوالقعدہ ۳۰۹ھ بروز منگل۔

سلطان اور عزیز محمد الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ نے برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی علمی ولایت
کا شہرہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی، سلطان نے پوچھا
جناب کی عمر شریف کس قدر ہے؟ کہا، مجھے تحقیق قریب ۱۰۰ نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنینؑ کی عمر
سے بڑا رہا تھا میں جوان تھا۔ سلطان نے فرمایا، علاوہ کشف و کرامات در فن تاریخ ہم کہاں سے دیکھیں
(کشف و کرامات کے علاوہ فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)۔

دیوبندی صاحبوں نے تو ترقین چوتھی ہی برس کا بلی رکھا تھا جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس
سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب
کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالیجناب گنگوہیت مآب کو ابنِ ثلم نے غسل دیا اور نذیر نے نماز پڑھائی اور عمر نے
قبر میں اتارا، تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے :

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۲۷۳ ۲۱۲ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم دارالکتب العلیمہ بیروت ۲۱۴/۱
۲۔ وفیات الاعیان ترجمہ ۸۲ قاضی " " " " دارالافتاء بیروت ۳۸۸/۹
۳۔ " " " " ۱۸۹ الخلاص حسین بن منصور " " " ۱۳۵/۲

اولاً ممکن کہ اشتراک اسما رہو، وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں انکے

یہ نام ہوں۔

ثانیاً باب تشبیہ واسع ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ (ہر فرعون کے مقابلے میں موسیٰ ہوتا ہے) مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سو اس کے کہ اتنا عظیم جہل شدید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افتراء ہے بعید۔
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المجید۔

میں اب بعداً بفرض صحت حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموعہ خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن، بارہ احتمال ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط امام احمد ہی ہوں روز خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوتی، امام احمد کی عمر شریف ستر (۷۷) سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال بہتر سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھتے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنایا، کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی عمر ہی عسر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوتی خواب دیکھنے والے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوتیں اور ثابت ہو کہ اس کی مجموعہ عمر و باقی عمر کوئی ای میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی، اس وقت اس کھنے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مقدار عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا، اور جبکہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے نیویں قسم کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دئے۔

شبیہ ثانیہ کے تین رد گزرے امر اول و دوم و سوم سے آج بعداً دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے جس ناپاک و بیباک طرز پر واضح ہوئی اس کا جواب تو ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، ابراہیم و اعظم و اہل و اعلیٰ میں اشتعال بار بار اسرہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے، ولکن الوہابیۃ قوم یجہلون (لیکن وہابی جاہل قوم ہے۔ ت)۔

شہید مالک کے دوزخ گزرنے اور اولیٰ وسوم سے۔

ثالثاً یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بنائی صریحاً افتر ہے نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتہ نہ ملے۔
 مابعداً حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمتِ پیش کے جانے کو غلط و محض
 افتر کہنا غلط و محض افتر ہے۔ بڑا اپنی مسند میں بستی صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیرکم تحبوا ثبوت و نحدثکم، میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں
 و وفایک خیرکم تعرض علت اعمالکم فیما سأت من خیر کرتے ہو اور ہم تم سے باتیں کرتے ہیں۔ اور میری
 اعمالتکم فیما سأت من خیر وفات بھی تمہارے لئے بہتر، تمہارے اعمال
 حصدت اللہ علیہ و ما سأت من شر استغضرت اللہ لکم یہ عجز پر پیش کئے جائینگے جب بھلائی دیکھوں گا میری
 بجاؤں کا اور جب برائی دیکھوں گا تمہاری بخشش چاہوں گا۔ (ت)

اللہم صل وسلم وبارک علیہ صلوة آپ پر ایسا درود جو تیری اور ان کا رضا کا
 نکوت لک ولیہ رضاء و لحقہ ذریعہ ہو اور اس سے ان کے عظیم حق کی
 العظیم اداء آمین۔ (ت) ادائیگی ہو۔ آمین۔ (ت)

مسند عمارت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 حیاتی خیرکم تحبوا ثبوت و نحدثکم میری جینا تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے
 فاذا ائمت کانت وفایک خیرکم ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے
 تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات
 حصدت اللہ ان سأت من شر اذلت تمہارے لئے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر
 استغضرت اللہ لکم یہ پیش کئے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حصد اللہ
 کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا۔

۱۔ البحر الزخار المعروف بمسند الزار حدیث ۱۹۶۵ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۵/۳۰۹
 ۲۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر ما قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجل دار صادر بیروت ۱۹۲/۲
 ۳۔ حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ طبقات ابن سعد میں بکربن عبداللہ عزیزی سے منقول ہیں۔

اللہم صل وسلم وبارک علیہ قدر رافقہ
و رحمتہ بامتہ ابد الامین !

اے اللہ! آپ پر ہمیشہ اس قدر درود و سلام
اور برکت نازل فرما جس قدر آپ اپنی امت
پر مہربان ہیں، آمین ! (ت)

ابن سعد طبقات اور عارث مستندین اور قاضی اسطیعیل پر سند ثقات بکر بن عبد البر مزنی
سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حیاتی خیرکم تعد ثونی و نحدثکم
فاذا انامت کانت وفاق خیر الحکم
تعرض علی اعمالکم فان رأیت
خیر احدثہ اللہ وان رأیت شراً
استغفرت لکم ینہ

میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے، جو نئی
بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ پیچ
فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات
تمہارے لئے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے
حضور معدوم ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور
بدی پر تمہارے لئے استغفار فرماؤں گا۔

اللہم صل وسلم وبارک علیٰ هذا
المجیب الذی امر ملتہ ساحة و بعثتہ
لعمیة و علیٰ الہ وصحبہ عدد کل عمل
و کلمۃ آمین !

اے اللہ! تمام اعمال اور تمام کلمات کی تعداد
کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل
فرما اس مجیب پر جسے تو نے رحمت اور نعمت
بنا کر بھیجا ہے، آمین ! (ت)

امام ترمذی محمد بن علی والد عبد العزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہیں،

تعرض الاعمال یوم الاثنين و
یوم الخميس علی اللہ تعالیٰ و
تعرض علی الانبیاء و علی الأباء والامہات
یوم الجمعة فیفرحت بحسناتهم و
تزداد وجوہهم بیضاء نضرة فاتقوا

ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش
ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ
کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور
ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے
تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بد اعمالیوں

۱۔ کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ مرسل حدیث ۳۱۹۰۳ مستدرک الوسائل بیروت ۴۰۴/۱۱
الجامع الصغير ۳۷۷۱ حدیث ۳۷۷۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۹/۱

اللہ تعالیٰ ولا تُوذوا موتاكم ۞

اللهم وفقنا لما ترضاه وارضاه نيتنا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتزاد وجہ
آبائنا وامهاتنا بياضا واشراقا آمین۔

سے ایذا نہ دو۔

اے اللہ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر
تو اورد ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں
اور ان سے ہمارے مال و باپ کے چہروں کی فرائیت
اور چمک میں اضافہ ہو۔ آمین! ۱۰

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اعمال اصغر تعرض علی فی کل
یوم جمعة واشتد غضب اللہ علی النفاق ۞
بے شک ہر جمعہ کے دن میری است کے اعمال بکھر
ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔
والیاء اللہ تعالیٰ۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سعید بن سائب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

لیس من یردد الا تعرض فیہ علی
النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اعمال امتہ غدوة وعشبة فیرفہم
بسیما هم واعمالہم ۞
کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم پر ان کی است کے اعمال صبح و شام
دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انہیں ان کی نشانی سورت سے بھی
پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی جتنی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیسرے شرع جامع صغیر میں ہے:

وذلك کل یوم کما ذکرہ المؤلف
وعداہ من خصوصیاتہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و
تعرض علیہ ایضا مع الانبیاء

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں
پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی
نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے
گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ

۱۰ نوادر الاصول الاصل السابغ والستون والحادیۃ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

۱۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۵۸ حزان القصیر دار الکتب العربی بیروت ۱۴۹/۹

۱۲ کتاب الزہد باب فی عرض علی الاحیاء علی الادات حدیث ۱۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت الجز الرابع ۲۲

والاباء يوم الاثنين والخميس .
 قاله تحت حدیث ابن مسعود
 المذكور . والله تعالى اعلم .
 علیہ وسلم پر اعمال امت انبیاء اور آباء کے ساتھ
 پیش ہوتے ہیں (یہ بات امام مناوی نے حدیث
 ابن مسعود مذکور کے تحت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

خوب جانتا ہے۔ ت)

اس طرح بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو انگب ہوتی ہے پھر
 ہر دو شنبہ اور پچھنیہ کو ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی ہوا۔ یا تجلہ دیوبندیوں کا اسے عندہ و
 افتراء محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جلتے ہیں، مسیح
 حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے نکال کر نکلتے ہیں، اوندھے چلتے ہیں، فجای حدیث بعد اللہ وایتہ
 یوہنوت (پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)
 شیخہ راہلہ کے دو دو گزرے امرا دل و دودم سے۔

ثالثاً حدیث ترمذی، جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شدید اعتراض جانا چاہا
 و سئلوا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کس کس کوٹ پر پٹا کھا بیٹھے)
 اصول محدثین پر محل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجت سے ساقط ہے، ترمذی کے یہاں اس کے لفظ
 یہ ہیں،

حد ثنا محمد بن یحیی ثنا محمد بن یوسف
 عن اسرائیل ثنا سمالک بن حرب عن علقمة
 بن وائل الکندی عن ابیہ عن امیرات
 خرجت علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ترید الصلوة فلقھا رجل
 فتجلدھا ففقدت حاجتہ منها فصاحت
 فانطلق وعلیھا رجل فقال ان ذلک
 الرجل فعل بی کذا وکذا ومرت بعصابہ
 عن التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث جاتی غیر کم
 کتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱
 علوقہ بن وائل کندی اپنے باپ (وائل) سے
 روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے عہد اقدس میں ایک عورت نماز پڑھنے کیلئے
 نکل تو اسے ایک مرد ملا جس نے اسے ڈھانپ لیا
 اور اس سے اپنی حاجت پوری کی وہ عورت چینی تو
 وہ شخص چلا گیا، ایکساہ شخص اس عورت کے پاس
 سے گزرا تو اس عورت نے کہا کہ اس مرد نے میرے
 ساتھ ایسا ایسا کیا ہے اور وہ حالتی مجاہرہ کی

۱۰ القرآن الکریم ۶/۴۵

۲۲۴/۲۶

من المهاجرين فعالت انت ذاك الرجل
فعل بي كذا كذا فانطلقوا فاخذوا الرجل
الذي ظنت انه وقع عليها واتوها فعالت
نعم هو هذنا فأتوا به رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم
فلما امر به لرجله
قام صاحبها الذي وقع عليها
فقال يا رسول الله انا صاحبها
فقال لها اذهب فقد غفر
الله لك وقال للرجل قولا
حسنا وقال للرجل الذي
وقع عليها اسجموه وقال
لقد تاب توبة لو تابها اهل
المدینة لقبيل منهم هذا
حدیث حسن ضعیف صحیح
وعلقمة بن وائل بن حجر
سمع من ابيه وهو اكبر
من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار
بن وائل لم يسمع من ابيه

ایک جماعت کے پاس سے گزری اور کہا اس مرد نے
میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور
اس مرد کو پکڑ گئے جس کے بارے میں اس خاتون نے
گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے،
جب وہ اُسے خاتون کے پاس لائے تو اس نے کہا
ہاں یہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، پھر جب آپ
نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص نہ کھڑا
ہو گیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کے ساتھ
زنا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس عورت سے
فرمایا، جا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کر دی اور پہلے
مرد سے اچھا کلام فرمایا اور وہ مرد جس نے
حقیقتہً زنا کیا تھا کے بارے میں فرمایا کہ اس کو
سنگسار کر دو۔ پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر
تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کر لی جاتی۔
یہ حدیث حسن ضعیف ضعیف ہے۔ علقمة بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے اور وہ
عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبد الجبار نے اپنے
باپ سے کچھ نہیں سنا۔ (ت)

(۱) وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمة کے سامع میں کلام ہے امام یحییٰ بن مسیین ان کی روایت کو منقطع بتاتے
ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جرم کیا، نیز ان میں ہے
علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان
علقمة بن وائل بن حجر صدوق ہے محمد بن یحییٰ بن مسیین

لے جامع الترمذی ابواب الحدود باب ما جاء فی المرأة اذا اشكرت علی الزنا امین کہنی دہلی ۱/ ۱۷۵

کہتے ہیں کہ اس کی روایت اپنے باپ سے
مرسل ہے۔ (ت)

یحییٰ بن معین یقول فیہ سواۃ عن
ابیہ مرسلۃ
تقریب میں ہے :

علقہ بن وائل صدوق ہے مگر اپنے باپ سے اس
نے کچھ نہ سنا۔ (ت)

عنقبة بن وائل صدوق الا انه لم یسمع
من ابیہ

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے : تقریب میں ہے :

قد تغیر باخراہ فکان ما بسا یلقن شیخہ
آخر عمر میں وہ تغیر ہو گئے تھے چنانچہ بسا اوقات
انھیں یقین کی جاتی تھی۔ (ت)

امام نسائی نے اس کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تہا وہی راوی ہوں حجت نہیں۔

میزان میں ہے :

نسائی نے کہا جس حدیث میں علقہ منفرد ہو وہ حجت
نہیں کیونکہ انھیں بات سمجھائی جاتی تب وہ سمجھتے
حافظ نے ترمذی پر اس کی تصحیحات بلکہ اس کی
تصحیحات پر تنقید کی۔ جیسا کہ ہم نے اپنی تصانیف
درج طبقات الحدیث وغیرہ میں اس کو بیان
کیا ہے۔ (ت)

قول النسائی اذا انفرد باصل لم یکن
بحجة لانه کان یلقن فیتلقن آثم وقد
انقذ الحافظ علی الترمذی تصحیحاتہ
بل تصحیحاتہ کما بیناہ فی مدارج طبقات
الحدیث وغیرہا من تصانیفنا۔

اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

(۳) ابو داؤد نے یہ حدیث بعینہ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیوحم (کرلے)
رجم کیا جائے۔ (ت) جو غشائے اعتراض و باہلی ہے اصلاً نہیں۔ اس کی سند یہ ہے :
حدیثنا محمد بن یحییٰ بن فارس

۱۰۸/۲	دار المعرفۃ بیروت	علقہ بن وائل	ترجمہ ۵۷۹	میزان الاعتدال
۶۸۷/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	"	"	"
۳۹۴/۱	"	سماک بن حرب	۶۶۳۲	"
۲۳۳/۲	دار المعرفۃ بیروت	"	۳۵۴۸	میزان الاعتدال

مرجلا فی تہمة ثم خلی عنه" قال
الترمذی "وفی الباب عن ابی ہریرۃ
حدیث بہز عن ابیہ عن جدہ حدیث حسن
وقد روی اسمعیل بن ابراہیم عن
یہز بن حکیم ہذا الحدیث اتم من
ہذا واطول اتم قلت حسنا الترمذی
حسن علی و بہز و حکیم کلہم صدوق
ما اشاہ الیہ من روایۃ اسمعیل بن
ابراہیم فقد رواہا ابن ابی عامر فی
کتاب العفو قال حدثننا ابو بکر بن ابی شیبۃ
ثنا ابن ثعلبۃ عن بہز عن ابیہ عن
جدہ ان اخاہ اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فقال جیرانی عنی ما اخذوا
فاعرض عنہ فلعاد قوله فاعرض عنہ
وساق القصة قال فی الخروجا
خلوا لہ عن جیرانہ بے
اعراض فرمایا، انہوں نے بات ڈہرائی، آپ نے پھر اعراض فرمایا، اور پورا قصہ بیان کیا۔ ہمس
کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس کی خاطر اس کھچڑیوں کو چھوڑ دو۔ (ت)

(۴) امام بغوی نے صحیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس
پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا، قصص اینج کے لغظ یہ ہیں،
عن حلقۃ بن وائل عن ابیہ عن علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل سے راوی ہیں کہ

۱۔ جامع الترمذی ابواب الدیات باب ما جاء فی الجیس فی التہمة ابن کمینہ دہلی ۱/۱۷۰
۲۔ حدیث بالمفہوم سنن ابی داؤد کتاب القضاء ۱۵۵/۲ و مسند احمد بن حنبل ۵/۳

ان امراء خرجت على عهد رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توید
الصلوة فلقاها سرجل فتجللها
فقضى حاجته منها فصاحت صيحة وانطلق
ومرت عصابة من المهاجرين فقاتل
امت ذلك فعل فج كذا وكذا
فاخذوا الرجل فاقوا به رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لها
اذهبي فقد غفر الله لك و قتال
للرجل الذی وقع علیها ارجوه و
قال لقد تاب تسوية
لوتا بها اهل المدينة
لقبل منهم

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
زمانہ اقدس میں نماز کے ارادہ سے نکل تو ایک
مرد اسے ملا جو اس پر چھا گیا، اس نے عورت
سے اپنی حاجت پوری کر لی، وہ بچنی تو وہ مرد
چلا گیا، مهاجرین کی ایک جماعت وہاں سے
گزری تو وہ عورت بولی کہ اس شخص نے مجھ سے
ایسا ایسا کیا ہے۔ لوگوں نے اُس شخص کو پکڑ لیا
پھر اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اُس عورت سے فرمایا تو کیا تجھے اللہ تعالیٰ
نے بخش دیا ہے۔ اُس شخص کے بارے میں
فرمایا جو اُس پر چھا گیا تھا کہ اُس سے رجم کر دو اور
فرمایا یقیناً اُس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ
سارے مدینہ والے کرتے تو ان کی توبہ قبول
ہو جاتی۔

یہ بالکل صاف دے دہندہ ہے، مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا: رواہ الترمذی و
ابوداؤد (اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ت۔)

(۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا
کی قیمت رکھ دے اور عاقل کے حضور ذمہ مرد اقرار کرے نہ اصل کوئی شہادت معائنہ کرے تو
چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں عاقل کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے
سے اس کے رجم و قتل کا حکم دے دے، عاقل ہرگز نہیں، ایسا حکم قطعاً یقیناً اجماعاً قرآن عظیم
شرعیہ مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و غریب انصاف ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار

۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶۵۵ حدیث ۱۵۵
۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶۵۵ حدیث ۱۵۵
۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶۵۵ حدیث ۱۵۵

نہیں کر سکتا، اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا، ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجایع علماء
مردود و باطل و مخدول ہے اگرچہ کسی ہی سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ جو کہ محل نظر ہے۔ سماک کے
سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ رائج توثیق ہے۔ امام علی دینانی نے فرمایا، اسرائیل ضعیف ہے
(اسرائیل ضعیف ہے۔ ت)۔ ابن سعد نے کہا، عنہم من یتضعفہ (ان میں سے بعض اُسے ضعیف
قرار دیتے ہیں۔ ت)۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا، صالح الحدیث و فی حدیثہ لیس (صالح الحدیث ہے
اس کی حدیث میں کمزوری ہے۔ ت)۔ میزان میں ہے، کان یحیی القطان لا یرضانا (کیسی قلعہ
اُسے پسند نہ کرتے تھے۔ ت)۔ ابن حزم نے کہا، ضعیف اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی ان کا
حال تو بہت گرا ہوا ہے۔ تقریب میں کہا،

صدوق کثیر الخطا یضرب آہ۔ صدوق ہے بہت غلط کرتا ہے نوادر بات بیان
کرتا ہے آہ۔ (ت)

۱۰ طبرہ نسخے کے حاشیے میں محشی نے یوں کہہ کر اشکال
سے بچنے کا ارادہ کیا ہے کہ شاید مراد اس سے یہ ہو
کہ جب آپ رجب کا حکم دینے کے قریب ہوئے اور
راوی نے ظاہر امر کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپ
نے رجب کا حکم دیا۔ اس لئے کہ لوگوں نے اُس شخص
کو امام کے پاس کچہری میں پیش کیا اور امام اُس کے
حال کی تفتیش میں مشغول ہوئے آہ (ت)

۱۱ فاقول لا یجذب نفعاً فاقول (تو میں کہتا ہوں یہ کچھ نفع نہیں
دے گا) فاقول لا یجذب نفعاً

۱/۲۰۹	دارالعرفہ بیروت	ترجمہ ۸۲ اسرائیل بن یونس	۱۰ میزان الاعتدال
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	"
۱/۴۹	دارالکتب العلمیہ بیروت	اسباط بن نصر	۱۱ تقریب التہذیب ترجمہ ۳۲۱
۱/۱۴۵	ایم کیو پی دہلی	باب ما جاء فی المرأة اذا اشکرت علی الزنا (حاشیہ)	۱۲ جامع الترمذی باب الحدود باب ما جاء فی المرأة اذا اشکرت علی الزنا (حاشیہ)

فان الاشتغال بالتفتيش لا يفهم قوب
الامر بالرجم ما لم يكت هناك
شعب يثبتته وما كانت هناك شهود
ولا اقرباء وما كان النسي صلى الله تعالى
عليه وسلم ليا صوب قتل مسلم من
دون ثبت فكيف يظهر لنا قوب
الامر بالرجم رجما بالغيب بل نسبة
مثل هذا الفهم الركيك الباطل الذي
يترفع عنه احاد الناس الى الصحابة رضي الله
تعالى عنهم ثم ادعاء انهم اعتمدوا عليه
كل الاعتماد حتى نسبوا الامر بالرجم الى
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ازراء
بالصحابه وهو يرفع الامان عن دوايتهم و
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

دیتا کہ کوئی تفتیش میں مشغول ہونے سے دھم کا حکم دینے کے
قریب ہونا نہیں سمجھا جاتا جب تک وہاں اسکو ثابت
کرنے والی کوئی شے نہ پائی جاتے، جبکہ وہاں شگواہ
ہیں نہ اقرار اور نہ ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کے قتل کا حکم نہیں دیتے
تو ناظر پر محض تخمینے سے امر دھم کیسے ظاہر ہو گیا، بلکہ
ایسے باطل و رکیک فہم جس سے عام لوگ بھی منزہ ہوں
کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرنا پھر یہ دعویٰ کرنا کہ
انھوں نے اس پر عمل اختیار کر لیا اور امر دھم کو
انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
طرف منسوب کر دیا صحابہ کرام پر جسارت ہے اور
یہ ان کی روایات سے امان کو اٹھا دے گا۔ بلکہ
حکمت والے معبود کی توفیق کے بغیر نگاہ سے بچنے
کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ (ت)

میں ابغایہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہاں یہ کہ جب اندھا پن قابل تماش ہے
وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو الٹی دلیل نفی
ظہر اتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حاکم
بنایا حضور کے احکام شریعت کا ہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطن پر حکم فرماتے مگر اس پر زور
نہ دیا جاتا۔ ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و بزار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں،
قال ذکرنا اس جلا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ
عليه وسلم فنذكر قوته في الجهاد
واجتهاده في العبادة فاذا هم بالرجل
مقبل فقال النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
آلہ وسلم اني لاجد في وجهه سفعة من
الشیطان فلما د في نسلم فقال له

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف
کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں
ایسی کوشش کرتا ہے، اتنے میں وہ سامنے سے
گزارا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا، میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ پاتا ہوں
اس نے پاس آکر سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

34
34

نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے
دل میں کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ کہا
ہاں۔ پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے
لگھا ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اُسے قتل
کر دے؟ حدیث اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا وہ
نماز پڑھتا ہے، واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے
اُسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور
نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے
اور اُسے قتل کر دے؟ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر
کیا۔ حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے جو
اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ حوالی مسل
کو تم اللہ و جہر نے عرض کی امیں۔ حضور نے فرمایا،
ہاں تم اگر اسے پاؤ۔ یہ گئے وہ ہاچکا تھا۔ حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری
امت سے پہلا سینک نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو
آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

خدمتِ قادس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی، ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی
اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا، خیر اتنے کاٹ دو۔ پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا اس بارہ
زمانہ حدیث اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
هل حدثت نفسك بانك ليس في القوم احد
خير منك؟ قال نعم۔ ثم ذهب فاختط
مسجداً او وقف يصلي، فقال رسول الله
ايكم يقوم فيقتله؟ فقال ابو بكر فانطلق،
فوجدته يصلي، فرجم، فقال وجدته قائماً
يصلي، نهدت ان اقتله۔ فقال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم ايكم يقوم
فيقتله؟ فقال عمر فصنم كما صنم
ابو بكر۔ فقال رسول الله صلي
الله تعالى عليه وآله وسلم
ايكم يقوم فيقتله؟ فقال
علي انا۔ قال انت ان ادركته
فذهب فوجدته قد انصرف
فرجم۔ فقال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم هذا
اول قمن خرج فامتنى لو قتلت
ما اختلف اثنان بعده من امتي

لہ دلائل النبوة طبعیاتی باب باردی فی اخیرہ صلی علیہ وسلم الرجل الذی صفت الخ دادا لکتب المبرورہ ۲۸۸ و ۲۸۹
مسند ابویعلیٰ عن انس حدیث ۳۶۵۶ و ۳۱۱۳ و ۳۱۲۸ مرسۃ موطا القرآن بیروت ۴/۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷
کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب البیہابی باب علامتہم و جاتہم مرسۃ الرسالہ بیروت ۲/۳۶۰

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جبکہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا: لے جاؤ اسے قتل کر دو۔ اب قتل کیا گیا۔

ابو یعلیٰ اور شاشی اور طیرانی مجرم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں، ضیاء المقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافتادہ صحیح ابن کثیر کے بھائی عمارت بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتله فقیل انہ سرق فقال اقطعوه ثم جث بہ بعد ذلک الہ اب بکر وقد قطعت قوائمه فقال ابوبکر صا اجد لك شيئا الا ما قضى فيك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم امر بقتلك فانہ حکامہ اعلم بك فامر بقتله به فرایا تھا کہ اس کو قتل کر دو وہ تیرا حال خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ت)

صحیح مستدرک کے لفظ عمارت بن حاطب سے یہ ہیں:

ان رجلا سرق علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوه فقالوا انما سرق، فقال فاقطعوه ثم سرق ایضا فقطع

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چوری کی اُسے آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ نے فرمایا: اس کو قتل کر دو۔ عرض کی گئی کہ اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس

لے کر: المال بحوالہ شاشی طبرک ص حدیث ۱۳۸۹۱ حوالہ الرسالہ ج ۲ ۵/۵۳۸

ثم سرق على عهد الجب بکر
فقطعه ، ثم سرق فقطعه ،
حق قطع قوائمه ، ثم
سرق الخامسة ، فقال
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کانت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اعلم بهذا حیث امر
بقتله اذ هی وایہ فاقتلوا لہ

نے پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ زمانہ صدیقی میں
پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا ، پھر چوری کی پھر قطع
کیا گیا ، یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں
کاٹ دئے گئے۔ پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری
کلی۔ ابراہیم صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مندرمایا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا حال خوب
جانتے تھے جب کہ آپ نے پہلی مرتبہ ہی اس کے
قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جباؤ اور
قتل کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علوم غیب ہی کی
بنیاد پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔ امام جلیل مولانا محمد والدین سیوطی سلمہ اللہ
تعالیٰ نے خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں ،

باب ومن خصائصه صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انه جمع بين القبليين
والهجريين وانه جعل له الشريعة
والحقيقة ولم يكن للانبياء الا
احد هما بدليل قصة موسى
مع الخضر عليه السلام الصلوة
والسلام وقوله اف علي
علم من علم الله
لا ينبغي لك ان تعلمه
وانت على علم من علم الله تعالیٰ
لا ينبغي لك ان تعلمه

باب اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبیلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لئے
شریعت و حقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں
وصفت جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصفت
کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیدنا
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا
قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ
قول کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا
”میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل

ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں (امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پچھلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدرجن المصائب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا دونوں مذکورہ حدیثیں اس سے قبل الانباء بالمغیبات کے باب میں گزر چکی ہیں۔

اس باب کی مزید وضاحت، تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی اور اگر وہ غور و فکر کرتے تو مطلب واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے۔ بد شک عطائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لئے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امور باطنیہ اور ان کے حقائق پر جوہ سے وہ مطلع ہوئے۔ اور حضرت نضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و

وقد كنت قلت هذا الكلام
اولا استنباطا من هذا
الحديث من غير ان
اقف عليه في كلام احد
من العلماء، ثم رأيت
البدويين المصاحب اشار اليه
في تذكرته ووجدت من
شواهد الحديث السارق
الذي امر بقتله والمصل
الذي امر بقتله و
قد تقدم في باب
الانبياء بالمغیبات۔

مزید ايضاح لهذا الباب فقد
اشكل فهمه على قوم ولوثوا ملوا
لا تفهم لهم الصاد بالشرعية
الحكم بالظاهر وبالحقيقة الحكم
بالباطن وقد نص العلماء على ان
غالب الانبياء عليهم الصلوة والسلام
انما بعثوا ليحكموا بالظاهر دون
ما اطلعوا عليه من بواطن الامور
حقائقها وبعث الخضر عليه السلام
ليحكم بما اطلع عليه من بواطن الامور
وحقائقها ولكون الانبياء لم يبعثوا بذلك

انکر مونی علیہ قتلہ الغلام وقال له
 "لقد جئت شيطانا كرا" لان
 ذلک خلاف الشرع فاجابه
 بانہ امر بذاک وبعث
 به فقال "وما فعلته
 عن امری" (ذلک تاویل)
 وھذا معنی قولہ لہ انک علی
 علم الخ۔

خبر ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
 اس کے ساتھ بعثت نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ
 حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
 بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر
 علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا
 "یہ شک تم نے بہت بُری بات کی" اس نے
 کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے، لہذا
 اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ
 انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ
 بھیجا گیا ہے، اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادے
 سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس
 کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا میں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا
 آپ کو مناسب نہیں ہے۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ
 نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد
 حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب
 یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم
 حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ
 اس پر عمل کرنا تقاضائے شریعت کے خلاف ہے
 اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں
 اور اس کے مقتضائے عمل کروں کیونکہ یہ بھی
 مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس قاعدے کے بموجب
 اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ

قال الشیخ سراج الدین
 البلقینی فی شرح البخاری
 المراد بالعلم التنفیذ والمعنی
 لا ینبغی لک ان تعلمہ
 لتعمل بہ لان العمل بہ
 منافی لمقتضی الشرع ولا ینبغی
 ان تعلمہ فاعمل بمقتضائہ
 لانہ منافی لمقتضی الحقیقۃ
 قال فعلی هذا لا یجوز
 لتولب التابع للنسبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم کا تابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر
پر مطلع ہو تو وہ یقیناً حقیقت اس کا نفاذ
کرسے۔ یہ شک اس پر بھی لازم ہے کہ حکم
ظاہر کو نافذ کرے، انتہی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابة"
میں فرمایا کہ ابو جہان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق
ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم
ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انھیں وحی
کی گئی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا۔ حدیث میں دو علوم
جس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر
باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا
مطلب مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر
علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی
شریعت تھی لہذا یہ سب شریعت ہے۔ اور
ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں
اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ
اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء
پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: "ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔"

اذا اطلع على حقيقة انت ينفذ
ذلك بمقتضى الحقيقة و انما عليه
انت ينفذ الحكم الظاهر
انتہی۔

وقال الحافظ ابن حجر في
الاصابة قال ابو جہان في تفسيرة
الجمہور على انت الخضر نبی
وكانت علمه معرفة بواطن
او حجت اليه وعلمه موسى الحكم
بالظاہر فاشارة الي انت
المراد في الحديث بالعلمية
الحكم بالباطن و الحكم بالظاہر
لا امر آخر۔

وقد قال الشيخ تقی الدين
السبكي انت الذی بعث به
الخضر شريعة له فالعلم
شریعة و اما نبينا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فانه امر اولی
انت یحكم بالظاہر و انت ما
اطلم علیہ من الباطن و الحقيقة
كغالب الانبياء علیہم الصلوٰۃ
والسلام، ولهذا قال نحن
نحكم بالظاہر، وفي
لفظ انما اقضى بالظاہر

والله يتولى الصرائر وقال انما اقصى
 بنحو ما اسمع فميت قضيت له
 بحق اخو فانا هي قطعة
 من التامر وقال للعباس
 امناظا هرك فكانت
 علينا واما سريرتلك
 فالى الله وكانت يقبل
 عذرا المتخلفين عن
 غزوة تبسوك و يحكل
 سرائرهم الى الله
 وقال فب تلى المرأة
 لو كنت سرا جسا احدا
 من غير بيعة
 لرجمتها وقال ايضا
 لولا القرأت لكات
 لب ولها شات
 فهذا كله صريح
 في انه انما يحكم
 بظاهر الشرع بالبيعة
 او الاعتراف دون ما
 اطلع به الله عليه من
 بواطن الامور وحقائقها
 ثم امن الله نواذ شرفا
 واذن له ان يحكم
 بالباطن وما اطلع

ایک روایت میں اس طرح ہے: میں تو ظاہر پر
 فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا عز وجل
 مالک ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا
 ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہذا میں نے جس کے
 لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ
 جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ کہ حضور
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جہاں تک تمہارے
 ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو
 تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عز وجل کے
 ذمہ ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم غزوہ تبوک سے رہ جائے والوں کی
 معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی
 حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔
 اور یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 ایک عورت کے بارے میں فرمایا: اگر میں
 بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو غزوہ
 اس عورت کو سنگسار کرتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ
 ”اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت
 کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔“ یہ تمام نظائر اور
 شواہد اس بات کے مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل و
 شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر
 شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو
 باطنی امور پر اللہ عز وجل نے آپ کو مطلع فرمایا

عليه من حقائق الامور فجمع
له بيت مآكام للانبیاء و
مآكام لخصم خصومة
خمسہ اللہ بہا و لہ
یحییہ الامران لغیرہ،
وقد قال القرطبي
في تفسيره اجمع العلماء
عن سكرۃ ابیہم انه
ليس لاحد ان يقتل
بعلمہ الا النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وشاهد ذلك حدیث
المسلم والسارق
الذین امر بقتلہما
فانه اطلع علی باطن
امرہما و علم منہما
ما یوجب القتل.

ولو تظن الذین
لم یفہموا الی استشہادی
بہذین الحدیثین فی آخر الباب

اور اس کے متعلق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد
اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور
آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور
جن امور کی حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے
اس پر فیصلہ فرمائیں۔ تو اس طرح آپ ان تمام
مسئلات کے جو انبیاء کو ام علیہم الصلوٰۃ و
السلام کے لئے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو
حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ عزوجل نے
خاص فرمائی تھی اور یہ امر آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی میں جبرئیل
نہیں کیا گیا۔ اور امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر
میں فرمایا علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کو
پر جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے
قتل کا حکم دے سوائے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ اس کی شاہد اس نمازی
اور چور وال حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم
حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا تھا کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان
دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ
واجب القتل ہیں اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ
بعد واقع ہوا۔

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کاش کہ یہ
علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کرامتوں نے
نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان

دونوں حدیثوں کے ساتھ استسناد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ علم فرمانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ مجنون و پاگل۔ بعض اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بطور نیابت ہو گا اور وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں گے۔ (ت)

اس کلام نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے، اہل سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علم مغیبات پر عمل کا حکم ہے۔ نو بسند انہوں نے نابھہ بختہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں، اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر شرع

لعمرفوانا ان المراد بالحکم بالظاہر والباطن فقط لاشئ اخر لا یقولہ مسلم ولا کافر ولا مجانبین المادستان وقد ذکر بعض السلف ان المختار الالین ینفذ الحقیقة وان الذین یسوتون فجاءة هو الذی یقتلہم فان صح ذلك فہو فی ہذا الامۃ بطریق النیابة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ صار من اتباعہ کما ان عیسیٰ علیہ السلام لما یُنزل یحکم بشریعة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیابة عنه و یصیر من اتباعہ و احبہ۔

لہ الخصال الکبریٰ باب ومن خصائصہ انہ یجمع بین القبلتین فی مرکز الہیست بکات صفات کبرائت ۱۹۱

اور اپنے علوم غیبیہ دونوں پر عمل و حکم کا رب عز و جل نے اختیار دیا ہے۔ اور امام قرطبی نے اجماع علی قتل فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بنا پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاہد کچھ نہ ہو، اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں، تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمائیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیبیہ ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں وہاں یہ ہے! اب تو اپنی اوندھی سنت پر مطلع ہوئے! خانی تو فلکون (تو تم کہاں اوندھے جلتے ہو تے) مسئلہ نو! وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا، حکم کے دو ہی جینے ہوئے، یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیبیہ۔ ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصل حکم رجم کی گنجائش نہ تھی، نہ ملزم کا اقرار، نہ اصل کوئی گناہ، صرف مدعی کا غلط دعویٰ سن کر قتل کا حکم فرمادیں، نبی کی شان تو ارفع اعلیٰ ہے۔ آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے برائے تہمت ہرگز یہ حکم نہ دیا بلکہ اپنے علوم غیبیہ سے جاننا کہ یہ شخص قابل رجم ہے اس بنا پر حکم رجم فرمایا، اسے وہابیہ مانتے نہیں بلکہ بڑے علم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں، تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا تھا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا، کیوں نہ ہو عداوت کا یہی مقصد ہے۔

قد بدت البغضاء من افواهہم
وما تخفی صدورہم اکبر قد بیتنا
لکم الایات انت کنتم تعقلون
والذین یؤذون رسول اللہ لہم
عذاب الیم
ہم ذات الشیطن و اعدائک
انت یحضر منک و صلی اللہ
تعالی علی سیدنا و مولانا

بیران کی باتوں سے جھٹک اٹھا اور وہ جو سینے
میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں
تھیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔ اور
جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک
عذاب ہے۔ اسے میرے رب تیری پناہ
شیطانوں کے دوسروں سے اور اسے میرے رب
تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ اور
اللہ و رسول و مائیں فرمائے ہمارے آستانہ مولیٰ

۱۱۸/۳ لے القرائی انکرم
۶۱/۹ لے " " لے
۹۸ و ۹۶/۲۳ لے " " لے

محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و
 آخر دعوانا ان الحمد لله
 رب العالمین واللہ مبہضہ و تعالیٰ
 اعلم و علمہ محید و اتم و
 احکم۔

محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ
 پر۔ اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خیریں
 سر اے اللہ چوب ہے سارے جہان کا۔ اور
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ غیب جانتا ہے۔ اور اس کا
 علم اتم و احکم ہے۔ (ت)

رسالہ اتراحة العیب بیف الغیب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۵۰ از موضع پارہ چتر مورانواں ضلع اناؤ مستولہ محمد عبدالرؤف صاحب
 ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ قیام کرنا بوقت ذکر و تلاوت
 شریف بدعت سیئہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو
 بعد قرون شکر قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا اسی وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیض قیام کیا جاتا ہے یا یہ کہ اسی وقت آپ کی تشریف آوری ہوتی
 ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ مقبل ہوتے ہیں، اگر حضار محفل میں آپ رونق انبساط
 ہوتے ہیں، تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلا و خواں منبر پر اور آپ فرش زمین پر، اور اگر آپ منبر پر جلوہ لگتے
 ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوتی کہ برابری کا ترسہ ظاہر ہوتا ہے، لہذا بہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے۔
 اسکے برعکس اگر محفل میں و شریف اور قیام تعظیض تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور
 وسیلہ نجات اور ذریعہ خلاصت دینی و دنیوی سمجھتا ہے، فقط۔

الجواب

قیام وقت ذکر و تلاوت سیئہ الانام علیہ و علی ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و
 مستحسن ملانے اعلام و حالات مجہین کلام و غیظ و لایہ نام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ
 علی طاعن القیام لنفسی تہامہ ص ۱۱۱۱ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ میں اسے متعدد آیات
 قرآن مجید سے ثابت کیا، مگر وہ لایہ کو کیا سوچے، لہم اعین لایبصرون مہا (وہ آنکھیں کھتے ہیں

جن سے دیکھتے نہیں۔ ت) (خبر صاقر آن عظیم تک اُن کی قسم کیا پہنچے، قال اللہ تعالیٰ،
 وجعلنا علی قلوبہم الکتاب
 یفقهوا بہ
 ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے کہ اسے
 نہ سمجھیں۔ (ت)
 ہم جو آیات تلاوت کریں اُن کا کان کیونکر سنے وفی اذانہم وقرآن (اور ان کے کانوں میں گرائی۔ ت)
 راوحی کی دعوت انہیں کیا نفع دے،

وان تدعہم الی الہدای فلیں یہتدوا
 اذا بدآ
 اور اگر انہیں تم ہدایت کی طرف بلاؤ تو سبب بھی
 ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے۔ (ت)

قرون ثلاثہ کی بحث میں دو بار کو ہزاروں بار ان کے گھر پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول ارشاد
 تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا ابوالقدس سرہ الماجد میں ہے۔ درسہ دیوبند بایں قوانین
 مختصرہ تو قرون ثلاثہ در کنار قرون اثنا عشر کے بعد قائم ہوا پہلے اس کی بنا ڈھائی اینٹ سے اینٹ
 بجائیں، یا یہ مستحک صرف انہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم و اولیاء کرام علیہم الرضوان الائم ہے یہ قیام ذکر شریف آوری کی تعظیم ہے دل میں
 عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذات اقدس ہے کما بینہ الامام القاضی عیاض
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الشفاء والامام احمد القسطلانی فی السواہب الشریفہ
 (جیسا کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الشفاء میں اور امام احمد قسطلانی نے سواہب
 شریفہ میں اسے بیان کیا۔ ت) دل کے اندھے اُسے بھلا کر خود ذات کریم کی تشریف آوری دھونڈتے
 ہیں اور بے ادب گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ کیا اُسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے؟ ہم
 مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے، ہاں ہوتی ہے، اکابر اولیائے بار بار مشاہدہ
 کی ہے جیسا جو اسرار امام اجداد الحسنی ثقلونی و تنویر الملک امام جلال الدین سیوطی و
 تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ میں مذکور ہے اور اس پر بیہودہ تشقیق کہ فرشتے پر تشریف
 رکھتے ہیں یا منبر پر چل جاتے ہیں۔ ایسا جاہلانہ سوال اُن تمام تشریف آوریوں پر جو گاہیں کا ذکر آئے

۱۰ القرآن الکریم ۲۵/۶

۱۱ ۲۵/۶

۱۲ ۵۴/۱۸

اکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیاتِ اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی اور صحیح بخاری شریف کی اُس حدیث کو تو بالکل پھیل کر پھینک دینا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدِ کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعتِ اقدس سناتے اُنس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے فرش پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر؟ جو وہاں جواب دے ویسا بلکہ اس سے اعلیٰ یہاں موجود ہے کہ جلوہ فرمائی چشم ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالیٰ از معہود ہے۔ علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

ان سادس النبى صلى الله تعالى عليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم کی رُوح پاک وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام۔ تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند اور چن کے چھت نہیں ایک نیچا چھتر ہے اور اس کے گرد مکات اُس گھر میں تشریف فرمائی کس طرح ہے، بلکہ رب عز وجل فرماتا ہے:

ونحن اقرب اليه من حبل الومريد يله ہم آدمی سے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اب ایک شخص لیٹا، دوسرا بیٹھا، تیسرا کھڑا، چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے رب عز وجل کہ اس لیٹے کی شہ رگ سے قریب ہے کیا یہ تینوں اُس سے اونچے ہیں، کیسی سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ یہی حدیث قدسی میں ہے رب عز وجل فرماتا ہے:

انا جلوس من ذکرفنبت۔ میں اپنے یاد کرنے والے کا ہنشین ہوں۔

یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر، تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا؟ ولكن الوهابية قوم لا يعقلون، ولا حول یسکی وہ جاتی ہے عقل قوم ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق ولا قوة الا باللہ العلی العظیم کے بغیر نہ گناہ سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی

۱۔ شرح الشفا للنواری علی ما مش فی الریاض فصل فی المراتب السیستوب فیہا الصلوٰۃ الخ ۴/۲۶۲

۲۔ القرآن الکریم ۵۰/۱۶

۳۔ کشف الغطا حدیث ۶۱۱

دارالکتب الطیبہ بیروت

۱۸۳/۱

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ مستہدنا و
مولینا و ذویہ اجمعین ، واللہ تعالیٰ
اعلم ، و انما یریدنا الوجہین الاخرین
لابانۃ جہلہ فی قیاس الشاہد
عن الغائب فاعلم و ربک اعلم۔

نیکی کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ہمارے سردار و
ماکس اور ان کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ
دور و سلام بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننا
آخری دونوں وجہیں ہم نے صرف اس لئے زیلہ
کردی ہیں تاکہ شاہد کو غائب پر قیاس کرنے
کے سلسلہ میں اس کی جہالت ظاہر ہو جائے، تو جان
اور تیرا پروردگار خوب جاننا ہے۔ (نت)

مسئلہ ۱۵۱ از شہر محلہ بانخانہ مسئلہ محمد بخش صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلا و شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ
کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو ماننا ہے، اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص لی
باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جا کر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور مزار پر جا کر نیاز نذر
سب کچھ کرو۔ اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو، مزار پر
جا کر مت مانگو، مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو ثواب پہنچاؤ، زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگ آدمی تڑپے ہیں۔ کچھ
کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

الجواب

اگر وہ شخص اور کوئی بات و بابت کی نہیں رکھتا اور دہائیوں اور دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو
اتنا کہنے سے وہ باہمی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۲ از قصبہ نظام آباد ضلع آٹھ گڑھ مسئلہ سید علی اصغر ۹ شعبان چار شنبہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شہر ح حینی مسائل ذیل میں،

- (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں، پوری پوری تعریف کیا ہے؟
- (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے، آمین بالجہر،
رفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں، تراویح بیست رکعت پڑھتا ہے اور وتر
تین رکعت۔ کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو زید کے دیکھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟
اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں؟
- (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے؟

- (۴) زید محفل میلہ و شریف میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کہتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی؟
- (۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی پہچان کیا ہے؟ **بَيِّنُوا تَوَجُّدًا** (بیان فرمائیے اجرو دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

- (۱) علماء کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فردع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو، پھر اگر اصول میں بھی حنفی کا قانع ہے تو سنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فردع حنفی ہے اور اس قدر سے اس کے پیچھے صحت نماز لازم نہیں، پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتبہ فرقے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فردع میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اُن کی حنفیت انھیں کیا مفید ہو سکتی ہے، امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءۃ جامع شرائط صحت و ملت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۴) مجلس میلہ و مبارک و قیام چاروں مذہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض دہاویہ بھی براہِ تہذیب ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ تقریرِ ایمان کو گمراہی و ضلالت اور دیوبندیت کو کفر و ردت صراحتاً بلا غرض بکشاہد پیشانی ملنے تو اسے وہابی نہ کہا جائے گا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

- (۵) اسماعیل دہلوی و تقریرِ ایمان کو ماننے والا یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا اگر چہ زبان سے اس کا ماننا نہ کہے وہابی ہے، اور یہ ہی اس کی پہچان کو بس ہے۔ پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے اور اگر اس کے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر معتزلہ وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- مسئلہ ۱۵۷ از شفا خانہ فرید پور ڈاک خانہ خاص اسٹیشن پتھر پور ضلع بریلی مسئلہ عقیم اللہ کپوڑہ

۸ رمضان ۱۳۴۹ھ

- اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ہیں اور اولیاء کرام کے مزار پر جا کر ان کے توسط سے التجا کرنا اور ان سے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ **بَيِّنُوا تَوَجُّدًا** (بیان فرمائیے اجرو دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، انبیاء کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے بعینہ اُنسی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اُن اولیاء کی حیات اُن سے کم اور شہدائے زائد جن کے لئے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ اُن کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ یہ حیات حیات روحانی و جسمانی برزخ میں ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی، اس کا مفصل بیان ہماری کتاب "حیۃ الموات" میں ہے۔ اولیائے کرام سے تو تسل اور اُن سے طلب دعا بلا شبہ محمود ہے اور علماء و صلحاء میں معمول و معهود واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۹ از بینگانہ ڈاکخانہ ناشر موضع ایضاً مسئلہ عبد الصمد ۲۲ رمضان ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لے کر اٹھیں گے یا برہنہ؟
بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجماع دینے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

کفن میں اٹھیں گے پھر وہ کفن طویل مدت کی وجہ سے گل کر گرجائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۹ از ناگل ٹکڑی ضلع گورکھ پور پوسٹ دھین ریاست مسئلہ حافظ غلام کبریا
۳ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:
(۱) اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں؟
(۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذات خود سنتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:
روح با قرب و بُعد مکانی یکسان ست بلکہ روح کے مکانی قرب و بُعد برابر ہیں۔ (ت)

تو وہ سب وقت سُٹ سکتے ہیں مگر طوارِ اعلیٰ کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سُٹنے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا،

استغراق آئنا بھیت کمال وسعت مدارک آئنا کمال وسعت مدارک کی وجہ سے اس کا استغراق مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و ارباب حاجات اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا اور مطالب حل مشکلات خود را از آئینہ می طلبند غرض منہ محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل اس سے ہی یا بندہ یا طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ (د ت)

یہ ہر وقت سُٹنے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسمِ قاضی الحاجات کے منظر میں۔
(۲) بذاتِ خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سُٹتے ہیں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذاتِ خود کے یہ معنی کہ بعطائے الہی حضور کی قوتِ سامعہ تمام شرق و غرب کو محیط ہے سب کی مرضیں آوازیں خود سُنتے ہیں اگرچہ آدابِ ربار شاہی کے لئے ملائکہ عرضِ درود و عرضِ اعمال کے لئے مقرر ہیں تو یہ بے شک حق ہے بلاشبہ عرضِ و فرش کا ہر ذرہ اُن کے پیشِ نظر ہے اور ارض و سما کی ہر آواز اُن کے گوشِ مبارک میں ہے۔ شاہ ولی اللہ کی فیوضِ الحرمین میں ہے ۱

لا يشغله شأن عن شأن ۱۰ اس کی ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی۔ (د ت)

وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۱ از دہلی بازار خلی قبر چھتا موم گراں مسئلہ محمد صاحب دادخان ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے، زندہ آسمان پر جانا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے، کیونکہ اس میں حضرت رسولِ مقبول محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی شانِ پاک گھٹتی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہو کر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ

۱۰ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ ۴م سورۃ الانشقاق مسلم بیڈ پوٹال کنواں دہلی ص ۲۰۶
۱۱ فیوضِ الحرمین مشہد آخر یعنی دقائق اور انکے اثرات کے بیان میں محمد سعید ایضاً شترقرآن محل کراچی ص ۲۴۱

آسمان پر چلے جائیں یہ ممکن نہیں، اس خرافات کا کیا جواب ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

قادیانی مکاروں کا فریب ہے کہ مزار کے حریک کفر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اس نے شری شری گالیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات و موت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جس کے مانتے نہ مانتے پر کچھ اسلام و کفر کا دار نہیں۔ جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا قریب قیامت نزول فرمائیں گے ذبالی کو قتل کریں گے، برسوں تک انتقال فرمائیں گے، روضہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اُس کا وہ جاہلانہ جمعیت نہ خیال تو یہیں سے دفع ہو گیا، اور فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر ملنے کا قال تعالیٰ و کہ من ملک فی السموات آسمانوں میں بستیرے فرشتے ہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل زمانے کا یا حضور کے وقت پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا ٹھٹھا جانے کا اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو آسمان پر ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پاؤں سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین آسمان سے افضل ہے خصوصاً محفل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکالا اور کس نے نکالا؟ اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نے اس کو کیا ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانہ میں تھا یا نہیں؟ کسی نے محفل کی تسی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اس نے متعدد آیتوں میں اس کا حکم دیا، کارڈ

میں آیتیں نہیں لکھی جاسکتیں غرض مقصود سے ہے، نام نیا ہونے سے شے نئی نہیں ہو سکتی، جو اس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لئے منبر کھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعت اقدس سنا تے حضور اور صحابہ کرام سنتے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳ از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈاکنزہ اسٹیشن ۵۱ موسارے

مسئلہ دولت الدین ۱۲ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم و مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ کا وظیفہ کرنا جائز ہے، مہربانی فرما کر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔
یٰٰتینوا توجروا۔

الجواب

یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے۔ فتاویٰ غیریہ علامہ خیر الدین رحلی استاذ صاحب درمختار میں ہے،

اما قولہم "یا شیخ عبد القادر" فنداء ان کا "یا شیخ عبد القادر" کہنا مذاہبہ تو اسکی
فما الموجب لحرمتہ ۱۱۱ موت کا موجب کیا ہے۔ (ت)
یہاں اس کو ناجائز کہنے والے دہلی میں اور دہلیہ بے دین ہیں ان کی بات سنی جائز نہیں۔
وہو تعالیٰ اعلم۔

۱۔ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء من الشعر حکمۃ امین کمپنی دہلی ۱۰۴/۲
ایضاً العلوم بحوالہ اخصیص کتاب آداب السماع والوجد مطبعت مشہد الحسینی قاہرہ ۲۴۳/۲
۲۔ الفتاویٰ الخیریہ کتاب اکرابیۃ والاحسان دار المعرفۃ بیروت ۱۸۲/۲

رسالہ

انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تبصہیں)

مسئلہ ۱۶۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مودعہ مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور اُصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا استلک الشفاعۃ یا رسول اللہ کہتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں اُن کا کیا حکم ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے روزِ حساب اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على جيبه المصطفى وآله واصحابه

أولی الصدق والصفاء.

کلمات مذکور ہے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفید جابل یا ضالی مفضل،
جسے اس مسئلہ کے متعلق قدر سے تفصیل دیکھی ہو شفا السقام امام علام لقیۃ المجتہدین الکرام نقل الملتہ
والدین ابراہیم الحسن علی سبکی و مرآۃ العبدیۃ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب
علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ غازی و مرقاة شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعاست و
اشعة اللمعات شروح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی ديار المحبوب و مدارج النبوة قصایف شیخ عبدالحق
محمدی دہلوی و افضل القری شرح ام القری امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام
علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاحلال بفیض الاولیاء بعد الوصال
مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیح بذیل بطراز گراںمہارے بتلخیص جسے
امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام اللاتمہ ابن خزیمہ و امام ابوالعاسم طبرانی نے حضرت
عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے
صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا
کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے،

اللهم انی اسئلك و اتوجه الیک بنبیک	اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ
محمد بنی الرحمة یا محمد اف	کرنا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ
اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ہذہ	علیہ وسلم کے کہ میرا نبی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ!
لتقضى لی الدعاء فشفعہ	میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس
فی ۱۰	حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔
	الہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

۱۹۴/۲ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک امین کمپنی دہلی
سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی صلوة الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰
المستدرک للحاکم کتاب الدعاء مکتبہ اسلامیہ بیروت ۵۱۹/۱ و صحیح ابن خزیمہ باب صلوة الترغیب ۲۲۶/۲

امام طبرانی کی ترجم میں یوں ہے :

اِنَّ رَجُلًا كَانَ يُغْتَبِفُ اِلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ عَثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ فَلَقِيَ عَثْمَانَ بْنَ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَشَكَى ذَلِكَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عَثْمَانُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اِنَّكَ اَلَيْسَ بِمَنْ تَقْرَأُ فَرَسًا ثُمَّ اَتَتْكَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَالتَّوَجُّهَ اِلَيْكَ بِنَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجُّهُ بِكَ اِلَى رَبِّیْ فَيَقْضِیْ حَاجَتِیْ ، وَتَذَكِّرُ حَاجَتَكَ وَرُبُّهُ الْمَتَّحَتِیْ اُرُوْخَ مَعْلُکَ . فَاَنْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَتْ لَهُ ثُمَّ اَتَى بِابِ عَثْمَانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَابُ حَتَّى اخَذَ بَابُ بَيْدِهِ فَاَدْخَلَهُ عَلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَاجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطَّنْفَسَةِ وَقَالَ حَاجَتُكَ ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا لَهُ ثُمَّ قَالَ مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَاَتْنَا ، ثُمَّ اَنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ فَلَقِيَ عَثْمَانَ بْنَ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِیْ وَلَا يَلْتَفِتُ اِلَى الْمَتَّحَتِیْ

یعنی ایک عاجتہ اپنی حاجت سکے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا امیر المومنین اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے ، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی ، انھوں نے فرمایا ، وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ : اَللّٰہِیْ ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں ، یا رسول اللہ ! میں حضور کے قتل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے : اور اپنی حاجت ذکر کر ، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں ۔ عاجتہ نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین میں سے تھے) یوں ہی کیا ، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے ، وہاں آیا اور ہاتھ بکود کر امیر المومنین کے حضور لے گیا ، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا ، مطلب پوچھا ، عرض کیا ، فوراً روا فرمایا ، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا ، پھر فرمایا ، جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو ۔ یہ صاحبِ وہاں سے نکال کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جنتِ خیرہ دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ

آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نبی کی شکایت کی حضور نے یہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گو یہ کبھی دعا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحديث صحيح۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خذرت من جلد فقیل لہ اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمد ا فانتشرت بے

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انھیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باوازیلند کہا یا محمد ا فانتشرت بے پاؤں کھل گیا۔

عنه ولفظ البخاری فی الادب المفرد خذرت من جلد ابن عمر فقال لہ من جلد اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد ا فانتشرت بے

لہ و لہ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوۃ الحاجۃ حدیث ۱ مصنف ابی ہریرۃ ۲۷۴۲
مجمع الزوائد باب صلوۃ الحاجۃ دار الکتب بیروت ۲/ ۲۷۹
لہ عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۱۶۸ دائرۃ المعارف النعمانیہ ص ۴۷
لہ الادب المفرد حدیث ۹۶۳ مکتبۃ الاثریۃ سانکلہ ص ۲۵۰

امام نووی شارح صحیح مسلم و حاشیہ تعلیے کے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، تو اس شخص کو یاد کرو تجھیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمد اہ کہا، اچھا ہو گیا۔ اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل تہذیب میں قدیم سے اس یا محمد اہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

هَذَا مَا تَعَاهَدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ
حضرت بلال بن النضرؓ مزینی سے قوی عام الرمادہ میں کہ بعد غلظت فاروقی سلمہ میں واقع ہوا ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں لے سہے۔ انھوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کمال کھینچی تو زنی سرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی، یا محمد اہ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔ ذکر فی الکامل (اس کو کامل میں ذکر کیا گیا۔ ت)

امام مجتہد فقیر اجل عبد الرحمن ہڈی کو فی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا، مُحَمَّدٌ يَا مُنْصَوْرٌ۔ اور ظاہر ہے کہ الْقَلْبُ أَحَدُ الْقَسَائِدِ (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)۔ ایٹیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انھیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں، رَأَيْتُهُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلْبُ سُوْتِهٖ أَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَكْتُوبٌ فِيهَا مُحَمَّدٌ يَا مُنْصَوْرٌ۔ میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھرے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ يَا مُنْصَوْرٌ۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ ت

امام شیخ الاسلام شہاب دہل انصاری کے فتاویٰ میں ہے،

سُبُلُ عَمَائِقِ مِنَ الْعَامَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ
یعنی ان سے استفادہ ہوا کہ عام لوگ جو عقیدے
لَهُ الْاَذْكَارُ باب ما يقرء اذا خدرت رجلي دار الكتاب العربي بيروت ص ۲۷۱
نسیم الریاض شرح الشفا فصل فیما روی عن السلف مرکز البسنت برکات رضا گجراتی ۲۵۵
کامل فی التاریخ لابن الاثیر ذکر القبط و عام الرمادہ دار صادر بیروت ۵۵۶/۲
میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۴۹۰۰ دار المعرفۃ للطباعة ۵۵۳/۲

کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے
فریاد کرتے اور یا شیخ فتاویٰ (یا رسول اللہ، یا علی،
یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات
کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد
انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انھوں
نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء
علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال
بھی امداد فرماتے ہیں اللہ۔

عند الشدائد يا شيخ فلاح ونحو ذلك
من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين
والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد
موتهم ام لا؟ فاجاب بما نقصه انت
الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء
والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء و
للمرسل والاولياء والصالحين اغاثة
بعد موتهم الحمد لله.

علامہ خیر الدین ربی اُستاذ صاحب در مختار فتاویٰ خیرہ میں فرماتے ہیں،
قولہم یا شیخ عبدالقادر فرمود اذفا
الموجب لحرمتہ
لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک نہ ہے
پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔
سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں،

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو
محبیت کے وقت میں کہتا ہو یا رسول اللہ
یا یا علی یا یا شیخ عبدالقادر مثلاً، کیا یہ
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں
اولیائے مدد مانگنی اور انھیں پکارتا اور ان کے
ساتھ قریب کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے
جس کا انکار نہ کرے گا مگر بہت محرم یا صاحب
عناد، اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

ثبت ممن يقول في حال الشدائد
يا رسول الله او يا علي او يا شيخ عبدالقادر
مثلاً هل هو جائز شرعاً ام لا؟ اجبت نعم
الاستغاثة بالاولياء وندادهم والتوسل
بهم امر مشروع وشئ محبوب لا يُنكر
الا مكابر أو معاند وقد حرم تركه
الاولياء الكواثر الحمد لله.

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ سلسل

لے فتاویٰ الربی فی فروع الفقه الشافعی مسائل شفی دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۳۳/ھ
لے فتاویٰ خیرہ کتاب الکراہۃ والاحتیاج دار المعارفۃ للطباعة بیروت ۱۸۲/۲
لے فتاویٰ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی

روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے،
 فاسرہ الروم مژة قال لهم الملك اني
 یعنی ایک تھاری روم انھیں قید کر کے لے گئے،
 اجعل فيكم الملك وانذركم بناق و
 بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اور
 تدخلون في النصرانية فأيوا وقالوا
 اپنی بیٹیاں تمھیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔
 يا محمد آة الله
 انھوں نے نہ مانا اور نہ اکی یا محمد آة الله۔
 بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کر کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے
 ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا۔ وہ دونوں چھینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس
 آئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے۔ انھوں نے حال پوچھا۔
 فرمایا،

ماكانت الا الغطسة التي سأت حدث
 جس وہی تیل کا ایک فوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے
 خرجنا في الفردوس۔
 بعد ہم جنتِ اعلیٰ میں تھے۔
 امام فرماتے ہیں،
 لانا مشہوریں بذلك معروفین بالشام
 یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا
 في الزمن الاول۔
 یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا، شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، از الجملہ یہ بیت ہے،
 سيعلى الصادقين بفضل صدقي نجاة في الحيوة وفي الممات
 قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت
 میں نجات بخشنے گا۔

یہ واقعہ عجیب، نفیس و رُوح پرور ہے۔ میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا۔ تمام و کمال امام جلال الدین
 سیوطی کی شرح الصدور میں ہے من شاء فليرجع اليه (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف
 رجوع کرے۔ مت) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہؐ کہنا اگر شرک ہے
 تو شرک کی مغفرت و شہادت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنی، اور ان کی شادی میں

سے شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایا باب زیارة القبور و علم الموتی الخ خلافت اکیہ میں منقولہ سوت س ۹۰ ص ۹۰

فرشتوں کو بھیجا کیونکہ معقول، اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکہ مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردان خدا خود بھی سلف صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کہما ذکر فی البر وایة نفعها (جیسا کہ خود روایت میں ذکر کیا ہے۔ ت) اور طوس ایک شہر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کہما ذکر الامام السیوطی فی تاسیخ الخلفاء (جیسا کہ امام جلیل الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں اسس کو ذکر کیا ہے۔ ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ قیوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لاقول تبع تابعین سے تھے واللہ العبادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ ت)
محضر پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں،

من استغاث بی فی کربة کشف عنه و
من نادى باسمی فی شدة فرجت عنه
ومن توسل بی الی اللہ عز و جل
فی حاجة قضیت له و من صلی
برکعتین یقرؤ فی کل رکعة
بعد الفاتحة سورة الاخلاص
احدی عشرة مرة ثم یصلی علی
مرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بعد السلام ویسلم علیہ و یدکری
ثم یخطو الی جهة العراق احدی عشرة خطوة
یدکرها اسمی و یدکر حاجته فانها تقض
بإذن اللہ یلم

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف
دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے
وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ
کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت
برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت
میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے
پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود
وسلام بھیجے اور مجھ یاد کرے، پھر عراق شریف
کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے
اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا
ہو اللہ کے اذن سے۔

۸۹ ص	مصطفیٰ البابی مصر	باب زیارة القبور	شرح الصدور
۱۰۲ ص	بکسلنگ کمپنی بمبئی	ذکر فضل اصحاب و بشاریم	بیہ الاسرار
۱۰۱ ص	بکسلنگ کمپنی بمبئی	ذکر فضل اصحاب و مرید و عجیب	زبدۃ الاسرار

۱۔ زبدۃ الآثار بکسنگ کمپنی بمبئی ص ۲
۲۔ " " " " " " " " " " " "

ہیں جو تمام چھانوں کا پروردگار ہے (ت)

سیدی محمد عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جاتے تھے،

اسی میں ہے :

٨٨/٢ ٩٥/٢

اسی میں ہے،

ولی ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں نہ اکرئی
تھیں یا سیدی احمد یا بندوی خاطر لکھتی تھیں اسے میرے سردار اسے احمد
بدوی! حضرت کی زوجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اکب تک مجھے پکارے گی اور مجھ
سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر کی
حمایت میں ہے) اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں جوتا ہے ہم اس کی نذر پر اجابت نہیں
کرتے، یوں کہہ دیا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہہ گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا
اب بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں، مگر یا کبھی مرض نہ تھا بلکہ
اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے،

من کانت له حاجة فلیأت الی قبری و
یطلب حاجتہ اقضہا له فان ما بینی
وبینکم غیر ذلک ابع من تراب
وکل رجل یحجبه عن اصغبه ذراعاً من
تراب فلیس برجل یتہ

جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت
مانگے میں روا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی
یا تم بھرتی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی
اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد
کاسبہ کا۔

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا،
کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول انا من
المصرفین فی قبورہم فمن کانت له
حاجة فلیأت الی قبالة وجهی ویدکوها
فی اقضہا له یتہ

فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبر میں
تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے
پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر
مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرمادوں گا۔

اسی میں ہے،

مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشعوتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو

۱۔ سیکلہ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۵ سید مولانا شمس الدین الحنفی مصطفیٰ البابی مصر ۹۶
۲۔ سیکلہ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۹ الشیخ محمد بن احمد الغزلی مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۵/۲

فرماتے ہیں ایک کھڑاؤں بلو و مشرق کی طرف بھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدو وضع نے
ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مشد
حضرت سیدی مرین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی یا شیخہ ابی لا حطیفی اسے میرے
باپ کے پیرو مجھے بچائیے۔ یہ نذر کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں
ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں،
کلن اذا نادى مريدًا اجابه من مسيرہ
سنو اواکثر
جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا
جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس
سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محمد ثب دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید
اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم و عطار اللہ الانصاری القادری الشکاری الحسینی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ میں حضرت محمد روح کے رسالہ مبارک شکاریہ سے نقل فرماتے ہیں،
ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق
ست، یک طریق آنست یا احمد را
در راستا بگوید یا محمد را در چپا
بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ
طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا بگوید
و چپا یا محمد و در دل دہم کند یا مصطفیٰ۔ دیگر
ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن
یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر
کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسانے
کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد
میں دو طریقے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد
دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے
دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگاتے۔ دوسرا
طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد
بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ
کا خیال جائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار
یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن،
یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے

۱۔ نوافل الافراق طبقات الاخیار ترجمہ ۳۶۹ الشیخ حسین بن احمد الاشعری مصطفیٰ البانی مصر ۱۰۲/۲
۲۔ " " " " " " الشیخ موسیٰ الکنی بانی عراق " " " " ۲۱/۲

ملا کر مقرب ہیں تاثیر دارند یا جبریل ،
یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل
چار ضربی ، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید
یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف
نہار را از دل بکشہ طرف راستا برد و
لفظ شیخ را در دل ضرب کند یہ

تمام ارواح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ مقرب
فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے ،
یا جبرائیل ، یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل
کا چار ضربی ذکر کرے ۔ نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے
ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے
کہ حرف نہ کو دل سے کھینچے ہوئے دائیں طرف
لے جائے اور لفظ شیخ سے دل پر ضرب لگائے ۔

حضرت سیدی نور الدین عبد الرحمن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں
حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روئے نے قریب انتقال
ارشاد فرمایا ،

از رفتن من غناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالیٰ
بعد از صد و پنجاہ سال بر روح شیخ فرید الدین
عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تہل کرد و مرشد او
شد یہ

ہمارے جانے سے غلین مت ہوں کہ حضرت
منصور علیہ الرحمہ کا نور ایک سو پچاس سال
بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تہل کر سکتے
ہوئے اُن کا مرشد ہو گیا ۔ (ت)

اور فرمایا ،

در ہر حالتی کہ ہاشمہ مرا یاد کنید گا من شمارا
محمد ہاشم در ہر لباسی کہ ہاشم یہ

تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا
درد گار بنوں میں چاہے جس لباس میں ہوں (ت)

اور فرمایا ،

در عالم مارا دو تعلق سب ، یکے بہ بدن
و یکے بشعما ، و چون بہ عنایت حق
سبحانہ و تعالیٰ فسرود و مجر و شوم و

دنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں ، ایک بدن کے ساتھ
اور دوسرا تمہارے ساتھ ۔ جب حق تعالیٰ کی
عنایت سے میں خود و مجر و مجر و جاؤں گا اور عالم

۱۔ اخبار الانبار ترجمہ شیخ بہار الدین براہیم عطار اللہ الانصاری مکتبہ نور رضویہ سکھر ص ۱۹۹
۲۔ دیکھو دیکھو نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین رومی کتاب فروشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

عالم تجرید و تقریر رفتے نماید آن تعلق نیز از آن
شہا خواہد بود یہ

تقریر و تجرید ظاہر ہو جائے گا تقریر تعلق بھی تھا یہ
لئے ہوگا (ت)

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں،
وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ
ویا خیر من یزنی لکشف ربیۃ
وانت مجیری من هجوم مہلۃ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں،

(فصل یازدہم در ابتہالی بیناب آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو
خداے تعالیٰ اسے بہترین خلقی خدا، و اسے
بہترین کسیکہ امید داشتہ شود، اسے بہترین
عطا کنندہ و اسے بہترین کسیکہ امید داشتہ
باشد برائے ازالہ مصیبت و اسے بہترین کسیکہ
سخاوت و زیادہ است از ہاراں، ہار ہا تو اسی
میدہم کہ قرپناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبت
وقتے کہ بخلا نہ در دل بدترین چنگا لہار او ملخصاً
(گیا رحیم فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں)
اسے خلق خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود
بھیجے۔ اسے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے
اور اسے بہترین عطا کرنے والے۔ اسے بہترین
شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید
رکھی جاتی ہے۔ اور جس کی سخاوت ہار شش پر
فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے
ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے
دل میں بدترین پئے گاڑتی ہیں۔ (ت)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں،

ذکر بعد حوادث زمان کہ در آن حوادث لابدست
از استمداد ہر روح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یہ

آلہ نجات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین الرومی

اللہ الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم

کتاب لغز و شہی محمدی ص ۴۳ و ۴۴

مجتبائی دہلی ص ۲۲

فصل اول ص ۲

جہ نظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اند و ہمیں دست در پر شد تے۔

مجھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں حسرتزدوں کی بنیاد گاہ آہیم ہی ہیں۔ (ت)

یہی شاعر صاحب قصیدہ "درجہ تہذیب" میں لکھتے ہیں،

یتادی ضارغاً الخضوع قلب
رسول الله یا خیر البریا
اذا ما حل خطب مد لهم
الیک توجهی و بک استنادی

وذلك وإتهال والتجبر
فوالك ابتغ يوم القضاء
فانت الحصن من كل ابلاء
وفيك مطامع ورك ارتعائي

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں،

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات و اکمل التحات و التسلیمات ندای کند زار و خوار شد و بشکست دل و اعطاس و به قدری خود به اخلاص در مناجات و به پناه گرفتن بایں طسیرتی کہ اسے رسول خداؐ ایے بہترین مخلوقات عطائے خواہم روز فیصل کردن ، وقتے کہ فرد آید کای عظیم در غایت تاریکی ، پس توفی پناہ از ہر بلا ، بسوئے تست زد و آوردن من بہ تست پناہ گرفتہ من و در تست امید داشتن من احرار غضا ۔

چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم حضرت اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔ آپ پر
بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ ذیل و
خوار شخص شکستہ دل، ذلت و رُسوائی، عجز و
انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں
پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اے
بہترین خلق! میں فیصلہ کے دن آپ کی عطا کا
طلبگار ہوں۔ جب انتہائی اندھیرے میں بہت
بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا میں پناہ گاہ
تو ہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی
سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طبع و امید
رکتا ہوں (احد مخلصا) (ت)

رکتہ سوں اور ٹھٹھا (ت)

له الطيب النغم في مدح سيد العرب والقيم فصل اول

محتملانی وطن

۴۴

قصہ ششم

مطبع مجتہائی دہلی

۲۲۷

۳۳۳۳۳

44

4



4

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قصائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں،

اول دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یا زود
پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار زود
بار دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یا زود بار
شریف، ایک سو گیارہ بار کلمہ تجید، پھر ایک سو
کلمہ تجید و یک صد و یا زود بار شیعاً رتقہ
گیارہ بار یہ پڑھے، اسے شیخ عبدالقادر جیلانی!
یا شیخ عبدالقادر جیلانی! لے
خدا را کچھ عطا فرمائیں۔ (ت)

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذ حدیث مولانا طاہر علی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولانا ابراہیم گروہی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شنودی اور شاہ صاحب کے استاذ مولانا احمد محل گریہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پروموشن شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں شیخ معمر ثقہ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شنودی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ مدنی اور ان دو صاحبوں کے پروموشن مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیارہی مہتمم رحمۃ الملک الباری، یہ سب اکابر نادعلی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے دلہۃ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الافوار و حیات السموات فی بیان سماع الاصوات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع داعی امام العلما نظام الاولیا

لے الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

نوٹ، الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسل طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے "وصاف النبیہ" کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسنی غیر ضروری مختصر میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ شرف قادری۔

حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لغاتی و امام شہاب الدین قسطلانی
 شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبوعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و
 حقیقت کے جامع، باوصف علو باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔
 اکابر علماء فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا،
 بالجملہ مروجہ جلیل القدر سے ست کہ مرتبہ کمالی خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ
 اوفوق الذکر است۔ ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماوراء

ہے۔ (ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے روایتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں، ہ
 انا لم یدر جامع لشتاتہ اذا ما سطاجوز الزمان بنکبتہ
 وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ فنادییا زروق امت بسرعتہ
 یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب سستم زمانہ اپنی نوبت
 سے اس پر تھدی کرے اور تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کہ یا زروق
 میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

علامہ زیادی پھر علامہ اجوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ، پھر علامہ داؤدی دمشقی
 شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار نگہ شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے
 ہیں کہ،

”بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یعنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر
 انھیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان“

شامی مشہور و معروف کتاب ہے۔ فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات
 کے ہاشم تکلمہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کہ اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر
 نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ

۱۔ بستان الحدیث حاشیہ سید زروق فاسی علی البخاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۲
 ۲۔ حاشی الشامی علی رد المحتار کتاب اللقطہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۷۴

عثمان بن حنیف و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے حد و حد تک ان سب پر کفر و شرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کرے۔ ذرا انگلیں کھول کر دیکھو تو کہے کہا اور کیا کچھ کہا انا للہ وانا الیہ ساجدون۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنیاد پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے۔ اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النہی الاکید عن القلولۃ وراء عدی التقليد میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا سول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ ورنہ محارم میں ہے۔

ما فیہ نخلات یؤمر بالاستغفار و اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اسکے ترک و التوبۃ و تجدید النکاح کے کفر استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم

دیا جائے گا۔ (ت)

فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرنے کے عمدہ دلائل سے التعمیات ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام حضور پر اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر نذر معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التعمیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لغظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۹۰/۲ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اقرأ غادہ بغیر تاویل قدیمی کتب حائری کراچی

۵۴/۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال الایمان من قال لا ینزل علیہ کافر

۲۵۹/۱ لکھنؤ النور کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہدانی دہلی

وسلم کی نذائے عاشاؤ کا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے احتیاجات اللہ والصلوات سے حمید الہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے،

لا بُدَّ من ان یقصد بالفاظ التَّشہید معانیہا
التي وضعت لہا من عندہ کأنہ یُحْتَـ
اللہ تعالیٰ ویسَلِّم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وعن نفسه وعن اولیاء
اللہ تعالیٰ ہے

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا قدوری
ہے جن کے لئے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور
جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں۔ گویا کہ نمازی
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کر رہا ہے
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات
پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے (ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح ذیہ مخار میں ہے،

(و یقصد بالفاظ التَّشہید معانیہا مراداً
لہ عن وجہ الانشاء کأنہ یُحْتَـ
اللہ تعالیٰ ویسَلِّم علی نبیہ و
عن نفسه و اولیاءہ (لا الاخبار)
عن ذلك ذكره في
المجتبیٰ ہے

الفاظ تشہد سے ان کے معانی مقصودہ کا بطور
النشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں اظہار بندگی کر رہا ہے اور اس کے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور
اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ
سے حکایت و خبر کا قصد نہ کرے۔ اس کو مجتبیٰ
میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراۃ الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں،

یُقَصِّدُ مَعَانِيَهُ مَرَاداً لَّهُ عَنْ

قصد کرے معنی مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی

سنة الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الفصل الثاني نوراني كتب خانہ پشاور ۶/۷
سنة الدر المنخار شرح تنویر الابصار كتاب الصلوة باب سنة الصلوة مطبع مجتبیٰ دہلی ۶/۷

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :
 ليس من يوم الا وتعرض على النبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم اعمالُ
 اُمتِه غدوة وعشيا فيعرفهم
 بسيماهم واعمالهم به

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال اُمت ہر صبح و شام
 پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے اُمتیوں
 کو پہچانتا ان کی علامت اور ان کے اعمال و نون
 و جہ سے ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ
 و صحبہ و شرف و کرم)۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ تجوفیق اللہ عز وجل اس مسئلے میں ایک کتاب جیسوٹ لکھ سکتا ہے مگر
منصف کے لئے اسی قدر کافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔
اکفنا شر المصلین یا کاف
وصلی علی سیدنا و مولینا محمد
الشافی والہ وصحبہ تحاة الدین

اسے کفایت فرمانے والے! ہماری طرف سے
گمراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع ضرر ما۔
ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پروردگار نازل فرما

۱۵۵
۶۹۴/۲

الصافی اُمیت والحمد لله
مرحب العالمین۔
جو شفا عطا فرمائے ہیں اور آپ کے آل و اصحاب
پر جو دین صافی کے حیات ہیں آمین والحمد للہ رب العالمین

کتبہ عبیدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی سنتی قادری
عبید المصطفیٰ احمد رضا خان

رسالہ

انوار الانتباه فی حیل نداء یا رسول اللہ
ختم ہوا

رسالہ

اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (محبوبوں کے سزاوار کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا)

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۶۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بیٹھو! توجہ کرو! (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

الحمد لله البصير السميع والصلوة والسلام على البشير الشفيع
وعلى آله وصحبه كل مساء وسطيعة۔
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دیکھنے والا
سننے والا ہے، اور درود و سلام تازل ہو
بشارت دینے والے شفاعت کرنے والے پر
اور اس کے آل و اصحاب پر ہر شام کو اور ہر
صبح کو۔ (ت)

سُبْحَانَ اللَّهِ! ایسے سوال سُن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیانِ سنیت اور ایسے واضح

عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قریب قیامت کی ایک علامت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔
احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چُھپ سکیں۔ بیسیوں صحابہ، صد ہا تابعین،
ہزار ہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات
ان سے مالا مال۔ اہل سنت کا ہر نفس یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ ہفتا بی جہاں بھی اس عقیدے سے
آگاہ۔ خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف
و محمد و کرم۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”سبع وطاعة لاحادیث الشفاعة“ میں بہت کثرت سے ان
احادیث کی جمع و تخیص کی، (یہاں) بر نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت، اور ان سے
پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں:

الآیات

آیت اولیٰ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):
عَسٰی اَنْ یَّعْطٰکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔
حدیث شریف میں ہے حضور شفیح اللہ نبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، مقام محمود
کیا چیز ہے، فرمایا: ہُوَ الشَّفَاعَةُ وَہِ شَفَاعَتُہِ وہ شفاعت ہے۔
آیت ثانیہ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو
راضی ہو جائے گا۔

دہلی مسند الفردوس میں میرزا محمد بن مولیٰ علی کوم اللہ تعالیٰ وجہ سے راوی، جب یہ آیت اتری
حضور شفیح اللہ نبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
اِذَا لَا اِمرَئِی وَاَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ ف۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کہنے کا وعدہ فرماتا
ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دنیا میں۔
الناسرکے

سۃ القرآن الکریم ۷/۱۷

سۃ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۱۳۲/۶

سۃ القرآن الکریم ۵/۹۳

سۃ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۵/۹۳ المطبعة البیتہ المصریۃ مصر ۲۱۳/۳۱

اللہ صلی وسلم وبارک علیہ۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند
میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اشفعہ لامتی حتیٰ ینادیٰ ربی قد ارضیت یا محمد
فاقول ای رب قد رضیت۔
میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ
میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا، میں
عرض کروں گا، اے رب میرے! میں راضی ہوا۔

آیت شالشم: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

واستغفر لذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات
اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں
اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان
مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشو، اللہ شفاعت کا سچا کا نام ہے؛
آیت رابعہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جادوا
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول
لوحدوا واللہ تو اباد حیہایتہ
اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے پاس حاضر
ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں، اور رسول ان کی
بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنا
مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اس سے
درخواست شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔
آیت خامسہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

۴۴/۴	کتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۳	معجم الاوسط
۴۴۶/۴	مصحف البابی مصر	فصل فی الشفاعۃ	الترغیب والترہیب کتاب البعث
۳۶۱/۶	کتبۃ آیۃ الشان قسم ایران	تحت الآیۃ ۵/۹۳	الدر المنثور
		۱۹/۴	۱۹/۴
		۶۳/۴	۶۳/۴

وَادْأَقِيلْ لَهُمْ قَدْلُوا يَتَقَفَّرُ لَكُمْ
 رسول اللہ ﷺ تو وارد ہو سہم لے
 جب اہی منافقوں سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ
 تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔
 اس آیت میں منافقوں کا حال یہاں ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل چاہیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت
 سے بہرہ مند فرمائے گا۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے

منکر آج ان سے التجا نہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین
 اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے غنہ گاروں کی شفاعت
 والہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔
 فرمائے والے پروردگار ان کی آئی، اصحاب اور تمام

امت پر۔ (ت)

الاحادیث

شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصاتِ حشر میں وہ طویل دن ہو گا کہ کائنات
 نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک، اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور
 سروں سے کچھ بھی فاصلہ پر لا رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ
 بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہو گا، جہاز
 پھوڑیں تو بجے نکلیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے، گہرا گہرا کر دل حلق تک آجائیں گے
 لوگ اہی عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، آدم و نوح،
 علیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء
 فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس وقت نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، فغسی نفسی، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔
 یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین
 رحمة للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہا انہا

لہ القرآن الحکیم ۵/۶۳

لہ البدایہ والنہایہ ذکر شفاء اللہ ورسولہ الحکیم علی عبدہ وخیلہ ابراہیم
 صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۱

فرمائیں گے یعنی میں ہوئی شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔

پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا،

یا محمد ارفعہ عنک وقل تسعة و سئل
لعلہ واشفعہ تشفع
اسے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات
سنی جائیگی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہو گا اور شفاعت
کو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہر جگہ جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثناء کا نقل پڑ جائے گا
اور موافق و مخالفت سب پر کھل جائے گا۔ بارگاہ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور
الک عظیم جل جلالہ کی یہاں جو عظمت ہمارے مومنین کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں، والحمد للہ رب
العالمین (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) اسی لئے اللہ تعالیٰ
اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پیلے اور انبیاء و کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
پاس جائیں اور وہاں سے محروم ہو کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت
اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا مدوا ذہ کھول سکے والحمد للہ رب العالمین اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف و مشہور ہیں ذکر کی
حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک نہ کرنے والے اگر دو طرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو
میں ترجمہ منظر کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنادے۔ اور انہیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی
ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش گنہگاروں کیلئے

صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا قیدی کتب خانہ کراچی ۴۷/۱
کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار ۹۷/۲
کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدي ۱۰۴/۲
باب قول اللہ تعالیٰ وجہ یومئذ ما فرۃ الی ۱۰۸/۲
باب قول الہیوم القیمۃ مع الانبیاء و غیرہم ۱۱۸/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الی ۱۱۸/۱

والحمد للہ رب العالمین۔
اسے اللہ! وزود و سلام اور برکت نازل فرما
اے پروردگار اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب

جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

حدیث ۳: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

بار بار شفاعت فرمائیں مگر اہم و فہم اللہ تعالیٰ وہی کٹا فٹہ اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو نہایت بخشیں گے۔

میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اور بعین یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشتِ عوام تک کھنہی ہوں، جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، جس کا دل آتشِ غضب میں جل جائے بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریر کا وہ شریعت ہو جو بعض بد دینوں، خدا ناستروں، ناحق کوشریوں، باطل کیشوں نے معنی شفا میں کیں اور انکارِ شفاعت کے چہرہ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعتِ دل سے گھڑی۔ ان حدیثوں سے واضح ہو گا کہ ہمارے آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لئے متعین ہیں، انہی کی سرکارِ بیکس پناہ ہے، انہی کے در سے بے یاروں کا بناہ ہے، نہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا۔ یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ جس خدا و رسول نے کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ یہ کہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بدعت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے۔

یہ حدیثیں مژدہ جانفزادیں گی کہ حضور کی شفاعت اس کے لئے ہے جس سے اتفاقاً گناہ

پر شرک کے احکام،

اِنَّ اللّٰهَ وَاَتَا لِيْهِ سَاجِدُوْنَ ، و سِعْطُ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا اَمَّتْ مُنْقَلَبٌ مُّنْقَلَبُوْنَ ، و لا حَوْلَ و
لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

بے شک ہم اللہ تبارک کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی
طرف لوٹنا ہے، منقریب ظالم جان لیں گے کہ
کس کروٹ پر پھٹے ہیں، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق
کے بغیر تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
نیکی کرنے کی قوت۔ (ت)

حدیث ۲۴، صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضرت شفیع اللہ نہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اللّٰهُ تَعَالٰی سَنَہُ مَجْمَعِ تَمِیْنِ سَوَالِ مَطْلُفَاتِہٖ، مِیْنِ سَنَہِ دَوَّارِ تَوَدُّیَا مِیْنِ عَرْضِ کَرَمِی الدَّہْمِ اَغْضَیْ لَاصْتِی
الدَّہْمِ اَغْضَیْ لَاصْتِی اَلْہٰی! مِیْرِی اُمّتِ کِی مَغْفَرَتِ فَرَمَا، اَلْہٰی! مِیْرِی اُمّتِ کِی مَغْفَرَتِ فَرَمَا۔ وَاخْرَجْتَ
اَلثَّالِثَہٗ لِیَوْمِ یَرْغَبُ اِلَیْہِہِ الْخَلْقُ حَتّٰی اِبْرَہِیْمَؑ اَوْ مِیْرِی عَرْضِ اَسْوَ دِیْنِ کِی لَئِی اَشَارَ کُھِیْشِیْ
مَخْلُوْقِی اَلْہٰی مِیْرِی طَرَفِ نِیَا زَمَہٗ ہَرْگِی مِہَا نِیْکِ کِی اِبْرَہِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاَلْسَلَامُ۔

وصل وسلم و باریک علیہ و الحمد للہ اور درود و سلام و برکت نازل فرما ان پر اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں
سرب العلیین۔

کا پروردگار ہے۔ (ت)

اللّٰهُ تَعَالٰی سَنَہُ مَجْمَعِ تَمِیْنِ سَوَالِ مَطْلُفَاتِہٖ، مِیْنِ سَنَہِ دَوَّارِ تَوَدُّیَا مِیْنِ عَرْضِ کَرَمِی الدَّہْمِ اَغْضَیْ لَاصْتِی

مرتب العلیین۔

جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۱: امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خیرت بیت الشفاعة و بین ان یدخل

نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة

لانها اعم واکفی تردنها للمتقین

لا وکتھا للمذنبین الخطائین

المتلوثین بے

عطا کار ہیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ

والحمد للھ رب العالمین۔

حدیث ۲۲: ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی للہائیکین من امتی

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے

جنھیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، علی اللہ علیک۔

حدیث ۲۳: امام احمد بن حنبلؒ، ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی باقائدہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور

ترمذی، ابن ماجہ، ابن جان و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی بمعجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس

سے سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة

مسند احمد بن حنبل علی عبداللہ بن عمر

سے الکامل لابن عدی ترجمہ عمر بن الحرم

کنز العمال حدیث ۲۹۰۷۲

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

المکتب الاسلامی بیروت

دار الفکر بیروت

موسسة الرسالہ بیروت

اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر غزوہ بدر و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور
شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی یوم القیمة لاهل الکبائر من میری شفاعت میری اُمت میں ان کے لئے ہے جو
اقتتی لہ کبیرہ گناہ والے ہیں۔

صلی اللہ علیک وسلم، والحمد للہ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرماتے اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہازوں

کا پروردگار ہے (ت)

حدیث ۹۹۱ ابو بکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

شفاعتی لاهل الذنوب من اصحاب میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے ہے۔
ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، وان خافی وان سرق (اگرچہ زانی ہو، اگرچہ
چور ہو) فرمایا، وان خافی وان سرق علی منہم انقب ابی الدرداء (اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو
برخلاف خواہش ابو دردار کے)۔

حدیث ۱۰۱۱ و ۱۱۱: طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی رحمہما میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

- ۱۷ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۶
جامع الترمذی ابواب صلوۃ القیمة باب ماجاء فی الشفاعة امین کمپنی دہلی ۲/۶۶
المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لاهل الکبائر من امتی دار الفکر بیروت ۱/۶۹
السنن الکبریٰ کتاب الجنایات ۸/۱۴ و کتاب الشهادات ۱۰/۱۹۰ دار صادر بیروت
المعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۵۲ المکتبۃخیصیۃ بیروت ۱۱/۱۸۹
موارد النکاح الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶ المطبعة السلفیہ ص ۶۲۵
کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵ موسسة الرسالہ بیروت ۱۴/۳۹۸
سنة تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن البصری دار الکتاب العربی بیروت ۱/۲۱۶

ان اشفع يوم القيمة لاكثر مما علف ۹، یعنی رُوسے زمیں پر جتنے پیر، پتر، ڈیلے ہیں میں میت
وجہ الارض من شجر و حجر و مدار ۱۰ میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت
فرماؤں گا۔

حدیث ۱۱۲: بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، واللفظ
لہذین (اور لفظ حاکم و بیہقی کے ہیں۔ ت) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
شفاعتی لمن شہد ان لا الہ الا اللہ مخلصا میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو حقے دل سے
یصدق قلبہ لسانہ یتلہ کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دلی کرتا ہو۔

حدیث ۱۱۱: احمد، طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
انہا اوسم لہم وہی لمن مات ولا یشکک یا اللہ شیدائتہ انہا اوسم لہم وہی لمن مات ولا یشکک
شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وصعت ہے کہ وہ شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی
کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۱۴: طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اقی جہنم فاضوب بابہا فیفتح لہا آقی جہنم فاضوب بابہا فیفتح لہا
لہا خلہا فاحمد اللہ معہا ما لہا خلہا فاحمد اللہ معہا ما
حمدہ احد قبل شہدا ولا یحمد احد بعدہا بعدہا احد قبل شہدا ولا یحمد احد بعدہا

۳۴۶/۵	المکتب الاسلامی بیروت	۳۴۶/۵	سنہ مسند احمد بن حنبل عن بریدہ الاسلمی
۱۶۲/۶	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۵۳۵۶	البعث الاوسط
۳۹۹/۱۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۹۰۶۲	کنز العمال
۴۰/۱	دار الفکر بیروت	۴۰/۱	سنہ المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لمن شہد الخ
۴۱۵ و ۴۰۴/۴	المکتب الاسلامی بیروت	۴۱۵ و ۴۰۴/۴	سنہ مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری
۴۰۳/۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۹۰۴۹ و ۳۹۰۵۰	کنز العمال
۳۹۹ و ۳۶۸/۱۰	دار المکتب بیروت	۳۹۹ و ۳۶۸/۱۰	مجمع الزوائد کتاب البعث باب اجابہ فی الشفاعۃ

ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله، ملخصاً. **حدیث ۱۵۱**، حاکم باقائدہ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شریف المنذبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یوضع للانبیاء منابر من ذهب فی جلموت علیہا ویبقى منبر ی لا یخیش علیہ أو لا أقعد علیہ قائماً یبیت یدعی رباً مَخْشَاةً أَنْ تَبْعَثَ فِي الْآلِ الْخَنَازِ وَ یَبْقَى أَمْتٌ بَعْدِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَتَقْبَلُ أَمْتٌ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا مُحَمَّدٌ مَا تَرِيدُ أَنْ أَضْمَنَ بِأَمْتِكَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ عَجِّلْ حِسَابَهُمْ فَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ حَقِّي أُعْطِيَ حِسَابِي بِرَحْمَةٍ قَدْ بَعَثَ بِهِمُ الْإِسْلَامَ حَقِّي أَنْتَ مَا لَكَ خَاخَاءُ مِنَ النَّارِ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ مَا تَرَكْتَ لَغَضَبِ رَبِّكَ فَبِأَمْتِكَ مِنْ نَفْسَةٍ يَه

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائیں گے، وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سرود قد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ میں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے، پھر عرض کروں گا اے رب میرے امیری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے! ان کا حساب جلد فرما دے۔ پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک! ارونہ دوزخ عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

اللهم صل و بارک علیہ و الحمد لله رب العالمین۔

اے اللہ! درود و برکت نازل فرما ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

لے الجمع الاوسط حدیث ۳۸۵۷ مکتبہ المعارف ریاض
لے المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب الانبیاء منابر من ذهب دار الفکر بیروت ۶۶/۶۵
الجمع الاوسط حدیث ۲۹۵۸ مکتبہ المعارف ریاض ۳/۴۶۶
الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعۃ مصطفیٰ البانی مصر ۴/۴۶۶

حدیث ۲۱ تا ۲۱۹، بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابونعیم حضرت عبد اللہ بن عباس اور احمد بسند حسن و بزار بسند حسن و دارمی و ابن ابی شیبہ و ابوالعلی و ابونعیم و بیہقی حضرت ابو ذر اور طبرانی نعم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری، اور کثیر میں حضرت سائب ابن یزید، اور احمد با سند حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی،

واللفظ لجابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما لم يعط احدٌ قبلي اطلب قوله صلى الله تعالى عليه وسلم واعطيت الشفاعة ان چھوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیع اللہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شفیع مقرر کر دیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملے۔

حدیث ۲۲ و ۲۳: ابن عباس و ابوسعید و ابو موسیٰ سے انھیں حدیثوں میں وہ معنون بھی ہے جو احمد و بخاری و مسلم نے اس حدیث میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے روایت کیا کہ حضور شفیع اللہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۴۸/۱	کتب بخاری کتاب التیم و قولہ تعالیٰ غلم تجدوا ما	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۱/۱	کتاب الصدقة باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجداً	کتب بخاری
۱۹۹/۱	صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع المصلیٰ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۴/۱	سنن النسائی کتاب الفضل و التیم باب التیم بالصعید	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۲۰۱/۱	مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ	المکتب الاسلامی بیروت
۴۴/۱۱	المعجم الکبیر	حدیث ۱۱۰۸۵ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۱۹۲/۵	مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر	المکتب الاسلامی بیروت
۲۳۳/۴	الترغیب والترہیب بحوالہ البزار فصل فی الشفاعة	مطبعة البابي مصر
۲۱۲/۸	المعجم الاوسط	حدیث ۴۴۵ مکتبۃ المعارف ریاض
۱۵۵/۴	المعجم الکبیر عن سائب بن یزید حدیث ۶۶۴۲	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۴۰۴/۴	مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ	المکتب الاسلامی بیروت

ان لکل نبی دعوة قد دعا بها فی امتہ
 واستجیب لہ بهذا اللفظ لانس ولفظ
 اٰیہ سعیدیس ص ۱۰۱ نبی الا
 وقد اُعطی دعوة فتعجلہا (ولفظ
 ابن عباس) لم یبق نبی الا
 اُعطی سورة رجعتا الی لفظ انس
 والفاظ ابا قیس کمثلہ معنی
 قال ولفظ اختیبات دعوتہ
 شفاعۃ لا متع یوم القیامۃ
 (نہاد موصوف) جعلتہا لمن مات
 من امتہ لا یشرک باحد شیئاً
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بجا رکھا
 ہے۔ ابو موسیٰ نے اضافہ کیا کہ میں ہر اس امتی کے لئے شفاعت کروں گا جو اس حال پر مرا کہ اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انہیں
 خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہے مانگ لو بیشک دیا جائے گا۔ تمام انبیاء آدم
 جینے تک (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لئے اشارہ رکھی

۹۴۱/۱	صحیح بخاری	کتاب الدعوات باب لئن اللہ تعالیٰ اذعونی رجبتہم قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۱۳/۱	صحیح مسلم	کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ
۲۰۸/۴	مسند احمد بن حنبل	عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت
۲۰/۳	مسند احمد بن حنبل	عن ابی سعید الخدری
۴۳۳/۲	سنن الکبریٰ	کتاب الصلوٰۃ باب ایئاد رکعت الصلوٰۃ فصل فی دار صادر بیروت
۱۱۳/۱	صحیح مسلم	کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۰۸/۴	مسند احمد بن حنبل	عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت
۳۱۶/۴	مسند احمد بن حنبل	عن ابی موسیٰ الأشعری

وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لئے قیامت کے دن، میں نے اسے اپنی ساری امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔

اللہم ارحمنا بقا جہاد عندك اجمع ! اسے اللہ ! ہمیں انکی اس جہاد کے مدد سے دے

فرما جو ان کو تیری بارگاہ میں حاصل ہے (ت)

اللہ اکبر ! اسے گندگارِ امت کیلئے اقامت نے اپنے مالک، رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمال رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہِ الہی عزوجل سے ہمیں سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگو و عطا ہوگا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لئے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادے، وہ سوال دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھار کا وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان کوئی خوف و حیرت آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام کرنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ حق فرمایا حضرت حق عزوجل نے،

عنبر علیہ ما حنتم حریص علیکم ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بالمشیت سرفراز رحیم ہے

بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (ت)

واللہ العظیم ! قسم اس کی جس نے انہیں آپ پر مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیار سے اکلوتے بیٹے پر زہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انہی ! تو ہمارا جھوٹ و ضعف اور ان کے حقوق عظیم کی عظمت جانتا ہے۔ اسے قادر ! اسے واجب ! ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو دانی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مگانی۔

اللہم صل و سلم و بارک علیہ و علی آلہ و صحبہ قدر سافستہ و رحمتہ بامتہ و قدر افضک و رحمتک یہ آمین آمین اللہ الحق آمین !

سبحن اللہ ! اُنہوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاد نہ رکھا کہ کوئی فضیلت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی ہی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر گرج کر آتا ہے، افضالِ محبت کا درعت نام، اجلال و ادب

پر شرک کے احکام،

اِنَّ اللّٰهَ وَاَتَاٰنِيْهِ سَاجِدُوْنَ ، و سِيْعِلْمُ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا اِنَّهٗ مُتَقَلِبٌ يَّنْقَلِبُوْنَ ، و لَاحَوْلَ و
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی
طرف لوٹنا ہے، عنقریب ظالم جان لیں گے کہ
کس کروٹ پر پھٹے ہیں، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق
کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
نیکی کرنے کی قوت۔ (ت)

حدیث ۱۲، صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اللّٰهُ تَعَالٰی نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے وہ بار تو دنیا میں عرض کر لی اللھم اغفر لبقی
اللھم اغفر لامتی الھی! میری امت کی مغفرت فرما، الھی! میری امت کی مغفرت فرما۔ و اختبرت
الثالثة لیوم یرغب الی فیہ المخلوق حتی ابراهیمؑ اور میری عرض اس دن کے لئے اٹھارہ تھیں
مخلوق الھی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
وصل وسلم و ھارک علیہ و الحمد للہ اور درود و سلام و برکت نازل فرما ان پر۔ اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں
سرب العلیین۔

کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۱۵، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے شبِ اسری اپنے رب سے عرض کی، اُو نے انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضل بخشے۔
رب عز مجد نے فرمایا، اَعْطِیْتُکَ خَیْرًا مَّعْت۔ ذَلٰلِکَ (الف قولہ) خیبات شفا عتلت و
لسم الخباہ لنسبہ غیولت میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لئے شفاعت
پھیلا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

حدیث ۲۶، ابن ابی شیبہ و ترمذی باحادیث تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و ماکن بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لے سند احمد بن حنبل عن ابی بن کعب المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۵/۵

صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب فی ان القرآن انزل علی سبعة اعراف قیدی کتب خانہ کراچی ۲۴۳/۱
لے الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ اباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشریکة العسافیة ۱۳۴/۱

اذا كان يوم القيمة كنت امام النبيين
وخطيبهم وصاحب شفاعتهم
غير فخرية

قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب
اور ان کا شفاعت والا ہوں اور یہ کچھ فخر کی راہ سے
نہیں فرماتا۔

حدیث ۲۷ تا ۴۰، ابن مسیح، حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی
حضرت شفیع المذنبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی يوم القيمة حق فمن لم يؤمن بها
لم يكن من اهلها

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر
ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

مگر مسکین اس حدیث مترادف کو دیکھ کر اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم پر ایمان لے۔

اللهم انك تعلم حديث فامنا بشفاعة
حبیبك محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فاجعلنا من
اهلها في الدنيا والاخرة
يا اهل التقوى و اهل المغفرة
واجعل اشرف صلواتك وانمی بركاتك
واذكی تیاتك علی هذا العجیب المجتبی
والشفیم المرتبی وعلی الہ وصحبہ دائما
ابد امین یا ارحم الراحمین، والحمد
للہ رب العالمین۔

اے اللہ! تو جانتا ہے، بیشک تو نے ہدایت
عطا فرمائی ہے، تو ہم تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان لائے ہیں۔
اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں تیری شفاعت
بنادے۔ اے تقویٰ و مغفرت والے! اپنا
افضل درود، اکثر برکات اور پاکیزہ نعمتیں
اس منتخب محبوب پر جس کی شفاعت کی امید
کی جاتی ہے اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ
پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اے بہترین رحم فرما نرالی!
ہماری دعا کو قبول فرما۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

۱/۲۰۱ ابن کثیر دہلی باب منہ
سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۰
المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب اذا کان يوم القيمة الخ دار الفکر بیروت ۱/۷۱
۱۳/۳۹۹ کنز العمال بحوالہ ابن مسیح عن زید بن ارقم الخ حدیث ۵۹-۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت

مسئلہ ۱۶۶ مستول مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات
شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں؟

الجواب

ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۶۷ ازاد سے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ مستول مولانا مولوی سید احمد صاحب
مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوة العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا صاحب دام فیضہم۔ بعد سلام مسنون نیاز مشغول
معروض خدمت بندگان والا ہوں۔ آپ کا مکرم نام جس روز پہنچا اسی روز مولوی کلیر حسن صاحب
بھی پہنچے اور بکیریت میں، کار و درس و تدریس انجام دے رہے ہیں۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے
مشکور فرمایا۔ کار خدمت سے یاد فرمائیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبد الرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی
سادات عظام و فقراء ذوی الاحترام کے پیچھے بلاوجہ پڑ رہے ہیں، طرح طرح کے الزام ان کے ذریعہ لگا کر
تکفیر کے فتوے منگوائے ہیں۔ اسی طرح سے فقراء سے غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگان دین کا
دل دکھاتے ہیں و جو خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور
فقراء کی عقارت کرنے میں اب پہنچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بنجا جائے، اور بلاوجہ
سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جبراً عقارت کے واسطے اکھڑنا شرعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ
حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خراجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ اور
اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ
کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں۔ سو اب بطور فتویٰ ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب
اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسر شان سادات و فقراء
کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر بُرا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے
کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں۔ زیادہ
حدادوب۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

الجواب

بگرا می ملاحظہ مکرم ذی الجہد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی دام مجدہم۔

بعد اداستہ پر سنت طمس، نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون یاد آوری فرمایا۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نے صرف ایک شخص کی نسبت مجھ سے دوبار فتویٰ لیا، ایک اس بارہ میں کہ اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا، اس کے بارے میں میں نے "جزاء اللہ عددہ" لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں مانتا اس پر میرا فتویٰ نذیر المؤمنین میں چھاپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتویٰ کسی کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی تعریف میں بہت غلو و افراط کیا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتویٰ نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصل یاد نہیں کہ کسی امر کا کوئی فتویٰ کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کے کوئی سوال انہوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہو تو معلوم نہیں، مگر کفر کا فتویٰ صرف انہیں ہاتھ پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۱۳ برس ہوئے۔ اور اشعار و افراطی بھی غالباً وہیں طبع ہو گیا ہے۔

یہ فقیر ذلیل کچھ قصائے حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاک ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر ہر مذہب بھی ہو جائے تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے، ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی، پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنا اور اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہتے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ اور خواہی تو اسی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو بڑا کہنا ملعون کرنا ہرگز بھارت نہیں، الناس اصنا علی انسابہم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں)، ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اُسے سید کہیں گے اور مناسب ہو گا کہ نادانوں کو اس کے قریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا انہوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا

کیا مسند ہے تمہارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارتِ اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت
ہوا، اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کی، میں بھی حضور کا امتی ہوں۔ فرمایا، کیا مسند ہے تیرے امتی ہونے
کی۔ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا، اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کر دوں گا۔
امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتویٰ تصور فرمائیں۔
فقیر احمد رضا غفرلہ از بریلی ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

مسئلہ

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الودود الرحیم

انا بعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب
ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظّمی مفتی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ام مجتہد
بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح راستے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک سالہ
آئیہ صفحہ کا مطبع عمیدی پریس واقع احمد آباد بازار کالو پور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشترک
مولوی شیر محمد بن شاہ محمد کن احمد آباد محلہ مرزا پور متصل قصابان گاؤں ہیں۔ اور اس میں رسالہ کی
اشاعت کی تاریخ یہ بھی ہے مورخہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ روز دو شنبہ اور اس رسالہ کے
صفحہ ۵ سے صفحہ ۱ تک ایک فتویٰ ہے اور وہ فتویٰ تاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ یوم الاربعاء ۱۳۳۳ھ
کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب! دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتویٰ آپ کی خدمت
میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ یہاں بعض حضرات یہ
فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتویٰ نہیں لکھا، یہ فتویٰ مولانا صاحب کی طرف
منسوب کر دیا ہے، مولانا اس فتویٰ کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے
یا غلط ہے؟ اور یہ فتویٰ آپ نے چھ سال پہلے لکھا ہے یا نہیں؟ اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا
فتویٰ بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے، اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں؟ آپ ہم کو
سمجھا دیجئے رب العالمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔
رفیقہ آپ کا خادم مہربان زخاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاریہ متصل مسجد

وادی بنی مورخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ چار شنبہ۔

الجواب

فقیر غفرلہ المولٰی القدر جیب جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے احباب احمد آباد لاسے پر پھیر ہوئے۔ یہاں میرے معلم دوست حاجی سنت حاجی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم و معزز شاگردوں مولوی عبدالرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میں نزاع محقق دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لاسے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبدالرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتیٰ کہ فہرست تکفیر پہنچاتی تھی، فقیر نے انہیں بھجایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنبہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر کج سے واپس آیا اس وقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے، مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبدالرحیم صاحب کی تکفیر عناد ان کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی جگہ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انہوں نے بعد تفہیم فقیر جو ان کی تواری پر کوئی حکم سخت نہیں، ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق لکھ لے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں فریقین فیصلہ فقیر پر راضی ہوئے اور بکھار اللہ تعالیٰ باہم صلح کرادی گئی، میں نے اس وقت تک کوئی امر فریقین سے صلح شکنی نہ پایا بلکہ قریب زمانہ میں جبکہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبدالرحیم صاحب کا باطل دے معنی غلط پھراٹھایا اور پرانا سہل اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص ذریعہ الدین کے نام سے چھاپا، اور مولوی عبدالرحیم صاحب کو دفع فتنہ کے لئے یہاں کے فتویٰ کی ضرورت ہوئی اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انہوں نے ہفتم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بھیجا، اس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں احمد آباد میں آپ کے قدم مبارک کراچی سے روانہ فرور ہوئے تھے اور آپ نے صلح بند سے کہ اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کرائی تھی، جب سے اب تک بکھار اللہ تعالیٰ صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتہی بلفظ "اُس کے بعد میرا یہی فتویٰ جواب شیر محمد صاحب نے چھپایا مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب کے متعلق تھیں شرعی سے قلم پھیر دیا کہ اب اُن کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب

کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں، یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب و جہی مولوی میں ہے پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھاپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے، اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہہ تک غیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر خود کریں۔ جب یہ شرط نہیں تو ہرگز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرورت چھاپنے والے کو نفع اور نہ انھوں نے مشروط محقق ہوتی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالکل یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استناد کے شاگرد ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا، ورنہ جس طرف سے نقص عمدہ واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہو گا کا شفا من کان (جو کوئی بھی ہو۔ ت) فریقین اس آئے کریم کو پیش نظر رکھیں،

وفل لعبادی یقولوا الحق ہی احسن نامت
الشیطن ینزغ بینہم ان الشیطن کامت
للافسان عد و امیننا ۛ واللہ تعالیٰ اعلم

اور میرے بندوں سے فراد وہ بات کہیں جو
سب سے اچھی ہو، بیشک شیطان ان کے درمیان
فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان آدمی کا کھلا
دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۶۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ خیر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور جو بیان کرتا ہے اپنے نور مبارک سے مراد نور قدرت اس کی کاسہ اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ شم و قمر فکانتی فکان قاب قوسین اودائی (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا اور اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا خالصہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ت) سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کاسہ کہ معراج شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔

اور کج بیاں کرتا ہے کہ یہ قریب ہونا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس مقام پر مراد جبرئیل علیہ السلام سے ہے نہ خدا کے تعالیٰ سے۔ یقیناً توجہ دوا (بیان فرمائیے اجر دے گاؤں)

الجواب

عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قرأت کی تصحیح فرض ہے جس سے روز قیامت ان پر مطالبہ و مواخذہ ہوگا۔ اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کج بیاں جمانا اور کچھ بیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھانک ہے۔ والیعا ذہانتہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

منہ ۱۹۹۱ء از لاہور انجمن نعمانیہ مدرسہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن
۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ

جناب محمد دم معظم من حضرت مولانا صاحب اداہم اللہ فیہم۔ بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گزارش۔ والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ ملے کہ غریب خانہ پر تشریف لائے باوجودیکہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی، اور وہ بھی تشریف لائے، عرضہ ہذا لکھنے کے وقت پر وہ صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔ جناب نے جس روشن ضمیری اور ادا دہ باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر محنت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ بنو جس طرح رقم فرمایا ہے اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلس حاضر وقت تا حال حالت وجد میں ہیں اور بار بار اللہم بارک فیہم و اقبلہم و امجدہم و ایمانہم و علو شانہم فی الدارین (اے اللہ! ان کی عمر، بخت، بزرگی، بلند شان اور ایمان میں دونوں جہانوں میں برکت عطا فرما۔ ت) کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا، کیونکہ دونوں حضرات اس کو حیرت جہاں بنا سکتے ہوئے ہیں اور دونوں تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں، اب آنجناب براہ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں،

(۱) کیا اس مسئلہ میں غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوتی وہ بہت کھل اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، برائیوں اور پسلی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یافتہوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتقاد کرنا چاہئے۔ یہ سوال ان بیچارے جتنی مسلمانوں کی طرف سے ہے

عہ یعنی فتویٰ مستحق بہ الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللہی کہ کتاب النکاح میں ہے۔
یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۱۱ صفحہ ۴۸ پر ہے۔

علاء الدین

جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں دیکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے۔

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم انجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لئے باوجود متواتر تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کیا جائے حالانکہ انجمن ان کاموں کو کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتویٰ کے وقت "میدان المصطفیٰ علی ادیان الافتراء"، "فقد البیان لمحرمۃ ابنۃ اخي اللبان" اور "کاسر السقیہ الواسع" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لازمہ ہوں کہ پنجاب میں بالخصوص اور پٹنہ جیوں کے بالعموم حملوں کی مداخلت کی کیا تدابیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنیفہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنیفہ انجناب کی طرف سے نہ بھیجا، اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے انجناب کی خدمت میں بھیجا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہ کی اصل وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنیفہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کئے ہیں، ارسال خدمت ہیں وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں، دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں، ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لازمہ ہوں یا پٹنہ جیوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو انجناب کوئی کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصتہً اٹھانے کے لئے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لئے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی، اور کب تک وہ ہم پہنچ سکتے ہیں؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے احباب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کوئی وجوہات پر مبنی ہے، اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

الجواب

(۱) نظر بحال زمانہ توبہ غلطی نہایت دقیق و عین بات میں خطا رہی انکفر کے قبیل سے ہوتی چاہئے کہ مولوی احمدی صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ انکلی فی انکلی محمد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی، پھر ایک مدعی انا ولا غیر مولوی بردوانی صاحب نے کھائی اور ایک طویل تحریر بزم خود اس کے اثبات میں لکھی پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آٹے آئی۔ مگر نظر واقع وہ بہت کھل فاحش جس میں ہمارے شہنی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائف جلیہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جبکہ اس جناب سے سوال ہوا، آیت فی العارف (کیا عارف زنا کر سکتا ہے؟ - ت) دیر تک سر بگرباں رہے، پھر سر اٹھا کر فرمایا، وکان امیر اللہ قدراً مقدوراً (اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آید طیب البشر اذا جاء النور ورمى البصر واذا جاء القضاء ضاق الفضاء (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے) فسأل الله العفو والعافية، انا لله وانا اليه راجعون، لا عاصوا اليوم الا من رحم رباني (ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور سلامتی طلب کرتے ہیں۔ بلکہ شک ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور اسی کی طرف ٹوٹنے والے ہیں، آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ت) لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر بلند دی اور عظمت والے معبود کی توفیق سے۔ ت) ————— مولانا اس فتویٰ باطلہ کا ابقار ہرگز ٹھیک نہیں

38

38

باطل کا اعدام و افنا چاہئے نہ کہ تحفظ و البقاء۔ بد مذہبوں گراہوں سے جو ابا طیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اُٹھے۔ ان کی ضلالت میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

اتوبیون عن ذکر الفاجر مقلی يعرفه
التاسم اذکروا للفاجر بما فیہ یحذرہ
التاسم لے

اور اہلسنت سے بتقدیر الہی جو ایسی لغزش فاحشہ واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بد اعتقاد ہوں گے۔ تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہو گا۔ اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے۔ اور اشاعت فاحشہ بنص قرآن عظیم حرام، قال اللہ تعالیٰ،
ان یغیروا یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی
الذین اہنوا الہم عذاب الیم فی الدنیا
والآخرۃ لے

و ردناک عذاب ہے۔
خصوصاً جبکہ وہ بدگمان خدا حق کی طرف بے کسی غرور مافی کے رجوع فرما چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیرا غایہ بذنب لم یستحق
یعملہ لے
قال ابن المنیم وغیرہ المراد ذنب تاب
عنه، قلت وقد جاء کذا مقید فی
الروایۃ کما فی الشرعۃ ثم فی الحدیقة للندیۃ۔

لے زاد الاصول الاصل فی ذکر الفاجر بما فیہ یحذرہ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

لے القرآن الکریم ۱۹/۲

لے جامع الترمذی ابواب صفة القیمة باب منه امین کمپنی دہلی ۴۳/۲

لے شرح شریعت الاسلام فصل فی سنن الکلام و آداب مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۲۲

ولہذا بتائیں کہ اگر کسی کے عہد و مشاہیر علمائے اہلسنت و جماعت میں امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلادغدرہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فریاضت جو اہل سنت اور بھی کے مخالفین میں بابہ الاختیار ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک و فاتحہ و عرس و استیلہ و نذر و امثالہ باقی رہیں فریاضت فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات، خواہ بوجہ خلاف فی الفکر یا بسبب مجتہد و تقلید تہذیب یا بوجہ کی ممارست و مزاولت فقہ۔ ان میں فقہیہ کیا عرض کرے۔

مراسم زیست اند دل اگر گویم زباں سوزد و گرم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
(میرے دل میں جلن ہے اگر کہتا ہوں تو زبان جلتی ہے اور اگر چپد ہوں تو ڈر ہے کہ
ہڈیوں کا مغز جل جائے گا۔ ت)

آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بوندہ تھاتھے جن پر اصول و فروع
عقائد و فقہ سب میں اعتماد کل کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم الحقیقین سیدنا ابوالقداس سرور
الماہر عاشق قدس نے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اسی لئے کہ الحق والحق اقول
الصدق واللہ یحب الصدق (یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالیٰ صدق کو
محبوب رکھتا ہے۔ ت) میں نے اس طیب صلاق کا برسوں مطلب پایا اور وہ دیکھا کہ بزرگوار میں جس کا
نظیر نظر نہ آیا اس جناب قدس سرہ البینہ کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا علم حاصل تھا اگرچہ کبھی
اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و محض مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا
پتہ نہیں، خادم مکینہ کو مراجعت کتب و استخراج جوئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہر حکم یوں چاہیے"
بلکہ فرماتے وہی نکلتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ سے واضح کر دیا کہ دیگر کتب
میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ حکم کی حالت تو آپ صلاحتی فرماتے ہیں، عرب کا حال
یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چین و زلہ رہا، جو کہ مسئلہ میں اس بار حاضر ہوا، وہاں کے
اعلم العلماء و افتہ الفقہاء سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انہوں نے طحظ فرمایا کہ یہ
فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے اپنے زمانہ کے مجدد افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے
اختلاف پڑایا اشتباہ رہا، اسی ہیچ میر نے پریشانی فرمانا شروع کئے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر
نے ان کی موافقت عرض کی آثارِ بشاشت ان کے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض
کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دلیل سے پہلے آثارِ حزنیہ نمایاں ہوئے، اول

خیال فرما لیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طیب حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔
(۲) دوم والا حضرت تاج الغول محب رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریعت۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی، ان کی سی وسعت نظر و قوت حفظ و تحقیق انبی اللہ کے بعد کسی میں نظر نہ آتی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتویٰ پر عمل ہو۔
فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہلسنت کی تفصیص کی اور جناب نے فیض یا فتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لئے عرض عرض ہے۔ میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا اس تقریر فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ مشکل اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ عاشر فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبہ علم قائم نہ کیا۔ اور مجھہ تعالیٰ بظاہر اسباب بھی ایک وجہ ہے کہ رحمت الہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں، اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علم حق کا افاضہ فرماتے ہیں، اور انھیں کے رب کریم کے لئے حمد ہے۔ اور اُن پر ابدی صلوة و سلام۔
(۳) مدرس کے لئے ذی علم، ذی فہم، مستحق صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔ صحبت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لئے جاتیں اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کاربندی نہ فرمائیں المستشار مومن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تعانیف سے صرف کچھ اور سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاذ خدہ تقسیم ہوا کہیں جس کے سبب جو رسالہ چھاپا جلد ختم ہو گیا، بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن تعانیف میں غالباً رمضان مبارک ۱۳۲۰ء میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کئے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفتر انجمن میں ہو، اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذر انجمن بلا معاذ خدہ ہوں گے۔ دو برس سے عنان مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو غصوخ کر دیا، پھر بھی انجمن تعانیف کے لئے

ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہل سنت کی ایک قوت اجتماع کی ضرورت ہے، مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے،

(۱) علم کا اتفاق۔

(۲) تحمل شاق قدر بالطاق۔

(۳) اصرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔

یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون، ہمارے اقلیاء نام چاہتے ہیں، معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑا دیں، غر انوں کے منہ کھول دیں، یونیورسٹی کے لئے کتنی جلد تینیس لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار (سے زیادہ) گزشتہ مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا، اول تو تائید دین و مذہب جن کا نام لئے گھبرائیں گے، میاں ایہ ان مولویوں کے جڑے ہیں، اور شرما شرمی خفیف و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو،

لا یؤدہ الا مسادمت علیہ قاشما۔ وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جیت تک سسر پر سوار ہو۔ (ت)

بلکہ تعاضا کیجئے تو بگڑیں، اور ڈھیل دیجئے تو سوریں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ بالی معلوم نہیں جس سے دو ہیہ خذل لہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے۔ ت) بندگانِ حسد کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ ایٹھتے ہیں، اس کے لئے ربا و نفاق و کفر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر کئے کام کیوں کر چلے۔ ابھی ایک نمبری و بڑی ایک بااثر مصوفی کے یہاں چندہ لینے گیا انھوں نے فرمایا شستا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو۔ کہا حاشائیں تو اسی ذکر کا کتا ہوں۔ کتابن کر پانچ سو لے آیا۔ علما کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندہ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مہابنت ان کے دلوں میں پھری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تاجر بہ ہوا۔ جہازاتِ ندوہ سن کر ضلالتِ ضلالت کی رست لگا دیں۔ اور جب کئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھو او نہیں، ہمارے قلال دوست بڑا مانیں گے،

ہمارے فلاں استاد کو بڑا لگے گا، بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں مردے کو ٹوسل کون کھائے،
بد مذہب شخص ہو جائیں گے، دانتوں پر دیکھ لیں گے۔ گالیوں، پھبتیوں اخباروں، اشتہاروں میں چھپیں گے۔
طرح طرح کے بہتان، افراء اُچھالیں گے۔ اچھی کچی جان کو کون خیال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کہہ کہ حایب
مذہب کی تو صلح کھل کر ہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر ملاؤ، قورے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم
آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاقِ علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتر ہے سچے اس کے
مناہٹ ہو گئے۔ اس کی تو بہن تشبیہ میں مگر اہوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور
ہیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل،
قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ ماشاء اللہ نہیں مگر فلاں کٹر حکم الکل (اکثر کا حکم
وہی ہوتا ہے جو ٹکل کا ہوتا ہے۔ ت) الحمد للہ یہاں تک علمِ علوم کلام سے ضرور خارج ہے و لوجه سببی
الحمد ابد (میرے پروردگار کی ذات کے لئے ہمیشہ حمد ہے۔ ت) فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر
میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال و منال
میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حسد کی حقارت پر، اور اگر دینی شرف و افضال
میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فرض جانا، پھر حسد کیا اپنے معظّم بابرکت پر، اپنے میں
جسے حمایتِ دین پر دیکھا اُس کے فخر و فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تھوڑا تھوڑا فقر یا ساقی
رہا۔ اس کے لئے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کئے جس پر میری کتاب "العبد المستند" وغیرہ شاہد
ہیں۔ حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے دجو کریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی
اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ نشینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے
دوروں سے دور رہنا انھیں دُور جو رہتا، اول حُبِ غول۔ دوم سے

زمانہ می نخر و عیب و غیر از نیم نیست کجا برم غیر خود را بایں کساد متاع

(زمانہ عیب دار کو خریدنا نہیں اور میرے پاس اس کے علاوہ نہیں ہے۔ اس

کھوٹے سامان کے ساتھ اپنے گھر کو کہاں لے کر جاؤں۔ ت)

اور اب تو سالہا سال سے شدتِ ہجوم کا رونا و اندام کلی فرصت و غلبہ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی

بٹھا دیا ہے، جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر عمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالحد اہل سنت سے امور ثلاثہ مفقود ہیں، پھر فرمائیں صورت کیا جو۔

دفعہ گرامان میں جو کچھ اس حقیر شیخ میرزا سے بن پڑتا ہے بھرا اللہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کو حمد کہ اسی نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں کے ہزاروں و ہجہ زائد اسی سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر وقت ہے جس کا حال اور گزارش ہوا۔ بڑی کی امرا کہ بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا۔ کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ اہل نہیں۔ جو تابع اہل نہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپ و اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دوائے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر پیٹنا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
ثانی طلبہ کو مطالعہ طبع کے خواہی خواہی گردیدہ ہوں۔
ثالث مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول و فلیضہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ای میں کچھ مدرسے بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔
خامساً ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر و خط و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں۔

مولانا! اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں سکتا۔ دُود سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون

ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہ سادہ حمایت (مذہب) و ردِ بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے کے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سادہ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔

شہر و شہروں کے سفیر نگاران رہیں، جہاں جس قسم کے داعی یا مناظریہ تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکاری اعداد کے لئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ تاسعاً جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البالی بنائے جائیں، اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشراً آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں یقینیت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

میرے خیال میں قریرہ تدبیر ہیں، آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! روپر ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے طالع سے ذہر اگلے پگھلتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیکھئے اب آپ کی سی کہے گا یا کم از کم یہ فقرہ درختہ نہ تو ہوگا۔ دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ،

”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا۔“

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے، عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد تنفیہ کے یہاں بنظر استصواب آیا تھا بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے، یہ اکثر انھیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں، مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس عمل کا اصل یہ ہے کہ فقیر بے حد عظیم الفرصت ہے، خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفتر سے دیگر

اطلا کنند) کی مصداق ہوتیں، اس کے لئے وقت نہ ملتا تھا۔ ایک ضرورتِ شدیدہ سے پہلی بھیبت جانا ہوا، حضرت مولانا محدث سوری دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا، فقیر نے عسکر ضی کی وقتِ فرصت میں ٹوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا، جاہلی تبدیلات و نقص و زیادات و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت مدوح تحریر فرماتے گئے۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا پھر صبح بعد فراغ و طالع، جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بغیر لچلتی تمام تمام کیا۔ مولوی ابو العلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے، ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجنا۔ اور اتفاقاً رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر برائی آکر مولوی صاحب کو کثرتِ کار میں یا نہ رہا۔ ٹوں وہ اصلاحات فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب آؤ گلا اس مسودہ ثانیہ میں بعض تو غلطی کاتب میں انجمن فقیر نے بنا دیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری غلطیاں ہیں۔

تاییداً بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں، خواہ عبارتِ سابقہ پر یا اب جو مسودہ ثانیہ میں خود انجمن نے محو و اثبات کیا اس پر۔

ثالثاً اصلاحاتِ سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودہ ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں خصوصاً ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ بحال عمر الاقل رعایت و مددِ جنت کا سخت پہلو نکلتا ہے، ہاں سہواً ترکہ ہوا تو رفع عن امتی الخطا و النسیان (میری امت سے خطا و نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ ت) ارشادِ والا ہے۔

سابعاً ان سب کے بعد بھی حکم الاستشارة مؤتمن (جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ ت) مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالی ہاں گوش گزار کروں۔

(انکلا صفحہ ملاحظہ ہو)

۳۸۲/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۳۹۱	لے کشف الخفاء
۳۴۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی المشورۃ	لے سنن ابی داؤد کتاب الادب
۱۰۵/۲	ایم کی پی دہلی	باب ما جاز ان الاستشارة مؤتمن	جامع الترمذی ابواب الادب

ترمیمات جدیداً یا ترمیمات جدیدہ مع بیان تہجہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی	کوئی لطف یا اصلاح	قد جزئی استرازی نہ بھی جائے کہ وجوب کلی متوہم ہو حالانکہ لا یجب علی اللہ شیء (اللہ پر کچھ واجب نہیں ہے) کئی ترجمہ چند کا ہے۔
۴	۴	کئی	بہت	
۶	۵	ختم نبوت	ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولویت فی الشفاۃ و فی دخول الجنتہ و اصالۃ فی کل فضل و ساطۃ فی کل امر و غیرہ صفات کثیرۃ نامکنت الا شراً اک۔	اعلا کے شان اقدس و تفریح خاطر مومنین و دغم الف عدو۔
۶	۲۲	علم الہی غیر قناہی	علم الہی غیر قناہی بالفعل	بیان تمایز
۷	۷	آپ کا علم قناہی	حضور کا علم قناہی بالفعل و غیر قناہی بالحقۃ	عوام قناہی کو معنی غشی و منقطع زنجیر لیں
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ	زندہ بحیات حقیقہ دنیاوی جسمانیہ ہیں	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص کو حاصل۔
۸	۱۱ و ۱۲	تمام زمین کی مخلوقات عاجز ہے	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ جن و انس سے ہوتی مگر ہر سبب کو شامل ہے۔
۹	۲۱	حضرت محمدی علیہ السلام	حضرت امام محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صلوٰۃ و سلام بالاستقلال مخصوص بانبیاء و ملائکہ ہے
۱۱	۱۱ و ۱۲	مختلفہ اقوال امام ہیں	مختلفہ اقوال امام میں کثرت امام توحیح کے لئے	عقیدہ میں فی الفتویٰ سے امتیاز

حجۃ (ج) علامت جدیدہ کریم کی ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

۱۱	۱۴	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا بعض کا کام صرف ان کا کام صرف بعض کو بعض کو ترجیح دینا بعض کا کام مستقر امام پر ترجیح دینا اور اصول امام کے موافق تازہ۔	حصہ کی تصحیح اور مجتہدین فی الفتویٰ و مجتہدین فی المسائل سے امتیاز۔
۱۱	۱۵	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا	ان کے بعد رحمت کا اور یہ رحمت جدید ہے نہ کہ رحمت جدید ہے
ج ۱۱	۲۱	امام غزالیؒ کی رازی امام ابو بکر احمد ابن علی رازی	پہلے مسودہ میں صرف رازی تھا اور وہ صحیح تھا، اس مسودہ میں غزالیؒ برٹھا یا گیا، اور یہ بھاری غلطی ہے امام غزالیؒ کی رازی حنفی نہیں شافعی ہیں۔

ترمیمات سابقہ مترکہ (یہ دو قسم ہیں) ”قسم اول“

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں ان سب سے ازلا متصف ہے باقی صفات فعلیہ نفسیہ متصف تھا۔ سلبیہ و اضافیہ ہیں۔	باقی سب فعلیہ نہیں نہ سب باقیات ازلیہ	
۲	۱۵	عدل کی چھ صورتیں عدل و فضل کی ان	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمال حسنة سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا، یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہوا اور ظلم محال ہے، تو اثبات واجب ہر حال لا نکہ لا یجب علی اللہ شئ (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت)	
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے کسی کو مصلحت یا اجر جزیل کوئی	اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصلحت بھیجے اس میں بھی	مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بے جا تھا اب اس کے مصلحت سے بدلایہ مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ، ثانی محال ہے بہر تقدیر

		معصیت نہیں دیتا ان کے لئے اجر رکھتا ہے	اول کا فرقہ شاہی جہل یا جزیرہ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذمی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کون اجر ہے ایلام جو عرض کو خلاف عدل ماننا معتزلہ کا مسلک ہے اہل سنت کے نزدیک يفعل الله ما يشاء (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔ ت) ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو معصیت پر بھی ماجر فرماتا ہے ولہ الحمد۔
۸	۲۲	ہر دو وحی سے جو اخبار و معارف قطعاً ثابت ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں۔	ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں حق ہیں ہے، مجرد قطعاً ہونا کافی نہیں۔
۹	۱۵	سوال منکر و نکیر ضرور ہونے والا ہے	سوال منکر و نکیر سے خدا پا ہے ضرور ہونا
۱۲	۱۳	ثقات ہست	ثقات ہونا
۱۳	۱۰	حضرت امام حسن و امام حسین قطعی جنتی ہیں۔	حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیۃ الرضوان قطعی جنتی ہیں۔
۱۴	۱۵	خوش آوازی سے سن کر محبت بھرنا مستحسن ہے۔	خوش آواز سے مستحسن ہے جبکہ مزایر و غیرہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔
			علماء فرماتے ہیں الاطلاق فی محل التقیید غیر مسمیہ (تقیید کے محل میں اطلاق درست نہیں۔ ت) خصوصاً جہاں عوام و خواص کا عوام

۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقاً کافر ہے۔	فقہاء کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔	اطلاق سے محرم تک پہنچتے ہوں۔ صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکرات شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرنا اور نہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصرف زمانہ اس پر عامل۔ مشکلیں صرف انکار ضروریات دین کو کفر جانتے ہیں وہو الاحوط (اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے شیخ) اور انکار اجماع میں نزاع طویل ہے۔
----	----	--	----------------------------------	--

”قسم دوم“

۱	۸	تدبیر کائنات جوتنی دکل اسی کی ذات سے منقص۔	باختیار خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محل تھے تخصیص تعلیم و تعلیم تخصیص۔ اولیٰ یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام و شامل ہوتا۔ منقص بحضرت الوہیت ہے۔ دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہی تدبیر مطلقاً منقص بذات احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہو گا اور ثانی پر عموم سلب۔ ثانی میں جب تک بالاستقلال یا بااختیار خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک و بابیت و مخالف کریۃ فالصدا بوات اموا (پھر کام کی تدبیر کریں۔ ت) وغیرہ انصوص قاطعہ ہے، بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت مجریہ علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتیمید برہ انکل ہے بالخلافۃ المطلقة عن حضرة الاحدیۃ (بارگاہ احدیت سے خلافت مطلقہ کے سبب ہے۔ ت) تو اس قید کا ترک و باہر کو گنجائش دے گا۔
---	---	---	---------------------------------	--

۲	۱۰	ذات حق ان سے منزہ ہے۔	ذات حق پر سب محال بالذات ہیں۔	لفظ تتریدہ استعمالہ ذاتہ کی تعبیر نہیں کرتا۔ اور بعد گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جمل و کذب وغیرہ میں کوئی عیب باری عز وجل کے لئے ممکن ہے یا اس زمانہ نقیض میں کہ امکان کذب پر کذب میں جان دیتے ہیں۔ تصریح استعمالہ سے پہلو تہی چاہئے۔
۵	۲۱	ان میں باتبارح سلف جو وجہ مباح تقسیم مروجہ ہر ملک ہوں۔	مسلمانوں میں جو الخ کلام قابل تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباع سلف ہے مگر وہاں کے لئے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کب تھے، تو ان میں اتباع سلف کہاں!	
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ میں تعلیہ پر موزوں	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ قطعیہ میں	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ دفع یرین و قرأت خلف الامام و ہر یہ آمین و امثالہا سب منصوصہ ہیں تو ائمہ مجتہدین کی تعلیہ نہیں۔ یہ وہی بات تو ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قول امام کی کیا حاجت!
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو خلافت نفس اجماع اور بلائکہ قوت نظریہ کفر قطعی ہے کہ ضروریات کو جبرئیل ماننا دین کا انکار ہے۔ خلافت نفس و اجماع ہے۔	اس اضافہ کے استقاط میں مصلحت مجریں نہ آتی کیا یہ کفر قطعی نہیں۔ کیا یہ انکار ضروریات دین نہیں، یا کافر کو کافر کہنا خلافت تہذیب ہے؟	
۱۶	۷	بعد بعثت اقدس بعد بعثت اقدس نبی کا قاتل ہونا کفر ہے۔ کو ختم نبوت میں محمل نہ جاننا کفر ہے۔	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوتی۔ کیا صرف قاتل ہونا کفر ہے جائز ماننا کفر نہیں؟ یا اسے ختم نبوت میں محمل نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہئے۔ و اغلظ علیہم	

وليجدوا فيكم غلظة^۱ اور لتبيننه للناس و
لا تكتمونه اور لا يخافون لومة^۲ لائم اور
كونوا قوامين بالقسط شهداء الله ولو
على انفسكم^۳ اور لا تأخذكم بهما رافة
في دين الله^۴ وغيره آيات کا حکم؟ اور اس پر
عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟

عرضِ اخیر

خون شدم ز اندیشہ انجامِ این معیارِ حق کایں ہمد اصلا ہما گز بہت حاصل شد چو شد
ہر کہ چون من آزمایہ روشناسہ ہجو من ورنہ گز ابلیس آدم رفتے شامل شد چو شد
(اس معیارِ حق کے انجام کے اندیشہ سے میں غم ہو گیا ہوں۔ یہ تمام اصلاحات اگر حاصل ہو گئیں
تو کیا ہوا جو میری طرح آزمائے وہ میری طرح آشنا ہو گا، ورنہ اگر ابلیس انسانی شکل اختیار
کر کے شامل ہو گیا تو کیا ہوا۔ ت)

من جرتب بت جسد حق عوف جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان
مصرفتی۔ لے گا۔

حوالہ: اس مسودہ سے بعض عتادِ اہلسنت پر حرام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ
ایک معیارِ سنیت قائم فرمانا ہے کہ جو اس پر تصدیق کر دے ہمارا ہے مگر
چشم و دل را از دست نور مسدود
(اس سے آنکھ اور دل کو خوشی کا نور حاصل ہو گا۔ ت)

اور جو نہ مانے بیگانہ ہے مگر

۱۵ القرآن الکریم ۱۸۷/۳
۱۳۵/۴

۱۵ القرآن الکریم ۱۲۳/۹
۵۳/۵
۲/۲۴

سایہ اش دُور یاد از ما دُور

(اس کا سایہ ہم سے دُور ہے ۔ ت)

مگر یہ ہزار افسوس یہ گزشتہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خلافتیں کہ آج کل مدعیان اسلام بلکہ مدعیان سنت میں پھیل چکی ہیں، تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبرید نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں صد ہا ایسے ابلیس آدم رؤطیں گے کہ ان مسائل پر دستخط کر دیں گے، اور وہ نہ صرف سنت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جوگہ حق میں شامل ہو کر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہونگے۔ اسی لئے تو ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمہ شہادت ہرگز کافی نہ جانا جب تک اپنے مسلک خبیثہ سے صراحت برائت نہ کریں۔ جامع الغفرین و وزیرِ کوروی و بحر الرائق و غیرہ میں ہے،

ولواقیہما (ای بالشہادتین) علی وجہ
العادة لہ ینفعہما لہ یتبرأ لہ
عادة کلمہ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں
جب تک وہ اپنی خلاتوں سے برائت
نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، و اخذ صاحب نے فقیر سے اپنی سنت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انہیں لکھا، حضرت! تصریح نفی فتن دائرہ چاہئے۔

المر احب الناس ان یتزکوا ان یقولوا
أما وہم لا یفتنون ب
کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہمنا کہنے سے چھٹی
مل جاسے گی اور وہ آڑ لٹے نہ جائیں گے۔

پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انہوں نے بے تکلف دستخط فرما دیئے، فقیر نے سند سنت انہیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافات جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کر دیں انہیں غور فرمائیں۔ انہیں اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا دفعہ تصدیق کو صحیحاً سخت ٹھہرائے تو ان شاء اللہ العزیز یہی کافی و وافی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں، اور یہ نہ ہوں تو شرع عقائد و مقاصد و موائف کے تہجے چھاپ کر اس پر دستخط لیجئے ہرگز کفایت نہیں۔ — مولانا! بحمد اللہ میں نے

آپ کے رنگ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امیر حق میں ماسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسند حق ہے :

فاصلہ مع بما تو امر و اعراض عن
المشركين بله
جس کا حکم دیا گیا وہ علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں۔

بکرمہ سبختہ یہی طریقہ فقیر کا ہے ۔
فانش میگویم و از نخست خود و شادم
(میں کھل بات کرتا ہوں اور اپنے کئے ہوئے پر میرا دل خوش ہے ۔ میں عشق کا غلام ہوں اور دونوں جہاں سے آزاد ہوں ۔ ت)

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں :

(ا) اقوال منلال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح

(ب) صرف نام کتب

(ج) متن میں صرف اقوال ، اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب

(د) حاشیہ پر صرف نام کتاب

(ه) مجرد اقوال بے اعتبار نام قائل و کتاب

حاشیہ : طریقہ خامسہ میں کنایت نہیں ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد مشہورین میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت اس سے سوال ہوا ، صاف صاف حکم کفر و منلال لکھ دیا ۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے ، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا ۔

مولانا ! آج کل تو یہ حالت ایمان رہ گئی ہے ، اللہ و رسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے ، انا اللہ وانا الیہ راجعون ۔ بہر حال میں یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کو کون سا پسند فرماتی ہے وحببتنا اللہ و نحم الموکیل (اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے ۔ ت)

میں نے قصد کیا تھا کہ امور عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں ۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیادات کثیرہ جلیلہ

جزیلہ ذکر کدوں کے انجمن پسند فرمائے تو یہی پس ہے ورنہ یادگار رہے گی اور حق سبحانہ و تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا کام دے گی و باقہ التوفیق۔

یہاں اسے لکھنا چاہا تھا مگر یہ بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہو گیا جس کا نام "نور الفریقان بین جند اللہ و احباب الشیطان" رکھا گیا۔ بعد تبیض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہو گا، واللہ الحمد۔

(۹ و ۸) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لئے فقیر نے ابو العلاء امجد علی صاحب سے گزارش کر دی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔ وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) تلك عشرة كاملة (یہ پورے دس ہوتے۔ ت) اللہ عز و جل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت و جماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا، مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاروں کی بے انتہا کثرت ہے، اور اس پر نقاہت و ضعف قوت، اور اس پر محض تنہائی و وحدت، ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبور انداز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنے کم سے لے رہے ہیں، اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔ اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت نگاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا حذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابو الفرج عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عز و جل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی، دوسرے کوئی صاحب

اس پر مقرر فرمادیکے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہل سنت لیجے۔ فرمایا: نہ دوسرا کوئی اسے کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ قہقہے گزارشش کی پھر خند واضح ہے۔

غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے اللہ میں سے ایک میرے مقدور بھریا بفعل موجود ہے تو اسی کو خدمت انجمن تصور فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سستی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ البتہ وجود مذکورہ بالا سے نہ کہیں آتے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔

وہبنا اللہ ونعم الوکیل، و اللہ یقول الحق ویہدی السبیل۔
اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کار ساز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (ت)

اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ خیر جو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی کیا حاجت ہے۔ امیر المؤمنین عسمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت راشدہ میں فرماتے،

لا خیر فیکم ما لم تقولوا ولا خیر فی ما لم اسمع بے
وقفنا اللہ تعالیٰ وایاکم و ساثر اخوانہ
لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل شر، و علی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبه اجمعین و بارک و سلم آمین!

تم مشورہ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سُنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں، تمہیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو ہر خیر کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ، آپ کی آل، اصحاب، اولاد اور تمام امت پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ آمین! (ت)

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ

امورِ عشرین در امتیازِ عقائدِ سنیین (سنیوں کے عقائد کی پہچان میں سب سے امور)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب الارض والجنّة ، و
الصلوة والسلام على نبينا العظيم
والعنة ، المنقذ من النار والمعطى
الجنّة الذي ذكره حسن وجهه جنّة
وعلى آله وصحبه واهل
القبّة۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انسانوں اور
جنوں کا رب ہے۔ اور درود و سلام ہو ہماری
عظمت و احسان والے نبی پر جو جہنم سے بچانے
اور جنت عطا فرمانے والا ہے، جس کا ذکر حفاظت
اور اس کی محبت و حال ہے اور آپ کی آل پر اور
صحابہ پر اور اہل سنت پر۔ (ت)

ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ ہجری قدس سرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحيۃ میں فقیر کے پاس سائبر
علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے ایک خط بایں تمہیں آیا ،

نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام فقیر (مصنف علیہ الرحمہ)

بخدمت فیض ورجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی محدث و امام اہل سنت وجماعت
بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ دیہ خواجہ ہمارے ملک مارواڑ (راجستھان) کی
بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سائبر میں جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی دینی

تشریف لائے ہیں، ہم لوگ آپ کی تصنیفات گونا گوں سے مستفیض ہو چکے تھے، اب غرض بیانی، اثر پہنانی و توجہ قلبی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ غیر مقلدین و دیگر عقائد باطلہ والے تو برکے کے وعظ سے اُٹھتے ہیں کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلح کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں، یہاں کے لوگ ندوہ کے بڑے مشاغل تھے اب ایسے منفرد ہو گئے ہیں جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی منکر ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آگیا ہے وہ کہتا ہے اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالفت میں تو غلام جاہل و بد دین ہیں۔ چند لوگ اس کے کھنکھ سے بہک گئے، وہ کہتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی و بارہ مولوی احمد علی شاہ صاحب لکھ دیں تو ہم ان کی بات سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے۔ لہذا عرضِ حرمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمائیے، آپ کی یہ تحریر سرکشوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔

العبد محمد عثمان

(سیدنا امام اہل سنت و الجماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں) فقیر کو اس سے پہلے مولانا موصوف سے تعارف تفصیلی نہ تھا اور امر شہادت خصوصاً دوبارہ عقائد اہم و اظہر۔ لہذا جواب میں یہ خط ارسال فرمایا: (مکتوبہ الموصوف)۔

خانمہ فقیر (مصنف علیہ الرحمہ) بنام حافظ (محمد عثمان) صاحب

بلا خط کرم فرما حافظ محمد عثمان صاحب زید لطیف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
 لطف نامہ آیا، ممنون یاد آوری فرمایا، مولوی احمد علی شاہ صاحب نے مزید خانہ پر کرم فرمایا تھا پہلی ملاقات تھی، بعد از جلسہ عظیم آباد (چند بہار) میں نیاز حاصل ہوا، وہ اس سے بھی مجلی تھا کہ سوائے سلام و مصافحہ کے کسی سکا لہ کی توبت نہ آئی۔ امر شہادت عظیم ہے، میں معاذ اللہ کوئی سوء ظن نہیں کرتا بلکہ مولانا موصوف کے جن فضائل کو اب اجمالاً و سماناً (بذریعہ حافظ مذکور) جانتا ہوں تفصیلاً و حیثاً نا جان لوں۔ مولانا کی پسندی سے امید ہے کہ فقیر کی اس عرض پر کمال خوش و مسرور۔ آج کل غیر مقلدین یا ندوہ سے ہی کافقہ ہندوستان میں ساری نہیں بلکہ معاذ اللہ صد ہا آفتیں ہیں۔ فقیر جین اور حاضر کرتا ہے مولانا موصوف ان پر اپنی تصدیق کافی و کافی جس سے بکثادہ پیشانی تسلیم کامل روشن طور پر ثابت ہو تحریر فرما کر اپنی مہر سے مزین فرما کر فقیر کے پاس روانہ کر دیں۔

فقیر احمد رضا قادری طغی عنہ

از بریل ۲۶ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب

- (۱) سید احمد خاں علی گڑھی اور اس کے قبیعین سب کفار ہیں۔
- (۲) رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کم اللہ وجہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔
- (۳) رافضی تیرائی فقہائے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ، بدعتی، جہتی ہونے پر اجماع ہے۔
- (۴) جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قرب الہی میں تفصیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔
- (۵) جنگ جبل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المؤمنین علی کم اللہ تعالیٰ وجہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہاد کی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا مکانا مشک رخص ہے اور خروج از دائرۃ اہلسنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے، انھیں بُرا جانے، خاسق مانے، ان میں سے کسی سے بغض رکھنے مطلقاً رافضی ہے۔
- (۶) صد ہا سال سے درجہ اجتہاد مطلق تک کوئی حاصل نہیں ہے بے وصول درجہ اجتہاد تقلید فرض، غیر تقلیدی گمراہ بدین ہیں۔
- (۷) اہلسنت صد ہا سال سے چار گروہ میں منحصر ہیں جو ان سے خارج ہے بدعتی ناری ہے۔
- (۸) وہابیہ کا معلم اول ابن عبدالوہاب نجدی اور معلم ثانی اسمعیل دہلوی مصنف تقریر الایمان، دونوں سخت گمراہ بدین تھے۔
- (۹) تقریر الایمان و صراط المستقیم و رسالہ یکروزہ و تنزیر العینین تصانیف اسمعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔
- (۱۰) مائتہ مسائل مولوی اسحق دہلوی غلط و مردود مسائل و مخالفات اہلسنت و مخالفات جمہور سے ہیں۔
- (۱۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء قدست اسرار ہم سے استمداد و استعانت اور انھیں وقت حاجت توسل و استمداد کے لئے ندا کرنا یا رسول اللہ، یا علی،

یا شیخ عبد القادر الجیلانی کہنا اور انہیں واسطہ فیض الہی جاننا ضروری وجاہت ہے۔

(۱۲) عالم میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء قدس استوار ہوں گے کہ صرف حیات دنیوی میں اور بعد وصال بھی بعطاء الہی جاری اور قیامت تک اُن کا درجہ فیض موجزن رہے گا۔
(۱۳) عام اموات اسیاد کو دیکھتے، ان کا کلام سننے سمجھتے ہیں، سماع موفیٰ حق ہے، پھر اولیاء کی شان توارفِ داخل ہے۔

(۱۴) اللہ عزوجل نے روزِ ازل سے قیامت تک کے تمام ممالک و مایکون ایک ایک ذرے کا حال اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو بتا دیا حضور کا علم ان تمام غیبوں کو محیط ہے۔
(۱۵) امکانِ کذب الہی جیسا کہ اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکہ دزی اور اب گنگوہی نے براہین قاطعہ میں مانا صریح منکرات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کذب قطعاً اجماعاً محال بالذات ہے مسئلہ خلفِ وید کو ان کے اس ناپاک خیال سے اصلہ علاقہ نہیں۔

(۱۶) شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زائد وسیع تر ماننا جیسا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح منکرات و قرین رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمید ہے۔

(۱۷) مجلس میلاد مبارک اور اس میں قیامِ تعظیمی جس طرح صد ہا سال سے حرمینِ محترمین میں منع و ذائع ہے جارتہ ہے۔

(۱۸) گیارہویں شریف کی نیاز اور اموات کی فاتحہ اور عرسِ اولیاء کو مزامیر و طیر ہا منکرات سے خالی ہر سب جارتہ و مندوب ہے۔

(۱۹) شریعت و طریقت دو قبائیں نہیں ہیں، بے اتباعِ شرع وصول الی اللہ ناممکن، کوئی کیسے ہی مرتبہ عالیہ تک پہنچے جب تک عقل باقی ہے احکامِ الہیہ اس پر سے ساقط نہیں ہو سکتے۔ فہرستِ متصوف کہ مخالفتِ شریعہ میں اپنا کمال سمجھتے ہیں سب گمراہ مسوخر مکانِ شیطان ہیں۔ وحدتِ وجود حق ہے اور حلول و اتحاد کو آجکل کے بعض متصوف (ہناوٹی صوفی) جکھتے ہیں صریح کفر ہے۔

(۲۰) ندوہ سرایہ منکرات و مجبورہ بدعات ہے، مگر ابوں سے میل جول اتحادِ حرام ہے، ان کی تعظیم موجبِ غضبِ الہی، اور ان کے رد کا انداد و نصیب الہی کی طرف بلانا، انہیں دینی مجلس کا رکن بنانا دین کو دھانا ہے۔ ندوہ کے لکچروں اور روئیداد میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسول پزار و بری ہیں جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سب بد مذہبیوں و گمراہوں

سے پناہ دے اور سنتِ حقہ خالص پر ثابت قدم رکھے۔
 ○ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کے اس امور مقررہ مذکورہ کی تصدیق جناب مولانا شاہ احمد علی صاحب مرزا پوری نے فرمائی اور یہ عبارت لکھی،

”امورِ شرعیہ مندرجہ بالا بہت درست و ٹھیک ہیں۔ وحدت وجود حق ہے مگر اس میں بحث و مباحثہ فقیر کے نزدیک خوب نہیں، یہ امور کشفیہ سے ہیں اور متعلق کیفیت ایسے امور کہ اولیاء اللہ ہی خوب سمجھ جوتے ہیں۔ چونکہ فقیر کے پاس مہر نہیں لہذا دستخط ہی پر اکتفا کیا۔“

۲ شوال ۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ

○ پھر امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہ العالی نے یہ تحریر فرما کر اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمائی،
 ”آج کل بہت لوگ اوعائے سنیت کرتے اور عوام بیمار سے دعوہ کے میں پڑتے ہیں بعض مصلوحت و قوت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پاکر پھر پٹیا کھاتے ہیں اکثر جگہ امتحان کے لئے ان شار اللہ العزیز یہ امورِ شرعیہ بطور غور نہ کافی ہیں جو بعونہ تعالیٰ فراز سنیت پر سچا فائز ہے بے تکلف دستخط کر دے گا اور نہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا۔“

ومن نکث فانما ينفك عنه نفسه	اور جس نے عہد توڑا اس عہد توڑنے کا وبال
ومن ينقلب قلبه عقبيه	اسی پر پڑے گا۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا
قلوب يضمر الله شيئا، ومن	اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور جو منہ
يتول فان الله هو الغني الحميد	پھر سے توبہ شک اللہ ہی بے نیاز ہے
والحمد لله رب العالمين	سب غریبوں سر اہل۔ اور سب تعریفیں

رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

کتبہ عبیدہ المذنب احمد رضا بریلوی حفظہ اللہ
 بسمحمد المصطفى النبي الامي صلى الله تعالى عليه وسلم

۱۴۲/۳ القرآن الکریم

۱۰/۲۸ القرآن الکریم

۲۳/۵۷

مسئلہ ۱۸: از ضلع میرٹھ مسرور محمد فضل الرحمن صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ء
ایک قلمر اشتہار "پروانہ خداوندی" مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے، لہذا
ارسال بخشور ہے۔ امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک صحیح ہے۔
پروانہ خداوندی

بسم الله الرحمن الرحيم، صلى الله على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه
وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ احمد
خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے کہ جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف
کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا، اسے شیخ احمد! یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ
اس پہلی وصیت کے، وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمین کو رب العالمین کی طرف سے خبر کر دو کہ میں ان کے
بابت ان کے کثرت گناہ و معاصی کے سخت ہزار ہوں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے
دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) فوتے ہزار اموات ہوتی ہیں جن میں ستر ہزار اسلام پاتی تمام
غیر اسلام یعنی کفر پر مرے ہیں۔ جس وقت ملائکہ نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا، یا محمد! آپ کی
امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے۔ پس
اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرما دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا، اے رب! ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو ہمت دے جب تک یہ خبر میں ان کو
پہنچا دوں، پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ
دامنی گناہوں، بکیرہ گناہوں، زنا کاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے،
شراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے۔ اور
دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کہتے ہیں اور غارتگر کی جیب میں اونٹنہ نہیں دیتے پس لے شیخ احمد! تو ان کو اس
بات کی خبر دے، ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے
طلوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ
نافرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم جرحہ شریف نے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کر کے ایک
شہر سے دوسرے شہر تک پہنچائے وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا اور اس کی میں شفاعت کروں گا
دن قیامت کے، اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہو گا۔ اور
کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے اور

میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کر کے نکالے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

الجواب

جہاں باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں لپھی ہیں، ان کے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں، ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے بے اصل ہے۔ بار بار اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں، کسی میں خادم روضہ انور کا نام صالح ہے، کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے باکی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان میں سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ نوے ہزار اموات میں صرف بیس ہزار معاذ اللہ کافر لکھے ہیں اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان لکھے۔ رب عز وجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی ہے کس قدر بے معنی ہے۔ فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور سلامتی کے طلبگار ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فواتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یا دوسرے گناہ کو عالم نے کیا تو ان دونوں کے لئے از جانب شریعت حکم مختلف ہے یا نہیں؟ اور اگر مختلف ہے تو کیوں؟ اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بیٹنوا توجہوا (بیان فرمائیے اگر دسے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ذنب العالم ذنب واحد و ذنب	عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ
الجاهل ذنبان، قيل ولو يا رسول الله،	دوہر گناہ۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ کس
قال العالم يعذب على ذنوبه الذنب	لئے؟ فرمایا، عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے
والجاهل يعذب على ما كونه الذنب	اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے
وترك المتعلم	اور ایک علم نہ سیکھنے کا۔

لے الجامع الصغير حدیث ۴۳۳۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۳
سہ فیض القدير تحت حدیث ۴۳۳۵ دارالعرفۃ بیروت ۲/۵۶۵

مسئلہ ۱۸۲ از ماہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ سید محمد میاں صاحب امت برکاتہم
۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ دو شنبہ

مولانا المعظم ذوالمجدد الکرم معظم وکرم دامت برکاتہم۔ پس از سلام مسنون عارض خدمت
ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستند ہی بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید
ظہور حیدر صاحب مرحوم کے لئے جو ان کے نام سے ایک عدد کم کر کے تاریخ وفات ان کی کر دینے
کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہوگئی ہو تو روانہ فرمائیں۔ تقریبات الحدیث
والقدم اور التناسخ بھی روانہ ہوں جو یہ ابھری ہوئی رسائل ہیں۔ اور اگر کوئی جدید رسالہ بحث
اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو۔ گزرا آخرۃ جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع
شنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے بہت ماہر گزری ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو
صفحہ ۲ پر امامت کے مسائل ہیں، قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقاد یہ
اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چوڑنے کو جو حرام اور بدعت مکہ دیا ہے، آیا یہ
بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والا قدر بالا فخر حضرت جناب مولانا مولوی سید
محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بقیمہ مع التکریم متمسک والا حضرت سیدنا شاہ مہدی میاں
صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اخلاط شدیدہ کثیرہ
عظیم شرعیہ کانکان تو لازم و واجب ہی تھا۔ حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے
بلا میا لفظ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سر نو تصنیف کرنی ہوئی۔ بلکہ تصنیف جدید
میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی۔ طبع اول کے صفحہ ۱۲۳ تک
کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۳ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی اور جناب
چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبدیلیں یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب
موصوف نے کچھ اجزاء کاپی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں
شدید تبدیلیں فرمادی ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہئے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا، مگر حکم حاکم

سے پارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور چودھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب بیضہاں بھیجنے کی حاجت نہیں۔ یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۲ پر تھا جسے میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی، اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔

طبع اول کے صفحہ ۸۵، ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر کچھ چڑھانا قبر پر یا چڑھانا لٹ کاٹ کر یہ بتایا تھا،

سجدۂ قبر اور طوافِ با حضور
اُن کے آگے جھٹکنا تا جہرِ کون

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا۔ میں میں نے یہ اشعار اضافہ کئے تھے،

اولیاء سے استعانت ہے روا	وہ وساکی ہیں ترسے پیشِ خدا
منطی و مالک فقط اللہ ہے	واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے توئل کی طلبِ شہرِ آن میں	وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیرِ عزیزی پارہ عس	لکھتے ہیں یوں شاہ صاحبِ تم
اولیاء کہتے ہیں امدادِ بشر	جارہ ہیں ہمسرا امدادِ بشر
اہلِ حاجت ان کی حاجت مانگ کر	اپنی مشکل کہتے ہیں حل سر بسر
یہ بھی شہرِ مایا کہ نذرِ اولیاء	ہے تمام امت میں رائج بے خطا
ہے یہ مقصودِ شہیدِ عبدالعزیز	نذرِ عرفی ہے نہ شرعی لے عزیز
تھو جو لے جائیں شاہوں کے حصہ	نذر کہتے ہیں اسے اہل شعور
فرقِ عرف و شرع سے غافل نہ ہو	کہ نہ مشرک اہلِ الا اللہ کو
انتِ احمد کو جو مشرک کہے	خود ہے وہ نزدیکِ شرک و کفر ہے
اور ساج و مسلم موافقِ مطلقا	اہلِ سنت کا ہے اجماع لے فقی
مُرمی مومن ہوں کہ کافر لا کلام	دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مدام
اس پر تامل ہے تو اترے حدیث	ہے فنائے روح تو قولِ خبیث

وہ نہیں سُننے تو کیوں اُن پر سلام
کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام
عام کے یہ دھڑ نہیں سُننے ضرور
ہیں یہی مَوْتی یہی مَن فی القُبور
یہ بھی جب حق چاہے سُننے ہیں بُرا
کیونکہ اِنَّ اللہَ یَسْمَعُ مَن یَشَاءُ

ملاحظہ ہو طبع دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ
نعت شریف میں میں نے اضافہ کئے تھے وہ یہ ہیں :

حضرت علام کل بے شک رب	بخشا ہے انبیا کو علم غیب
ان کو کرتا ہے مسلط غیب پر	اوروں کو ان کے توسط سے خبر
ان پر کر دیتا ہے روشن لاکلام	ختم تک دُنیا و مایہ تمام
مصطفیٰ کو سب سے بخشا ہے ہوا	ما یوں ما کان حبس کا جُر ہوا
علم مانے شہ سے شیطان کا وسیع	کس سے جُر شیطان ہو یہ کفر شیخ
علم غیب اُن کا سا جو ثابت کئے	بچے پاگل جانور کے واسطے
وہ شقی مرتد محمد اللہ ہے	کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے
جو کرے نقیص شای شاہ دی	لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفیٰ ہی ہیں قیامت میں شفیع	سب انہیں کا حصہ یہ شانِ رفیع
فاتح باب شفاعت ہیں وہی	کہنہ ارباب شفاعت ہیں ہی
جو کہا نہ واسلے بے توبہ مریں	وہ کیر ان کی شفاعت بھی کریں
جو کہ اس لئے کہ وہ شافع نہیں	وہ ہے گمراہ و غیث اسے اہل نہیں
فضلہ خور این سگاہِ جستِ زال	بکئے ہیں ایسے بد اقوال ضلال
اُن کی گمراہی سے تم مُنہ موڑنا	اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا

وہ نہ ہوں شافع ہمارے گمراہ

کئے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا۔ ان تمام اضافات پر حاشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب

زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اکثر حذف ہو گئے۔ اب حضرت اپنی مسئول عبارت کا عقد فرمائیں، اشاعت اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی :

صحیح ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہل بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے ولیکن بعض کے پیچھے مکروہ تحریم اور بعض کے پیچھے مکروہ تنزیہی یعنی اہل بدعت اور وہ جاہل جو قرأت توڑے اور اوکٹ حرفوں سے پڑھے، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریم ہوتی ہے اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہل بدعت اور جاہل نہ ہوں تو نماز مکروہ تنزیہ ہوتی ہے اہل بدعت کے پیچھے۔ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من احدث فی امرنا ہذا لیس منہ یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی فہم و سہولت سے۔
طرف سے پنج دین میں ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے (مراد اس سے بدعت سیئہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مرد و ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا :

حکمل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی کا راستہ ہے۔ پس جو شخص ترک ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریم ہوگی۔

واضح ہو کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے اور اہل قبور سے منت ماننے والے اور فرقہ ہائے باطلہ مثل خوارج و جہرہ و قدریہ کے، اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترک تعلیم کرتے ہیں، یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کا اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الاقضية باب نقض الاحکام الباطلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴/۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفيف الصلوة والخطة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۵/۱
۳۔ سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶

اس فقیر نے یوں بنایا تھا،

شعبہ کچھلے دور میں الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور کچھلے دؤ کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے جبکہ وہ فاسق معلن ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ اور جبکہ اس جملہ ساقی بدعت و بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے ردائض و وہابی و نحری و قادیانی و چکڑالوی کر اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں، اور غیر مقلد۔ حدیث میں فرمایا،

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور اس سے مراد بدعت سیدہ ہے۔ پس جو شخص ترکیب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعت سیدہ دو قسم ہے، عقلی اور اعتقادی۔ عقلی جیسے غسل، قنریے اور قبروں کو سجدہ۔ اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ و خوارج و جہریہ و قدیہ وغیرہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرض جن باتوں پر صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے، پھر ان میں جن کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ

اب اشاعت ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیش نظر ہے۔ اسی طرح بیشمار تبدیلات ہیں، اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اغلاط نے عود کیا ہے صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں اور یہ کتاب مطابقت اصلاح فقیر کوئی صاحب چھاپوں تو کتاب ثالث ہوگی۔ اور بفضلہ تعالیٰ اغلاط شرعیہ و شعریہ سے پاک۔

حضرت سیدہ ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال بھی خیال میں آگئی تھی معروض ہے، یہ

نحو لقاء جدہ
حسن الی الجنان اذ
اتم ظہور حیدر
ثم ظہور حیدر

قِيلَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَرَجُ هَمَّ ظُهُورُ حَيْدَرٍ
قُلْتُ لَا بَقِيَّ السَّنَةُ قَمَّ ظُهُورُ حَيْدَرٍ

۱۳۲۳

۱۳۲۲

40

بدایوں کے رسالہ تاریخ اور رسالہ حدوث و قدم پر جو الفاظ نیا زمند نے لکھے تھے ان کی نقل حاضر ہے۔ مولانا کے خط کی نقل گرہ ایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔
والا خدمت حضرت جناب سیدنا شاہ ابوالقاسم حاج سید جمیل حسن میاں صاحب قبلہ،
تسلیم معروض۔ رسالہ ہزار ضرب آہی جس میں مولوی عبدالغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ
”انوار المبتدیین“ پر کامل ایک ہزار رد ہیں، تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائیگا
بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا، کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے، حسب تحریر اسماں تقسیم فرما دیا جائے فقط۔
۱۸۳۱ء مسئلہ مستولہ احمد علی معاد محلہ برہی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور
کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور عذر یہ پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ
زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرفا کوئی عذاب یا
ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے۔ زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ
نہیں۔ اور اگر کوئی وہابی یا رافضی معاذ اللہ قصد اے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں
باندھا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ
لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ
اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا
بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)
ہاں اگر دینے والا جان کر وہابی یا رافضی اور کسی کا فرکودے تو وہ بے ادبی کہہ لوں گے اس لیے دالے

عہد بقی بقی، سمعہ اور ضرب و قوی سے آتا ہے علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغت معروہ ہے۔

لے القرآن الکریم ۱۶۴/۶

کی طرف عائد ہوگی شخص مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے
کھانا تناول نہ کرنا۔ وہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں فاجر اور لیا کر ارام کا منکر ہے۔ اور براہِ تقیر یہ عذر بیہودہ گھڑتا
ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحقِ عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۴ مسئلہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیثری ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تو نیکی
تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا کیونکہ قاعدے سے جب نیکیاں زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور
نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہیئے، اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا
ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور نیچے گا، تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہوں گی
تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئیں۔

الجواب

وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اُٹھے گا اور
بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا۔ قال اللہ عز وجل ۱

الیہ یصعد الکلم الطیب والعسل
الصلوٰۃ یرفعه ۲
اس کی طرف پڑھنا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیکی
کام ہے وہ اُٹھ کر بلند کرتا ہے (ت)

جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۸۵ اذکوئل علاقہ کاٹھیا دار مسئلہ عبدالستار بن اسماعیل بروز سہ شنبہ

تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

بعض تصوف زندیقہ جو زید، عمر، بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں
کہ اس وجہ سے منصور نے دعویٰ انا الحق کا کیا، بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی
پلے سبعاثی ما اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کفنی عظیم میری شافی ہے۔ ت) فرمایا،
اور تمس تبریزی نے اسی وجہ سے قسم باذنی (اٹھ میرے حکم سے۔ ت) کہہ کر مردہ زندہ کیا۔
اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں؟ اور کیا اس
صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرح مردود ہیں یا نہیں؟ اور

اگر مرد وہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں؟
الجواب الملقوظ

اُن زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور ان کے قول کی صحت کا شک واقع ہونا سائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہیے۔ وہ تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ بامرہم۔ حضرت شمس تبریز قدس سرہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اُسے اوعائے الوہیت سے کیا علاقہ! ایسی اضافات مجازہ شائع ہیں۔ حضرت حسین منصور انا الاحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق (میں ہی احق ہوں۔ ت)، ابتلائے الہی کے لئے سامعین کی قسم کی غلطی تھی۔ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں، ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں اور عبادت الہی میں مشغول ہو جاتیں، ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھل اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا، دوسری رات قصد اُجاگئے رہے، جب وہ اپنے وقت معمول پر اُٹھ کر باہر چلے یہ آہستہ اُٹھ کر پیچھے ہوئے، وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں، یہ پتروں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریب صبح اُنھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اُترا اور وہ ان کی بہن کے وہیں بہادک کے پاس آگیا، اُنھوں نے پنا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا، بہن! تمہیں خدا کی قسم چھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو۔ اُنھوں نے صرف ایک جرحہ اُنی کے لئے چھوڑا جس کے پیچھے ہی ان کو ہر شجر و جرد و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ احق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں۔ لوگوں نے کھٹکنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا، فرمایا، میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے۔ سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا، تم سب ایک ایک نخرہ ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سُنو بے تامل نخرہ مارو کہ ایسے قاتل کی سزا قتل ہے۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اُن سب نے بے مہابا نخرہ مارے۔ جس نے جس جگہ کے قصد پر نخرہ مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کو آفاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں۔ فرمایا، میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر اُس درخت میں سے نہ اسنی کر یا موشی اُف انا اللہ

سب العالمین (اسے موسیٰ! میں ہوں اشد رب سارے جہانوں کا۔ تے) کیا یہ درخت نے کہا تھا، عایشہ بکدر رب العالمین نے درخت پر بجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اُس میں سے ندا مسموع ہوئی، کیا وہ ایک درخت پر بجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں، کیا محال ہے کہ بایزید پر بجلی کرے اور صباحنی صا اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کتنی حکیم میری شان ہے۔ تے) اور لوگوں کو ان میں سے ندا آئے۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں: ایک چمن جس پر تسلط کرتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے اس کے جوارح سے کلام کرتا ہے یہ کیا تمہارے نزدیک وہ عزوجل ایسا نہیں کر سکتا، کلام اس کا ہے اور زبان بایزید کی، بایزید شجرہ موسیٰ ہیں اور مکمل وہ جس نے فرمایا اِنَا اللہ رب العالمین۔ فلتدہ الحجة البالغة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۶

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں ٹولی دی؟ اگر بوجہ کفر ٹولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کالمین میں سے شمار کریں یا ان کی نسبت کیا عقیدہ رکھیں؟

الجواب الملقوظ

ظاہر مسموع اُن کے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً قہر برقی ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا ہے نہ بر حکم مشرع آب خودی خلاست دگر خون بر فتوے بریزی رواست (کیا ایسا نہیں شرع کے حکم کے بغیر پانی پینا گناہ ہے، اور اگر شرعی فتویٰ کے ساتھ تو خون بہائے تو جائز ہے۔ تے)

۱۸۷

علماء از ریاست رامپور کو کچھ قاضی مرزا صاحب حسین بروز شنبہ ۱۴۲۲ھ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف و وحظ و غیبہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھیا لب دریا جیشی روتی تھی، اتفاقاً حضرت کا

۱۸۸ القرآن الکریم ۳۰/۲۸

۱۸۸ تذکرۃ الاولیاء (اردو) شیخ فرید الدین عطار حکیم ایضہ کچھنہ اردو بازار لاہور ص ۸۳
۱۸۹ ثنوی معنوی دفتر چارم قصہ سبحانی یا اعظم شافی مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۲۰۵/۴
۱۹۰ بوستان سعدی باب اول پہلی گفتار مکتبہ شرکت علیہ طمان ص ۲۹

اس طرف سے گزر ہوا، حضرت نے فرمایا کہ اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا، حضرت! میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مح سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مح کل سامان کے صحیح و سالم نکل آئی اور بڑھیا خوش و غم اپنے مکان کو چلی گئی۔

دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہو گیا، موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا چڑھا اور اڑ گیا، تو آپ کو رحم آیا آپ نے وہ دعاء فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا، جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟ جواب دیا ہاں۔ آپ نے فرمایا، روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العالمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر جھگڑا ہوا، آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اُن سے زمیل چھین کر اس روز کی تمام روحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو اُن کی خاطر منظر رہے اگر انھوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شروان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریعت یا حفظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معبرہ تحریر فرمائیے۔ بتینوا تو جوہر (بیان فرمائیے اچھو دیے جہاد کے۔ ت)

الجواب الملقوظ

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے، اور اُس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں، اس کا انکار نہ کیا جاتے۔

اور دوسری روایت ابلیس کی ٹھٹھی ہوتی ہے اور اُس کا پڑھنا اور سُنا دونوں حرام۔ احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے، کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اُسے کُفر کی طرف نسبت کیا جائے نہ کہ مجربان الہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اُس کے لئے باعث کُفر ہے، اللہ تعالیٰ جہالتِ ضلالت

سے پتاہوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۵۔ مرید عبدالستار بن اسماعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ شعبان ۱۳۳۴ھ
ان دنوں اکثر اجابہ کو گننام خطوط پر میں مضمون ملے ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم، قبل
ہو اللہ احد اللہ الصمد، ایاک نعبد و ایاک نستعین، انعمت علیہم صلتین روز
میں تو خط تو جبکہ بھیجے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہو گا ورنہ نقصان۔

اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عند الشرع کیا اصل ہے؟ اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟
اگر واجب العمل ہے تو بلا نام و نشان کے گننام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب الملقوظ

یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بد خواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب
کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الہی لکھ کر بھیجا جاتا ہے کہ چٹھی رساں جو اکثر ہنود اور غرنا بے وضو ہوتے ہیں اسے
مس کرتے ہیں، ڈاکخانوں میں ٹھہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں زمین پر رکھ کر
ٹھہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رُخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں، یہ سب ناپاکیاں اس بدعت
خبیثہ کے سبب ہیں۔ اور پھر یہ الشہر افتر ہے کہ ایسا کر دے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں
جبتلا ہو گے۔

ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون یا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں

علم نہیں۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶۔ الف خاں ختم مدرسہ نجف اسلامیہ قصبہ ساگر پور ریاست کوٹہ راجپوتانہ

یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواحِ مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے یا
نہیں؟ فقط۔

الجواب الملقوظ

ارواحِ کفار کا آنا کیونکر ہو سکتا ہے وہ مجوس و متقید ہیں، اور روحِ مومنین کی نسبت حدیث
میں ارشاد ہوا،

اذا مات المؤمن يتخلّى صوبہ حیدت اس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جاتی ہے جہاں
شاہد ہے۔

”جہاں چاہے“ میں اپنا گھر بھی داخل ہے، اور بار بار خارج صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا
اور مدد کرنا ثابت ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحب فراش تھے، رات کو
جب سو رہے تھے اچانک پیاس لگی اور کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوئی، کوئی پاس نہ تھا، ان کے ایک
بزرگ کی روح ظاہر ہوئی اُس نے پانی پلایا اور کپڑا اڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۱۹۸۹ء میں مسلمان محمد عبدالواحد خان مسلم قیسی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیداسٹر
مینیسٹر اوردو سکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ

واجب الاحترام و التقظیم آنحضرت مدظلہم، قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے
دعویٰ کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرمادیجئے تاکہ اس کی تمام باتوں
پر میں غور کر کے ایک رائے قائم کروں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں
دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم ان کی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب
ہو سکتی ہیں تحریر فرمادیں، یہ تکلیف آپ کو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو
انجام دے سکے، اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اس کے زعم میں
لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں ورنہ آخر وہ جہاں ان کی فہرست ہی سہی، اور مندرجہ ذیل شکوک رفع
کر دیجئے (قرآن، صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)۔

(۱) میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا، کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اس کی

فراہم ہو سکتا ہے، اور کونسی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہے؟

(۲) مشکوٰۃ شریف میں کیا بیان ہے، اس سے کیا مدد مل سکتی ہے؟

(۳) ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں؟

(۴) حضرت عائشہ کے مذہب پر آپ کی کیا رائے ہے؟

سنة اتحاف السادة المتقين كتاب ذكر الموت فضيلة ذكر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۶/۱
سنة الفلاس العارفين مترجم اردو امداد اولیا۔ ص ۳۶۹

- (۵) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے؟
- (۶) مُبْحَثَانِ الذِّیْ اِلَیْهِمْ سُبْحَانَكَ کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے؟
- (۷) اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوا، دن کو کیوں نہ ہوا؟
- (۸) اور کس، خضر، عزیر، ایاس (علیہم السلام) ان کے قصص قدسے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔
- (۹) حضرت ہمدی اور عیسیٰ (علیہما السلام) دونوں مجاہدِ اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے؟

الجواب

- (۱) صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں، اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا۔
- (۲) مشکوٰۃ شریف ایک جامع کتاب ہے، بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں۔
- (۳) ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ، مسانید امام اعظم، موطا و کتاب الآثار امام محذور، کتاب الخراج امام ابو یوسف، کتاب الحج امام عیسیٰ بن ابان، شرح معانی الآثار امام طاہری، مشکلات الآثار امام طاہری، عقائد میں فقہ اکبر، وصحایہ امام اعظم، عقائد امام مفتی الانس والجن نجم الدین عمر نسفی، فقہ میں ہدایہ، بدائع، جہت، جامع صغیر، جامع کبیر، خانیہ، خلاصہ، بزازیر، غرر، درر، تنویر الابصار، درمختار، غنیہ، علیہ اور ہزار ہا کتب بے شمار۔
- (۴) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمتِ اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن تھیں، وہ جو فرماتی ہیں، اُن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو اُن کے زمانے میں ہوئیں۔ معراج جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔
- (۵) اس کے لئے درمثور و ابن جریر و تقاسیر دیکھنی چاہئیں، ابھی میں اور کچھ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اس کے ان کفریات میں چاہئے جس کا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔

(۶) حضرت عزتِ جل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے، اس کی ابتداء

کہیں ہوا الذی سے ہوتی ہے جیسے :
هو الذی بعث فی الامم رسولاً

وہی ہے جس نے اُن پڑھوں میں انہی میں سے
ایک رسول بھیجا۔ (ت)

هو الذی ارسل رسولہ بالہدی
ودیث الحق

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے
دین کے ساتھ بھیجا۔ (ت)

کہیں تبارک الذی سے :
تبارک الذی نزل الفرقان علی
عبدہ لیکون للعالین تذیراً

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے امارا قرآن
اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر ستانے
والا ہو۔ (ت)

کہیں حمد سے :
الحمد لله الذی نزل علی عبدہ ان کتاب
ولہ یجعل لہ عوجاً

سب خیریاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر
کتاب اتاری اور اس میں اصل کی نہ رکھی (ت)

یہاں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ :
سبحن الذی اسوی بعیدہ لیسلا
من المسجد الحرام

پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات
لے گیا مسجد حرام سے۔ (ت)

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر پس کی جاتی ہے ،
سبحن الذی کیسی عمدہ چیز ہے ، سبحن کیسی عجیب بات ہے ، جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف
لے جانا ، کمرہ زمہریر طے فرمانا ، کمرہ ناری طے فرمانا ، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے
فرمانا ، تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات و بیانات ہیں ہی اتنی بات کہ
کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوتی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرماتیں صبح بھی مکہ معظمہ
میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں

لہ القرآن الکریم ۲۸/۴۸ و ۹۱/۹
تے ۔ ۔ ۔ ۱/۱۸

لہ القرآن الکریم ۲/۹۲
تے ۔ ۔ ۔ ۱/۲۵
تے ۔ ۔ ۔ ۱/۱۴

کیا کم عجیب ہے! اس لئے صبحی الذی ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دھوی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے۔ بکلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھیرے ہوتے، مرحلۃ الشتاء والہیفت (سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ ت) اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزہ کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اُن پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی، چنانچہ بعد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے، فرمایا، ہاں۔ کہا، اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا، اور وہ کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا؟ فرمایا، ہاں۔ اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے، اور حضور سے پھر اُس ارشاد کا اعادہ چاہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرما دیا۔ کافر بغلیں بجاتے حدیثی اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی نا ممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ حدیثی سے عرض کی، آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ حدیثی اکبر نے فرمایا، کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہا، ہاں وہ یہ عزم میں تشریف فرما ہیں۔ حدیثی نے فرمایا، تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اُن کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر اُن کے پاس آتی ہے۔ پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکہ بتاتیں گے، وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا، واللہ! نشان تو پورے صبح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟۔ حضور نے ارشاد فرمایا، فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُن کے ہم نے اُس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اُس میں ایک اونٹ بیٹھا تھا اور ایک شخص کا پاؤں

ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا۔ یہ مدت ہوا ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی، جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے ان میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ ان میں سے دوسرا ہلا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرخو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو ان کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اس کے ہاتھ والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ دریکمال شورشِ خشنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا لذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق مشرط ایمان کیوں ہوئی ان کی تکذیب کفر کیوں ہوئی؟

وَلَكِنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ الَّذِينَ يَكْذِبُونَ الْمُرْسَلِينَ۔
لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہر ان ظالموں پر جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ت)

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمر و خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ سوڈیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الافتتنہ للناس نہ دیکھنا صریح غلط ہے۔ سوڈیا بمعنی رویت آتا ہے، اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں۔
ولہذا ارشاد ہوا،

سَبَّحَنَ الَّذِي اسْمُہٗ یُعْبَدُ۔
پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) راتِ تجلِ لطفی ہے اور دنِ تجلِ قہری، اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے فوقِ تصور نہیں لہذا تجلِ لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصالِ محب و محبوب ہے اور وصال کے لئے

عادتِ شب ہی النسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم کا ہرہ ظاہر تھا۔ اور سنتِ الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلے امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی رشتہ رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لئے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے:

وما كان الله ليعذبهم وانت اے رحمت عالم! جب تک تم ان میں تشریف فرما
فیہم رہے ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(۸) تصانیف علماء میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے کہ اُن کی رُوح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا، کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا اور سواری کے لئے جانور کی ہڈیاں بھی نکل چکی تھیں، اُن کی نظر کے سامنے اس کی ہڈیاں اُبھاریں اُن پر گوشت چڑھایا اُسے زندہ کھلایا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے۔

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے معجمِ بہشت بریں میں اُٹھایا،
واذ کرنی انکشب ادریس انہ کان صدیقاً اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق
نبیاً و دفعنہ مکاناً علیاً۔ تحفہ کی خبری دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام
کی طرف اُٹھایا۔ (ت)

۳۳/۸	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۲۵۹/۲	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۸۲ ۶۵ ۶۵/۱۸	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۶ ۵۶ ۵۶/۱۹	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴

مہمانِ اللہ ماشاء اللہ لایسوق الخیر
 الا اللہ ماشاء اللہ لا یصلح السوء الا اللہ
 ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فصحت اللہ
 ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

الیاس علیہ السلام شکر اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک خارجیوں پر دہا کرتے تھے،

اللهم اجعلني من امة احمد
المرحومة المباركة المستجاب
لها
اے اللہ! مجھے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
امت سے بنا دے جس پر تیری رحمت و برکت
نازل ہوتی ہے اور جس کی دعائیں قبول کی جاتی
ہیں (ت)

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لائے، مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور ان پر تکیہ لگاتے ہوئے راہ چلتے نظر آتے، اکابر اولیاء کے پاس اکثر تشریف لیا کرتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس و عطا میں بکثرت کرم فرمایا، اور آپ تک اولیاء سے ملتے ہیں، جنگل میں بے بسی کے وقت

۱- تاریخ دمشق الجبر ترجمہ ۱۰۰۲ ایسا بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۵

تاریخ دمشق البکیر ترجمہ ۱۰۰۰ ایاس بن عیسیٰ علیہ السلام دارالاحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۹ھ

~~109~~ " " " " " " " " " " " "

مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔

(۹) ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی و کتاب الشاعہ فی اثر الشاعہ سیدنا علامہ محمد امین عبدالرسول برزنجی وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسیح ۱۹۹۹ء مسند حکیم عبدالجبار خان و ہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ
 (۱) کیا سید پر دوزخ کی آغچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا؟

(۲) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتونِ جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ مہر و سیدہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے فقط۔

الجواب

(۱) سادات کرام جو واقعی علم النبی میں سادات ہوں اُن کے بارے میں رب عزوجل امید و اُمید یقینی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا، حدیث میں ہے،
 انما سبیت فاطمۃ لامن اللہ تعالیٰ ان کا فاطمہ نام اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
 حرمت و ذریعہ علی التاریخ ان کو اور ان کی تمام ذریعہ کو نام پر حرام فرمادیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا،

ان اللہ غیر معذبات ولا دلدک اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری
 اوکھا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولاد میں کسی کو، مگر تم قطعاً بے نص قطعاً
 ناکم ہے۔

(۲) امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد اجداد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی
 ہونے سے ان کا دامن فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف احکم کہ حضرت سادات کرام کو ہے اُن

لہ الجامع الصغیر حدیث ۲۳۰۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۳۹
 المصابہ اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۶/۶
 لہ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۶۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۲۹۳

کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ
فاطمہ یضعة حقہ
کل بنی آدم ینتقمون الی عصبۃ ابیہم
الابنۃ فاطمۃ فانما ابوہم
واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰۱ھ از اردو بہار مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی و مولائی مد فیضکم العالی !
بعد آداب و نیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات
بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا
ہونا بد و زنج سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکو مو اولاد علی الخ (میری اولاد
کا احترام کرو۔ ت) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی کی فتوحات مکیمہ کا باب سلمان فارسی
پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آل قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ زیادہ
آرزوئے قدس ہوئی فقط۔

الجواب

یہ کہ کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد
کے ہیں جیسے قادیانی، تیجری، رافضی، بانی، چکوالوی، دیوبندی وغیرہم، جو مشرب رکھتا ہو
ہرگز سید نہیں،
انہ لیس من اہلک فانہ عمل
غیر صالح ہے
کام بہت نالائق ہیں۔ (ت)

۱/ ۵۳۲ کتاب المناقب مناقب فاطمہ قیدی کتب خانہ کراچی
۱/ ۵۲۶ باب مناقب قرابت رسول اللہ علیہ وسلم
۲/ ۲۹۰ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل من ظہر من اللہ عنہا قیدی کتب خانہ کراچی
۱۶۹ الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوۃ حزن الکفایت حدیث ۶۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۶

۱۶/ ۱۶ القرآن الکریم

ہاں سلامت ایمان کے اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عز و جل کے کرم سے امید و اتنی یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں اُن سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرماتے، حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصت فرجها فحرمها الله
وذريتها على النار۔ رواه البزار و
ابو يعلى والطبرانی فی الکبیر والحاکم
وصحیح وتمام فی فوائد کلہم عن
عبد الله بن مسعود رضى الله
تعالى عنه۔

بیشک فاطمہ نے اپنی پار سائی کی حفاظت کی تو
اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ
کی آگ حرام فرمادی۔ اس کو بزار، ابو یعلیٰ،
طبرانی نے معجم کبیر میں، اور حاکم نے روایت کیا
اور اس کی تصحیح کی۔ یہ تمام اس کے فوائد میں ہے
سب نے اس کو عبد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ (ت)

اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے۔

و زعم المناوی اماھی و ابنہا فالمراد
فحقهم التحريم المطلق و اما
من عبد اہم فالمراد علیہم
نار الخلود اتم و ما یستفی کتبت
علیہ اقول قد علم المحفوظون
من اہل السنة والجماعة
ان نار الخلود محرمة علی کل
من قال لا الہ الا اللہ فما خصوصية
ذمیرة نہ ہوا بل المعنی بحصول
العزیز المقتدر هو التعمیم
واللہ ذو الفضل العظیم۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مناوی نے کہا کہ خواتین جنت اور ان کے
دونوں میٹوں کے حق میں تو مطلقاً دوزخ کا حرام
ہو نامراد ہے۔ لیکن اسی کے غیر میں دائمی طور پر
دوزخ میں رہنا حرام ہے۔ لہذا یاد ہے کہ
میں نے اس پر یوں بھی اقول (میں کہتا
ہوں) اہل سنت و جماعت جو کہ محفوظ ہیں جنت
میں کہ دوزخ میں دائمی طور پر رہنا تو ہر اس شخص
پر حرام ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس
میں سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد
کی کیا تخصیص ہوئی بلکہ عزیت و اقتدار والے
معبود کی توفیق سے معنی میں تمہیم ہے یعنی مطلقاً
حرام۔ اللہ تعالیٰ نے فضل و عظمت والا ہے (ت)

لہ الجامع الصغیر بحوالہ البزار و کتبک حدیث ۶۳۰۹ دار الکتب الطیبروت ۱۳۹/۱
لہ فیض القدر شرح الجامع الصغیر ۷۷ دار المعرفۃ بیروت ۲۶۲/۲

مسئلہ ۲۰۲: مسئلہ از محمد ابراہیم موضع گردھر پور ڈاکٹر زہرا علی
ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بد عقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے، نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بیکار
محض سمجھتا ہے۔ اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہندو میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اسکی
منہ سس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ وقت اور پریشانی
اشغالی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ
اور پریشانی ہوگی۔ چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر
اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چند
توقف کر کے یہ معلوم کر کے وہ منہ سس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ
اور طریقہ عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟

الجواب

شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: اذا
تطيرت فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو، وہ طریقہ محض ہندوؤں کا ہے
مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ
اللهم لا طير الا طيرك ولا خير الا
خيرك ولا اله الا خيرك يه
اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے
اور تیرے بغیر کوئی معبود نہیں (ت)

پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز ذر کے نہ واپس آئے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۳: از اکبر آباد محلہ گھاٹ اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں غفار مسئلہ محمد رضی الدین شہنشاہی
۲ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ
(۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کس حیثیت سے اور کس طرح پر داخل سلسلہ ہو سکتا ہے؟

۱۔ فتح الباری کتاب الطب باب الطيرة مصنف ابوبی مصر ۳۲۳/۱۲
۲۔ کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۸ موسمۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۱۰
۳۔

41

11

(۲) ایسے شخص کو بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی؟

(۴) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحبِ اجازت یا صاحبِ مجاز ہو سکتا ہے جس کی نسبت یقیناً بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں، نہ اس نے احکامِ شریعت کی بظاہر پابندی کی، دائرۂ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا، نہ اس نے شرک و کفر و فسق و فجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی، نہ توبہ کا شہادہ بنا یا۔

(۴) عوام الناس کو اپنی افراط نفسانی سے ایسے شخص کو جس کی نسبت عرض کیا جا رہا ہے اس کو رش و ہدایت کا اپنی ہادی بنا سکے ہیں یا نہیں؟

الاجواب

لا الہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے نہ ہے اسلام
اس کی بیعت معتبر ہو سکتی ہے، نہ قبل اسلام اس کی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کر بیعت
ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہل شرط اسلام ہے قال تعالیٰ،

وقد صالحت ما عملوا من عمل
فجعلناه هباء منثورا

اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصہ فرما کر
انہیں باریک باریک خبر کے بکھرے ہوئے ذرے
کر دیا کہ روزی کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)

جواس کے کفر پر ہتے ہوئے اسے مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ طریقت کرے اور جو اسے پیر و شہادت سمجھے یہ سب کافر ہو جائیں گے۔ برازیہ، مجمع الانہر و درمخار و غیرہ میں ہے۔

صفت شك ف كفر، فقد كفر. جس نے اس کے كفر میں شك کیا وہ کافر ہو گیا۔
 ہاں اگر وقت بیعت اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقرر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اُس کے بعد
 قبل اظہار کفر باذن کیا تو پیر الزام نہیں مگر جب بعد اُس نے کفر کیا مرتد ہو گیا بیعت فسخ ہو گئی اب جو
 اُسے بادی بنا سکے یہ کافر ہو گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سورة القرآن الكريم ٢٥/٢٣

سکالر المختار کتاب الجهاد باب المرتبة مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۶/۱

۲۰۴۰ھ از کلکتہ نمبر ۲۴۷ پوسٹ شعلہ نامک تلہ مرسدہ منصور علی میاں بگاں قدیم رسول
۱۳۳۷ھ اشعبان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

- (۱) مومن اور ولی میں کون کی نسبت ہے ؟
- (۲) درود شریف کے اندر بجاتے علی ابراہیم و علی آل ابراہیم کے علی آل داؤد یا علی آل نہر کو یا دوسرے ماننے کی کیا وجہ ؟
- (۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اس کو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر کہہ سکتے ہیں تو طہر ابدی و طہر اقلبی میں کیا فرق ہے ؟ اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں ؟
- (۴) صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مستقدم کیوں کیا ؟

(۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہو جانے کی کیا وجہ ہے ؟

الجواب

- (۱) اگر ولایت عام مراد ہے تو تساوی اللہ و علی الذین امنوا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ت) اور خاصہ تو قوم خصوص مطلق ان اولیاء الا المتقون (اس کے ولی تو پرہیزگار ہیں۔ ت)
- (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ولا عکس۔
- (۳) جس مضمون پر قرآنی عظیم دولت فرمائی مدلول قرآنی ہے بیعتی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور تشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت امتابہ حکم من عند ربنا (ہم اس پر ایمان لائے سبب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) نہ کہ من عند نفسك (تیرے نفس کے پاس سے۔ ت)
- (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔

۲۵۷/۲	۱	۲	۳
۲۴/۸	۱	۲	۳
۷/۳	۱	۲	۳

(۵) اللہ عزوجل نے فرمایا :

وَكُنْتُ الْمُرْسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ
التَّبَعِينَ عَلَيْهِ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
لَا تَزَالُ صَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ ظَاهِرِينَ
عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَذَلِهِمْ
وَلَا خَالَفَهُمْ حَقٌّ يَأْتِي أَمْرًا لِلَّهِ وَهُمْ عَلَى
ذَلِكَ بِمَا وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں
پچھلے۔ (ت)

میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا ان کی
رسوائی کا ارادہ کرنے والا اور ان کا مخالف ان کو
نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
کا امر (قیامت) آجائے در آنحالیکہ وہ حق پر
قائم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۱۲ از تھانہ فقہیہ رچو راسی ضلع اناؤ

۶۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی، اس دن سے زید نہایت
پریشان ہے، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب وراور اچھا ہوتا ہے۔
زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنیادی
ہوتی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کرو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کرو اور توشہ شاہنشاہ بغداد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرو حق تعالیٰ نے تصدیق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بظاہر و خفیہ سے
محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں :
ایک خشک گیلائی،

برنج (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکر (۵ مار)، میوہ (۵ مار)، شیرگود (۵ مار)،
زعفران (۵ تول)، گلاب (ایک بوتل)، کیڑا (ایک بوتل)، الائچی خورد (۵ مار)،
لوتک (۳ تول)۔

سۃ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

سۃ الدر المنثور بحوالہ مسلم والترمذی وابن ماجہ تحت آیت ولولا دفع اللہ الناس لکنت آتية اللہ علی قم ایران ۳۳/۴۰
صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفت من امتی قیدی کتب خانہ کراچی ۱۳۲/۲

اس کو پکا کر نیا زعفران شاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے۔
دوسرا حل وہ اس طرح کہ:

میدہ گندم (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکر (۵ مار)، میوہ (۵ مار)
حل وہ پکا کر کھڑا، گلاب، ورق فقرہ لگا کر فاقہ دے کر تقسیم کر دیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں
زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید نور اس کی اہلیہ طبع حضور کے ہیں اس وجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے
کہ یہ باتیں صحیح ہیں غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرما دیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کر سکے کیونکہ ان صدقات میں
مبلغ ایک سو روپے صرف ہونگے اور زید کی خواہ صرف عسہ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی
فرما دیں۔

الجواب

یہ محض باطل اور زنا نے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق
اور توشہ سرکار بقرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نخواست دفع ہو
جائز نہیں کہ اس میں اس کی نخواست مان لینا ہو اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا والعیاذ
باللہ تعالیٰ اس قسم کے خطرے دوسرے جب کہیں پیدا ہوں ان کے واسطے قرآن کریم و حدیث شریف سے
چند مختصر و مفید نافع دعائیں لکھتا ہوں انھیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھیں
اگر دل بختہ ہو جائے اور وہ وہم ہاتا رہے بہتر و درجہ وہ دوسرے پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے
اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ
تعالیٰ وہ وہم بالکل زائل ہو جائے گا اور اصل کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ
دعائیں یہ ہیں:

لن یضیبنّا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولینّا
وعلی اللہ فلیستوکل المؤمنون لیہ

ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھا
وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا
لازم۔

حبیبنا اللہ و نعم! موکیل یہ

اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنا نے والا۔

سہ القرآن الکریم ۵۱/۹

سہ ۱۴۳/۳

اللهم لا یاتی بالمحنات الا انت ولا یذهب
السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ
الا بک ۛ

الہی! اچھی باتیں کوئی نہیں داتا تیرے سوا اور بُری
باتیں کوئی ددر نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی نذر
طاقت نہیں مگر تیری طرف سے۔

اللهم لا طیرا لا طیرک ولا خسیر
الاخیرک ولا الہ غیرک ۛ

الہی! تیری ہی خال خال ہے اور تیری ہی خیر خیر،
اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ توشہ کہ انھوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب ہمارے
خاندان کے مشائخ میں اس کی ترکیب یوں ہے،

میدہ گندم (۱۵ مار)، شکر (۱۵ مار)، گھی (۵ مار)، منسہ بادام (۱۵ مار)،
پستہ (۱۵ مار)، کشمش (۱۵ مار)، ناریل (۱۵ مار)، لوگ، دارچینی، چھوٹی الائچی
ہر ایک سو اچھا تک۔

حضور کی نیاز دے کر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دعا کرائے۔ اصل وزن یہ ہیں، بقدر قدرت
ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف، چوتھائی، آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کر سے وہی اثر دینگا۔
واللہ صلیٰ علیہ وسلم اعلم۔

مسئلہ از مدرسہ نعتیہ اسلامیہ محلہ فراشناں دہلی مسؤلہ محمد ابراہیم احمد آبادی
۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فراتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عز وجل کو کرنے سے
آدمی مشرک ہو جاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس، فصل یا عرض عام
اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

الجواب

امام لامشی پھر ابو السعود ازہری پھر سید احمد طحاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں،
العبادة عبارة عن الخضوع و
التذلل وحدها فعل لا يبراد
عبادت انتہائی عاجزی اور انکساری کا نام
ہے، اس کی تعریف یہ ہے وہ ایک ایسا فعل ہے

کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۴
۵۵ ۵۵ ۲۸۵۸۰
موسمہ الرسالہ بیروت ۱۱۶/۱۰
" " " " ۱۱۵/۱۰

امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غفر العیوب نیز علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں :

فہرست شرح الاشباہ والنظائر میں ہے :

العبادة ما تُعْبَدُ به بشرط النية
ومعرفة المعبودية

تعريفات علامہ سید شریف میں ہے :
العبادة هو فعل المكلف على خلاف
هوى نفسه تعظيما لله

مفردات امام راغب میں ہے :
العبودية اظهر التذلل والعبادة
ابلغ منها لانها غاية التذلل ولا يستحقها
الامن له غاية الانضال
وهو الله تعالى ولهذا قال
لا تعبدوا الا اياه

97

٤٤ كتاب التعريفات باب العين
٤٥ المفردات في غريب القرآن ..
مطبعة الخيرية المنشأة بجاية مصر
كارخانه تجارت كتب كراچی

تاج العروس میں نقل کیا:

العبادة فعل ما يرضى به الرب لئلا يجادته فعل به جس کے کرنے پر رب ارضی ہوتا ہے۔ (ت)

یہ تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں وانا اقول وبالله التوفیق (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ ت) عبادت کسی کو اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جان کر اس کی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے باعث قادم کور اُس کے لئے بذاتِ نفس اس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اس کا امر ہے، اس تعریف کی تسجیل اور اُن تحریرات کے ماہر و ماہرین کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکت کے طرف ایما کریں **فاقول** وبہ استعین (تو میں کہتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ ت)

(۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عزوجل کے لئے ہو اس میں اُس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرّد زعم فاعل کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اس کا زعم بس مکافئ و تصدیق مشرکین عبادت الہی نہ تھا اور میتوں کے سامنے اُن کا سننے اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ یہود و افعال حقیقہ تعظیم نہ ہوں۔ یونہی امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اس کا امر ہو، کفار کا امر نہ تھا **بہذا** (اللہ نے ہمیں اس کا حکم دینا۔ ت) کنا اگر واقعی اُن کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔

(۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم، جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے، اور گوئی کا قرآن صلابت عزوجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد و الکلام میں ہے، اور امام ربیع نے تصریح فرمائی کہ:

الکفر هو الجهل بالله تعالى یتکفر به کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ جانے (ت)

ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ، کہا نصوا علیہ قاطبہ (جیسا کہ اس پر سب نے نص فرمائی۔ ت) اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اسکی

لے تاج العروس شرح القاموس فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۱۰

لے القرآن الکریم ۴/۲۸

لے

تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔

(۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت و قول پر الوہیت غیر ہی اُسے اقصیٰ غایات تعظیم مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرکب عناداً منکر ہو کر مانعبد ہم الا لیمقر بونا الی اللہ منالغی (ہم تو انھیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ جس اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔ ت) کہے، رب عز وجل ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ تم الذین کفروا بربہم بعد لون (پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت) خود مشرکین روز قیامت اعتراف کریں گے، اذ نسویکم رب العلمین نے جبکہ تم تمیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ (ت)
(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو ان سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے انھیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک کا ہے گا جیسے صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کر فی نفسہ عبادت نہیں و لہذا سجدات اربعہ صلوٰۃ و سہوۃ عبادت و شکر کے سوا سجدہ بے سبب تنقیہ کے نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدار المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوہر المنظم للامام ابن حجر المکی (جیسا کہ جوہر المنظم للامام ابن حجر مکی میں ہے۔ ت) و لہذا غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر ہو اور سجدہ تحت حرام و کبیرہ ہے کفر نہیں کما فی الہندیۃ والدروغیہما من الاسفار الغری و قد حققنا فی رسالتنا مستقلة فی السرد علی بعض المضلۃ (جیسا کہ ہندیہ اور دروغیہ روشنی کتابوں میں ہے اس کی تحقیق ہم نے بعض گمراہوں کے زوہد میں اپنے ایک مستقل رسالہ میں کر دی ہے۔ ت)

(۵) عبادت کہ لغتہً مخصوص ہے عبادت شریعہ کو لازم ہے وہ تذل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورت تذل ہو جیسے زکوٰۃ و جہاد کہ اسے حاکم و آمر و قاہر اور اپنے آپ کو محکوم و مامور و مقهور جان کے افعال امر میں تذل ہے مگر اقصیٰ غایات تذل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوٰۃ سے زائد تذل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اس کے رکوع، رکوع قیام، قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں۔ ہاں اُسے اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے۔

۱۰ القرآن الکریم ۳/۳۹

۱۱ " " ۱/۶

۱۲ " " ۶/۲۶

(۶) فقہاء کبھی نفسِ فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعاً عبادت نہیں اسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتیق و وقت اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عتیار میں اسے نکل اشرف عبادات بتایا ہے حتیٰ کہ در مختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا۔ علامہ حموی نے اس سے مراد جماع طلیل ٹھہرایا۔ استیفاء میں ہے،

اما العتیق فعندنا ليس بعبادة وضعاً
بدلیل صحیح من الکافر و
لا عبادة له قامت نوع وجه الله تعالى
قامت عبادة مثابا عليه و ان
اعتق بلامية صم و لا ثواب له
ان قامت صریحا ، و اما
الكنایات فلا بد لها
من النية قامت اعتق
للصم او للشيطان صم و
اشم و ان اعتق لعجل مخلوق
صم و قامت مباحا لا ثواب
ولا اثم و ينبغي ان يخص
الاعتاق للصم بما اذا
قامت المعتق كافرا ، اما
المسلم اذا اعتق له قاصدا
تعظیبه کفر كما ينبغي
ان يكون الاعتاق للمخلوق
مكروها والتدبير والكتابة
كالعتق ، واما الجهاد فمن اعظم
العبادات فلا بد له من
خلوص النية ، واما الوصية فكان لعتق

لیکن عتیق تو وہ ہمارے نزدیک وضع کے اعتبار
سے عبادت نہیں اسس دلیل کے ساتھ کہ عتیق
کافر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے جبکہ کافر کا کوئی فعل
عبادت نہیں ہوتا۔ اگر آزاد کرنے والا اللہ کی رضا
کی نیت کرے تو یہ عتیق عبادت بن جائے گا جس پر
ثواب دیا جائے گا، اور اگر اس نے نیت کے
بغیر آزاد کیا تو صحیح ہے اور اس کے لئے کوئی ثواب
نہیں ہوگا اگر یہ صریح ہے۔ دوسرے کنایات تو
ان میں نیت ضروری ہے، اگر کسی نے بت یا شیطان
کے لئے غلام کو آزاد کیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار
ہوگا۔ اور اگر مخلوق کے لئے آزاد کیا تو صحیح اور
مباح ہے اس پر نہ تو اسے ثواب ہوگا نہ ہی
گناہ۔ اور بت کے لئے آزاد کرنے میں یہ تخصیص
ہونی چاہئے کہ جب آزاد کرنے والا کافر ہو۔ رہ
مسلمان اگر وہ بت کے لئے آزاد کرے در انحالیکہ
وہ بت کی تعظیم کا ارادہ کرنے والا ہو تو وہ کافر
ہو جائے گا۔ جیسا کہ مخلوق کے لئے آزاد کرنا
مکروہ ہونا چاہئے۔ مگر بنانا اور مکاتب بنانا
عتیق کی طرح ہے لیکن جہاد تو وہ سب سے بڑی
جہادوں میں سے ہے چنانچہ اس کے لئے خلوص نیت
ضروری ہے۔ لیکن وصیت تو وہ عتیق کی مثل ہے۔

ان قصد التقرب فله الثواب و
 الا فہی صحیحۃ فقط واما الوقت
 فلیس بعبادة وضعا بدلیل صحیحہ
 من الکافر فان نوى القربة
 فله الثواب والا فلا - واما النکاح
 فقالوا انه اقرب الی العبادات
 حق الاشتغال به افضل من التخلل
 لبعض العبادۃ وهو عند الاعتدال سنة
 مؤكدة علی الصحیح فیحتاج
 الی النیۃ لتحصیل الثواب وهو ان
 یقصد اعفاف نفسه وتحصینہا وحصول
 ولد قسرا الاعتدال فی الشرح الکبیر
 شرح الکنز ولما لم تکن النیۃ
 فیہ شرط صحیحہ قالوا یصح
 النکاح مع الهزل وعلی هذا
 سائر القرب لا بد فیہا من
 النیۃ بمعنی توقعت حصول
 الثواب علی قصد التقرب
 بہا الی اللہ تعالیٰ من
 نشر العمل علیہا وافتاء
 وتصنیفہا واما القضاء
 فقالوا انه من العبادات
 فالثواب علیہ متوقع
 علیہا وكذلك اقامة
 الحدود والتعاشیر وکل

اگر تقرب کا ارادہ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا
 ورنہ فقط وہ صحیح ہو جائیگی۔ رہا وقت تو وضع کے
 اعتبار سے عادت نہیں ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے
 کہ وہ کافر کی طرف سے بھی صحیح ہو جاتا ہے چنانچہ
 اگر تقرب کی نیت کرے گا تو اسے ثواب ملے گا
 ورنہ نہیں۔ لیکن نکاح اس کے بارے میں تو مشائخ
 نے کہا کہ وہ عبادات کے قریب ترین ہے یہاں تک
 کہ اس میں مشغول ہونا محض عبادت کے لئے خلوت
 سے افضل ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اعتدال
 کے وقت نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ ثواب
 حاصل کرنے کے لئے اس میں نیت کی حاجت
 ہے اور وہ یہ کہ نفس کی پاکدامنی اور اولاد حاصل
 کرنے کا قصد کرے، اور اعتدال کی تفسیر ہم نے
 کنز کی شرح "شرح الکبیر" میں کر دی ہے۔ اور
 جب نکاح کے صحیح ہونے کے لئے نیت بشرط
 نہیں ہے تو فقہائے نے کہا ہے کہ نکاح ہزل کے
 ساتھ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اسی پر باقی عبادات
 کو قیاس کیا جائے گا کہ ان میں نیت ضروری
 ہے یا نہیں معنی کہ ثواب کا حصول اس بات پر
 موقوف ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا
 ارادہ کرے جیسے علم کو پھیلانا چاہے کسی کو علم سکھاکر
 یا غنوی دے کر یا کوئی کتاب لکھ کر۔ رہا قاضی بننا
 تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ عبادات میں سے ہے
 چنانچہ اس میں ثواب عبادت کی نیت پر موقوف
 ہوگا۔ اسی طرح حدود و تعزیرات کا قائم کرنا اور

مايتعاطاة الحکام والولاء وکذا
تحمل الشهادة وادائها
ہر وہ کام جس کو حاکم اور ولی سرانجام دیتے ہیں
اور یونہی خواہی کو اپنے ذمے لینا اور اُسے
ادا کرنا۔ (ت)

شرح التئیر طعلانی بلکہ خود الاشباہ والنظائر فی ثانی میں،

لیس لنا عبادة شریعت من عهد آدم
الآن ثم تستمر فی الجنة
الا الايمان والتکام
ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں جو آدم
علیہ السلام کے زمانے سے اب تک مشروع
رہی ہو پھر وہ جنت میں بھی جاری رہے گی سو
ایمان اور تکام کے۔ (ت)

مخبر میں ہے،

الظاهر ان المراد بالنکاح هنا
الوطی لا العقد واما ان كان حقيقة
فی العقد عندنا۔
ظاہر یہ ہے کہ نکاح سے مراد یہاں پر وطی ہے
نہ عقد، اگرچہ ہمارے نزدیک نکاح عقد
میں حقیقت ہے۔ (ت)

بلکہ اس کے فی اول میں ہے،

المراد بالنکاح هنا الوطی المستوجب
على العقد الصحيح بقية بقوله
حتى ان الاشتغال به افضل
من التخلي لمحض للعبادة
اقول لادلالة في بما يكون الاشتغال
بتدبير العقد اطول مكثا من
الوطی بل القرينة قوله
یہاں نکاح سے مراد وہ وطی ہے جو عقد صحیح
پر مرتب ہوتی ہے۔ اس پر قرینہ مصنف
کا یہ قول ہے جہاں تک کہ نکاح میں مشغول ہونا
محض عبادت کے لئے غلو سے افضل ہے
میں کہتا ہوں یہ کوئی دلالت و قرینہ نہیں لہذا اوقات
عقد کی تدبیر میں مشغول ہونا وطی میں مشغول ہونے
سے زیادہ طویل ہوتا ہے بلکہ قرینہ اس پر مصنف

۱۰	الاشباہ والنظائر	الفتی الاول	القاعدة الاولى	ادارة القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی	۳۴/۳۳
۱۱	الفتی الثاني	كتاب النکاح	۱۰	۱۰	۲۴/۱
۱۲	غزیمون البصائر	شرح الاشباہ والنظائر	۱۰	۱۰	۱۰
۱۳	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۳۴/۳۳

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتھے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح ہے؟ اس کا ثبوت

٢٠/٥٢
٣٤/٣٣

دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے ؟ حضور اس کو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

(۱) قرآن مجید سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اس کے متصل سورۃ فتح میں محمد رسول اللہ ﷺ

(۲) سورۃ بنی اسرائیل میں ہے :

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝
 قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے
 جہاں سب تمہاری حمد کریں (ت)

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ سورۃ نساء پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْا
 فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
 لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا مَّهِیْمًا ۝
 اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب !
 تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی
 چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور
 اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (ت)

رسول کا گناہگاروں کے لئے استغفار کی شفاعت ہی ہے۔ بے علم آدمی کو کافروں سے بد مذہبوں سے
 الجنا بحث کرنا سنت حرام ہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایاھم
 لا یفلحونکم ولا یفتنونکم اُن سے دور رہو انہیں اپنے سے دور کر دو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں وہ تمہیں
 فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ) اور اللہ تعالیٰ
 خوب جانتا ہے۔ (ت)۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۴

۲۔ " ۲۹/۴۸

۳۔ " ۴۹/۱۷

۴۔ " ۶۴/۴

۵۔ صحیح مسلم باب النہی عن الریایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ آدام باغ کراچی ۱۰/۱

رسالہ

شرح المطالب فی مبحث ابی طالبؐ

(مطالب کی وضاحت ابو طالب کی بحث میں)

مسئلہ ۲۱۵ از بدایین ۱۲۹۳ھ بعبارت سوال و ثانیاً بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور
قریب مسجد کا پنج مرسلہ جماعت اہل سنت ساکنان احمد آباد ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ ہجری
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابو طالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا عمال کہتے ہیں
اور قزوینی دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ انھوں نے جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت
حمایت و محبت بدرجہ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد نیکے حضور نے ان کے لئے استغفار فرمائی اور
جامع الاصول میں ہے کہ :

”اہل بیت کے نزدیک وہ مسلمان مرے۔“

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعاده میں فرمایا :

کم ازان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و کم ازم اس مسئلہ میں توقف کر سکتے ہیں اور احتیاط
صرف نگہ دارند۔
کو طوطہ رکھتے ہیں (مت)

اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ ان کا بنام قریش منقول جو حرفا حرفاً ان کے اسلام پر شاہد
ان دونوں میں کوئی حق پر ہے، اور ابو طالب کو مثل ابولہب و ابلیس سمجھنا کیسا اور ان کے کفر میں کوئی حدیث

صحیح وارد ہوئی یا نہیں، بر تقدیر ثانی انہیں خاص و کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں؟ یتنوا یستد الکتاب تو جردا من الملک الوہاب بیوم القیامہ والحساب (کتاب کی سند کے ساتھ بیان فرمائیے قیامت اور حساب کے دن ملک الوہاب سے اجر پیچھاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ! ہمارے پروردگار! اور حمد تیری ذات کے زیادہ لائق ہے نسبت اس کے جو بندے نے کہا۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تو نے عطا فرمایا اُسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو نے روک دیا اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور جسے فیصلے کوئی روک کر یا لایا نہیں، اور تیرے سامنے کسی تو لگ کر کی تو لگ کر اُس کے لئے نافع نہیں، تیرے لئے ہی محسوس ہو کر جو تو نے ہدایت دی، عصاف فرمایا، غایت دی، عطا فرمایا اور والی بنایا۔ تو برکت والہ ہے اور برتر ہے، اے سر بہ کبر! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیرے دریاں کہ ظاہر سے تیری ذات کی پناہ مانگتے ہوئے اور اس پر گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ برتر و عظیم کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ یہی کرنے کی قوت۔ تو عزت والا غالب ہے کوئی بھاگنے والا تیرے قابو سے باہر نہیں پاسکتا اور جو تو روک دے کوئی طالب اس کو پا نہیں سکتا۔ تجھ پر کچھ بھی واجب نہیں، تو نے تقدیریں مقدر فرمائیں اور اودار کر گزرا دی، اور جو تو نے لکھا تھا کتب تقدیر میں مکہ دیا۔ کوئی آدمی جنتوں جیسے کام کرتا ہے تو انسانوں اور جنوں میں سے کچھ گمان کرنا

لنہتم ربنا ولو جہلک الحمد احق ما قال العبد وکلنا لک عیسا لامانع لما أعطیت ولا معطل لما منعت ولا مراد لما قضیت ولا ینفع ذا الجہد منک الجہد لک الحمد علی ما ہدیت وعظمت وعافیت و منحت واولیت تبارکت وتعالیت صبحک ربیت البیت مستجیرین بجمال وجہک نکریہ من عذابک الایم وشاہدین بان لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزک ہار ب ولا یدرک ما منعت طالب ما علیک من واجب قدرت الاقدار و دورت الادوار و کتبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعلم الجنان فیظن الظان من الافس والمحبان انت میدخلہا وکانت قد کانت فیغلیہ الکتاب فاذا هو خائب و یفصل فاعل افعال النیرات فیحب الجیران و من طلع علیہ النیران انت

میوردها و کائنات قدحان قیدر کہ
 القدس فاذا هو تائب آمسلت خیر
 خلقک وسراج افقک محمد المبعوث
 بیدرک و رفقک بشیرا و نذیرا و
 سراجا منیرا ملاضوۃ المشارق
 والمغارب وعم فوسۃ الابعاد والاقارب
 وحرم بقرب حضرتہ من حضرة قریہ
 ابوطالب فلک الحجة السامیة صل
 علی محمد صلاۃ ناصیة وعلی
 آلہ وصحبہ واهلہ وحزبہ صلاۃ
 ترضیک وترضیہ وتحفظ المصلی
 عما یردہ وبارک وسلم ابدا
 ابدا والحمد للہ دائماً وصلاً آمین
 آمین یا ارحم الراحمین !

مکان کہنے لگے ہیں کہ عنقریب یہ جنت میں داخل
 ہو جائے گا گویا کہ ایسا ہو گیا۔ پھر اس پر لکھا ہوا
 غالب آجاتا ہے تو وہ ناکام ہو جاتا ہے اور کوئی عامل
 جہنمیں جیسے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے
 پڑوسی اور دیگر لوگ سمجھنے لگے کہ عنقریب یہ
 اس میں داخل ہو گا اور گویا کہ اس کا وقت قریب
 ہو چکا ہے پھر قیدی اس کو پالیسی ہے تو وہ تائب
 ہو جاتا ہے۔ تو نے اپنی مخلوق میں سے بہترین کو
 بھیجا جو تیرے افق کا سراج ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جو تیری طرف سے آسانی
 اور نرمی کے ساتھ مبعوث ہوئے خوشخبری سناتے،
 ڈر سناتے، چکا دیتے، اسے چراغ جس کی روشنی
 نے مشرقوں اور مغربوں کو بھر دیا، اس کا نور دور
 نزدیک والوں کو عام ہے۔ اور ابوطالب اس

کی بارگاہ کے قرب کے باوجود اس کی بارگاہ قرب سے محروم رہے۔ چنانچہ تیری ہی محبت بلند ہے۔ محمد مصطفیٰ
 آپ کی آل، آپ کے اصحاب، آپ کے اہل خانہ اور آپ کی جماعت پر ایسا بارہنے والا درود نازل فرما
 جو تجھے بھی پسند ہو اور انھیں بھی پسند ہو جو درود پڑھنے والے کو بھکت سے بچائے اور برکت و سلام نازل
 فرما ہمیشہ کے لئے۔ اور ہر جگہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اسے بہترین رقم فرمانے والے، جاری
 دُعا کو قبول فرما۔ (ت)

اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والاخرین سید الابرار صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الی یوم القرار کی حفاظت و حمایت و کفالت و نصرت میں مصروف رہے، اپنی اولاد
 سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جاں ہو گیا تھا، اور حضور
 کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت مگر اراکی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غفلت ساری
 جاں نثاری کا نام نہ رکھا، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے رسول
 ہیں، ان پر ایمان لگنے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعمت شریف میں قصائد ان سے منقول اور ان میں براہ فراست وہ امور ذکر کئے کہ اُس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعربیت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر۔ ایک شعر ان کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

وایضیٰ یستقی الغمار بوجهہ شمال الیتامی عصمة للاسرامل
(وہ گورے رنگ والے جن کے رُوئے روشن کے توسل سے یزید برستا ہے، یتیموں کے جاتے پناہ برآؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ت)

محمد بن اسحق تابعی صاحب سیر و منازی نے یہ قصیدہ تمام نقل کیا جس میں ایک سواڑس میں شرح جیل و نصبت فیہ پر مشتمل ہیں۔ شیخ عقیق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں،

ولات حریج دار بکمال محبت و نہایت نبوت۔ یہ قصیدہ ابو طالب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادانتی۔ کمال محبت اور آپ کی نبوت کی انتہائی معرفت پر دلالت کرتی ہے۔

مگر مجددان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال ان سے حاملت اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباسؓ بلکہ ظاہر اسیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الامام حضور افضل الانام علیہ علی آئمہ افضل الصلوٰۃ والسلام کہتے جاتے۔ تقدیر الہی نے بر بنائے اُس حکمت کے جسے وہ جانتے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں گروہ مسلمین و غلامان یکتب اللہ بنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاحتمل و یا ادلی الابصار (تو عبرت لو اسے نگاہ والو!۔ ت) صرف معرفت اگر کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں، دانستن و شناختن اور چیز ہے اور اذعان و گردیدن اور کم کا فرقتے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحد و ابھار و استیقتہما انفسہم (اور ان کے منکر ہونے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا۔ ت) اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جہم گئی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر ان کے نزدیک کا لیمان سے بھی زائد تھا معاذ اللہ میں بصر علی

۱۔ صحیح البخاری ابواب الاستسفار باب سوال الناس الامم الاستسفار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۶

۲۔ شرح سفر السعاده فصل در بیان عیادت بیمار ان مکتبہ نور پور رضویہ سکھر ص ۲۲۹

۳۔ القرآن الکریم ۱۲/۱۳

۴۔ القرآن الکریم ۲/۵۹

بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہ و احتمال نہ تھا۔ قال جبل وعلا (اللہ جل وعلا نے فرمایا)۔
يعرفونه كما يعرفون أبناءهم۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں
کو پہچانتا ہے۔ (ت)

وقال عن من قائل،

فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين۔
تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اسکے
منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ (ت)

وقال جبل ذكروا،

يجدوناه مكتوباً عندهم في التوراة والانجيل۔
لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل
میں۔ (ت)

بعض کڑچشم پر باطن و باہرہ حصر کر اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں معذور کا
ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے، نصوح قاطع سے انکار اور خدا و رسول کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ
کی حمایت و تصدیق کرنے والے ہیں اعدوہ باللہ من دوسو اس الشیطان (میں شیطان کے دوسووں سے
پناہ مانگتا ہوں۔ ت) شرح عقائد نسفی میں ہے،

ليست حقيقة التصديق انت تقدم في
القلب نسبة الصدق الى الخبر
والخبر من غير اذعان وقبول بل هو
الاعان وقبول لذلك بحيث يقو
عليه اسم التليم على ما صرح به
الامام الغزالي۔
حقیقت تصدیق یہ نہیں کہ دل میں خبر یا خبر کی سچائی کی
نسبت واقع ہو جائے بغیر اذعان و قبول کے بلکہ وہ تو
اذعان اور اس طرح قبول کرنا ہے کہ اس پر
اسم تسلیم واقع ہو۔ جیسا کہ امام غسزالی
علیہ الرحمہ نے اس کی تصریح فرمائی
ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

سۃ القرآن الکریم ۱۴۶/۲

سۃ الفرق الکریم ۸۹/۲

سۃ " ۱۵۴/۴

سۃ شرح عقائد النسفی والایمان فی اللغة العربیة دار الاشاعرة العربیة قندهار افغانستان ص ۸۹

بعض القدرية ذهب المباحث الايمان
هو المعرفة واطبق علما ونا على فساد
لا اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة
محمد صلى الله تعالى عليه وسلوكه
كانوا يعرفون ابناءهم مع القطع بغيرهم
لعدم التصديق ولا من الكفار
من كانت يعرف الحق يقينا واسما
كان ينكر عناه او استكبارا قال الله
تعالى وجحدوا بها واستيقنتها
انفسهم

بعض قدرية اس طرف گئے ہیں کہ ایمان فقط معرفت
کو کہتے ہیں، اور چارے علماء کا اس قول کے قیاد
پر اجماع ہے، کیونکہ اہل کتاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو ایسے پہچانتے تھے
جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے، اس معرفت کے
باجہ دان کا کفر قطعی ہے کیونکہ وہاں تصدیق
نہیں پائی گئی۔ اور اس لئے بھی کہ بعض کافر
یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے اور محض عناد و
تکبر کی وجہ سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: **عَالَمُونَ** کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں
میں اُن کا یقین تھا۔ (مت)

حق دوائی شرح عقائد عضدی میں فرماتے ہیں،

التلفظ بكلمات الشهادتين مع القدرة
عليه شرط فثبت اخل به فهو كافر
مخلد في النار ولا تنفعه المعرفة
القلبية من غير اذعان وقبول
فان من الكفار من كانت يعرف
الحق يقينا وكان انكاره عنادا
واستكبارا كما قال الله تعالى وجحدوا
بها واستيقنتها انفسهم ظلما و
علوا

شہادت (توحید و رسالت کی شہادت) کے دو
کلموں کے ساتھ تلفظ کرنا جبکہ اس پر قادر ہو
ایمان کی شرط ہے، تو جس نے اس میں کوتاہی کی
تو وہ کافر ہے اور دائمی طور پر جہنم میں رہنے والا
ہے، اور اذعان و قبول کے بغیر معرفت مستحبی
اس کو نفع نہیں دے گی، کیونکہ بعض کافر ایسے
ہیں جو یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے۔ ان کا انکار
عناد و تکبر کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: اور ان کے منکر ہوئے حالانکہ اُن کے دلوں
میں ان کا یقین تھا علم اود تکبر کی وجہ سے۔ (مت)

لہ شرح عقائد النسخ والایمان لایزید ولا ینقص دارالاشاعت العربیة قندھار افغانستان ص ۹۲
لہ الدوائی علی العقائد العنصرية والكفر بغير الايمان مطبع مجتہدی دہلی ص ۱۰۱

آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متضافرہ سے ابو طالب کا کفر پرنا اور دم والپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب ناز سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی شخص کو مجالِ دم زدن نہیں۔ ہم یہاں کلام کو سائنس فصل پر منقسم کریں۔

فصل اول — آیات قرآنیہ

آیت اولیٰ : قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ عَمًى اَحَبَّ بِكَ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ عَمًى اَحَبَّ بِكَ
 وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ اَعْلَمُ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ عَمًى اَحَبَّ بِكَ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ عَمًى اَحَبَّ بِكَ
 بِالْعَمَلِ دِيْنًا اَحَبَّ بِكَ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ عَمًى اَحَبَّ بِكَ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ عَمًى اَحَبَّ بِكَ
 ہے جو ماہِ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کو پیر ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے :

نزالت فی الحب طالبؑ . ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

جلالین میں ہے :

نزل فی حرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ایمان عتہ ابی طالبؑ . یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ کے چچا ابو طالب کے ایمان لانے کی حرص میں نازل ہوئی۔ (ت)

مدارک التنزیل میں ہے :

قال الزجاج اجمع المضعون انها نزلت فی ابی طالبؑ . زجاج نے کہا کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کو ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

کشاف زمخشری و تفسیر کبیر میں ہے :

لہ القرآن الکریم ۵۶/۲۸

معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۵۶/۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۸۶/۲

تفسیر جلالین ص ۳۳۲ اصح المطابع دہلی

مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) دار الکتب العربیہ بیروت ۲۴۰/۲

قال الزجاج اجمع المسلمون انها
نزلت في ابي طالب عليه

زجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ
ابن طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

اجمع المفسرون على انما نزلت في
ابي طالب وكذا نقل اجماعهم على هذا

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن طالب
کے حق میں نازل ہوئی، اور جیسا کہ زجاج وغیرہ نے
اس پر ان کا اجماع نقل کیا ہے۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے،
لقوله تعالى في حقه باتفاق المفسرين

ابنك لا تهدي من احببت بك

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے جو بالفاسق
مفسرین اس (ابن طالب) کے بارے میں ہے،

اسے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو، دیتے

حدیث اول: صحیح حدیث میں اس آیت کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین

ﷺ نے آپ کو یہ آیت کریمہ سنائی تو آپ نے فرمایا: صاف انکار کیا اور کہا

مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان چھوڑ دینا اور نہ حضور کی خوشی کر دینا۔ اس پر

رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری یعنی اسے حبیب! تم اس کا تم ذکر و تم اپنا منصب تبلیغ

ادا کر چکے ہو ایت دینا اور دل میں فہم آیا ہے کہ یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور

اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان و جامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه

وسلم نعمه (نزل الله عليه ف احسب

تفسیر الکشاف

سہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۵۶/۲۸ المطبعة البیروتیہ مصر

تفسیر الکشاف دار الکتب العربیہ بیروت ۴/۴۲۲

۱/۲۵

۲۱/۱

۶۴۰/۶

عند الموت قل لا اله الا الله اشهد
 لك بها يوم القيمة قال لو لا ان تعيرني
 قریش يقولون انما حملته على ذلك
 الجعزع لا قررت بها عينك فانزل الله
 عز وجل انك لا تهدي من احببت
 ولكن الله يهدي من يشاء
 نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ: اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو، ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ (ت)

مسلم و دارک و بیضاوی و ارشاد العقل السليم و خازن و معجمات التيسير و تفسير في اسي حديث
 کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ: قال جبل جلاله (الله جل جلاله نے فرمایا۔ ت)،
 ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا
 للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد
 ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم
 روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں
 مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں
 بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکی آگ
 میں جانیں والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔
 تفسیر امام نسفی میں ہے:

هم عليه الصلوة والسلام انت يستغفر
 لابي طالب فنزل ما كان للنبي
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلهذا فرمايكم ابوطالب
 کے لئے استغفار کریں تو یہ آیت کریمہ نازل
 ہوئی کہ نبی کو یہ روا نہیں۔ (ت)

۴۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الدلیل علی صوة الاسلام	۱۳/۹
۱۵۰/۲	امین کمپنی دہلی	سورة القصص	۱۳/۹
		تفسیر القرآن الکریم	
۱۲۸/۲	دارالکتب العربی بیروت	تحت آیت ۱۱۲/۹	۱۳/۹

بولین میں ہے :

نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لعمہ ابی طالبؑ
یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے
چچا ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے بارے
میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام طبری عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :

قال الواحدی سمعت ابا عثمان الخیری سمعت اما الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج
يقول فی هذه الآية أحکم المفسرون انها نزلت فی ابی طالبؑ یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں
بسنہ خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔

اقول هكذا اثبت ههنا والعرف من
الزجاج قوله هذا فی الآية الاولى
كما سمعت والمذكور ههنا في المعالم
وتغيرها انت الآية مختلف في سبب
نزولها فليدراجم تفسير الواحدی
فلعله اراد اتفاق الاكثرین و
لما يلق الخلاف بالانكونه خلافت
ما ثبت في الصحيح۔

میں کہت ہوں یہاں تو وہ ایسا ہی منقول ہے حالانکہ
زجاج کا یہ قول پہلی آیت کے بارے میں معروف
ہے جیسا کہ تو سن چکا ہے۔ اور معالم وغیرہ میں
اس مقام پر مذکور ہے کہ آیت کے سبب نزول
میں اختلاف ہے چنانچہ تفسیر واحدی کی طاعت
مراجعت کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی مراد
اکثر مفسرین کا اتفاق ہو اور اُس نے مخالفت
کی اس بنیاد پر کوئی پروا نہ کی ہو کہ اسی کے
مخالفت ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکا ہے۔ (ت)

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول دربارہ ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُسی کی شرح غنیۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں :

هو الصحيح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے۔

اسی طرح اُسی کی تصحیح فتوح الغیب وارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے کہ اسباقی

۱۔ تفسیر جلالین تحت آیت ۱۱۳/۹ صحیح المطابع دہلی ص ۱۶۷
۲۔ عمدۃ القاری کتاب الجنائز تحت حدیث ۱۳۶۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۲/۸
۳۔ غنیۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر بیضاوی تحت لایۃ ۱۱۳/۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶۳۸/۴

وہندہ التصحیحات ایضاً آیۃ الخلاف کمالیسی بخلاف (جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور یہ تعصیص بھی مخالفت کی علامت ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)
حدیث دوم: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے:

واللفظ محمد قال حدثنا محمود بن كزيب
عن سعيد بن المسيب عن ابيه
رضي الله تعالى عنهما ان ابا طالب لما
حضرته الوفاة دخل عليه النسيبي
صلى الله تعالى عليه وسلم و
عند ابي جهم فقال اعب عم
قل لا اله الا الله كلمة احب
لك بها عند الله فقال ابو جهم
وعبد الله بن امية يا ابا طالب
اترغب من مسألة عبد المطلب
فلم يزل الا يكلمانه حتى قال
اخبرني عن عبد المطلب به عن ملة
عبد المطلب (خبر البخاري
في الجنازة وتفسير سورة
القصص كمثله مسلم في
الايمان و ابا ابن يقول
لا اله الا الله) فقال النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم لا تستغفر من
لك ما لم انه عنه، فنزلت
ما كان للنبي والذين آمنوا
ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى
من بعد ما تبين لهم انهم اصحب

اور لفظ محمد کے ہیں، انہوں نے کہا ہم کو حدیث
بیان کی گود نے، پھر اپنی سند کے ساتھ سعید
بن مسیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے ذکر کیا،
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ ابو طالب جب قریب الموت
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے
پاس تشریف لائے جبکہ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ
وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا، اے چچا! اگر خیر
لا الہ الا اللہ پڑھ لو میں اس کے ذریعے تمہارے لئے
جبراً کروں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا،
اے ابو طالب! کیا عبد المطلب کے دین سے عوض
کر لو گے؟ وہ دونوں مسلسل ابو طالب سے یہی بات
کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ابو طالب نے جو غری بات
انہیں کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر
قائم ہوں (امام بخاری نے جنازہ اور سورۃ قصص کی
تفسیر میں یہ اضافہ کیا جیسا کہ امام مسلم نے کتاب الايمان
میں کیا ہے کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے
سے انکار کر دیا) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کر دیا گیا میں تیرے
لئے ضرور استغفار کروں گا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ
نازل ہوئی، روا نہیں تھی اور ایمان والوں کو کہ
استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قریب
وائے ہوں بعد اُس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ

الجحیم ۵ ونزلت آتک لاتمہد ع من
اجبت یہ
بھڑکتی آگ میں جائیں گے ، اور یہ آیت کریمہ نازل
ہوئی : اے نبی ! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست
رکھو۔ (ت)

اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقت مرگ کر طیبہ سے مصافحہ انکار کر دیا اور ابوجہل العین
کے اغوا سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا حضور رحمة اللعالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لئے استغفار
کروں گا۔ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کے لئے
استغفار سے منع کیا اور مصافحہ ارشاد فرمایا کہ مشرکوں و دوزخیوں کے لئے استغفار ہاتھ نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیۃ امتا تزیین
النہ من شرع نزول الآية فیہ بیان
صوت ابی طالب کانت قبل الهجرة و
هذا اخر ما نزل بالمدينة آخر فدود
بنی ف ارشاد الساری عن الطیبی
عن التقرب انہ یجوز انہ النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت
یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا
والتشدید مع الکفار اسما ظہر فی
ہذا السورۃ ثم قال اعنی القطلا فی

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے
ہیں۔ رہا زعمشری کا ابوطالب کے بارے میں اس
آیت کے نزول کو اس بنیاد پر ضعیف قرار دینا
کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے پہلے ہوئی جبکہ
یہ آیت کریمہ آخری مرحلہ پر مدینہ منورہ میں نازل
ہوئی۔ تو وہ مردود ہے اس دلیل کی وجہ سے
جو ارشاد الساری میں طیبی سے بحوالہ تقریب
مذکور ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اس آیت کے نزول تک ابوطالب
کے لئے استغفار کرتے رہے ہو۔ کافروں کے ساتھ

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لا الہ الا اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۱
صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۴۸
صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ البراءۃ باب کان علی والذین آمنوا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۴۵۵
سورۃ القصص باب قوله تعالیٰ انک لاتہدی من اجبت ۲/۳۰۳
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضر الموت ۱/۲۰۰
سنن النسائی کتاب الجنائز النہی عن الاستغفار لشرکین نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۱/۲۸۹
مکمل الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل تحت آیتہ ۴۴۲ مکتبۃ الاعلام الاسلامی فی الحوزۃ العلمیۃ قم ایران ۲/۳۱۵
ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ توبہ دار الکتب العربیۃ بیروت ۴/۵۸

قال في فتوح الغيب وهذا هو الحق
ومرواية نزولها في اب طالب هي
الصحيحة والله اسد الامام الراعي
في الكبير وقال العلامة الحقاقي في
غاية القاصي بعد نقل كلام
التقريب اعتمده من بعد من
الشراء ولا يتأخيه قوله في الحديث
فترلت لامتهاء استغفار له لسه
الم نزولها اولاً الفاء للسببية
بعد من تعقيب له.

شعبۃ لیسندکی قرآن سورۃ میں ظاہر ہوتی ہے کہ امام
قسطلائی نے فرمایا کہ فتوح الغیب میں ہے کہ یہی حق ہے
اور اس کے ابوطالب کے بارے میں نزول والی روایت
بھی صحیح ہے کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں پونہی
زخمی کا ذکر کیا ہے اور علامہ خاکی نے غایۃ القاصی
میں تقریب کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا کہ بعد
والے تمام شارحین نے اس پر اعتماد کیا ہے
اور یہ حدیث میں وارد راوی کے قول فضولت
کے منافی نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے نزول آیت تک ابوطالب کیلئے استغفار
میں استمرار فرمایا یا اس لئے کہ فار سببیت کیلئے ہے
کہ تعقیب کے لئے ۱۰۰ (۱۰۰)

میں کتابوں کو استغفار کے استمرار و دوام پر
دلیل سیدہ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
ہے کہ میں تیرے لئے ضرور استغفار کروں گا
جب تک مجھے منع نہ کیا گیا۔ ہذا یہ مقام جرم ہے
ذکر مقام تجوز و تائید۔ علاوہ ازیں امام جلال الدین
سیوطی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاتقان میں یہ بیان
کرنے کے لئے ایک فصل قائم فرمائی ہے کہ کلی

اقول والدلیل علی الاستمرار
واستدامة الاستغفار قول سيد الابرار
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغفرون
لکم ما لکم انہ عنہ فہذا مقام الجزم
وہو التجویز والاستظهار بحصول امن
الامام الحلیل الجلال السیوطی فی
کتاب الاتقان بعد فصلایہ

لما ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ دار الکتاب العربی بیروت ۱۵۸/۲
لے غایۃ القاصی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت آیت ۱۱۲/۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶۴۰/۲
لے صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب ۵۴۸/۱ و سورۃ التوبۃ ۶۴۵/۲ و سورۃ القصص ۷۰۳/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام الا قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۰/۱
لے الاتقان فی علوم القرآن فصل فی ذکر ما استثنی من کل والحدیث دار الکتاب العربی بیروت ۷۳/۱

سُورَتوں کی کون سی آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں اور اس کے برعکس (یعنی مدنی سُورَتوں کی کون سی آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں) اور اس میں بعض مفسرین کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ مکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد سے میں نازل ہوئی جو آپ نے ابو طالب سے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا گیاں میں تیرے لئے استغفار کروں گا۔ اور امام سیوطی نے اس کو برقرار رکھا، اس بنیاد پر تو اشکالِ ہرے سے ہی دفع ہو جائے گا، پھر کتاب التفسیر میں بخاری کے لفظ یہ ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کو بر نازل فرمائی۔ حافظ نے فتح الباری میں کہا روایت تفسیر کی بنیاد پر ظاہر یہ ہے کہ اس کا نزول مکہ کا ردو عالمِ مکی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مذکور سے کچھ مدت کے بعد ہوا۔ یہ بھی سرے سے شبہ کا ازالہ کرتا ہے۔ مستند

زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اسی لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث میں نے ابو طالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

آیت ثانیہ: وَقَالَ عَزْمَجِدْهُ (اللہ عز مجدہ نے فرمایا۔ ت)

وهم يهتفون عنه وينأون عنه وہ اس نبی سے اور وہی کو روکتے اور ہازر کرتے ہیں
وانت يهتكومت الا انفسهم و اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے

لے دیکھ شرح الزرقانی علی المواہب المدینہ ذکر وفاة خدیجہ والی طالب دار المعرفہ بیروت ۱/ ۲۹۳

ما نزل من آيات السور المكية بالمدينة
وبالعكس وذكر فيه من بعضهم
من آية ما كان للنبي آية مكية
نزلت في قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم لا لب طالب لا تغفرت لك
ما لم انه عنه واقرة عليه فعل هذا
يزهق الاشكال من رأسه ثم ان
لفظ البخاري في كتاب التفسير ما نزل
الله بعد ذلك قال الحافظ في فتح الباري
انما هو نزولها بعد بركة لرواية
التفسير وهذا ايضا يطبع الشبهة
من رأسها اذ هذيت العلامة
الزرقاني في شرح المواهب وبعد التيسر
وانق اذ قد افصح الحديث الصحيح
بنزولها فيه فكيف ترد العساح
بهمومات.

زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اسی لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث میں نے ابو طالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

مايشعرون ۛ

ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی چاروں کو ہلاک
کہتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر جبے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون۔ سلطان المفسرین
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجدد امام عطار
بن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں، یہ آیت ابو طالب کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام بعوی مکی السند میں ہے :

ابن عباس و مقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت ابو طالب
کے بارے میں نازل ہوئی، وہ لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے روکتا تھا، اور
انھیں منع کرتا تھا اور خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر ایمان لانے سے ڈھکھتا۔ (ت)

قال ابن عباس و مقاتل نزلت فی
ابی طالب کان ینہی الناس عن اذی
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینہم
و ینأی عن الایمان به اھ یجحدون

انوار التنزیل میں ہے :

وہ لوگوں کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعاقب
کرنے سے روکتے اور خود آپ سے دُور رہتے
چنانچہ آپ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ ابو طالب (ت)

ینہون عن التعرق لہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینأون عنہ
فلا یؤمنون بہ کابی طالب

حدیث سوم : فرمائی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمزہ اور ابن جریر
و ابن منذر و ابن ابی عاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردودہ اور حاکم مستدرک میں باقائدہ تصحیح اور بہت ہی قائل القیود
میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں راوی :

یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارے میں اُتری کہ وہ
کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی عن المتسکین
ان یؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

سۃ القرآن الکریم ۲۶/۹

دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/۲
دار الفکر بیروت ۴/۲

سۃ معالم التنزیل (تفسیر لغوی) تحت آیت ۲۶/۹
سۃ انوار التنزیل (تفسیر لیلیٰ) " "

ایذا سے منع کرتے ہا ز رکھتے اور حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دُور رہتے۔

مغایب الغیب میں فرمایا اس میں دو قول ہیں، ان میں
سے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی
رسالت کے اقرار سے روکتے ہیں، جبکہ عطاء اور
مخالفت نے کہا کہ یہ آیت کوبراہ طالع کے بارے میں
نازل ہوئی وہ قریش کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ایذا رسانی سے روکتے تھے پھر خود آپ سے دُور
رہتے اور وہی میں آپ کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

قول اول دو وجہ سے زیادہ مناسب ہے،
وجہ اول یہ ہے کہ اسی آیت کوبراہ سے ماقبل والی
تمام آیات قریش کے طریقہ کی مذمت کا تقاضا
کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ اللہ کا قول "وہم ینہون
عندہ" یعنی وہ اس سے روکتے ہیں یہی امر
مذموم پر محمول ہونا چاہیے۔ اگر ہم اس کو اسی معنی
پر محمول کریں کہ براہ طالع ہی کویم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ایذا رسانی سے روکتے تھے تو یہ نغمہ ذکر حاصل
نہ ہوگا۔ وجہ ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد
فرمایا ہے کہ وہ خود اپنی ہی جاتوں کو ہٹا کر دے ہیں۔
اس سے مراد وہی ہے جس کا ماقبل ذکر ہو چکا ہے۔

قال فی مغایب الغیب فیہ "قولات
منہم من قال المراد انہم ینہون
عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ
وقال عطاء ومقاتل نزلت فی
ابی طالب کانت ینہی قریشا عن ایذاہ
النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم
یتباعہ عنہ ولا یتبعہ علی دینہ مو
القول الاول اشبه لوجہین الاول ان
جميع الایات المتقدمة علی هذه
الایة تقتضی ذمہ طریقہم فکذا للک
قولہ "وہم ینہون عنہ" ینبغی
ان یتکوّن محمولاً علی امر
مذموم فلو حملناہ علی ان ابا طالب
کانت ینہی عن ایذاہ لما حصل
هذا النظم والشاف انہ تعالیٰ
قال بعد ذلك "وان یمنکون الا
انفسہم" یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا
یلحق ذلك ان یتکوّن المراد من
قولہ "وہم ینہون عنہ" انہم

لہ الدر المنثور بحوالہ القرطبی وعبید الزاق وغیرہ تحت الآیۃ ۲۶/۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۷
جامع البیان (تفسیر طبری) تحت آیت ۲۶/۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۲
دلائل النبوة طبعی جماع اجواب المسئلات باب وفاة ابی طالب دار المکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۴۰
تفسیر ابن الجوزی تحت آیت ۲۶/۹ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ریاض ۴/۱۲۷۷

عن أبيه لا تترك ذلك حسن لا يوجب
اسهالك آه۔

اقول اصل الذم هنأى

وقد تشدد بالنهي فان الذنب
بعد العلم اشد منه حين
الجهول فذكر انهم لا يبانة
شدة ما يلحقه من الذم في ذلك و
عظمة ما يعتريه من المنور
فيما هنالك فان العلم حجة الله ماله
وميك الا ترى ان قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم في اب طالب ولو لا اننا
لكان في الدرك الاسفل من النار
كما ساق صم ما علم من حمايته
وكفالتة ونصرتة ومحبتة للنبي
صلى الله تعالى عليه وسلم طول عمره
فانما كاد يكون في الدرك الاسفل
لو لا شفاعته رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم لما اجد
الايمان مع كمال العرفان فالانية

اور یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور وہ
اس سے روکتے ہیں اسے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکنا جو اس لئے کر رہا تو
حسن ہے جو موجب پاکت نہیں ہوتا (ت)
میں کہتا ہوں اصل ذمت تو غائی عیسیٰ دور
رہنے کی وجہ سے ہے جو نبی کے سبب سے شدید
ہو گئی، کیونکہ علم کے بعد گناہ اس گناہ سے زیادہ شدید
ہو جاتا ہے جو زمانہ جہالت میں کیا گیا ہو۔ چنانچہ نبی کا
یہاں ذکر اس شدت و عظمت کے اظہار کے لئے جو
اس سے ملے گناہ اور بوجہ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ
علم اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تیرے حق میں اور مجھے
خلافت کیا تو ابوطالب کے بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہیں
دیکھا کہ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے
نچلے طبقہ میں ہوتا۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔
ابوطالب کی طرف سے تمام طرح کی کریم مسلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت، کفالت، نصرت اور
محبت کے باوجود کہ معلوم ہے۔ اگر نبی اللہ صلی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ہوتی تو ابوطالب
جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے کیونکہ کمال
معرفت کے باوجود انہوں نے ایمان سے انکار کیا

۱۷ مفتاح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ۶/۲۶ المطبعة البیہ مصر ۸۹/۱۲
۱۸ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۳۸/۱
۱۹ صحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب " " " ۱۱۵/۱

علیٰ و زانت قوله تعالیٰ اَتَاْمُرُوْنَ
النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْهَوْنَ عَنْ النِّسْكَ وَ
اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ اَكْتٰبِ افَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
وَذَكَرْنَا مِیَاقَ الذِّمِّ اَمْرَهُمْ بِالْبِرِّ
وَتِلَاوَتِهِمْ اَكْتٰبِ وَاِنَّا لَقَصِدُ الْاَلْ
سِیَانِہِہُمْ وَذَكَرْہُمْ لِّتَجْعِلَ
بَلْ قَالَ ہِ ذَكَرَہُ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اَمْسُوْا لَمْ تَقْدِرُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْتُمْ تَقُولُوْا مَا
لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ فَشَدَّ النَّكْبَ عَلَیْ
الْقَوْلِ مِنْ دُوْنِ عَمَلٍ وَاِنْ كَانَتْ
الْقَوْلُ خَیْرًا فِی نَفْسِہِ قَالَ فِی مَعَاہِ
التَّخْزِیْلِ قَالَ الْمَفْسُومُ اِنْ اَنْتُمْ
قَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا اَنَّیْ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ لَعَمْرٰہُ وَلَبَدَّلْنَا فِیہِ اَمْرًا
وَاَنْفُسَنَا فَاَنْزَلَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْتُمْ اَللّٰہُ
یَحِبُّ الَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیْلِہِ
مُطَافًا یَسْتَلُوْا بِذٰلِکَ یَوْمَ اَحَدٌ قُوْلُوْا
مَدِیْرِیْنِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَمْ تَقُولُوْنَ
مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَہِ یَنْحِلُ الْوَحْیَاتِ
لَمَنْ اَنْصَبَتْ لِاَحَدٍ اَمْتٌ قَالَ الْخَفَّاجِی

چنانچہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی
طرز پر ہے کہ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی
جانوں کو بھرتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا انھیں
عمل نہیں۔ ان کے نیکی کا حکم دیتے اور کتاب پڑھنے
کو ذمت کے سیاق میں ذکر کیا۔ مقصود تو ان کا اپنی
جانوں کو بھلانا ہے اور ان دونوں باتوں کا ذکر بطور
تہذیب ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان
والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت
ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو ذکر ہو تو یہاں
پر قول بلا عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا اگرچہ
فی نفسہ قول اچھا ہو۔ معالم التنزیل میں کہا کہ
مفسرین نے فرمایا کہ مرتبوں نے کہا: اگر ہمیں معلوم
ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی یادگاہ میں محبوب ترین عمل
کون سا ہے تو ہم اس کو ضرور کریں گے اور اس میں
اپنے مال و جان قربان کر دیں گے: تو اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت نازل فرمائی کہ: بے شک اللہ دوست رکھتا
ہے انھیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر باوجود کہ
پھر غصہ آہ میں انھیں اس میں مبتلا کر دیا گی تو
چوتھے پیر کو بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: کیوں
کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ہو! اور اس سے منصف
کے لئے دونوں وہیں کھل گئیں۔ علامہ خفاجی نے

سلك القرآن الکریم ۴۴/۲

کے ۳۵۲/۶۱

کے معالم التنزیل (تفسیر بنوی) تحت آیت ۶۱/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۵۴/۲

حیات میں امام کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا اس میں نظر
سے اسے۔ خلاصہ یہ کہ عطاء قرآن مجید کے اسالیب و
نظم کو ہم سے اور تم سے زیادہ پہننے والا ہے چنانچہ
یہ عظیم عالم تہجیر قرآن مجید کے علم و قسم میں اکثر
امت پر فوقیت رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم (ت)

فالعناية بعد نقله كلام الامام
فيه نظراً وبالجملة فعاء اعلم
منا ومنكم باساليب القرآن ونظمه
فضلا عن هذا العبد العظيم الذي
قد فاق اكثر الامة في علم القرآن
وفهمه ، والله تعالى اعلم۔

فصل دوم — احادیث

حدیث چہارم ، حسین و سیدہ امام احمد میں حضرت سیدنا عباسؓ علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ورضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

یعنی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چپ
ابو طالب کو کیا نفع دیا ؟ خدا کی قسم وہ حضور کی عایت کرتے
اور حضور کے لئے لوگوں سے لانا جگرتا تھا۔ مندرجہ
میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر
پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے
سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

انه قال فنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ما اعینت عن عمتك فواللہ لکانت
یحدو طلك و یغضب لک قال هو ف
ضعفاه من نار و لولا اننا لکانت فی
الدرك الاسفل من النار۔ و فی روایة وجده
غمرات من الناس فاخبر جتہ الہ
ضعفنا حلیہ

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

یؤید الخصومة انه بعد ان امتنع

لہ حیات القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الآیۃ ۶/۲۶ دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۱۴۰۲ھ

۱/۵۳۸ صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۹۱۶ صحیح البخاری کتاب الادب باب کفۃ المشرک قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۱۱۵ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۔ ۔ ۔

۱/۲۰۵ مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت

۱/۱۱۵ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۔ ۔ ۔

شفعہ لہ حتی خفف لہ العذاب
بالنسبة لغيره

ہو اگر ابوطالب نے بآکر ایمان لانے سے انکار کیا
پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شفاعت نے اتنا کام دیا کہ نسبت باقی کافروں کے

خواب چکا ہو گیا۔

حدیث پنجم: صحیح وسند امام احمد میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ذکر عندہ عتہ ابوطالب فقال لعلہ
تنفعہ شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی
ضعفاح من النار یبلغ کعبیہ یغسل
منہ دماغہ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے
ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روزِ
قیامت میری شفاعت اُسے پہنچے دے گی کہ جہنم میں
پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک
ہو گی جس سے اس کا دماغ بخش مارے گا۔

یونس بن بکر نے حدیث محمد بن اسحق سے یوں روایت کیا، یغسل منہ دماغہ حتی یسبل علی قدمیہ
اس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدة القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری و تراجم لذیہ وغیرہ میں امام سیوطی سے منقول،
الحکمة فیہ ان اباطالب کان تابعاً للرسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجملة
الا انه استمر ثابت القدم علی دین
قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصة
لتثبیتہ ایاہما علی دین قومہ

یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے
کہ اللہ عز و جل جو ہمیشگی عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا
بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں
حرف رہا، لہذا کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب
مسلط کیا۔

۱۲۳/۱۰ صحیح بخاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القصص باب قوله انک لا تدع الا مصطفیٰ ابابنی مصر
۵۰/۲ سنن احمد بن حنبل عمی ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت
صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب
۳۵۱/۸ المصابہ الذیہ بخوالہ ابن اسحق وارشاد الساری بخوالہ ابن اسحق تحت الحدیث ۳۸۸۵
۲۲/۱۴ عمدة القاری شرح صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب حدیث ۳۸۸۵ دارالکتب العلمیہ بیروت
ارشاد الساری بخوالہ السیوطی تحت الحدیث ۳۸۸۵ ۳۵۱/۸ المصابہ الذیہ بخوالہ السیوطی ۲۶۳/۱

اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم : ہزار و اربعین و ابن عدی و تمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل نقت اباطالب قال اخرجته من غمرۃ جہنم الی ضحیٰ صحرایہ
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا یا۔ فرمایا : میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی رحمہ میں فرماتے ہیں :

فان قلت افعال الکفرۃ ہیاء مشہورہ الا فائدۃ فیہا قلت ہذا النفع من بركة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخصائصہ کی
اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال ترخار میں ہوا پر اڑا سکتے ہوتے۔

حدیث ہفتم : طرانی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان الحارث بن ہشام اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حجۃ الوداع فقال یا رسول اللہ انی کنت علی صلتہ الرحم والاحسان الی المبارک وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المسکین وکل هذا قد کان یفعلہ ہشام بن النخعیۃ فافانک بہ یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کل قبر ای لا یشہد صاحبہ لا لہ الا اللہ فیہ وجذوۃ من النار وقد وجدت
یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی : یا رسول اللہ! میں ان باتوں پر عمل کرتا ہوں رشتہ داروں سے نیک سلوک، یتیموں سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اللہ کی نسبت کیا گمان ہے؟ فرمایا : جو قبر ہے جس کا مژدہ لا الہ الا اللہ نہ ماننا ہو وہ دوزخ کا انگار ہے، میں نے خود اپنے چچا ابوطالب کو

عن ابی صالب فی طمطار من النار فاخرجه
 اللہ لمکانہ منی واحسانہ الیہ فجعلہ فی
 ضحیٰ من الناس

یعنی بھار الانوار میں بھلائی کا نام کرمانی شہرح بخاری سے منقول،
 نعم ابی طالب اعمالہ ببرکتہ صلوات اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم وامت کان اعمال الکفرۃ
 ہباء منشوراً

حدیث ہشتم: امام احمد مسند اور امام بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 اھون اھل النار عذابا ابی طالب وھو
 متعل بنعلین من نار یغلیٰ منھما
 دماغہ

نیز صحیحین میں ثمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا،

ان اھون اھل النار عذابا من لہ
 ضلّون وشراکان من نار یغلیٰ منھما
 دماغہ کما یغلی السرجل ما یرتک اب
 احد اشد منہ عذابا و انہ لاهونھما
 عذاباً

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت میں ہے،
 عن العجم البکیر عن ام سلمہ حدیث ۹۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/۳۰۵
 العجم الاوسط حدیث ۴۸۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۱۹

حدیث صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۱
 حدیث صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۵

یوضع فی الخمص قد میہ جسے تائب اُس کے تلوں میں انگارے رکھے جائیں گے جس
یعنی منہما دماغہ ^۱ سے بچھا اُٹے گا۔
اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

یقول اللہ لاھوت اهل النار عذابا یوم
القیمة لو ان لك صاف الارض من
شئ اکت تفتد به ، فیقول نعم
فیقول اسدت منك اھوت من هذا
وانت فی صلب آدم انت لا تشرك
فی شیئا فابیتہ انت لا تشرك
فی شیئ

دوزخوں میں سب سے بگڑے عذاب دامن سے
اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری
جگہ ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب
سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا؟ وہ عرض کرے گا
ہاں۔ فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزی شاق جبکہ
تو پشت آدم میں تھا اس سے بھی بگڑا اور آسان
بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے
دلانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرناسبت ہے۔

کتاب النہیش فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے،

قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صاح اباطالب بعد موته وانسی تحت
قدمہ ولذا یشغل بنعلین من
الناس بلیہ

یعنی کیا کبھی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب
کے ہاتھ پر دست اقدس پھیر دیا تھا مگر تلواروں پر
ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لئے ابوطالب کو روز قیامت
آگ کے دو بجوتے پناے جائیں گے پانی جسم ہرکت
دست اقدس محفوظ رہے گا)

حدیث ششم: امام شافعی و امام احمد و امام اسحق بن راہویہ و ابو داؤد و طحاہسی اپنی مسانید اور ابن سعد

۲۴۲/۲	الکتب الاسلامیہ بیروت	عن نعمان بن بشیر	۱۰
۹۷۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب صفۃ الجنۃ والنار	۱۱
۳۴۲/۲	"	باب صفۃ المنافقین	۱۲
۵۰۲/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	الفصل الاول	۱۳
۳۰۰/۱	موسسہ شعبان بیروت	وفاتہ ابی طالب	۱۴

طبقات اور ابن جریر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود طبری اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابویعلیٰ مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین علیہ السلام محمد علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی،

قال قلت لفضیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت عمتک الشیخ الفضل قد مات قال اذهب فوارا بالو بیہ یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڑھا گمراہ مر گیا فرمایا: ہاں اسے دیا۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مرو علی نے عرض کی،

ان عمتک الشیخ انکار قد مات فماتت فیہ . قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امری انت تقسک وامرک بالفضل یحضور کا چچا وہ بڑھا کا فر گیا اس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل و طہیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو کہہ دو۔

انام شافعی کی روایت میں ہے،

فقلت یا رسول اللہ انت مات مشرکاً قال اذهب فوارا بیہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا: ہاؤ، دباؤ۔

امام الکبیر ابن خزیمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

امام حافظ اشان اصحاب فی تہذیب الصحابہ میں فرماتے ہیں، صحیحہ ابن خزیمہ (ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ت)

سے نصب الراية بحوالہ الشافعی واسحق بن راہویہ و ابی داؤد الطیالسی وغیرہم کتاب الصلوۃ فصل فی الصلوۃ علی المیت الحدیث الحادی العشر التوریت الرضویۃ پیشکش کمپنی لاہور ۲۰۰۹/۲ سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرطل بیوت لقرآنہ مشرک آفتاب عالم پریس ۱۰۲/۲ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۰ و ۱۳۹/۱ السنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب المسلم فیصل فاقربہ دار صادر بیروت ۳۹۸/۲ مے المصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فی الرطل بیوت لقرآنہ مشرک لادارۃ القرآن کراچی ۳۴۸/۳ سے نصب الراية بحوالہ الشافعی کتاب الصلوۃ فصل فی الصلوۃ علی المیت التوریت الرضویۃ لاہور ۲۰۰۹/۲ سے الاصابۃ فی تہذیب الصحابۃ حروف الطار ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

الله الذي يحيى ويميت وهو حي لا يموت
انقر لأمي فاطمة بنت اسد و قسم عليها
مدخلها بحق نبيك و الانبياء الذين
من قبلي ، فانك اسأهم الراحمين —
سأدأ الطبر في ^{الطبر} في الكبير والوسط و ابنت
جهان و الحأكه و صحبه و ابو نعيم
في العلوية عن انس و نحوه
ابنت ابى ثيبة عن جابر و الشيرانى
في الالقاب و ابنت عبد السبر
و ابو نعيم في المعرفة و الدليس
بسند حسن عن ابى حاس و ابنت عاكسر
عن حل رضى الله تعالى عنهم اجمعين .

١٤ مجمع الزوائد كتاب المناقب باب مناقب بنت اسد
كنز العمال ص ١١١١

رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دُنیوی ضرر ہو۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان و
ايدهم بروج منه وبيد خلم جنت
تجربك من تحتها الانهر خلد يمت
فيها مرضى الله عنهم ورضوا عنه اولئك
حزب الله الا ان حزب الله هم
المفلحون ﴿١﴾ جعلنا الله منهم بهم
ولهم بفضل رحمة بهم انبه
هو الغفور الرحيم، والحمد لله رب
العالمين و صلى الله تعالى على سيدنا
ومولينا محمد و آله واصحابه
اجمعين آمين !

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور
اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انھیں باخوبی
میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں ہیں، ان میں
ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے
راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سُننا ہے اللہ کی
جماعت ہی کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ان کے
صدقے میں ان میں سے کر دے۔ بیشک وہ ہی
بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سب قرطیس
اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا
اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا
محمد مصطفیٰ، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر،
اے اللہ! ہماری دُعا قبول فرما! (مت)

حدیث دہم: بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار
اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

انه قال يا رسول الله اين تسئل
في دارك بسكة فقال دهل ترك عقيل
من سباح اودود وكان عقيل ورث ابا طالب
هو وطالب ولهم يرثه جعفر ولا على رضي الله
تعالى عنهما شيئا لانهما كانا مسلمين
وكان عقيل وطالب كافرين فكان عمر بن
المخطاب رضي الله تعالى عنه يقول لا يرث

یعنی انہوں نے خدمت حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! حضور
کلی مکتوم میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں
نزول اجلال فرمائیں گے، فرمایا، کیا ہمارے لئے
عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام
زین العابدین نے فرمایا، جو ایہ تھا کہ ابو طالب کا
ترک عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر نے علی

المؤمن الكافر، ولفظ ابن ماجة والطحاوی
فكانت عمر بنت ارجل ذلك يقول
ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذلك
كانت عمر يقول بئ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا یہ دونوں حضرات
وقت موت اپنی طالب مسلمان تھے اور طالب
کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس وقت
نیک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المؤمنین
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے
کہ کافر کا ترک مسلمان کو نہیں چھوڑتا۔

تبیغیہ: اس میں شک نہیں کہ اس کا قول "اور
عقیل وارث ہوا ابو طالب کا" حدیث میں داخل
کیا گیا اس کا قائل ان کتابوں میں نہ کریم جی کا ہے
ذکر کیا ہے اور میں نے اختیار کیا ہے کہ مکہ المکرمین العابدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام عینی نے عمدة القاری
میں کہا کہ اس کا قول "وكان عقیل" بعض اہل
کی طرف سے حدیث میں داخل کیا گیا ہے مگر
یہ اور ارجح و ادخال اس امر کی طرف سے جو۔

کہانی نے یوں ہی کہا ہے احمد اور درست وہی
ہے جو میں نے ذکر کیا، اور میں نے عمدة القاری پر
حاشیہ لکھا جس کی صراحت یہ ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں بلکہ وہ علی بن حسین بن علی ہے رضی اللہ
تعالیٰ عنہم، اس کو امام مالک نے اپنی کتاب موطا

تبیغیہ: لاشک ان قولہ وکان عقیل
وسئ اباطالب صدر ج فی الحدیث
ولعربین قائلہ فی الکتب السنی
ذکرنا و اخبرت انا انہ الامام شریف
العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
قال الامام العینی فی العمدة قوله
وکان عقیل ادراج من بعض الرواة
ولعله من اسامة کذا قال الکرم فی
الصواب ما ذکرته وقد کتبت علی هامش
العمدة ما فصح۔

اقول بل هو من علی بن حسین
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، بیتہ

۱۔ صحیح البخاری کتاب الناسک باب تدریث دور کہ ۱۶۱ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۹/۱

صحیح مسلم کتاب الحج باب النزول بکرة و تدریث دور کہ ۲۲۱/۱

۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب میراث اهل الاسلام من اهل الشکر ۱۱۱ صحیح مسلم کراچی ص ۲۱۲

۳۔ عمدة القاری کتاب الناسک باب تدریث دور کہ ۱۶۱ تحت الحدیث ۱۵۸۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۲۲/۹

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا،

انا باسلامك اذا اسلمت افرح من
باسلام الخطاب - ذكر ابن اسحق
في سيرته -
مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ
خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوئی (اس کو ابو اسحق
اس کی سیرت میں ذکر کیا ہے)

حدیث سیزدہم، یونس بن بکر فی زیادات منازی ابن اسحق عن یونس بن عمرو عن ابی اسحق،
قال بعث ابوطالب الی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال اطعمنی من
عنب جنتک فقال ابو بکر انت اللہ
حرمها علی الکافرین -
یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے
انگور کھلائیے۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا، بے شک اللہ نے انہیں کافروں پر
حرام کیا ہے۔

حدیث چہار دہم، الواحدی من حدیث موسیٰ بن جبیدہ قال اخبرنا محمد بن
کعب القرظی،

قال بعضی انہ لما اشتکی ابوطالب شکواہ
القی قبض فیہا قالت لہ قریش
ارسل الی ابن اخیك یوسل الیک
من ہذہ الجنة القی ذکرہا یکونہ
لک شفاء فارسل الیہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ان اللہ حرمہا علی الکافرین
طعامہا وشرابہا ثم اتاہ فعرض علیہ
الاسلام، فقال لولا انہ تعیر بہا
یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافرین
قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) سے عرض کر دو کہ یہ جنت جو وہ بیان
کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لئے کچھ بھیج
دیں کہ تم شفا پاؤ۔ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا
کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر
حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لے کر ابوطالب پر اسلام
پیش کیا ابوطالب نے کہا، لوگ حضور پر طعنہ کر رہے کہ

لے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ یحوالہ ابن اسحق
لے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ
ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۱۱۰/۴
لے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ
" " " " " " ۱۱۶/۴

فیقال جئز عتک من الموت لاقرت بها
عینک واستغفر له بعد ما مات فقال
المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لابیثنا
ولنذری قرابتنا قد استغفر ابراهیم علیہ
السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لعنہ فاستغفر والمشرکین
حق نزلت ما کان للنبی والذین
امنوا الا یہ۔

کر رہے ہیں۔ یہ مجھ کو مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اللہ عزوجل نے یہیت
اتاری کہ مشرکوں کے لئے یہ دعا نہ بنی کہ وہ ان مسلمانوں کو جب کہ روشن کیا کہ وہ جہمی ہیں۔ والعیاذ باللہ
تعالیٰ۔

حدیث پانزدہم، ابو نعیم علیہ میں اسیر المؤمنین صلی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

کان مشیئة اللہ عزوجل فی اسلام
عمی العباس ومشیئت فی اسلام
عمی اخی طالب فطلبت مشیئة اللہ
مشیئت لی۔

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور
میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو،
اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ
ابو طالب کا فرزند عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مشرف باسلام ہوئے۔ فذلک الحجة البالغة۔

فصل سوم

چون کہ اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام اور پرگزردے اور بعد کلام خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا و رسول سے زیادہ کون جانتے، عز مجرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مگر کثیر فوائد و نیکیں تائید کے لئے بعض اور بھی کہ سر و دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجئے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے۔
وبالله التوفیق۔

امام الکرامہ کمالیہ، کاشف الغم، سراج المآثر، سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں
فرماتے ہیں،

ابوطالب رحمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی
مات کا قرابہ موت کفر پر ہوئی۔ والیعا ذی اللہ۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر قرظانی ہدایہ میں فرماتے ہیں،

اعانت الکافر ولیہ ولی مسلم فانه یفسدہ
ویکفنه ویدفنه بهذا لای امر علت
بہنہ اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ
ابن طالب لکن یفسد غسل الثوب النجس
ویلف فی غمرۃ و یحفر حفیرۃ من
غیر صراحۃ سنۃ التکفین و اللحد
ولا یوضع فیہ بل یلقی بہ

جب کافر مرحومہ اور اس کا کوئی مسلمان رشتہ دار
موجود ہو تو وہ اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن
کرے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے
باپ ابوطالب کے بارے میں ایسا ہی حکم دیا گیا۔
لیکن اس کو غسل ایچھا دیا جائے جیسے طہید کپڑے کو
دھویا جاتا ہے، اللہ کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے
اور اس کے لئے گڑھا کھودا جائے، لیکن پہنائے اور
لحد بنانے کی سنت طوطا نہ رکھی جائے، اور نہ ہی اسکو
گڑھے میں رکھا جائے بلکہ چھینکا جائے۔ (مات)

امام ابوالبرکات عبد اللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں،

مات کافر یفسدہ ولیہ المسلم ویکفنه
ویدفنه و الاصل فیہ انہ لیس مات
ابوطالب اقل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وقال انت حتمک الشیخ الفضال

کافر مر جائے تو اس کا مسلمان رشتہ دار اس کو
غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے۔ اس میں
اصل یہ ہے کہ جب ابوطالب مرحومہ تو حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا بڑا چچا مر چکا

سے الفقہ اکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور ص ۲۱
سے الہدایہ باب الجنائز فصل فی القلوة علی المیت المکتبۃ العربیۃ دستگیر کاوٹی کراچی ۱/۹۲-۹۳

مرگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
اُس کو غسل دو، کفن پناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی
چیز نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے آٹھ یعنی اُس کی نماز جنازہ
مست پڑھنا (ت)۔

قد مات فقال اغسله واكفنه وادفنه و
لا تعذب حدیثاً حق تلقاف اے
لا تغسل علیہ الا۔

علامہ ابراہیم علیہ السلام نے غیر شرح میں فرماتے ہیں،
مات للمسلم قریب کافر لیس له ولف
من الکفار یغسله غسل الثوب النجس
ویلقه فی خرقۃ ویحضر له حفرة
ویغفیه فیها من غیر مراعاة السنة
فی ذلک لما روی امت ابا طالب لما هلك
جاء علیہ فقال یا رسول الله عتلت
الضال قد مات الا۔

مسلمان کا کوئی قریبی کافر رشتہ دار مر گیا، اُس کا
کافروں میں کوئی وارث موجود نہیں ہے تو وہ مسلمان
اُسے غسل دے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے،
ایک کپڑے میں پیٹھے اور ایک گڑھا کھود کر اُس میں
پھینک دے اور اُس سلسلے میں سنت کا لحاظ
نہ کرے کیونکہ مروی ہے کہ جب ابو طالب کا انتقال
ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا
یا رسول اللہ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے الا۔

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مراحب الرحمن پھر علامہ رشتہ احمد طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح
میں زیر قول نور الایضاح ان کان للمکافر قریب مسلم غسلہ (اگر کسی کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار
مسلمان ہو تو وہ اُس کو غسل دے۔ ت) فرماتے ہیں،

الاصل فیہ ما رواہ ابو داؤد وغیرہ عن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات
ابو طالب الحدیث۔
اصل اُس میں یہ حدیث ہے جس کو ابو داؤد وغیرہ
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا کہ جب ابو طالب مر گیا تو انھوں نے کہا، الحدیث (ت)۔

علامہ زین بن عیینہ مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں،

یغسل وللمسلم الکافر ویکفنه و مسلم رشتہ دار کافر کو غسل دے، کفن پناے اور

لہ الکافی شرح الرائق

۱۔ غنیۃ المستمل شرح نیر المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۹۰۳
۲۔ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح باب حکام الجنائز فصل لسلطان الحق بطلوتہ نور محمد کاغانہ لکھی ص ۲۲۹

یہ قنہ بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا
 عنہ انت یفعل یا بیہ حیث مات لہ کوٹنے کا حکم دیا گیا جب اُن کا باپ مر گیا۔ (د ت)
 ان سب عباراتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب ہذا کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے کہ موی غسل
 کرے اللہ تعالیٰ وجہ نے اپنے باپ ابو طالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔
 فتح القدیر و کفایہ و بنایہ و غیرہ تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اسکی
 عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطال کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ سب علما نے کرام ابو طالب کو
 کافر جانتے ہیں۔ یہ نہی تمام ائمہ اہل اہل بیت نے اپنی سنین میں باب الرجل یسوت لہ قرابۃ مشرک و منع مشرک یا
 یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے۔ اور امام نسائی نے باب مواراة المشرک
 یعنی دفن مشرک کا باب، اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موت ابی طالب ذکر کی، انھیں نسائی کے اسی
 مجتہد میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ
 نے سنین میں باب میراث اہل الاسلام من اہل المشرک لہا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں
 اس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام اہل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے موطا شریف میں باب التوارث بین اہل الملل منعقد
 فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدم قریش
 کی روایت فرماتے ہیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارہ ترکہ ابو طالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی
 یوحی امام محمد المذہب سیدنا امام محمد نے موطا شریف میں باب لا یورث المسلم الکافر منعقد فرما کر حدیث
 مذکور ایراد کی۔

۱۹۰/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل السلطان الحق بصلوۃ	لے بقراتی کتاب الجنائز
۱۰۲/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب الرجل یسوت لہ الم	لے سنین ابی داؤد
۲۸۳/۱	نور محمد کارخانہ کراچی	باب مواراة المشرک	لے سنین النسائی
۲۸۶/۱	-	باب النہی عن الاستغفار للمشرکین	لے - - -
۲۰۰	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب میراث اہل الاسلام من اہل المشرک	لے سنین ابن ماجہ ارباب الفرائض
۶۶۶	میر محمد کتب خانہ کراچی	باب میراث اہل الملل	لے موطا الامام مالک کتاب الفرائض
۲۲۰ و ۳۱۹	نور محمد کارخانہ کراچی	باب لا یورث المسلم کافر	لے موطا الامام محمد

امام اہل محمد بن اسماعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجہنم میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال
المشرك عند الموت لا اله الا الله یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا اله الا الله کہے
تو کیا حکم ہے، اور اس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کفنیة المشرك
اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور،

سمعت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول وهو على المنبر ان بني هاشم بن
المغيرة استاذ نفري ان يتكلموا بآبائهم على
بن بي طالبؑ۔

ذکر کی امام قسطلانی نے تطبیق حدیث و ترجمہ میں لکھا مذکر ابی طالب المشرك بکفنیة نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ابی طالب مشرک کو کفیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا،

قد جئنا ذکرا کافرا بکفنیة اذا کان لا یصرح
الابہ کما فی ابی طالب او کان علی سبیل
التألف مع جاد اسلامہم او تحصیل منفعة
منہم لا علی سبیل التکریم فانما ماصودون بالاغلاظ
علیہم۔

عمدة القاری میں ہے،

قال ابن بطال فیہ جواز تکنیة المشرك
امام ابن بطال نے فرمایا، اس حدیث سے مشرک کو
بلفظ کفیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اسی میں ہے،

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرك عند الموت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۱
کتاب الادب باب کفنیة المشرك ۲/ ۹۱۶
کتاب التکلیف باب ذب الرجل عن اجمته فی الغیرہ الخ ۲/ ۴۸۴
مکملہ اشادہ الساری کتاب الادب باب کفنیة المشرك تحت الحدیث ۶۲۰۸ بیروت ۱۳/ ۲۱۰۵
عمدة القاری شرح البخاری کتاب الادب تحت الحدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/ ۳۲۹

بکفنیة

4
4

فیه دلالة ان الله تعالى قد يعطي الكافر عوضاً من اعماله التي مشيها يكون قربية لاهل الايمان بالله تعالى لانه صلى الله تعالى عليه وسلم واخبر ان عمه نفعه تربيتاً اياه وحياطته له التخفيف ^{الاول}.

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عز وجل کا فرک بھی اس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہل ایمان کریں تو خیر الہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خردی کہ حضور کے چچ کو حضور کی رحمت و حمایت نے تخفیفِ مذاب کا خاندہ دیا ^{الاول}.

امام عارف باللہ سیدی علی نقی مکی قدس سرہ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ تنبیح العمال و کنز العمال و منتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا، الباب السادس فی اشخاص یسوا من الصحابة ان یخصون کے ذکر میں جو صحابی نہیں۔ اور اسی باب میں ابو طالب و ابو جہل و غیرہما ذکر کیا۔

اسی طرح علامہ عبد الرحمن بن شیبہ نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث و ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اس میں صرف حدیث دوم و چہارم و پنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابو طالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے یحییٰ سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضور و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غفلتہ ڈالا۔

یونہی امام حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر مستطانی نے کتاب اصحاب فی تیسیر اصحاب میں ابو طالب کو باب الکنی حرف الطاء الملکی قسم رابع میں ذکر کیا، یعنی وہ لوگ جنہیں صحابی کہنا مردود و غلط و باطل ہے۔

اسی میں فرماتے ہیں،

ورد من عدة طرق في حق من مات في الفترة ومات ولد مجنوناً و نحو ذلك ان كلا منهم يمدف بحجة ويقول لو عقلت او ذكرومت لا منمت فترفع لهم نادر ويقال لهم ادخلوها فموت و دخلها

یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ چ زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مر گیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنوں ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنہیں دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ و النثار نہ پہنچی ان میں ہر ایک روز قیامت ایک حذر پیش کرے گا کہ الہی! میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچی تو میں ایمان لایا، ان کے امتحان کو ایک

لے عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرک تحت حدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۳۹/۱۲

لے کنز العمال الباب السادس فی فضل اشخاص یسوا من الصحابة موسسة الرسالة بیروت ۱۵۰/۱۲

کانت علیہم برہ او سلاوا من امتنہ
ادخما کرها ونحت ترجوا ان یدخل
عبد المطلب وال بیتہ فی جملة من
یدخلها طائعا فینجوا کن و مرد فی
ای طالب ما یدفع ذلک وهو ما
تقدم من آية براءة وما فی الصحیح
انہ فی ضحاح من التارخ فیذاشات
من مات علی الکفر فلو کان مات علی
التوحید لنجا من الناس اصلا والاعادیث
الصحیحة والایخبار التکاشرة طائفة
ہذا لفظہ مختصرا۔

اگر زندگی پائے گی اور ارشاد ہو گا اس میں جاؤ جو حکم
پائے گا اور اس میں داخل ہو گا وہ اس پر ٹھنڈی اور
سلامتی والی ہو جائے گی اور جو نہ پائے گا جزا آگ
میں ڈالا جائے گا، اور میں امید ہے کہ عبد المطلب
اور ان کے گھروالے کو قبل ظہور نور اسلام انتقام
کر گئے وہ سب انہیں لوگوں میں جوں گے جو اپنی
خوشی سے اس امتحانی آگ میں جا کر ناجی ہو جائیں گے
مگر ابو طالب کے حق میں وہ وارد ہو گیا جو اسے دفع
کرتا ہے، سورۃ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح
کا ارشاد کہ وہ پاؤں تک کی آگ میں ہے۔ یہ حال
اس کا ہے جو کافر مرے، اگر اخیر وقت اسلام
لا کر مرنے ہوتا تو روزخ سے نجات کئی چاہتے تھے، صحیح و کثیر حدیثیں کفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں نہ مختصر

پھر فرمایا

وقد فخر النصور علی محمد بن عبد اللہ
بن الحسن لما خرج بالمدینۃ وکاتبہ
المکاتبات المشہورۃ ومنها فی کتاب
النصور وقد بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ولہ اسبعۃ
اعمام فأمم بہ اثنتان احدہما
ابو وکعبہ اثنتان احدہما
ابو کعبہ

یعنی جب امام لغیر زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بھیجے
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد
بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور
پنصور دو انہی پر فروغ فرمایا اور مدینہ طیبہ پر
تسلط کر کے خلیفہ و امیر المؤمنین لقب پایا ان میں
اور خلیفہ کو منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے
ان میں جملہ منصور نے ایک نام میں لکھا جب حضور آئے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور
کے چار چچ زندہ تھے حمزہ و عباس و ابو طالب و ابولہب۔ دو حضور پر ایمان لائے ایک ان میں میرے باپ

ہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دو کا فرق ہے ایک ان میں آپ کے باپ ہیں یعنی ابو طالب۔
 یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء محدثین سے ہیں۔
 امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس و جید المشارکہ فی المسلم لکھا
 اور فرمایا،

ولد سنة خمس وتسعين وادراك
 جدہ ولد یرو عنہ وروی عن ابیہ و
 و عن عطاء بن یسار و عنہ
 ولدہ المہدیؑ
 وہ ۵۹ میں پیدا ہوا، اپنے دادا کو پایا مگر ان
 سے روایت نہیں کی اپنے باپ اور عطاء بن یسار
 روایت کی اور اُس سے اُس کے بیٹے مہدی نے
 روایت کی۔ (مت)

اور امام اہل نفس زکیہ کو یوں بے تامل کلمہ بھیجا اور امام کا اس پر زور فرمایا بھی بتا رہا ہے کہ کفر
 اپنی طالب واضح و مشہور بات تھی، اصرار میں اس کے بعد فرمایا، ومن شعر عبد اللہ بن المعتز
 یخطب الفاطمیین سے

وانتو بنو بنتہ دوننا

ونعت بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما، یا یوں کہنے کو چھ خلفائے کبیرے بیٹے عبد اللہ بن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتمد ابن الرشید
 ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ،
 ”تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں، اور ہم حضور کے مسلمان
 چچا کے بیٹے ہیں۔“

اس میں بھی کفر اپنی طالب پر صاف تعریف موجود ہے عبد اللہ اہل علم و فضل سے ہیں، حدیث میں عسی
 بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد نیز امام محمد و ابی حاتم و ابی حاتم و ابی حاتم و ابی حاتم و ابی حاتم
 فرماتے ہیں،

نعت نوجوانت یداخل عبد المطلب ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور ان کے اہلبیت

سے تاریخ الخلفاء احوال المنصور ابو جعفر عبد اللہ مطبع مجتہدانی دہلی ص ۱۸۰
 لکھ الاصابۃ فی تہذیب الصحابۃ حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴

وَأَلِ بَيْتَهُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِاطْلَابِ قَاتِهِ أَدْوَلُ
الْبُعْثَةِ وَلَمْ يُؤْمِنْ أَنَّهُ بِاخْتِصَارِ

نِزَاجِ الْبَارِي شَرَحَ صَحِيحَ بَخَارِي مِثْلَ فَرَاتِهِ

مِنْ عَجَائِبِ الْإِتِّفَاقِ إِنَّ الَّذِينَ أَدَسُوا كَهْمَهُ
الْإِسْلَامَ مِنْ أَعْمَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْبَعَهُ لَوْ يَسْلُمُ مِنْهُمْ
إِثْنَانُ وَاسْلُمُوا اثْنَانُ وَكَانَ اسْمُ مَعْنٍ
لَوْ يَسْلُمُ يَنَا فِي أَسْمَاءِ الصَّالِحِينَ وَهَمَا
الْبُوطَالِبُ اسْمُهُ عَبْدُ مَنَافٍ وَالْبُوطَالِبُ وَ
اسْمُهُ عَبْدُ الْعَزَّزِيِّ بِخِلَافِ مَنْ اسْلُمُوا وَهَمَا
حَمَزَةُ وَالْعَبَّاسُ

وَكُلُّ أَثَرٍ الرِّقَّةُ فِي شَرْحِ الْمَوَاهِبِ

إِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ خَطِيبٌ قَسَمَ فِي مَوَاهِبِ لَدُنِي وَنَحْوِهَا مِثْلَ فَرَاتِهِ

كَانَ الْعَبَّاسُ صَفْرًا عَامَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَلَوْ يَسْلُمُ مِنْهُمْ إِلَّا هُوَ وَحَمَزَةُ
بِاسْمِهِ بَنِي أُمِّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَلَامٌ
بِاسْمِهِ بَنِي أُمِّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَلَامٌ
يَدُورُ حَمَزَةُ مَسْلُومًا بِاسْمِهِ بَنِي أُمِّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَلَامٌ

إِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْحَاجُّ عَلَيْهِ شَرَحَ غَيْرَ أَدْوَلُ مَسْئَلَةٍ فِي بَيَانِ مَنْ كَفَرَ كَلَّ دَعَاةَ مَغْفَرَتِ
تَاجَا تَزْهِيءُ، آيَةُ دَوْمِ تِلَاوَتِ كَرَّ كَرَّ فَرَاتِهِ
ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ سَبَبَ نَسْخِ زُلْ

- سَلَّمَ الْمَوَاهِبِ أَحْمَدِيَّةٌ قَضِيَّةٌ نَجَاةٌ وَالِدِيَّةُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْبَصْنَفَ فِي الْمَسْئَلَةِ الْمَكْتَبِ الْإِسْلَامِيِّ بِرُتْبَةِ ١٨٢/
- الْمَسْأَلَةِ فِي تَمْيِزِ الْعَصَمَاتِ حُرُوفِ الطَّاءِ تَرْجَمَهُ ٢٨٥ بُولَطَالِبُ دَارُ صَادِرِ بِيْرُوتِ ١١٨/٤
- سَلَّمَ فَتْحُ الْبَارِي شَرَحَ صَحِيحَ الْبَخَارِيِّ كِتَابُ الْمُنَاقِبِ يَا بَقَّةُ ابْنِ طَالِبٍ مَصْنُوعٌ أَتْبَانِي مِصْرَ ١٩٦/٨
- شَرَحَ الزُّرْقَانِيُّ عَلَى الْمَوَاهِبِ الدِّينِيَّةِ عَامُ الْحُجْرَانِ وَفَاةُ خَيْبَرَ وَابْنِ طَالِبٍ دَارُ الْمَعْرِفَةِ بِرُوتِ ٢٩٢/١
- سَلَّمَ الْمَوَاهِبِ الدِّينِيَّةِ الْمُتَقَدِّمَاتُ فِي الْفَصْلِ الرَّابِعِ الْمَكْتَبِ الْإِسْلَامِيِّ بِرُوتِ ١١١/٢

کفر کے اللہ عز و جل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرآنی نے شرح التفسیر پیرام قسطلانی نے مواہب میں کفار کی ایک قسم یوں بیان فرمائی۔

من آمن بظاہره و باطنه و كفر بعدہ
الاذعان للفرع کما حکى عن ابی طالب
انه کان يقول اخى لا عملات
ما يقول ابن اخى لحق
ولو لا انى اخاف ان تعیرنى
نساء قریش لا تبعته و ف
شعره يقول ہ

یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے
معترف ہو مگر اذعان نہ ملے جیسے ابو طالب سے مروی
کہ بیشک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کہ میرے بھتیجے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرورتی ہے
اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب
لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک
شعر میں کہا،

لقد علموا ان ابننا لا مذهب
یقیننا و لا یعزى لقول الاباطل
فریذا تصریح بالفساد و
اعتقاد بالجنات غیر انه
لیرید من یلہ

خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے
بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور
معاذ اللہ کوئی کفر غلوں کی کہنا ان کی طرف نسبت نہیں
کیا جاتا۔

تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ
ہے مگر اذعان نہ ہوا۔

امام ابن اثیر جزیری نہایت، پھر علامہ زرقاتی شرح مواہب میں فرماتے ہیں،

کفر عناد هو ان یعرفه بقلبه و یعتز
بلسانه و لا یدیت به کابی طالب یحی
اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے
ابو طالب۔

علامہ محمد الدین فیروز آبادی سفر السعاده میں فرماتے ہیں،

چون مسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب
جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچ ابو طالب

۱/ ۲۶۵ لے المواہب اللدنیۃ عام الحرم و قاعة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت

۱/ ۲۹۵ لے شرح الطحطاوی علی المواہب اللدنیۃ و قاعة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت

بیمار شدہ باوجود ہنگامہ مشرک ہو اور عیادت فرمود
و دعوت اسلام کرد ابو طالب قبول نہ کرد آخر غصہ
بیمار چھوٹے تو ان کے کافر ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ان کی عیادت کی اور اسلام لانے کی
دعوت دی جسے ابو طالب نے قبول نہ کیا۔ (ت)

حدیث صحیح نے کفر ابو طالب کو ثابت کر دیا ہے (ت)

روضۃ الاجاب میں بھی ابو طالب کے کفر پر مرنے
کی احادیث لائی گئی ہیں (ت)

بحر العلوم ملک العلما رسولنا علیہ السلام فرائع الرحمۃ شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں :
عیشیں اُس کے کفر کی مشہور ہیں ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر ان کے چچ ابو طالب کے بارے میں
یہ آیت نازل ہوئی : اے نبی ! تم ہدایت نہیں
دیتے جسے دوست رکھو جیسا کہ صحیح مسلم اور ترمذی
میں ہے ، تحقیق امام محمد باقرؑ اللہ تعالیٰ نے ان کے
اور ان کے آباء و اجداد کے چہرے کو کرم ہنسنا یا
سے خبر صحیح میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے طالب و عقیل کو ان کے باپ کا
وارث بنایا مگر علی و جعفر کو وارث نہیں بنایا مگر
علی کو کم از کم وجہ الحکیم نے فرمایا ، اسی وجہ سے
جم نے شعب ابی طالب سے اپنا حصہ ترک کر دیا
تو امام مکی میں یہ نہیں ہے۔ (ت)

شیخ محمد بن ماریج النبوۃ میں فرماتے ہیں :
حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابو طالب کفر را
پھر بعد ذکر احادیث فرمایا :
و در روضۃ الاجاب نیز اخبار موت ابو طالب بر کفر
اور وہ لکھتے ہیں۔

بحر العلوم ملک العلما رسولنا علیہ السلام فرائع الرحمۃ شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں :
احادیث کفر ، شہیدۃ و قد نزل فی حق
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی شان عمہ ابی طالب انک لا تہدی من
اجبت کما فی صحیح مسلم و سنن
الترمذی و قد ثبت فی الخبر الصحیح
عن الامام محمد بن النضر کہم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکبریہ و وجوہ ابائہ انکرام ان
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وراث طالب و عقیلا اہما و لوی و رث
علیا و جعفر اقال علی و لذا ترکنا لہما فی
الشعب کذا فی مؤطا الامام مالک رحمہ

سہ شرح سفر السعادت فعل در بیان عیادت بیمار و نماز جنازہ مجتہد فرید رضویہ سکھ ص ۲۵۹

سہ مدارج النبوۃ وفات یافتن ابو طالب ص ۴۸/۲

سہ فرائع الرحمۃ شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفیٰ غشوات الشریع رضی قم ایران ۱۵۳/۱۵۴

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اوسلے کا اترنا اور حدیث دہم
 کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترک نہ دلانا بیان فرمایا۔
اقول و ذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و وقع نزلة من القلوب و انما هو
 میں کتا ہوں امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر قلم کی
 لغزش سے واقع ہوا۔ درحقیقت وہ امام زین العابدین
 میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسا کہ ہم تجھے بحوالہ مؤطا و
 صحیحین وغیرہ بتا چکے ہیں۔ (ت)
 نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض فصل الوہد الخامس من وجہ السب امام ابن حجر کی سے
 نقل فرمایا،

حدیث مسلم ان ابی و اہلک فب الناس
 اراد بابیہ عمہ ایا طالب لانت العرب
 قسمی العم اباً (ملخصاً)۔
 حدیث مسلم میں کہ میرا اور تیرا باپ جہنم میں ہیں،
 باپ سے مراد آپ کے چچا ابوطالب ہیں کیونکہ
 عرب چچا کو باپ کہہ دیتے ہیں (ملخصاً)۔ (ت)
 یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابوطالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔
 امام خاتم الخفاء جلال اللہ والذین سیوطی مسابک الخفاء فی والدہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں،
 ما العانہ ان یکون المراد بہ عمہ ابوطالب
 فكانت تسمیة ابی طالب ایا النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم شائعة عندہم بكونہ
 عمہ وكونہ رباہ وکفله من صغیرہ اور
 ملخصاً۔
 کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابوطالب مراد ہو
 کہ وہ دوزخ میں ہے، اُس زمانہ میں شائع تھا
 کہ ابوطالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس
 کی خدمت و کفالت کرنے کے باعث۔

اقول جس طرح ابی ابوطالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب
 کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔

نسیم الریاض فی شرح شفاۃ القاضی عیاض فصل الوہد خامس مرکز الطہنت برکات رضا خورت الہند ۴۱۴
 لکھنؤی لکھنؤی مسابک الخفاء فی والدہ المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۷/۶ ۲۲۸

امام جہرا الدین زرکشی نے خادم میں ابن دحیہ سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابواب کو پروردگار کو شہادت ہے لیسرودہ بولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتاقہ ثوبیۃ حین بشریہ قال وانما ہی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے کہ اُس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اس کا شہرہ من کر فیہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اس نے تخفیف پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نقلہ فی المسائل ایضاً (اسے مسائل میں بھی نقل کیا گیا۔ ت) نیز مسائل الخفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے۔

قد ثبت فی الصحیحہ واخبار الصادق المصدق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان
ابا طالب احسن اهل النار عذاباً او ملتقطاً۔
المهم اجتناب عذابک الالیم بجاء
نبیک المرفوع الرحیم علیہ وعلى الہ
افضل الصلوۃ وادوم التسلیم
امین ! والحمد لله رب العالمین۔

بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر
سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔
اسے اللہ! ہمیں اپنے درود پاک عذاب سے بچپ
روقت و رحیم نبی کے صدقے میں، آپ پر اور آپ
کی آل پر بہترین درود اور دائمی سلام ہو۔ اسے
اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔ اور سب تفسیر یعنی
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

فصل چہارم

علامہ عبد الرزاق مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عریزی سراج النیر شروع جامع صغیر
میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں،
هذا يؤخذ بموته على كفسه
وهو الحق ورواه البعض
امام عینی زیر حدیث دوم و چہارم فرماتے ہیں،

لہ الحادوی للفتاویٰ بحوالہ الزرکشی مسائل الخفا فی والد المصطفیٰ دار المکتب العلمیہ بیروت ۲۰۸/۲
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ وفات خدیجہ و ابی طالب ۲۹۳/۲ و الحادوی للفتاویٰ ۲۲۹/۲
لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث احسن اهل النار بابا فی مکتبۃ الامام الشافعی بیاض ۲۸۲/۲

هذا كله ظاهره وانما مات على غير الاسلام
فان قلت ذكر السبيل انه سار الى قبر
بعض كتب السعدي انه اسلمت مثل
هذا لا يعارض ما في الصحيحين
اي سب حديثوں سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کی
موت غیر اسلام پر ہوئی، اگر کوئی کہ سہیلی نے
ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں لکھا
کہ ابو طالب اسلام لے آئے ہیں کون گا ایسی
جے سرور یا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض
نہیں ہو سکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب
مروج الذہب خلفائے کرام و صحابہ عظام عشرہ مبشرہ و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرائے جا بجا
آلودہ و ملوث ہے لوط بن يحيى ابو حنيفة رافضی نبیٹ ہانک کے اقوال و نقول بکڑھاتا ہے جس کے
مردود و تالفت ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رافضی و فاسق و باکلیس کے اخبار پر اس کی
کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ
مروج الذہب کے پیش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں
فرماتے ہیں،

ہشام کلینی مفسر کہ رافضی غالی سست و ہچمنیں
مسعودی صاحب مروج الذہب و ابو الفرت
اصہبانی صاحب کتاب الاغالی و علی ہذا القیاس
امثال اینہارا ایں فرقہ در اعداد اہلسنت داخل
کنند و بمقولات و منقولات ایشان الزام بہنت
خواہند بیک
ہشام کلینی مفسر جو کہ غالی رافضی ہے، اسی طرح
مروج الذہب کا مصنف مسعودی اور ابو الفرج
اصہبانی صاحب کتاب الاغالی اور علی ہذا القیاس
ان جیسے دیگر رافضیوں کو یہ فرقہ، اہل سنت میں
داخل کرتا ہے اور ان کے اقوال و منقولات سے
اہل سنت کو الزام دینا چاہتا ہے۔ (دست)

علامہ زر قانی شریع موہب میں فرماتے ہیں،

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ
اجت عاکر وغیرہ لیک
ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر
وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔

لہ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار تحت حدیث ۳۸۸۴ دار الکتب العلمیہ ۱۴/۲۲
لہ تحفہ اثنا عشریہ باب دوم فصل دوم کید بہت و سوم صحیل اکیڈمی لاہور ص ۴۱
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۸۶/۳

اسی طرح اصحاب میں سے کما سیاقی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت)

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

من الغریب ما نقله بعضهم ان الله تعالى
احياه له صلى الله تعالى عليه وسلم
فاصب به كابويه واظنه من افتراء
الشيعة يله

غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ
نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لئے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے،
میرے گمان میں یہ رافضیوں کی محرت ہے۔

اقول و متاع کتاب رافضیوں ہی میں مختصر نہیں مگر یہ ان کے مسلک کے موافق ہے لہذا اس
کی وضع کا گمان انہیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جرم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو، اس
بنا پر لفظ ظن فرمایا، ورنہ اس کے موقوف و مغتری ہونے میں تو شبہ نہیں، کمالا یغنی (جیسا کہ
پیشیدہ نہیں۔ ت)

علامہ جہان محمد بن علی مصری کتاب اسماوات الراغبین میں فرماتے ہیں،

اما اعمامہ صلى الله تعالى عليه وسلم
فاثنا عشرة حمزة والباقر وهما
المسلمان وابطالب والصحيح انه
مات كافرا يله

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
بارہ چچا تھے، حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوبکر
اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر رد المحتار حاشیہ در مختار باب المرتدین میں ہے،

المصر على عدم الاقرار مع المطالبة
به كافر وفاقا لكومت ذلك من امارات
عدم التصديق ولهذا اطبقوا

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور
وہ اقرار کرنے پر اصرار رکھے بالافتاق کافر ہے
کہ ردول میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے

نسیم الریاض القسم الاول 'باب الاول الفصل الخامس مرکز اہلسنت گجرات البند ۲۱/۱
لہ اسماوات الراغبین فی سیرۃ المعصی علی ہامش نور الابصار دار الفکر بیروت ص ۹۲

علیٰ کفر ابی طالبؑ
اسی واسطے تمام علمائے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں،
اذا امر بها و امتنع و ابى عنها کابی طالب
فہو کافر بالاجماعؑ
جیسے ابوطالبؑ قزوہ بالا جماع کافر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی
مذرومانع کے زبان سے اقرار کی قوت نہ آتی، علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد ہے اقرار اُسے آخرت میں
نافع ہو گا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں،

قلت لکن بشرط عدم مطلب الاقرار منه
فان ابی بعد ذلک فکافر اجماعا
لنقضیۃ ابی طالبؑ
یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے
اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے
جب تو بالا جماع کافر ہے۔ ابوطالب کا واقعہ
اُس پر دلیل ہے۔

اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے،
ابوطالب لہو یؤمن عند اہل السنۃ۔ اہل سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔
شیخ محمدی مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادتہ میں فرماتے ہیں،
مشائخ حدیث و علمائے سنت بریں اندک ایمان
ابوطالبؑ عبوت نہ پذیر فرمے و در صحاح احادیث
ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
در وقت وفات وے بر سر دے آمد و
مشائخ حدیث اور علماء سنت کا موقف یہ ہے کہ
ابوطالب کا ایمان ثابت نہیں ہے۔ صحیح حدیثوں
میں آیا ہے کہ ابوطالب کی وفات کے وقت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے

۱۔ رد المحتار کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۲/۲ و ۲۸۳

۲۔

۳۔

۴۔ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن حدیث ۵۴۵۸ المکتبۃ المصیبتہ کوئٹہ ۲۶۰/۹

عرض اسلام کر دوسے قبول نہ کر دے
پاس تشریف لائے اور اسلام پیش فرمایا مگر
اس نے قبول نہیں کیا۔ (مت)

فصل ششم

امام ابن حجر کی افضل القرنی لقرام القرنی میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے
شروع جواب میں ذکر کی نگہ کر فرماتے ہیں،

هذا البيت من جملة قصيدة له فيها مدح عجيب له صلى الله تعالى عليه وسلوه حق اخذ الشيعة منها القول باسلامه ^{۱۱۹}
یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کا سہ ہے جن میں
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجیب
نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے
ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا۔
پھر فرماتے ہیں،

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها
توه ذلک ^{۱۲۰}
لیکن صاف اور روشنی حدیث جن کی صحت پر
اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔
علامہ محمد بن عبدالقانی شرح مواہب میں روایت ضعیف ابن اسحاق کہ ابن شاعر اللہ تعالیٰ
عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کر کے فرماتے ہیں،

بهذا احتج الرضاة ومن تبعهم
علی اسلامه ^{۱۲۱}
رافضی اور جو ان کے پیرو ہوئے وہ اسی روایت
سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔
انوار التنزیل وارشاد العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لاتہدی من اجبت فرمایا،
الجمہور علی انها نزلت فی
ابی طالب ^{۱۲۲}
جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت درباره ابوطالب
آئی۔

۱۲۳ شرح سفر السعادة فصل در بیان عبادت بیماریاں و نماز جنازہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۲۹
۱۲۴ افضل القرنی لقرام القرنی تحت البيت ۴۵ المجلع الشافعی ابو ظبی ۲۸۶/۱

۱۲۵ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ عام الحزن وفاة خیر کجہ والی طالب دار المعرفہ بیروت ۲۹۱/۱
۱۲۶ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۵۶/۲۸ دار الفکر بیروت ۲۹۸/۴

علامہ خطابیؒ اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،

إشارة إلى الرد على بعض الرافضة
أذهب إلى إسلامه به
أصابه من شيء

یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ
اسلام ابو طالب کے قائل ہیں۔

ذكر جمع من الرافضة انه مات مسلماً،
قال ابن عساکر في صدر ترجمته قبل انه
اسلم ولا يصح إسلامه مختصراً

رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان
مرے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع
تذکرہ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب
کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔ مختصر

زرقانی میں ہے،

الصحيح ان اباطالب لم يسلم، وذكر
جمع من الرافضة انه مات مسلماً
وتسكوا باشعار واجباروا هيته تكفيل
بردها في الاصابة به

صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں
کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مٹانا
اور کچھ شعروں اور واجبات بخروں سے تمسک کیا
جنہ کے رد کا امام حافظ الشان نے احباب میں
ذکر کیا۔

نسیم فصل کیفیت القلوة علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتسليم میں ہے،

ابوطالب توفي كافراً وادعاء
بعض الشيعة انه اسلم
لا اصل له

ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں
کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام لائے بعض بے اصل

شیخ محقق خراج مراد التسليم میں فرماتے ہیں،

له عناية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي تحت الآية ٥٦/٢٨ دار الكتب العلمية بيروت ٢٠٩/٤
له الاصابة في تمييز الصحابة حروف الطائر القسم الرابع ابو طالب دار صادر بيروت ١١٩/٣
له تاريخ دمشق الكبير ترجمة ٨٩٣ ابو طالب دار احياء التراث العربي ٢٢٨/٤٠
له شرح الزرقاني على المواهب اللدنية القصص الثاني الفصل الرابع دار المعرفة بيروت ٢٤٣/٣
له نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض مركز احلسنت بركات رضا لكرات الهند ٢٨٣/٣

شیخ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت حاصل تھی۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیخ اسلام ابو طالب کی دلیل بتاتے ہیں اور اپنے دعویٰ پر جس چیز سے استدلال کرتے ہیں وہ ان کے دعویٰ پر دلالت نہیں کرتی۔

اسکی میں ہے :

پوشیدہ نذر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباء و اجداد کے اسلام کا صحیح ہونا مشہور ہے اور شیعہ اسلام ابو طالب کو بھی اسی قبیل سے سمجھتے ہیں اور اختصار (ت)

فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کوچنچا بعد اس قدر خصوص علیہ وجلیہ قرآن و حدیث و ارشادات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ قدیم و حدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسکیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر فناء کے عظیم پھر بھی تمہیں مرام و تسکیم اور اہم مناسب مقام۔ حمد و ثناء آٹھ شبے ذکر کے اور نواں کہ اگر مشہدہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وہی ہے اسی سے متروک جو اہم اُن سب کو ذکر کے توفیق اللہ تعالیٰ اعظم پر جواب و اپانیت صواب کریں۔

شبہ اولیٰ - کفالت - اقول (میں کہتا ہوں ۔ ت) ہاں بالیقین محرم کفالت بھی مستلزم
اطاعت بھی نہیں ، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ۔

وَحِزْنَا الْآيَةَ۔
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي كُنْتُ لَكُمْ عَصَاً وَ
قَوَائِمُ الْأَشْيَاءِ فَرَجَعْتُكُمْ إِلَى الْأَرْضِ
وَأَنْتُمْ تَرْجَعُونَ (ت)

۴۴۹ مکتبہ فوریہ رضویہ سکس

۲۴۹-۵۷۸

بسم القرآن الكريم ٢٨/٨

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔)

قال العزیز قینا ولیدنا ولبتت قینا
من عزمك سنیت لی
بر لایا یم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پاؤ
اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس
گزارے ۔ (ت)

شبیہ ثانیہ۔ نصرت و حمایت۔ نقول ضرور مگر مدعا سے دور، رافضی اس سے
دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصحاب میں فرمایا،

استدل الرافضی بقول اللہ تعالیٰ فالذین
أصنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور
الذی معہ اولیک ہم المفلحون
قال وقد عزمہ ابو طالب
بما اشتهر و علموا بایة قریش
وعاد اہم بسببہ ما لا یدفعہ
احد من نقلة الاخبار
فیكون من المفلحین انتہی
وهذا مبلغہم من العلم
وانا نسلم انہ نصرة وبالغ
ف ذلک لکنہ لسم یتبع
النور الذی معہ وهو
الکتاب العزیز السداد
الحی التوحید ولا یحصل الفلاح الا
بحصول ما رتب علیہ من
الصفات کلہا ینہ

یعنی اسلام الی طالب پر رافضی اس آیت سے
دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی
پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور
جو نور اس نبی کے ساتھ آثارا گیا اس کے پیرو
ہوئے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی
نے کہا ابو طالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف
ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش
سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی
راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے
والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے مسلم کی
رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں
کہ ابو طالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجہ
غایت کی مگر اس نور کا اتباع نہ کیا جو حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آتا
یعنی قرآن مجید و اعلیٰ توحید اور فلاح موجب ہے کہ
جتنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

سہ القرآن الکریم ۱۸/۲۶

سہ الاصابۃ فی تمیز الصحابة حنف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱/۴

اقول اولاً نصرت و حمایت کا قصہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو چکا، جہاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! ابو طالب چینی و چٹان کرتا اسے کیا نفع ملے؟ جواب جو ارشاد ہوا حدیث چہام میں گزرا۔

ثانیاً بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اور وہ کونبی کی ایذا سے روکتے اور خود ایمان لانے سے بچتے ہیں، دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً اعتبار خاتمہ کا ہے انہما الاعمال بالخواتیم (اعمال کا دارہ دار خاتموں پر ہے۔) جب ابو طالب کا کفر پر مرقا قرآن و حدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گوشہ کفایت و نصرت سے دلیل دینا محض ماقطہ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث طریل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فواللہ الذی لا الہ غیرہ ان احدکم	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم میں کوئی
لیعمل بعمل اہل الجنة حتی	شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ
ما یكون بینہ و بینہما الا ذراع فیسبت	اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فرق
علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل	رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر غالب آجاتی ہے کہ وہ
النار فیدخل النار	دوزخیوں کے کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے۔

(والعیاذ باللہ رب العالمین)

رابعاً صرف اسلام مستلزم اسلام مذہب خاص نہ ثبوت عام، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی عزوہ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے حکیم قتال کیا، صحابہ اس کے مدافع ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہو جاتے (یعنی ایسے عالی درجہ کے عمدہ کام ایسی جلیل و جلیل نصرت اسلام اور اس پر تاری ہونے کے احکام) بالآخر غبر پائی کہ وہ معرکہ میں ڈھکی ہو اور دکی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے مسند احمد بن حنبل۔ حدیث سل بن سعد ۱۰۱۱۱/۵ مکتب الاسلامی بیروت ۲۳۵/۵

لے صحیح البخاری کتاب التوحید باب قولہ تعالیٰ ولقد سبقتم کلنا الی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۲

صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفۃ خلق الادی الی

سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب القدر

آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۲/۲

نے یہ خبر سُن کر فرمایا اللہ اکبر میں جو ابھی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ، پھر بلاک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں متادی کریں ،

انہ لاید خل الجنة الا نص مسلمة و انت بشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان
اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجور اور بے شک اللہ اس دین کی مدد کرتا ہے
فاسق کے ہاتھ پر۔

اسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ نسائی و
ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند چید راوی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

ان اللہ یؤید هذا الدین باقوام لا خلاق لهم بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے
لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

ان اللہ تعالیٰ لیؤید الاسلام برجال ما ہم من اہلہ بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں
سے کرتا ہے جو خود اہل اسلام سے نہیں

نسأل اللہ العفو والعافیة (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔ ت)
شعبہ ثالثہ — محبت — اقول بے شک مگر حد طبعی تک بھیہ حب کو بھتیجے سے
چاہئے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزارے ہوئے کی اکھوت نشانی ، پھر اس پر جمال
صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دکھیں تو خدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، خاندان
ہاشمی ایک اسی چراغ محمد و شیخ بے دود سے روشن تھا ، خاندانی حقیقت ہر عاقل کو ہوتی ہے
خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہذا جب آیہ کریمہ ، فاصدع

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوة الخیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۰۴/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلط تحریم قتل الانسان نفسه ۴۲/۱
۲۔ کنز العمال بوزن حب علی و حم طبع عن ابی بکر حدیث ۲۸۹۵۶ موسسة الرسالة بیروت ۱۸۴/۱۰
۳۔ بوزن طبع عن ابن عمر

بما تو مشروا عرض عن المشركين (تو اعلان یہ کہہ دو جس بات کا تمہیں علم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ ت) نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی اشراف قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اُٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انہیں ہم کو دے دو، اور اسی ارادہ فاسد پر عمارہ بن وید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انہیں دے دیں گے، ابوطالب نے کہا،

والله لئن لم يأتوا مني فاعطوني
ابنكم اغذوه لكم واعطيكوا ابنكم
فقتلوه هذا والله ما لا يكون
ابدا حيت تروح الابل
فان حنت ناقه الحب غير
فصيلها فعتت اليكم۔

خدا کی قسم کیا بڑی چاکی میرے ساتھ کر رہے ہو،
کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لئے اسے
کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں
دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کہیں
ہوئی نہیں، جب اونٹ شام کو مچلتے ہیں تو
اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف
میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔
(ہم نے اس کو حدیث ابن اسحق سے مخلص کیا جسے
انہوں نے مفضل بیان کیا اور ہم نے مخلص کیا اور
حدیث مقاتل سے جس کو تراجم میں ذکر
کیا گیا ہے۔ ت)

لخصناه حدیث ابن اسحق ذکرنا
بلاغاً وصفت حدیث مقاتل ذکرنا
فی المواہب۔

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان کو انسان حیران کو بھی اپنے
بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں، ایمان حُب شری ہے، ابوطالب میں اس کی نشان نہیں
محبت شری و ایمانی ہوتی تو نازک عمار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملت جاہلیت پر
اصرار کیوں ہوتا۔

امام قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں،

قد كان ابو طالب يحوطه صلى الله تعالى
عليه وسلم وينصره و يحبه جاً طبعياً
لا شرعياً فبقى القدر فيه واستمر على
كفره و لله الحجة السامية ۛ

نسیم الریاض میں ہے ۛ

حنونه على النبی صلى الله تعالى عليه
وسلم ومحبته له امر مشهور في
المير وكان يعظمه ويعرف نبوته ولكن لم
يوفق الله للاسلام وفي الامتناع ان فيه حكمة
خفية من الله تعالى لانه عظيم قریش
لا يمكن احدا منهم ان يتعدى على ما
ف جواره فكان النبی صلى الله تعالى
عليه وسلم في بدء امره
في كنف حبايته يذبهم عنه
كما قال : هـ

والله لن يصلوا اليك بجمعهم

حتى اوسد في التراب دفينا

فلو اصلو لم يكن له ذمة عندهم

ولذا لم يكن له صلح الله عليه

عليه وسلم بعد موته بد من

الهجرة ۛ

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نصرت و حمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ
رکھی، مگر شرعی محبت نہ تھی، آخر تقدیر الہی غالب آئی
اور معاذ اللہ کفر پر و قات پائی، اور اللہ ہی کے لئے
سب محبت بلند۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی ہر
محبت مشہور ہے اور تعلیم و معرفت نبوت معلوم، مگر
اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور
کتاب الامتناع میں فرمایا، ابوطالب کے مسلمان
نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے
وہ سرور قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر قسم نہ
نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابتداء اسلام میں ان کی حمایت میں تھے وہ مخالف
کو حضور سے دفع کرتے تھے، خود ایک شہر میں
کہا ہے ۛ

خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک
نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر
نہا دیا جاؤں۔

تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی
پناہ کوئی چیز نہ رہتی، آخر ان کے انتقال پر حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمائی ہوئی۔

ۛ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب فقہانی طالب دارالکتب العربیہ بیروت ۲۰۱/۶
ۛ نسیم الریاض القسم الاول الباب الاول الفصل الثانی مرکز الجنت برکات رضا حجرات اللہ ۲۷۰/۶

اقول قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے، مرتبہ وقت کفر پر اصرار کی حکمت
 قد جانے یا اس کا رسول۔ شاید اس میں اولیٰٰن تکہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے نہ تھے گمان کرتے کہ اللہ کے
 رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چپ کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھے کے لئے
 ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وہ کام نہ رہا ظاہر کر دیا۔

ثانیاً ان مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ عالمت کفر میں مرے جس کا پتا حدیث ان ابی و
 ابابک دیتی ہے اولیٰٰن ناگوار ہوا جب اپنے چپ کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ قائم فرمایا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں ان سے
 برائت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو
 منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

سابعاً عمل میں اخلاص، شد و خوف و انقیاد کی ترفیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر مجبور بیٹھنے
 سے تہییب، جب ابوطالب کو ایسی نسبت تفریباً بیان کا رہا ہے عجیبہ وجہ نہ منافقادی کام نہ آئی تو اور کیا
 چیز ہے۔ الی غیر ذلک صما اللہ و رسولہ بہ اعلم جمل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم (اس کے علاوہ دیگر وجہ جنہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 خوب جانتے ہیں۔ مت)

شہرہ رابعہ — نعت شریف — اقول یہ تو اور حجت الہیہ قائم ہوتا ہے جب ایسا
 جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود و منکر قبل مسیح و عیسٰی رسالت کیا کہ نعت و رحمت نہ کرتے جب کوئی
 مشکل آتی مصیبت نہ دکھاتی حضور سے ترسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دعا مانگتے،

انہم انعمنا علیہم بالنبی البعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التورۃ علیہ السلام
 الہی! یہیں ان پر مدد سے صدقہ نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم قرأت میں پاتے ہیں

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا،

وکانوا من قبل یتفتحوں علی الذین کفروا فلما جاءہم ما ہرخوا کفروا بہ فلعنہ اللہ علی
 اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی

اعتہ پر منکر دل پر۔ (مت)

الکفریت

اصحاب میں فرماتے ہیں،

اما شهادة ابی طالب بتصدیق النسبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب
عنه واما ورد من شعراجب طالب
فی ذلك انه نظیر ما حکى اللہ تعالیٰ عن
کفاس قریش "و جحدوا بها واستيقنتها
انفسهم ظلما و علوا" فكان کفرهم عناد و منشور
من الامة و الکبر و الى ذلك اشتر ابو طالب
بقوله لولا ان تعیرنی قریش لیت

یعنی ابو طالب کے ان اشعار وغیرہ (جن میں تصدیق
نبی کی شہادت ہے) کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی
قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا
کہ براہ ظلم و کبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے
ہیں تو یہ کفر عناد ہو اور اس کا خشار تکبر اور اپنے
نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے طرد ابو طالب نے
اس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا
خیال نہ ہوتا تو اسلام لے لیتا۔

شہیدہ خامسہ — حضور کا استغفار فرمانا — اقول اولاً اس کا جواب خود رب الارباب
جل جلالہ دے چکا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نگاہ دی تھی صالحہ انہ عند تیرہ
لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزیز جل جلالہ نے منع فرمادیا اب اس سے
استغفار و خطا القاد۔

ثانیاً خود یہ وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار میں کر ارشاد ہوا تھا، دیکھو حدیث دوم۔ پھر اسے
دلیل اسلام ٹھہرانا عجیب ہے۔

شہیدہ سادسہ — حکایت جامع الاصول — اقول سیدہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ
عنہم مومن علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابو طالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل و کفن میں تاہل عرض
کرتے سیدہ السادات سیدہ الکائنات علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ و اکل التیمات اسے مقرر رکھتے، جنازہ
میں شرکت سے باز رہتے، سیدہ تاجعفرین ابی طالب و امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام
ترک کفار سے محرومی پاتے، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ کفر ابی طالب بیان
فرماتے۔ امیر المؤمنین عسمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خن اہل بیت اسے کافر کا ترک مومن کو نہ ملنے کی دلیل

سہ القرآن الکریم ۸۹/۲

سہ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حرف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۵/۴

ٹھہراتے۔ سیدنا عباسؓ رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال سے سوال کر کے وہ جواب پاتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یهلكون الا انفسہم کا اہل طالب کے حق میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور اُمّ المؤمنین ام سلمہ زوجہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المؤمنین علیؓ برادر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں برسروران و سرارای اہلبیت کرام میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ان کے بعد وہ کون سے اہلبیت فاکل اسلام اہل طالب ہوئے، کیا قرآن و حدیث و اہل باقی ائمہ قدیم و جدید سے کے مقابل ایسی حکایات بے زمام و عظام کچھ کام دے سکتی ہیں، حاشا، لا جرم شیخ محقق مدارج النبوة میں فرماتے ہیں،

از اعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ و عباس مسلمان نہ شدہ اند و اہل طالب و اہل بیت زمان اسلام را در یافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند و صاحب جامع الاصول آورده کہ زعمهم اہلبیت آنست کہ اہل طالب مسلمان از دنیا رفتہ و اللہ اہلہ بصحتہم کذا الخ مرویۃ الاحباب علیہ

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچوں میں سے حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوا۔ اہل طالب و اہل بیت نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام لانے کی توفیق نہ پائی۔ جمہور علماء کا موقف یہی ہے۔ اور صاحب جامع الاصول نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت کا گمان یہ ہے کہ اہل طالب مسلمان ہو کر دنیا سے گئے ہیں اس کی صحت کا مال اللہ خوب جانتا ہے، یونہی ردۃ الاحباب میں ہے۔ (ت)

اقول علماء کا بجا کفر اہل طالب پر اجماع نقل فرماتا اور اسلام الی طالب کا قائل ازعم رواض بنایا، جس کے فتول اگلے فصول میں مذکور و منقول، اس حکایت بے سرو پا کے رد کو کہیں ہے، کیا ہا و صف خلافت ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہو سکتا یا معاذ اللہ ان کا خلافت لایعتہ بر ٹھہرا کر دعویٰ اتفاق فرمادیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلافت حاصل تو جانب اہل بیت یعنی رواض قصر نسبت پر کیا حاصل، پس عند التفتیح یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم و باطل، ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ رواض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور مشہور زائل۔

شبہہ سابعہ — عبارت شرح سفر السعاده — اقول یہ تحت معنی ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتیات خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکی ہیں جو اس کی تکذیب کو پس میں شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے، اہل سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیخ انھیں مسلمان جانتے ہیں ان کے دو اول مردود و باطل ہیں۔ ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا عمل، ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آبار و اجداد حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تحریر فرمائی ہے،

جہاں فرمایا کرتا فرین نے ثابت کیا ہے / آنحضرت
آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا
بودند از نفس شرک و کفر باری کم از ان نہ باشد
کہ درین مسئلہ توقف کنند و صرف نگاہ دارند بلیہ
اور احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے۔ (ت)

شبہہ ثامنہ وصیت نامہ اقول اولاً، ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منہاسے سند ایک رافضی خال، مواہب شریف میں جس سے مروی نقل یہ وصیت نامہ یوں منقول،
حکى عن هشام بن العاصب الكلبي او ابيه انه
قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه
وجوه قریش، ثم:

ہشام دگلی دونوں رافضی مطعون ہیں، میزان الاحوال میں ہے،
قال البخاری ابو النضر الكلبي تركه يحيى
وابنه محمد قال علي شنا يحيى
عن سفين قال الكلبي كلما حدثت
عن ابي صالح فهو كذ مبه، و
قال يزيد بن شاذان عن الكلبي

سلف مدارج النبوة باب سوم وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نور پور دیوبند سنہ ۱۳۹۲ھ
سلف المواہب اللدنیۃ عام الحزن وفات الی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۶۵ھ

تھا۔ امام سلیمان اٹس تابعی نے فرمایا کہ ان رفیقوں سے کچھ نہیں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ جو ذکر کرتے ہیں ہیں ہمام سے متاثرہ کہتے ہیں میں نے خود کلمی کو کہتے ہوں کہ میں افضی ہوں۔ ابو حوانہ کہتے ہیں کلمی نے میرے سامنے کہا کہ جبریل نبی کو وحی لکھاتے تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کو لکھانے لگتے۔ جو زبانی وغیرہ نے کہا، کلمی کذاب ہے۔ دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا، متروک ہے۔ ابن جہان نے کہا اس کا مذہب دین میں اور اُس میں کذب کا دھڑلہ ایسا روشنی ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا محال نہیں اور نہ اس سے سند لانا امر ملحقاً

وكان سبائيا قال لامش اتق هذه السبائية فان ادركت الناس وانما يستوتهم انكذابين التبوذكي سمعت هماما يقول سمعت الكلبي يقول ان سبائيا عن ابى حوانة سمعت الكلبي يقول كان جبرئيل يملئ الوحي على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلما دخل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الخلاه جعل يملئ على علي قال المجهول حافى وغيره كذاب وقال الدارقطنى وجماعة متروك وقال ابن جبان مذهبه فى الدين ووضوح الكذب فيه اظهر من ان يحتج الى الافراق فى صفه لا يحصل ذكره فى الكتاب فكيف الاحتجاج به ثم امر ملقطاً.

اُسی میں ہے :

امام احمد نے کلمی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا، وہ تو یہی کچھ کہانیاں کہ نسب نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس سے حدیث روایت کرے گا۔ امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا، متروک ہے۔ امام ابن عساکر نے کہا، راضی نامتہ ہے۔

هشام بن محمد بن السائب الكلبي قال احمد بن حنبل انما كان صاحب سحر و نسب ما طفت ان احدا يحدث عنه وقال الدارقطنى وغيره متروك وقال ابن عساکر راضى ليس بشقة.

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا :

سنة ميزان الاعتدال ترجمہ ۷۵۴، محمد بن سائب الكلبي دار المعرفۃ بیروت ۵۵۹ تا ۵۵۴ / ۲
سنة " " " ۹۲۴، ہشام بن محمد السائب " " ۲۰۴ / ۲

قد جاء بأمر قبله الجنان و انكروا
اللسان مخافة الشان لي
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات
لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا
اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہو جائیں گے۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،
لما تعيرونه به من تبعيته لابت
اخييه به
یعنی وہ خوف یہ ہے کہ تم حیب لگاؤ گے کہ وہ اپنے
بھتیجے کا تابع ہو گیا۔
یعنی بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے انہیں امام بناتے آپ غلام بننے عار آتی ہے، تم طعن کرو گے اس نے
اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔
ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر بہتوں
کو وصیت ہو خود جاہل حیت ہو تو اس سے کیا حصول۔ قال اللہ تعالیٰ،
كبر مقتا عند الله ان تقولوا
ما لا تفعلون یہ
اگر مقتدا اللہ انتہی سے کہہ کر۔

تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔
اصحاب بھی فرمایا،

وهو امر ابی طالب ولدیہ بالتباعد فترکه
ذلك هو من جملة العناد وهو ايضا
من حسن نفعه له و ذبه عنه ومعاداة
قومه بسببه یہ
وہ ایک ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کتنا کہ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کو تو خود اس کا ترک کرنا
یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی
اُسی قبول مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی
قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔

- ۱۔ المصابیہ اللدنیہ عام الحزون وفاة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۵/۱
۲۔ شرح الزرقانی علی المصابیہ اللدنیہ وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفہ بیروت ۲۹۵/۱
۳۔ القرآن الحکیم ۲/۶۱
۴۔ الامصابۃ فی تمیز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

یعنی جہاں وہ سب کچھ تھا این ہم بر علم ایمانی بے اذعان مل گیا امکان، لہذا علمائے کرام جہاں ابو طالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور ان کی دوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اور پرگز رہے۔
مجمع البحار میں ہے،

فی العاشرة دنا موتنا فی طالب فوصی بنی
المطلب باعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ان جعل الفضل قد مات۔ قال
فاغسلہ وکفنه ووارہ غفر اللہ له فجعل
یستغفر له ایاماً حتی تزل صاکات
للقبیلۃ^{۱۳۹}
علامہ حنفی ماضیہ شرح حمزہ میں لکھتے ہیں،

قال القزطبی فی المفہم کان ابو طالب
یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فیکل ما یقولہ ویقول
لقریظ تعلیمت واللہ انت محمد
لم یکن ذنب قط ویقول لابنہ علی اتبعہ
فانہ علی الحق غیر انہ لم یدخل
فی الاسلام ولم یزل علی ذلک
حتی حضرته الوفاة فدخل علیہ
مرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم طامعاً فاسلامہ
وحریراً علیہ باذلاف ذلک

یعنی تمام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا،
ابو طالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے
قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع
نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ سے کہتے ان کے
پیر و رہنما کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام
میں نہ آئے موت آئے تک اسی حال پر رہے
اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ
شاید مسلمان ہو جائیں اس کی تصور کو سخت خواہش

جہدہ مستفرغاً ما عندہ و لکن عاقبت
عن ذلك عوائق الاقدار التي لا يتفهم
معبا حرص ولا اعتذاراً لہ

محق جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فدا دی مگر وہ
تقدیری آڑ سے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے
نہ خرد۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم۔

اور اللہ تعالیٰ ہیں کافی ہے کیا ہی اچھا کار سانس ہے
اور ننگنہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیک کر سنے
کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔

مشہدہ تاسعہ الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہلات تھے
اب ایک مشہدہ باقی رہا جس سے زمانہ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں
استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل ہستی و امام حلیل سیل و امام مافدا المشان ابی جبر
عسقلانی و امام ہرالدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر کی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ زرقانی
و شیخ محقق دہلوی و غیر جم رحمہ اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سستی کے لئے تو اسی قدر سے جواب
ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تہمیت منسندہ
کے لئے فقیر غفرلہ الولی القدر یہ مشہدہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کر کے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر غافل
ہوا تحریر کرے و باللہ التوفیق، ایمہ اسق نے سیرۃ میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ
ابو طالب کے مرض الموت میں اشراق قریش جمع ہو کر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
سمجھا دو کہ چارہ سے دین سے غرض نہ رکھیں ہم ان کے دین سے غرض نہ کریں ابو طالب نے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں یہ ایک بات
کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور تم تمہاری مطیع۔ ابو جہل یحییٰ نے عرض کی، حضور ہی کے
باپ کی قسم ایک بات نہیں دشمن باتیں۔ فرمایا، تو لا الہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافریاں بجا کر جاک
گئے۔ ابو طالب کے منہ سے نکلا، خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو ان سے نہ چاہی تھی۔ اس کھنڈے
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار منہ مانا
شروع کیا، اسے چھا با تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روز قیامت حلال کروں۔
جب ابو طالب نے حضور کی شدت خواہش دیکھی تو کہا، اسے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا

کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابو طالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہوا
 کلہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا، اور وہ بھی اس طرح پڑھ لایا تو لہذا لا سولک بہ (میں نہ کہتا وہ کلہ مگر اس
 کہ آپ کے خوش گوں) صرف اس لئے کہ حضور کی خوشی کروں۔ یہ باتیں نزع میں تو جو بھی رہی تھیں جب روج پرواز
 کرنے کا وقت نزدیک آیا عیاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لبوں کی جنبش دیکھی کانٹا کر سنا حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی دیا ابن ابی واثق اللہ لقد قال ابی الکلمۃ المتی امتنان یقولہا
 اسے میرے بھتیجے! خدا کی قسم میرے بھائی سنے وہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اس سے کہلاتے تھے۔
 قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہ اسمیٰ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں نے نہ سنی۔

یہ وہ روایت ہے علامہ نے اس سے پانچ جواب دیئے،

اول یہ روایت ضعیف و مرودہ ہے، اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ جواب نامائے
 پھر امام حافظ الشاہ ابن حجر مستطانی و امام بدر الدین محمد عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دہلوی و
 علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ تیس میں ہے،
 قال البیهقی انہ منقطع الا و سیاق بہیقی نے کہا یہ منقطع ہے الا اس کی پوری تفصیل
 تمامہ۔
 حفریب آرہی ہے۔ (ت)

عمدة القاری میں ہے،

فہ سندہ حسن لہ یسجد
 اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام
 نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح مواہب میں ہے،

روایۃ اہم اسخت ضعیفہ۔
 ابن اسحاق کی روایت ضعیف ہے۔ (ت)
 انہی میں ہے،

لہ المیرۃ النبویۃ لابن ہشام وفاة ابی طالب و خدیجۃ و ابن کثیر و التوزیع للطیالانی و النیر القسطلی ۴/۲۷
 لہ تاریخ الخلفاء وفاة ابی طالب مؤسستہ شعبان بیوت ۳۰۰/۱
 لہ عمدة القاری کتاب النقب انصار باب قصۃ ابی طالب تحت حدیث ۳۸۸۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۴/۱
 لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المتداولہ وفاة خدیجۃ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

فیه من لہ رسولہ

اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام
نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح تخریر میں ہے،

روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسرائیلیہ
الاسلام عند موتہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف
روایت ہے کہ ابو طالب نے برکتِ موت رازداری
سے انھیں اسلام کی خبر دی۔ (ت)

اصابر میں ہے،

لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ
اثبت فیه اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ
عن محمد بن اسحاق الی ان قال بعد
نقل متمسکات الرافضی، اسانید ہذا
الاحادیث و اھیۃ

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسا دیکھا جس میں
اس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب
ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جلد یہ روایت ابن ابی
ہشام سے۔ اس سب کی سندیں وہی ہیں۔

اقول وبالله التوفیق ھہنا امور
يجب التنبيه لھا

اقول (میں کہتا ہوں) اور توفیق
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، یہاں چند امور ایسے
ہیں جن پر آگاہ ہونا ضروری ہے،

پہلا امر منقطع یہاں پر پہلی کے کلام میں اس معنی
میں استعمال نہیں ہوا جو جہور کے نزدیک مشہور
اصطلاح ہے، یعنی وہ حدیث جس کی سند سے کوئی
راوی ساقط ہو گیا ہو یا تو مطلقاً یا اس شرط کے
ساتھ کہ اس کی سند میں ایک سے زائد راوی
پے در پے ساقط نہ ہوئے ہوں، بصورتِ اول

اولھا یس النقطۃ ھہنا ف
کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند
الجمہور، انہ الذی سقط من
سندہ، مراداً مطلقاً او بشرط
ان لا یسقط اخیر من واحد
علی التوالف وھو المرسل علی

لہ شرح الزرقانی علی المراسب الدینیۃ المقصد الاول وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

لہ الامتداد فی تیز الصیغۃ حرف الطاء القسم الرابع ابی طالب دار صادر بیروت ۱۱۶/۲

الاول او منه على الثاني باصطلاح الفقهاء
واهل الاصول واذا نظفت مر حباله
فعندنا وعند الجمهور مقبول كيف و
ذلك خلاف الواقع في رواية ابن اسحق
قامت سنداً على ما رأيت في
سيرة ابن هشام وفتله الحافظ
وغیره في الفتح وغیره
هكذا حدثني العباس بن عبد الله
بن معبد عن بعض اهل علم
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
وهذا الانقطاع فيه كما ترى و
لا يصح لارادة الانقطاع من قبل
امام ابن عباس لم يدرك الواقعة
فانه انما ولد عام مات ابو طالب
ولقب قبل الهجرة بثلاث سنين
كما في التقریب، وكذلك
امرؤ ابن الحبرام مسومت
ابن طالب قبل هجرته صلى
الله تعالى عليه وسلم
بثلاث سنين كما في
المواهب، وذلك لان مراسيل

دو مرسل ہے، اور بصورت ثانی مرسل کی ایک نوع
ہے فقہاء اور اہل اصول کی اصطلاح میں۔ اور
جب اس کے رجال عادل ہوں تو وہ ہمارے نزدیک
اور جمهور کے نزدیک مقبول ہے۔ اور جمهور کی اصطلاح
میں یہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے حالانکہ ابن اسحق کی
روایت میں معنی مذکور کے خلاف واقع ہے، کیونکہ
اس کی سند جیسا کہ میں نے سیرت ابن ہشام میں
دیکھی اور عارف وغیرہ نے اس کو فتح الباری وغیرہ
میں نقل کیا وہ یوں ہے مجھے حدیث بھیان کی
عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض محدثوں
سے انھوں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔
اور اس میں جیسا کہ تو دیکھ رہے ہو کوئی انقطاع
نہیں اور نہ ہی اس جہت سے انقطاع مزاحیہ
کی کوئی گنجائش ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سفر واقعہ نہیں پایا کیونکہ آپ اس سال پیدا
ہوئے جس سال ابو طالب کا انتقال ہوا۔ آپ کی
ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی جیسا کہ تقریب
میں ہے اور یونہی ابو طالب کی موت کی تاریخ
ابن جرار نے بیان کی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
کی ہجرت سے تین سال پہلے فوت ہوئے جیسا کہ
مواہب میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مراسیل

سے السيرة النبوية لابن هشام وفاة ابی طالب وغیرہ دار ابن کثیر للطباعة القسم الاولی ص ۱۷۴
سے تقریب التہذیب ترجمہ ۳۴۲۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵۰۴/۱
سے الموابب القدیة عام الحزن وفاة ابی طالب دارالکتب الاسلامیہ بیروت ۲۶۲/۱

صحابہ کے مقبول ہونے پر اجماع ہے اور چوتھا اس موقف کے خلاف ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

تقریب نوادی میں ہے کہ یہ سب گفتگو مرسل صحابی کے غیر میں ہے۔ رہا مرسل صحابی تو صحیح مذہب میں اس کے صحیح ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ تدرب میں کہا کہ ہمارے اصحاب غیرہ مجبور نے اس حکم کو قطعی قرار دیا اور محدثین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ مسلم الثبوت میں ہے مرسل اگر صحابی سے ہے تو مطلقاً قبول کی جائے گی اور جس نے مخالفت کی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بہیقی کا اُسے منقطع کہنا فقط ان کی اپنی اور ان کے شیخ امام حاکم کی اصطلاح ہے کہ ان کے نزدیک مبہم بھی منقطع ہے۔ تقریب اور تدرب میں ہے راوی نے اسناد میں جب کہا کہ فلاں نے ایک مرد سے اور اس نے فلاں سے روایت کی تو امام حاکم نے فرمایا کہ یہ منقطع ہے مرسل نہیں ہے جبکہ اس کے غیر نے کہا یہ مرسل ہے۔ حواشی نے کہا یہ دونوں قول اکثریت کے موقف کے خلاف ہیں کیونکہ اکثر کا موقف یہ ہے کہ یہ متصل ہے اس کی سند میں راوی مجہول ہے۔ امام بیہقی نے اپنی مستدرک میں اس پر اضافہ کیا اور اس حدیث کو مرسل

۱۵۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۔ تقریب النواوی مع تدریب الراوی النوع التاسع المرسل
"	"	۲۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی " " "
ص ۲۰۱	مطبع مجتہبی دہلی	۳۔ مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسندہ تعریف المرسل

ما رواه التايبي عن رجل من الصحابة
 لرئيس مرسلاته مختصرا ، و قيهما
 (النوع لما شرا المنقطع الصحيح الذي
 ذهب اليه الفقهاء والمخطيب و
 ابن عبد البر وغيرهما من المحدثين
 ان المنقطع ما لم يتصل اسناده على
 اى وجه كان انقطاعه) فهو و
 المرسل واحد (واكثر ما يستعمل
 في رواية من دون التايبي عن
 الصحابة كمالك عن ابن عمر وقيل
 هو ما اختلف منه رجل قبل التايبي)
 الصواب قبل الصحابي (محذوف كان)
 الرجل (او بهما كرجل) هذا بناء
 على ما تقدم ان فلانا عن رجل
 يستحق منقطعا وتقدم ان
 الاكثرين على خلافه ثم ان هذا
 القول هو المشهور بشرط ان يكون
 الساقط واحدا فقط او اثنين لاعلى
 التواضع كما جزم به
 العراقي و شيخ الاسلام
 مخلصا .

قرار دیا جس کو تابعی نے صحابہ میں سے ایک سے مراد سے روایت کیا اس صحابی کے نام کو صحیح نہیں کی اور اختصار اور ابن دونوں (تقریب و تدریب) میں ہے وکیل قسم منقطع، صحیح موقت جس کی طرف فقہاء کوام اور محدثین میں سے خطیب و ابن عبد البر وغیرہ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو، چاہے کسی وجہ سے انقطاع ہو، وہ اور مرسل ایک ہی ہیں۔ اور اس کا اکثر اطلاق ایسی حدیث پر ہوتا ہے جس میں تابعی کچھ درجے کا کوئی شخص صحابہ سے روایت کرے جیسے امام مالک علیہ الرحمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کریں۔ ایک قول کے مطابق منقطع وہ حدیث ہے جس میں تابعی سے قبل (صحیح یہ ہے کہ صحابی سے قبل) کوئی راوی متصل ہو، چاہے تو وہ مخدوف ہو یا مبہم، جیسے کہا جائے "کوئی شخص" یہ اس پر مبنی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی فلاں نے ایک شخص سے روایت کی "یہ منقطع کہلاتی ہے۔ اور باقی میں گزر چکا ہے کہ اکثریت اس کے خلاف ہے۔ پھر یہ قول اس شرط کے ساتھ مشہور ہے کہ ساقط فقط ایک راوی ہو یا دو ہوں مگر پے در پے نہ ہوں جیسا کہ اسس پر عراقی اور شیخ الاسلام نے جزم کیا ہے اور تھیں۔

۱۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواہی النوع الخامس المرسل قدیمی کتب زکراچی ۱۹۲۵ء
۲۔ ۔ ۔ ۔ ۔ النوع العاشر منقطع ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۶۰ھ

ثانیہا لیس البہم من المجهول
المقبول عندنا وعند كثير من الفحول
او اكثرهم فان الراوى اذا لم يرد عنه
الا واحدا فمجهول العين نمشيه نحن
وكثير من المحققين واذا انكرى ظاهرا
لا باطنا فستور فقبله نحت واكثر
المحققين كما بينته في منير العين
في حكم تقبيل الابهاميت " و ظاهرا
ان شيئا من هذا لا يعرف الا بالتسمية
فالبہم لیس منہما ف شئ بل هو
كجهول الحال الذی لم تعرف
عدالتہ باطنا ولا ظاهرا
وان خصناه ايضا بمن سعى
فليس من المجهول المصطلح
عليه اصلا وان كان يطلق
عليه اسم المجهول نظر الى
المعنى اللغوي كتحقيق الحكم
فيه ان ابهام راو غیر الصحابی
بغير لفظ التعديل كحديثنا
ثقة ليس كحذفه عندنا
ف القبول فان المجزم مع
الاستقاط اشارة الاعتسار
بخلاف الاسناد قال في
مسلم الثبوت و شرحه فواتح
الرحموت (قال ما جيل لا يقبل

دوسرا امر: ہم اس مجول میں سے نہیں
جو ہمارے نزدیک اور تمام علماء ماہرین یا اکثر کے نزدیک
مقبول ہے، اس لئے کہ اگر کسی راوی سے فقط ایک
ہی شخص روایت کرے تو وہ مجول العین ہے۔ ہم
اور اکثر محققین اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا
ظاہری طور پر تذکرہ ہو جائے مگر باطنی طور پر نہ ہو تو وہ
مستور ہے، ہمارے اور اکثر محققین کے نزدیک
یہ مقبول ہے جیسا کہ میں نے اس کو رسالہ منیر العین
فی حکم تقبیل الابہامین میں بیان کیا ہے ظاہر
ہے کہ مجول کی دونوں قسموں میں سے کوئی نہیں
پہچانا جاتا مگر نام ذکر کرنے سے تو ہم ان دونوں
قسموں میں سے کوئی قسم بھی نہ ہوا بلکہ وہ مجول الحال
کی مثل ہے جس کی عدالت نہ ظاہری طور پر معلوم
ہوتی ہے نہ باطنی طور پر، اگر ہم اس (مجول الحال)
کو بھی غنق کر لیں اس کے ساتھ جس کا نام ذکر
کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بہم یا سکل ہی
مجول اصطلاحی میں سے نہیں ہوگا، اگرچہ معنی لغوی
کے اعتبار سے اس پر مجول کا اطلاق ہوگا۔ اس
میں حکم کی تحقیق یہ ہے کہ غیر صحابی کا ابہام بغیر
لفظ تعدیل کے جیسے مجھے حدیث بیان کی ایک ثقہ
نے۔ ہمارے نزدیک قبولیت میں حذف راوی
کی مثل نہیں۔ کیونکہ اسقاط راوی کے باوجود اس
پر جرم اعتقاد کی نشانی ہے بخلاف اسناد کے۔
مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحمت
میں ہے کسی شخص نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی

ایک مرد نے تو مذہب صحیح میں قبول نہیں کیا۔ یہ ارسال کی مثل نہیں جیسا کہ شمس الائمہ سے منقول ہے۔ کیونکہ یہ مجہول سے روایت ہے جبکہ ارسال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متین کی نسبت کا جرم ہے اور یہ بغیر توثیق کے نہیں ہو سکتا تو اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے یا صحابہ کرام میں سے ایک مرد نے کیونکہ یہ ثقہ سے روایت ہے، اس لئے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اگر یہ اصطلاح بتائی جائے کہ فلاں معین شخص جس کی عدالت معلوم ہے کہ ایک مرد کے ساتھ تعیر کیا جائے گا تو اس کے مقبول ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اقول (میں کہتا ہوں) میرے لئے اس شخص کا استثناء ظاہر ہوا جس نے ابہام کیا حالانکہ اس کی عادت معروف ہے کہ بغیر ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتا جیسا کہ ہمارے امام اعظم اور امام احمد اور دیگر ائمہ کرام جن کے نام ہم نے "منیر العین" میں ذکر کئے ہیں۔ اس لئے کہ ہم مجہول الحال سے ہو گیا اس کی مثل۔ تحقیق اس میں غلطی نے اس تفصیل کے ساتھ تصریح فرمائی ہے، دونوں کتابوں میں کہا کہ مجہول سے عادل کی روایت کے بارے میں چند مذہب ہیں ان میں سے ایک مذہب اس کی تبدیل ہے، کیونکہ عادل کی شان یہ ہے کہ وہ فقط عادل سے روایت کرتا ہے۔ دوسرا مذہب

فی (المذہب) (الصحيح) وليس هذا كالارسال كما نقل عن شمس الائمة لان هذا رواية عن مجهول والارسال جزمه بنسبة المتفن الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافترقا (بخلاف) قال ثقة او رجل من الصحابة لان هذا رواية عن ثقة لان الصحابة كلهم عدول (ولو اصطلاح على معين) معلوم العدالة على التعيين برجل (فلا اشكال) في القبول له، اقول ويترافى استثناء من ابهم وقد علم من عاداته انه لا يردع الا عن ثقة كامامنا الاعظم والامام احمد وغيرهما من سيدناهم في منير العين فان البهم امام مجهول الحال او كمثل ذلك قد صرحوا فيه بهذا التفصيل قال في الكتابين (في رواية العدل) عن المجهول (مذاهب) احدها (التعديل) فان شامت العدل لا يردع الا عن عدل (و) الشافعي

من فوائد الرخوت شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفى غشوات الشريعة الرضی قم ایران ۱۴۰۲/۲

(المسند) لخواں روایت تھو میلہ علی
المجتہد انہ لا یعمل الا بعد التعديل
(و) انت لث (التفصیل بین من
علم) من عادتہ (انہ لا یروی الا عن
عدل) فیکون تعدیلہ (اکلا) فلا
(وہو) ای الثالث (الاعدل) و ہو
ظاہر اح باختصاص۔

ثالثہا یس الحكم علی کافر
معلوم الکفر لاسیما المدرك صحة
لغویة بطریات الاسلام من باب
الفضائل المقبول فیہ الضعاف باتفاق
الاعلام کیف وانہ یبنی علیہ کشیر
من الاحکام کتحریر ذکرہ الا بخیر
و وجوب تعظیہ بطلب الترضی علیہ
اذا ذکر بعد ما کانت ذاک حراما
بل ربما الشجر الی الکفر والعباد
باللہ تعالیٰ، وقبول قولہ فی
الروایات انت وقعت الی غیر ذلک
والیقین لا یزول الشک والضعیف
لا یرفع الثابت وانما السرف قبول
الضعاف حیث تقبل انہما
ثم لسم تشبہ تشبہ
لریشہ کا حقیقتہا بما لا مزید علیہ

منع تعدیل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اُس نے مجتہد پر
بھروسہ کرتے ہوئے یہ روایت کر دی ہو کیونکہ مجتہد
تعدیل کے بعد ہی عمل کرتا ہے۔ اور تیسرا مذہب
تفصیل یعنی اگر اس کی یہ عادت معلوم ہے کہ وہ فقط
عادل سے روایت کرتا ہے غیر عادل سے نہیں
تو تعدیل ہوگی ورنہ نہیں۔ اور یہ تیسرا مذہب زیادہ
عمل والا ہے اور وہ ظاہر ہے اح باختصاص۔

تیسرا امر جس کافر کا کفر معلوم ہو خصوصاً
جبکہ وہ صحت لغویہ کو پانے والا ہو۔ اُس پر اسلام
کے طاری ہونے کا حکم از قبیل فضائل نہیں ہے
جس میں باتفاق علماء ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں۔
ایسا کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ اس پر بہت سے احکام
کی بنیاد ہے مثلاً بھلائی کے سوا اس کے ذکر کا حرام
ہونا، اس کی تعلیم کا واجب ہونا اور اس کے ذکر
کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا۔ بعد اس کے یہ
حرام بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچا دینے والی چیز
ہے، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور روایات میں اس
کے قول کو قبول کرنا جبکہ واقعہ ہوں وغیرہ ذالک،
حالانکہ یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔ اور
ضعیف حدیث ثابت کو رفع نہیں کر سکتی۔ ضعیف
حدیثیں جہاں قبول کی جاتی ہیں وہاں ان کو قبول کرنے
میں رازیر ہے کہ وہاں ضعیف حدیثیں کسی غیر ثابت
چیز کو ثابت نہیں کرتیں جیسا کہ ہم اپنے رسالہ

لہ فوائد الرحمت شرح مسلم الثبوت بذیل المستیعین مسئلہ مجمل الحال الم خشور الشریعۃ (رضی اللہ عنہ) ایران ۱۵۰

ما دفع، لا وهام المتطرفة اليه في رسالتنا
 "الهاديات في حكم الضعاف" فاذا لم
 تمك لتثبت ما لم يثبت فكيف ترفع
 ما قد ثبت ما هذا الا غلط و شطط
 وهذا واضح جدا فاتصع بعهد الله
 ان الرواية ضعيفة واهية و
 انها في اثبات ما ريم منها
 غير معنية ولا كافية هكذا ينبغي
 استحقاق والله تعالى ولف
 التوفيق.

"الهاديات في حكم الضعاف" میں اس کی
 تحقیق کر دی ہے جس پر زیادتی نہیں کی جاسکتی
 جس نے اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے تمام دہم
 کا ازالہ کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ ضعیف حدیثیں
 غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کر سکتی ہیں تو ثابت شدہ
 چیز کو رفع کیسے کر سکیں گی۔ یہ محض غلط اور حق سے
 دوری ہے، یہ خوب واضح ہے۔ بجز اللہ واضح ہو گیا
 کہ روایت مذکورہ ضعیف اور بیودہ ہے اور اس
 سے جس مقصد کو ثابت کرنا مطلوب تھا اس کے لئے
 یہ مفید و کافی نہیں ہے۔ یہی تحقیق چاہئے اور
 اللہ تعالیٰ قرین کا مالک ہے۔ (ت)

ثانیاً اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ان احادیث جلیلہ جلیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود
 ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل اقول جواب اول بنظر سند تھا
 یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سند اصح بھی ہوتی تو متنا شاذ تھی اور ایسا شذوذ قاصر صحت یوں بھی ضعیف
 رہتی اب کہ سند اصح بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ائمہ دین نے
 دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

فہیں^{۱۲۱} میں بعد عبارت مذکورہ امام بیہقی سے ہے،
 و الصحیح من الحدیث قد اثبت لابی طالب
 الوفا علی الکفر والشوک کما ویسئاء فی
 صحیح البخاری^{۱۲۲} یہ

یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مبنی ثابت
 کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔

بعینہ اسی طرح مواہب^{۱۲۳} میں ہے۔
 محمد^{۱۲۴} میں بعد عبارت مذکورہ اور زر قانی میں امام حافظ الشافعی سے ہے،
 ولو كانت صحیحاً لعماس فسد حدیث
 اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اس باب میں وارد حدیث

سہ تاریخ الفہیس فی احوال الفضل نفیس وصیت ابی طالب موسسہ شعبان لفقہ شریعت ۱/۳۰

صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر
 آپ نے اس کو کم دیا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے
 نہیں سنا جو دیکھ حدیث صحیح نے کفر ابوطالب کو ثابت
 کر دیا ہے (اختصار (ت)

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہاں ہاشم مدارج پر اپنے دو حاشیے
 لکھے ہائے جن کی نقل خالی از فہم نہیں۔

اول قول شیخ جہانگیر در روایت ابن ابی
 بر بایں عبارت اقوال میں استثنا متعلق است
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امام ابن عباس رضی اللہ عنہما
 امام عینی و امام ابن حجر رحمہما کی تصریح
 کردہ اند بضعف اس روایت زیرا کہ در رو
 راوی مبہم واقع شدہ بازین لفظ صحیح
 منکرست و شیخ در آخر کلام خود اشارہ بضعف
 او میکند کہ با آنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ
 است الخ معلوم شد کہ اس حدیث صحیح
 نیست

اول شیخ کے قول جہانگیر در روایت
 ابن ابی بر بایں عبارت پر اس عبارت کے ساتھ حاشیہ
 لکھا، میں کتابوں میں یہ استثنا متعلق ہے۔
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امام ابن عباس رضی اللہ عنہما
 امام عینی اور امام ابن حجر رحمہما کی تصریح اس روایت
 کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے کیونکہ اس میں
 ایک راوی مبہم واقع ہوا ہے، پھر صحیح حدیثوں کی
 مخالفت کی وجہ سے منکر ہے۔ اور شیخ علیہ الرحمہ
 اپنے کلام کے آخر میں ان لفظوں کے ساتھ اس کے
 ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ باوجودیکہ حدیث
 صحیح نے اس کے کفر کو ثابت کر دیا ہے معلوم
 ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

دوم قول شیخ جہانگیر در روایت آمدہ پر بایں
 الفاظ اقوال میں لفظ ایہام میکند
 آں را کہ اس میں جاودہ روایت مست در روایت
 مذکورہ ابن ابی اسحق عاریست از ذکر رو
 فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول

دوم شیخ کے قول و در روایت آمدہ پر
 ان الفاظ کے ساتھ حاشیہ لکھا، میں کتابوں
 میں دوہم میں ڈالتا ہے کہ یہاں دو روایتیں ہیں اور
 روایت ابن ابی اسحق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے یہ کلمات رد نہیں ہیں کہ میں نے نہیں

مبارکش لو اصحح حالاً لکن نہ چنان مست بلکہ اس تکرر ہاں
روایت ابن سنی مست بری معنی آگاہ باید بود۔
ابن سنی کا تکرر ہے۔ اس معنی پر آمگاہ ہونا چاہیے۔
ثالثاً خود قرآن عظیم سے زور قرار ہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو استغفار سے کیوں محالعت آتی۔ یہ جواب حافظہ انسان کا ہے اور اُسے غیس میں بھی ذکر کیا۔

اصحاب میں بعد عبارت مذکورہ قریب ہے ،

اذ لو کان قال کلمۃ التوحید ما نہی اللہ تعالیٰ
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار
اگر اس نے کلمہ توحید کہہ لیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے
نبی کو اُس کے حق میں استغفار سے منع نہ فرماتا۔
اقول استغفار سے نہی کفر میں مریک نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتداءً اسلام
میں میت دیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ علامہ متاخرین نے حدیث استاذنت مریک
ان استغفر لا می فلم یا ذن لی (میں نے اپنے رب سے اذن طلب کیا کہ میں اپنی ماں کیلئے استغفار
کروں تو اُس نے مجھے اذن نہ دیا۔ ت) کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ
للمشرکین و لفظ اصحاب الجحیم سے ادنیٰ و انسب ہے اگر کلمہ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ
ابو طالب کو مشرک کیوں بتاتا ، اصحاب نار کے کیوں ٹھہراتا۔ و جرم یہ روایت ہے اصل ہے۔

مابعداً اقول اس میں ایک علت اور ہے ، حدیث صحیح چہارم دیکھئے خود ہی عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں یا رسول اللہ ! حضور نے اپنے چچ ابو طالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا
غوار غدار تھا ، ارشاد ہوا ہم نے اُسے سر اپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ غمخوں تک آگ ہے
میں نہ جوتا تو اسفل السافلین اس کا ٹھکانا تھا۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ ! اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمہ توحید پڑھنا سُننے تو

۱۷

۱۷ الامامة فی تمییز الصحابة جزء الطار القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴
۱۸ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی جواز زیارة قبور المشرکین الا قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲/۱
۱۹ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱
۲۰ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۱۱۵/۱
۲۱ مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۵/۱ و ۲۱۰

اس سوال کا کیا حل تھا وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلامہ یجب ما قبلہ مسلمان ہو جائے گا رے ہوئے سب اعمال بد کو ڈھادیٹا ہے، کیا وہ نہ جانتے تھے کہ آخر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے، من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔ ت) اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پڑانے قہے نصرت دیاری و حمایت و غواری یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ! وہ تو کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے، یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے، وہ حالت صحیح میں تھے تو پرواز سوال یوں ہوتا کہ یا رسول اللہ! ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عز وجل نے فردوس اعلیٰ کا کون سا محل انہیں کرامت فرمایا تو نظر انصاف میں یہ سوال ہی اس روایت کی بے اصلی پر قرینہ اضمح ہے اور جواب تو جو ارشاد ہوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے نوشتے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب تشریح مواہب میں دیکھا کہ علامہ زرقانی نے بھی اس کی طرف ایسا کیا، فرماتے ہیں،

فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف
روایۃ ابن عباس لا ینکح لکلمات الشہادۃ
عندہ لہ یسأل لعلہ بحالہ ین
حضرت عباس کے نزدیک کلام شہادت پڑھ لیا تھا تو وہ یہ سوال ذکر کرتے اس لئے کہ ان کو اس کا حال معلوم ہوتا۔ (ت)

اقول یہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بن کی طرف اس کی روایت کی نسبت جاتی ہے علامہ اُس تفسیر کے جو آیت ثانیہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پر نور سیدہ یوم المنثور علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سن چکے ہیں جس میں باری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا مقتضی یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۶۳/۶	کتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران	تحت الآیۃ	سہ الدر المنثور
۱۵۱/۴	دار الفکر بیروت	کتاب التوبۃ من قال لا الہ الا اللہ	المستدرک للحاکم
۴۸/۷	المکتبۃ النضلیۃ بیروت	حدیث ۶۳۴۷	المعجم الکبیر
۲۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	المقصد الاول وفاء فیہ	شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں فتح و تغیر کو راہ نہیں مگر لازم حکم حدیث صحیح مسلم باطل تو لزوم بھی حدیث سے حاصل، فافہم۔

خاصاً یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں، اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلہ پڑھنا نہ سنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا، یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سنا۔ اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے۔

اقول پہلے جابروں کا حاصل سند یا متنازع روایت کی تضعیف تھی اس جواب میں اُسے طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے کس نہیں اُس سے یہ ثابت ہوا کہ ابو طالب نے کلہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سیسی نے **روض الانف** میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے :

قال السيسی انت العباس قال ذلك في حال كونه على غير الاسلام ولو اداهما بعد الاسلام لقبت منه
سیسی نے کہا کہ حضرت عباس نے یہ بات حالت غیر اسلام میں کہی اگر بعد اسلام وہ اس کو ادا کرتے تو مقبول ہوئی۔ (ت)

اقول وہاں اللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی فرمایا کہ ہمارے سامع قد سبک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا اور نہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش طبع برفض النفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب و قریب میں آئی ایسے سبب لغفلوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم نہیں تو ٹھیک تمہارے طریقہ رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دوسرا اس کا قبول کرنے والا کون !

وبهذا التحقيق لا نبقى استنار والله الحمد اور اس عمدہ تحقیق سے بعد اللہ مدشن ہو گیا کہ امام عینی نے

ان الامام العین لعدا حسن اذا قصور
فی نقل کلام الامام السہیل علی ماصرونہما
فعل اذا لم یتمدانی ما تعدی الیہ الامام
القسطلانی وتبعہ الصلابة الزمر قافی
حیث اثرا کلامہ برمتہ واقرا علیہ و
ہذا الفظہما (اجیب) کما قال السہیل
فی الروض (بانت شهادة العباس
لاب طالب لو اداها بعد ما اسلم
کانت مقبولة ولو ترد) شہادتہ
(بقول علیہ الصلوٰۃ والسلام
لم اسمع لانت الشاهد
العدل اذا قال سمعت وقال
من هو اعدل منه لم اسمع
اخذ بقول من اثبت السماع)
قال السہیل لانت عدم
السماع یحتمل اسبابا منعت
الشاهد من السمع
(ولکن العباس شہد بذلك
قبل ان یسلم) فلا
تقبل شہادتہ اذ اقول فلیس
الکلام فی ان عباس اثبت
والنہی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نفی،

امام سہیل کے نقل کلام میں اقتصار کر کے بہت اچھا
کیا اُس کی بنیاد پر جو گزرا اور اس کی طرف تجاوز
نہ کر کے بھی اچھا کیا جس کی طرف امام قسطلانی نے
تجاوز کیا اور اُن کی اتباع کی علی ماصرونہ قافی نے،
کیونکہ ان دونوں نے اُس کے کلام کو پورا نقل کیا
اور اس پر قائم رہے۔ اعدیہ لفظ ان دونوں کے
ہیں۔ (جواب دیا گیا) جیسا کہ امام سہیل نے
روض میں فرمایا کہ اگر اب طالب کے بارے میں
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت آپ
کے اسلام لانے کے بعد ہوتی تو مقبول ہوتی، اسکو
تصور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے
ساتھ نہ کیا جاتا کہ ”میں نے نہیں سُنّا“
کیونکہ عادی گواہ جب کہے کہ میں نے سُنّا ہے اور
اس سے زیادہ عدل والا کہے کہ میں نے نہیں سُنّا
تو اُس کے قول کو قبول کیا جائے گا جو سماع کو ثبات
کرنے والا ہے۔ سہیل نے کہا، اس کی وجہ یہ ہے
کہ عدم سماع کئی ایسے اسباب کا احتمال رکھتا ہے جو
گواہ کو سننے سے روکتے ہوں، لیکن چونکہ حضرت
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے
قبل اس کی شہادت دی لہذا اُن کی شہادت قبول
نہ ہوگی اور۔ میں کہتا ہوں اس میں کلام نہیں کہ
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثبات کیا
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی۔

لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاتہ خدیجہ والی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۲ و ۲۹۱

فہم شہادتان جاءتا عندنا احدهما
تثبت والاخر من تنفی فتقدم التح
تثبت لو كان صاحبها عدلا ومعاذ الله
انت تقدم على قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم لم يقبل شهادة العباس و
لم يركن اليها فهو صلى الله تعالى عليه
وسلم قاض لا شاهد آخر وانما الشاهد
العباس وحده فاذا لم يقبلها النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم فمن يقبلها بعده هذا
ما عنده واتاني عجب عجب ههنا من
كلام هؤلاء الاعلام الاكابر ما من النظر على
له معنى قصرت عنه يدا ففهم القاضي
مجھے اس مقام پر ان اکابر علماء کے کلام پر سخت تعجب ہے میں نے گہری نظر سے دیکھا کہ شاید اس کا کوئی
معنی بن سکتا ہو مگر میرے فہم قاصر کا ہوتا ہے اس سے قاصر رہا۔ (ت)
یہ اجماع علماء میں اور کلمہ اللہ کافی و دوائی و صافی میں، وانا اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ
کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

مساد ص ۱۱۱ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت انہیں احادیث صحیحین کی مثل سند و متن ہر طرح
اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بوجہ کمال مقبول و صحیح، پھر بھی نہ مستدل کہ
نافع زکفر ابی طالب کی اصل راہ۔ آخر جب ہر اکابر حدیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناروی بتا رہی ہے
تو یہ کسی کے مشائے متا نہیں، یہ دوسری حدیث کہ فرضا اسی بد کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے
کہ ابو طالب نے آخر وقت کالہ الا لہ کما یہ نہیں بتاتی کہ وہ وقت کیا تھا، آخر وقت دو ہیں
ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور یہ وقت وقت قبول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت
غمرہ ہو کر پردے اٹھ جائیں جنت و نار پیش نظر ہو جائیں مؤمنون بالغیب کا عمل نہ رہے کافر کا اس
وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:
فلو يك ينفعهم ايمانهم لما ساء
بامنا سنة الله التح قد خلت
تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں
نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے

یہ دو شہادتیں ہمارے پیش نظر ہیں، ایک ثابت
کرنے والی اور دوسری نفی کرنے والی۔ لہذا ثبوت
گو اسی نافی پر مقدم ہوگی جبکہ ثبوت گو اسی ثبوتی والا
عادل ہو اور معاذ اللہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہو۔ نبی اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی شہادت کو قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کی طرف
میلان فرمایا، کیونکہ آپ تو قاضی تھے ذکر دوسرے
گواہ، گواہ تو تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اسے قبول نہیں فرمایا تو آپ کے بعد کون قبول
کر سکتا ہے۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے

فی عبادۃ وخسرهنا لک الکفریت ۱
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفره،
رواه احمد والترمذي وحسنه و
ابن عاجة والمالك وابن حبان والبيهقي
في الشعب كلهم عن سيدنا عبد الله
بن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

اللہ تعالیٰ سکرانہ موت سے پہلے پہلے توبہ قبول
فرماتا ہے۔ اس کو روایت کیا احمد نے، ترمذی
نے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ نیز روایت کیا
اس کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور امام بیہقی
نے شعب میں۔ ان تمام نے سیدنا عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اب اگر وقت اول گناہانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع ان احادیث مجھ کے اس حدیث صحیح مفرد میں سے
مناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کے بغیر پارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر ملتے ہیں تو آیت و
احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تخلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور
پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا اُسدا حکم شرک و نامہ بر قرار رہا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ
تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

حقی اذا درکہ الفرق قال امنت
انه لا اله الا الله امنت به
بنو اسرائيل وانا من المسلمين ۵ اَللّٰهُمَّ
وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين ۵
یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے سے آیا تو بولا میں
ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس
پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔
کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور فساد ہی
تھا۔ (ت)

سۃ القرآن الکریم ۸۵/۴

سۃ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء في فضل التوبة الخ امين کسینی دہلی ۱۹۲/۲
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۲/۲
المستدرک للحاکم کتاب التوبة باب ان اللہ یغفر لعبده دار الفکر بیروت ۲۵۴/۴

سۃ القرآن الکریم ۹۰/۱۰

سۃ ۹۱/۱۰

صورتِ اولیٰ ظاہر البطلان، لہذا ششِ اخیر میں لازم الاذعان، اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہوتی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قریب مرگ ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفارِ قریش سے وہ محاورات ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار و دعوتِ اسلام قرآنی کفار نے قلبِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی، آخر پھلِ حجاب وہ دیا کہ ابو طالب طبعِ جاہلیت پر جاتا ہے یہاں تک باتِ حیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اٹھے غیب سامنے آیا اُس نادانے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبیث کا المعاینۃ (غیر مشاہدہ کی شکل نہیں۔ ت) اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے اب لا الہ الا اللہ کی قدر آئی، کنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لیوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا،

اتاللہ واتا الیہ مراجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)

تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلہ پڑھا اور قرآن و حدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکمِ کفر بدستور رہا، والعیاذ باللہ مرتب العالین (اللہ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)۔
سابعاً اس سے بھی درگزر ہے، یہ بھی مانا کہ حالتِ مغرور سے پہلے ہی پڑھا ہے، پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافرتائے توہم اس کے کلہ پڑھے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو۔ (زمانی زبان سے کلہ خوانی کا نام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسدہم نہیں، آخر دسٹنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر شہدائے لہرِ رسول اللہ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ ت) کچھ پر کیا ارشاد ہوا:

لے منہ احمد بن حنبل
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
الکتب الاسلامیہ بیروت ۱/۲۷۱
۱/۶۳ القرآن الحکیم

واللہ یعلم انہ لم یسلہ واللہ یشہد
ان المنفقین لکنذبون لہ
غرض لاکہ جتن کیجئے آیت برات سے برات تک یرشد فی نہیں رہے گی جہاں آتش در کاسہ (وہی صحت
مہی تعیب۔ ت) کہ

تبیین لہم انہم اصحاب الجحیم
والعیاذ باللہ رب العالمین اللہم ارحم
الراحمین صل وسلم وبارک علی السید
الامین الاقی صفت عندک یا لہق
المبیت اللہم بقدرتک علینا وفاقنا
ایک ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین
آمین آمین آمین والحمد للہ
رب العالمین لا الہ الا اللہ عداۃ للقاء
اللہ محمد رسول اللہ ودیعة عند
اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ
تعالی علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین
والحمد للہ رب العالمین

کے پاس ودیعت ہے۔ نگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔
اللہ تعالیٰ درود نازل فرماتے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور سب صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

بکہ اللہ ازاحت شبہات سے بھی بروہ احسن فراخ پایا،

وہناک شبہۃ اخری ادھمت و
اھوت لہ نور دھاۃ لہ تعریض
یہاں ایک دوسرا شبہ ہے جو بہت کمزور اور
بہت ہلکا ہے ہم اس کو اس لئے فارغ نہیں کرتے

سبحہ القرآن الکریم
۱/۹۳
۱۱۳/۹

ولو تعرف فلا تطيل الكلام بايرادها و كذا تو اُس کا تعرض کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ
 لفظوں پر غور کیا گیا۔
 کو لیا نہیں کرتے۔ لہذا چاہتے کہ ہم اس کے مقررہ وقت تک اُس کو اُس کے فکس پر لپیٹ دیں۔ (ت)
 اب بقیہ سوال کا جواب لیجئے اور اس رسالہ میں جن ائمہ و علماء و کتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر
 میں اُن کے اسماء شمار کر دیجئے کہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہل آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلافت سے
 ہاتھ اٹھائے لہذا تمین فعل کا وصل اور مناسب کہ تلك عشرة كاملة (یہ پورے دس ہوتے۔ ت)
 جلد دیکھائے۔

فصل ہشتم

جب ابو طالب کا کفر اذلہ کا انتہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار
 اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افتراء، کفار کو رضائے الہی سے کیا بہو، اور اگر دُعا ہے کما هو
 الظاهر (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) تو دُعا بالجمال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ مستزاد، ایسی
 دُعا سے ضرور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔

حکمنا فی الصبیحین وقد بیتناہ	جیسا کہ صبحین میں ہے، اور ہم نے اس کو اپنے
فی رسالتنا ذیل المدعاء لاحسن	رسالہ "ذیل المدعاء لاحسن الوعاء"
الوعاء" التحذیرنا بہا مسالة	میں بیان کر دیا۔ اس رسالے کو ہم نے عاشر
"احسن الوعاء لأداب الدعاء" لغاتمة	بنایا رسالہ "احسن الوعاء لأداب الدعاء"
المحققین سیدنا الوالد قدس	کا نبوت صلیف ہے خاتمہ المحققین ہمارے سردار
سردار الحاجد۔	والد گرامی قدس سرہ کی۔ (ت)

علماء نے کافر کے لئے دُعا سے مغفرت پر سخت اسد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے
 پر تو اجماع ہے، پھر دُعا سے رضوان تو اُس سے بھی ارفع و اعلیٰ،
 فام السید قد یعفو عن عبدا اس لئے کہ ناکب بعض دفعہ اپنے ظلام کو معاف

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البقرة باب کان فیہی والقرین امنوا الا قدیمی کتب غازیہ ۱/۲۵
 صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام من حضرة الموت الا ۱/۲۵

وهو عنه غير مراض كما ان العبد
 مريض بما يعيب سيده وهو على امره
 غير مراض وحسبنا الله ونعم الوكيل -

یعنی امام شہاب قرآنی، مکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لئے دعائے مغفرت کو ناکر ہے کہ اللہ عز و جل نے جو بفر دی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لئے غیرہ کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔

صرح الشيخ شهاب الدين القرافي المالكي
بان الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه
تكذيب الله تعالى فيما اخبر به
ولهذا قال المصنف وغيره ان كان
مؤمنين له

اس کی دعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلاً و شرعاً ناجائز ہے اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف مومنوں کے لئے دعا کے۔ جیسا کہ توبیان چکا ہے اور حق وہ ہے جو علیہ میں ہے۔ (مت)

الدعاء بكفر لعدم جوازها محضاً
لا شرعاً ولا تكذيباً للنصوص القطعية
بخلاف الدعاء للمؤمنين كما علمت
فالحق ما في المحلية به
ودعنا من سب

الحق حرمۃ الدعاء بالمعصیۃ للکافر ہے
اسی طرح بکار الاتی میں ہے۔

لے علیہ الرحمہ

• 2

۳۵ رد المحتار کتاب الفقه فصل اذا اراد الشروع في الصلوة دارا بحد الثأر العربي ۲۸۱
۴۶

اقول وما نعالیہ العلامة الشامی

من عند مرجوان عفو الکفر عقلاً فانما
تبع فیہ الامام النفسی صاحب عمدة
الکلام وشوذة قلیلة من اهل السنة
والجمہور علی امتناعہ شرعاً وحبواً
عقلاً کما فی شرح المقاصد والصامرة
وغیرہما وبہ تقضی الدلائل قہواً لمصمیم
وعلیہ التعمیل فاذا ثبت الحق ما ذهب
الیہ البحر وتبعہ فی التاویم الکلام فی
هذا المقام فیما علقناہ علی سادہ المختار۔

اقول (میں کہتا ہوں) جس کا قصد

علامہ شامی سے کیا یعنی کفر کی معافی کا عقلاً عدم جواز
تو اس میں انہوں نے عمدة الکلام کے مصنف امام نسفی
اور اہلسنت کے گروہ قلیل کی پیروی کی ہے، جبکہ
جمہور کے نزدیک یہ شرعاً ممتنع اور عقلاً جائز ہے جیسا
کہ شرح المقاصد اور صامرة وغیرہ میں ہے۔ اور دلائل
اسی کے نوید ہیں لہذا یہی صحیح اور اسی پر بھروسہ ہے
تو اب حق وہ ہے جس کی طرف صاحب البحر گئے ہیں
اور دور میں اسی کی پیروی کی ہے اور کل کلام اس
مقام پر رد و الحاق پر ہمارے حاشیہ میں ہے (ت)

ہاں ابوالبیہ والیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور غریب الصاف کرنا ہے ابوالبیہ کی عمر
خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام میں کئی اور یہ طاعت و پرہیز
و علانیہ درپے ایذا و اضرار ہے کہاں وہ جس کا وظیفہ مدح و ستائش ہو اور کہاں وہ شقی جس کا
ورد ذم و نکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے محروم مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں معروف
اور دوسرا مردود و مسترد و معدوم و معاند ہمدن کسر بیحد اسلام میں مشغوف خطر
بہیں تفاوت رہ از کہا صحت تا یہ کہا

(ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ت)

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابو طالب پر تمام کفار سے کم عقاب ہے اور یہ اختیار اُن میں
ہیں جن پر اللہ العذاب ہے، ابو طالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ طاعت اُن میں کہ،
لہم من فوقہم ظلل من الناس ومن
تحتہم ظلل
لہم من جہنم مہاد ومن فوقہم
غواش
ان کے نیچے آگ کا بھڑانا اور اوپر آگ کے
لغات۔

سراپا آگ ہر طرف سے آگ، والعیاذ باللہ رب العالمین (اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)
سۃ القرآن الحکیم ۱۹/۳۹ سۃ القرآن الحکیم ۴/۳۱

بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سائنس، ابو طالب کے باب میں اگرچہ قول حق و صواب وہی کفر و مذہب اور اُس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود، پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال جہاں ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر، تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت یکساں، نہ عمل یکساں نہ سزایکساں، ہر جگہ فرقہ زمین و آسمان، پھر مماثلت کہساں۔
 نسأل اللہ سلوک صوی الصراط و تعصود ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کا سوال
 باللہ من التفریط والافراط۔ کرتے ہیں، اور افراط و تفریط سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ت)

فصل نہم

ان ائمہ دین و علمائے معتدین کے ذکر اساتے طیبہ میں جنہوں نے کفرانی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری، فمن الصحابة:

- | | |
|--|---|
| (۱) امیر المومنین صدیق اکبر | (۲) امیر المومنین فاروق اعظم |
| (۳) امیر المومنین علی مرتضیٰ | (۴) جبرائیل سیدنا عبد اللہ بن عباس |
| (۵) حافظ الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ | (۶) صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی |
| (۷) سیدنا عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم | (۸) سیدنا ابو سعید خدری |
| (۹) سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری | (۱۰) سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق |
| (۱۱) سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ | (۱۲) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا |
- تعالیٰ علیہ وسلم
 بعد چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و بیان فرماتے ہیں اور پر ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی الجھ ہے۔

ومن التابعین:

- (۱۳) آدم آل جبارین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و کرم و جوامہم۔
 (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا امام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلہ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں۔

(۱۶) سعید بن محمد ابو السفر تابعی ابن التابی ابن العصبانی بغیرہ سیدنا جبریل عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) امام الامام سراج الامم سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ومن تبع تابعین،

(۱۸) عالم الدین امام دار الحجۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) محمد المذہب مریخ الدنیاء فی الفقه والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰) امام تفسیر مقال مجتبیٰ۔

(۲۱) سلطان اسلام خلیفہ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

بشارت دی تھی کہ،

منا اسفاح ومنا المنصور ومنا المہدی۔

مرواۃ الخطیب وابن عساکر وغیرہما

بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی

قال الذہبی اسنادہ صالح۔

بھیس میں ہوگا سقاح اور بھیس میں منصور اور بھیس میں

مہدی۔ (اس کو خطیب وابن عساکر وغیرہ نے

سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا اور اسی کے

طریق سے امام سیوطی نے کہا۔ ذہبی نے کہا اس کا

اسناد صالح ہے۔ (ت)

بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے،

مرواۃ کذاک الخطیب من طریق الغنائک

عن ابن عباس وابن عساکر فضمن

حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ

تعالیٰ عنہم رفعاً الی النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس کو اسی طرح خطیب نے بطریق ضحاک سیدنا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

جبکہ ابن عساکر نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

اور ان دونوں نے اس کا رفع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم تک کیا۔ (ت)

اعنی امام ابو جعفر منصور بغیر زادہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ومن اتباع التبع ومن یلہم،

(۲۲) امام الدنیاء فی الحفظ والحديث ابو حسانہ محمد بن اسماعیل بخاری۔

(۲۳) امام اجل ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

(۲۴) امام بذکرکن احمد بن شعیب نسائی۔

(۲۵) امام ابو عبد اللہ بن زید ابن ماجہ قرطبی۔

یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبد اللہ بن المغز کا ہے۔

ومن بعدہم من المفسرین،

(۲۶) امام علی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود قرطبی۔

(۲۷) امام ابو اسحق زجاج ابراہیم بن السری۔

(۲۸) جابر اللہ محمود بن عسکر خوارزمی زعفرانی۔

(۲۹) ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب البیضا ووسیط ووجیز۔

(۳۰) امام اجل محمد بن عسکر قرطبی رازی۔

(۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خول دمشقی مکمل البکیر۔

(۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرانی شافعی صاحب تفریب۔

(۳۳) امام ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی۔

(۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی عمامک رومی ابو اسعد بن محمد عمادی۔

(۳۵) علامہ علامہ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیرہ خازن۔

(۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد علی۔

(۳۷) علامہ سلیمان بن علی بن محمد بن یاقوت۔

ومن المحدثین والشارحین،

(۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی۔

(۳۹) حافظ الشام ابو القاسم علی بن حسین بن حبیب اللہ دمشقی شہیرہ بن عساکر۔

(۴۰) امام ابو الحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری۔

(۴۱) امام ابو القاسم عبد الرحمن بن احمد سیلی۔

(۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی۔

(۴۳) امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم۔

(۴۴) امام ابو السعادات جلالک بن محمد بن ابی الکرم معروف بابن اثیر جزیری صاحب نہایہ وجامع الاصول۔

(۴۵) امام جلیل عبد الدین احمد بن عبد اللہ الطبری۔

(۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طبری شارح مشکوٰۃ۔

- (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری۔
- (۴۸) علامہ محمد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب المعاموس۔
- (۴۹) امام حافظ الشافعی ابو الفضل شهاب الدین احمد بن حجر عسقلانی۔
- (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابو محمد محمد بن احمد عینی۔
- (۵۱) امام شهاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرانی صاحب تنقیح الاصول۔
- (۵۲) امام خاتم الخفاف جلال الملک والدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی۔
- (۵۳) امام شهاب الدین ابو العباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری۔
- (۵۴) علامہ عبد الرحمن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی۔
- (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی۔
- (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی۔
- (۵۷) علامہ زین العابدین عبد الرؤف محمد شمس الدین سخاوی۔
- (۵۸) امام شهاب الدین احمد بن عبد ربکی۔
- (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری۔
- (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضة الاحیاء۔
- (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملک والدین علی بن حسام الدین متقی مکی۔
- (۶۲) علامہ شهاب الدین احمد غفاجی شارح شفاء۔
- (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی۔
- (۶۴) علامہ محمد حفصی عثمی الفضل القرنی۔
- (۶۵) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔
- (۶۶) شیخ محقق مولانا عبد الحق بن سیف الدین بخاری۔
- (۶۷) علامہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مصری۔
- (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراحین وغیرہم ممن مضی ویکفی۔
- ومن الفقهاء والاصولیین :**
- (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر بریل الدین فرقانی صاحب ہدایہ۔
- (۷۰) امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز۔

- (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن محمد بن النعمان۔
 (۷۲) امام جلال الدین کزالی صاحب کفایہ۔
 (۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی۔
 (۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن۔
 (۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح تفسیر۔
 (۷۶) علامہ سعد الدین مسعود بن محمد ثقفی زائی۔
 (۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر۔
 (۷۸) ملک العلماء بکر العلوم عابد العلوی محمد کفوی۔
 (۷۹) علامہ سید احمد مصری طحاوی۔
 (۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابد بن شامی وغیرہم ممن تقدروا رحمہم اللہ تعالیٰ عداوتنا
 جمیعہا من تاخرہم ومن تقدروا امین (اس کے علاوہ دیگر علماء حج کا پہلے ذکر ہو چکا ہے
 اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء متاخرین و متقدمین پر رحم فرمائے، آمین۔ ت)

فصل دوم

ان کتابوں کے نام جن کی نقول دربارۃ الطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں،

کتب تفسیر

- (۱) معالم التنزیل امام بغدادی (۲) دارک التنزیل امام نسفی (۳) افرار التنزیل امام بیضاوی
 (۴) ارشاد اسفل السلیم الی منازل الکتاب اکرم لفظی العلامة السعادی (۵) بحث حقائق التنزیل ملا غفری
 (۶) مفاتیح الغیب علامہ الرازی (۷) مکملۃ المفاتیح شمس الخربی (۸) جلالین
 (۹) فتوحات البیہ فی شیخ سلیم (۱۰) حناجہ القاضی و کفاہ الراضی للعلامة الشہاب
 (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر اکشاف السیرانی
 (۱۴) بسیط الواحدی (۱۵) باب التاویل فی معانی التنزیل للعلامة الخازن۔
 (۱۶) الاحکام لبيان ما فی القرآن من الابهام المستقلانی۔

کتب حدیث

(۱۹) سنن ابی داؤد	(۱۸) صحیح مسلم	(۱۷) صحیح بخاری
(۲۲) سنن ابن ماجہ	(۲۱) مختصر نسائی	(۲۰) جامع ترمذی
(۲۵) مسند امام شافعی	(۲۴) مؤطا امام محمد	(۲۳) مؤطا امام مالک
(۲۸) مشکوٰۃ المصابیح	(۲۷) شرح معانی الآثار	(۲۶) مسند امام احمد
(۳۱) منہج العمال للامام المتقی	(۳۰) جامع صغیر	(۲۹) تفسیر الوصول الی جامع الاصول
(۳۴) مصنف عبد الرزاق	(۳۳) منتخب کنز العمال لہ	(۳۲) کنز العمال لہ
(۳۷) مسند اسحق بن راہویہ	(۳۶) مسند ابو داؤد طیالسی	(۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
(۴۰) زیادات منہج ابی یوسف بن کبیر	(۳۹) کتاب یوسف بن طارق ابو قرہ	(۳۸) طبقات ابن سعد
(۴۳) مسند یازار	(۴۲) غنی ابن زود	(۴۱) صحیح ابن خویمہ
(۴۶) معجم اوسط لہ	(۴۵) معجم کبیر طبرانی	(۴۴) مسند ابی یعلیٰ
(۴۹) کتاب الجنۃ المردوی	(۴۸) کامل ابن عدی	(۴۷) فوائد تمام رازی
(۵۲) فوائد سمیر	(۵۱) کتاب ابی بشر	(۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شہب
(۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم	(۵۴) مستدرک حاکم	(۵۳) مستخرج الطحطاوی
(۵۸) سنن سعید بن منصور	(۵۷) دلائل النبوة	(۵۶) سنن بیہقی
(۶۱) تفسیر ابن جریر	(۶۰) مسند جہ بن عمیر	(۵۹) مسند فریانی
(۶۴) تفسیر ابو الشیخ	(۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم	(۶۲) تفسیر ابن المنذر
(۶۷) منہج ابی اسحق علی مقررنا وحررنا۔	(۶۶) تفسیر ابن مرددہ	

شروح حدیث

(۶۸) عمدة القاری شرح صحیح بخاری للعلین	(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی
(۷۰) مرآۃ شرح مشکوٰۃ للقاری	(۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقططانی
(۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر معزز بن یزید	(۷۱) تیسر شرح جامع صغیر للناووی
(۷۳) کوکب الدہار شرح صحیح بخاری للکوفانی	(۷۴) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی

(۷۵) منہج شرح صحیح مسلم للقرطبی

کتاب فقہ

- (۷۶) ہدایہ
(۷۸) فتح القدر للمحقق
(۸۰) سلیبہ شرح غیہ للامام الحلبي
(۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق
(۸۳) رد المحتار علی الدر المختار
(۸۶) بدایہ شرح مواہب الرحمن کلاہما للطرابلسی
(۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی
(۷۹) کفایہ شرح ہدایہ
(۸۱) غنیہ شرح غیہ للمحقق الحلبي
(۸۳) طحاوی علی مرقا الفلاح للشریندلی
(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعلینی

کتب سیر

- (۸۷) مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ
(۸۹) صراط المستقیم للجد
(۹۱) مدارج النبوة لہ
(۹۳) اسعادت الراغبین للصبان
(۹۵) تاریخ ابن عساکر
(۹۷) روحی سبیل
(۸۸) شرح مواہب للزرقانی
(۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ
(۹۲) خمیس عذیاب بکری
(۹۴) روضة الاحیاء
(۹۶) روضة السبیل
(۹۷) امتاع الاسماع للقرطبی

کتاب عقائد و اصول و علوم شتی

- (۹۸) فقہ اکبر للامام عسکری
(۱۰۰) اصابہ فی تمیز الصحابہ للامام ابن حجر
(۱۰۲) افضل القرى لقرام القرى للامام ابن حجر
(۱۰۴) نسیم الریاض للحنفای
(۱۰۶) مجمع البحار للفتنی
(۱۰۸) التقرير والتحریر فی الاصول للعلامة ابن امیر الحاج
(۹۹) شرح المقامہ للعسکری الماتن
(۱۰۱) مسائل المختلف فی الدی الی علیہ علم الامام السیوطی
(۱۰۳) شرح شفا علی القاری
(۱۰۵) حنفی شرح اللمزید
(۱۰۷) ذرات الرحمت لبحر العلوم
(۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر

(۱۱۰) شرح تفسیر الفصول فی الاصول کلاماً للقرانی (۱۱۱) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مما خطب علیہ

تذیل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

- | | |
|----------------------------------|------------------------------------|
| (۱۱۲) شرح عقائد فلسفی | (۱۱۳) شرح صفات مذہبی |
| (۱۱۴) سیرت ابن ہشام | (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن |
| (۱۱۶) میزان الاعتدال | (۱۱۷) تقریب التہذیب |
| (۱۱۸) تقریب امام نووی | (۱۱۹) تدریب امام سیوطی |
| (۱۲۰) مسلم الثبوت | (۱۲۱) در مختار |
| (۱۲۲) تاریخ الخلفاء | (۱۲۳) تحفہ اشعار مشرعیہ |
| (۱۲۴) صحیح ابن حبان | (۱۲۵) القاب شیرازی |
| (۱۲۶) استیعاب الرواسع | (۱۲۷) معرقہ الصحابہ لابی نعیم |
| (۱۲۸) مسند الفردوس ویلی | (۱۲۹) خادم الامام بدر الدین الزکشی |
| (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی | |

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان
 آمین آمین الحمد للہ علی الاختتام
 ونسأله حسن الختام۔

اللہ تعالیٰ ایمان اور امان کے ساتھ ہمارا خاتمہ
 کرے، آمین۔ حسن اختتام رسالہ پر تمام تعریفیں
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے
 حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔ (ت)

پچھلے سوال باریوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجد رسالہ ہندو دھرم کا لکھا اور اس کا نام
 معتبر الطالب فی شیون ابی طالب رکھا، اب کہ وہ بارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے
 بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا اظہار فرمایا حسب حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط
 کافی کو کام میں لایا اور اسے اُس اجمال اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکینی طالب میں
 بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا۔ لہذا شروح الطالب فی مبحث ابی طالب اس کا نام رکھا
 اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام۔

والحمد للہ ولب الانعام وفضل سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انعام کا

المصلوة واکمل السلام علی سیدنا
محمد وعلیہ السلام وعلی آلہ
وصحبہ الغرہ الکرام وعلینا بہم و
لہم الی یوم القیمة آمین یا ذا الجلال
والاکرام، واللہ سبحنہ وتعالی اعلم
وعلمہ جبل مجدہ اقدس
احکم۔

ماکب ہے۔ اور افضل درود واکمل سلام جو
ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر جو کُل جہان کے بادی
ہیں، اور آپ کے روشن پیشانیوں والے اہل کرم
آل و اصحاب پر اور ان کے صدقے میں ہم پر اور
اُن کے لئے یوم قیامت تک ہمارے دعا قبول فرما
اسے بزرگی اور اکرام والے۔ اللہ سبحنہ و تعالیٰ
خوب جانتا ہے۔ اور اس کا علم اتم اور مستحکم
ہے۔ (ت)

ج۔ عبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بجملہ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ
شرح المطالب فی مبحث ابی طالب
ختم ہوا

نوٹ

جلد ۲۹ عقائد و کلام و دینیات کے عنوان پر اختتام پذیر ہوئی،
فتاویٰ رضویہ کی آخری جلد ۳۰ ان شاء اللہ تعالیٰ سیرت اور
فضائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر مشتمل ہوگی۔

رسالہ

حیۃ الموت

و بیان

سمیع الموت

۱۳۰۵ھ

حیات برزخی و سمیع موتی کا مدلل بیان

اعلیٰ حضرت اہم احمد رضا خان بریلوی مدظلہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈین لوہاری روڈ لاہور پاکستان